

ایک تاریخی علمی اور فکری کتاب

ازالۃ الضیق

بسیرة

شیخ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت و سوانح علمی و فکری اور مشہدین کے

تالیف

حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رگونی صاحب مدظلہ

محرر ماہنامہ الهلال مانچسٹر

باہتمام: حضرت مولانا حافظ محمد ہلال صاحب مظاہری

ناشر

إِدَارَةُ إِشَاعَةِ الْإِسْلَامِ

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

P. O. Box No. 36 Manchester M16 7AN (U.K.)

Tel : 0161 232 9851- 0771 315 5565



ازالۃ الضیق بسیرۃ سیدنا ابی بکر الصدیق	☆.....نام کتاب
مولانا حافظ محمد اقبال رگونی صاحب	☆.....مؤلف
(مدیر ماہنامہ الملل مانچسٹر)	
ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر	☆.....ناشر
گیارہ سو (۱۱۰۰)	☆.....تعداد
۵۱۲ صفحات	☆.....صفحات
حافظ محمد اقبال صاحب	☆.....کمپوزنگ
	☆.....قیمت

برطانیہ میں ملنے کے پتے

Hakeemul Umaat Academy P.O.Box 36 Manchester M16 7AN U.K
 Islamic Academy Manchester Upper Brook Street Manchester M13 9TD
 Islamic Dawah Academy 120 Melbourne Road Leicester LE2
 Masjid Khizra 85 Walmersley Road Bury (Lanca shaire)
 As-Salaam Center 14A Moss Road Stretford Manchester

پاکستان میں ملنے کے پتے

- (۱) صدیقی ٹرسٹ المنظر پارٹمنٹ ۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰
- (۲) حکیم الامت اکیڈمی ایف ۳..... ۲/۳..... ناظم آباد نمبر ۳..... کراچی ۱۸

ہندوستان میں ملنے کا پتہ

جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ضلع بھروچ گجرات انڈیا

انتساب

راقم الحروف اپنی اس تالیف کو حضرت الاستاذ مفکر اسلام

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب

دامت برکاتہم و عمت فیوضہم

اور والد گرامی

داعی اسلام جناب الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی

رحمة الله تعالى رحمة واسعة

کے نام معنون کرتا ہے جن کے آغاز کو اللہ تعالیٰ نے انتہا تک لانے کے لئے توفیق بخشی

اے اللہ تو ہماری اس محنت کو قبول فرما اور اس کا نفع عام اور تمام فرما

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ

منقبت سیدنا صدیق اکبرؓ

رسول اللہ کے اصحاب میں سب کامل مکمل ہیں
مگر افضل تو بعد انبیاء صدیق اکبر ہیں

صدیق کا ثانی کوئی کس طرح دکھائے
کون ایسا ہے جو بار نبوت کو اٹھائے

اخلاص واقرب کہا اور احسن واکرم کبھی
عظمت صدیق اکبر مرتضیٰ سے پوچھئے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

صدیق یار غار کی قسمت تو دیکھئے
پہلو میں آج تک ہیں پیمبرؐ لئے ہوئے

۳۱	ائمہ نے آپ کو کبھی مورد الزام نہیں بنایا	۳	انتساب
۴۱	کیا حضرت علی مرتضیٰ گنہ گار تھے ؟	۴	فہرست مضامین
۴۲	امام کیا شیطان کے قابو میں کبھی آئے ؟	۲۵	مقدمہ
۴۳	دور اول کے مسلمانوں پر جرح کا مقصد	۲۵	کتاب کا سبب تالیف والد گرامی کی ایک تمنا
۴۴	حضرت ابو بکر شیعہ روایات کی روشنی میں	۲۶	حضرت ابو بکر سب مؤمنوں سے افضل ہیں
۴۵	سب ائمہ عظمت صدیق کے قائل رہے	۲۶	حضرت ابو بکر خاتم النبیین کی اتباع میں
۴۶	مسلمانوں سے ایمانی اور اخلاقی تقاضا	۲۷	نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے
۴۷	سیدنا حضرت ابو بکر صدیق	۲۷	حضرت مجدد الف ثانی کا مکتوب
۴۸	حضرت ابو بکر صدیق کا نام و نسب	۲۹	حضرت ابو بکر حضور کی بلا فصل نصرت میں
۴۸	حضرت ابو بکر کے والدین کا تعارف	۲۹	حضرت ابو بکر سب امت سے افضل ہیں
۴۹	حضرت ابو قحافہ حضور کی خدمت میں	۲۹	حضرت عمر فاروق کا ارشاد
۴۹	حضرت ابو بکر کی والدہ کے لئے حضور کی دعاء	۳۰	صحابہ کرام و تابعین کا اجماع
۵۰	حضرت ابو بکر دور جاہلیت میں	۳۰	حضرت امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا بیان
۵۰	حضرت ابو بکر رؤساء عرب کی نظر میں	۳۱	حضرت امام شافعی اور امام احمد کا بیان
۵۰	زبیر بن بکار اور حافظ ابن عبد البر کا بیان	۳۲	علمائے اہل سنت کا اجماع
۵۱	محمد بن اسحاق اور علامہ جزری کا بیان	۳۲	حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کا بیان
۵۱	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۳	افضلیت صدیق پر شیخ الشیوخ کا بیان
۵۲	آپ کی حضورؐ سے پہلے سے دوستی تھی	۳۴	امت کے اکابرین کا اجماعی موقف
۵۲	حضرت خدیجہ کے ساتھ رشتہ میں واسطہ	۳۵	دور اول کے شیعہ علماء کا عقیدہ
۵۳	حافظ ابن کثیر اور حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان	۳۵	لیث بن سعد اور ابو اسحاق کی شہادت
۵۳	آپؐ نے دور جاہلیت میں بھی شرک نہ کیا	۳۶	حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۵۳	امام زہری اور امام سبکی شافعی کا بیان	۳۸	آپ پر لگے الزامات کا ایک مختصر جائزہ
۵۳	مجدد مائتہ دہم ملا علی قاری کا بیان	۳۹	الزام لگانے والوں سے ایک سوال
۵۴	آپ کی امت پرستی اور شراب نوشی سے نفرت	۴۰	حضرت علیؑ نے کبھی احتجاج کیوں نہ کیا

۱۲	۵۴	تاریخ اور شمارِ اب سے ایک لگا
۱۲	۵۴	آپ شرافت و حیاء کے پیکر تھے
۱۲	۵۴	آپ حضور کی رضا پائے ہوئے تھے
۱۲	۵۴	شہرحِ حقاری علامہ قسطلانی کی وضاحت
۱۲	۵۵	محدث کبیر مائلی قاری کا بیان
۱۲	۵۵	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ارشاد
۱۲	۵۵	آپ درجائیت میں بھی حضور کے ہمراہ
۱۲	۵۶	حضرت ابو بکر کی کسیت
۱۲	۵۶	واقعہ معراج کی تصدیق پر صدیق کا لقب ملا
۱۲	۵۶	حضور اکرم ﷺ کی شہادت
۱۲	۵۷	حضرت جبرئیل امین کا آپ کو صدیق بتانا
۱۲	۵۷	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت
۱۲	۵۷	حضرت امام محمد باقر کا بیان
۱۲	۵۸	آپ کو صدیق نہ کہنے والوں سے بیزاری
۱۲	۵۸	حضرت ابو جحش الثقفی کا خراج عقیدت
۱۲	۵۹	آپ کے صدیق ہونے پر امت کا اجماع ہے
۱۲	۵۹	مقام صدیق پر حضرت علامہ صاحب کا بیان
۱۲	۶۱	آپ کی سچے ہونے پر حضرت علی کی شہادت
۱۲	۶۲	 حضرت ابو بکر عتیق بھی تھے
۱۲	۶۲	حضرت ابو بکر کو عتیق کہنے کا سبب کیا
۱۲	۶۲	زید بن ابیہشک - حد کا بیان
۱۲	۶۲	 حد کا بیان
۱۲	۶۲	آپ و عتیق کا لقب حضور ﷺ نے دیا
۱۲	۶۲	حضرت مائلی اور حضرت ابن زبیر کی شہادت
۱۲	۵۴	آپ امیر الشاکرین سے بھی ملقب رہے
۱۲	۵۴	حضرت ابو بکر صدیق کا آسمانی نام حکیم تھا
۱۲	۵۴	حضرت جبرئیل امین کی شہادت
۱۲	۵۴	 حضرت ابو بکر کی ولادت سعید و
۱۲	۵۵	جہنم میں ہی بتوں سے طبعی بیزاری
۱۲	۵۵	حضرت ابو بکر کے والد اور والدہ کا بیان
۱۲	۵۵	حضرت ابو بکر کا حنیہ ام المؤمنین کی زبانی
۱۲	۵۶	غیر مسلم مؤرخ و اکثر اندر سے کی شہادت
۱۲	۵۶	حضرت ابو بکر کا پیش روزی
۱۲	۵۶	آپ حجاز کے معروف ہاجر اور امیر آدمی تھے
۱۲	۵۷	 حضرت ابو بکر کا ایمان کی سعادت پانا
۱۲	۵۷	آپ کو اللہ کے بارے میں کبھی شک نہ تھا
۱۲	۵۷	حضور ﷺ کا آپ کے ہاں اکثر آنا جانا تھا
۱۲	۵۸	حضور ﷺ کی دعوت فوراً قبول کر لیا
۱۲	۵۸	حضرت ابو بکر کے لئے چند نفی اشارات
۱۲	۵۹	یسودی عالم اور عیسائی راہب کی تعبیرات
۱۲	۵۹	آپ نے قبول اسلام میں کوئی تاخیر نہیں کیا
۱۲	۶۱	حضور خاتم النبیین ﷺ کی شہادت
۱۲	۶۲	آپ نے اسلام کی سچائی میں کبھی شک نہیں کیا
۱۲	۶۲	حکیم الامت حضرت عثمان غنی کا بیان
۱۲	۶۲	آپ کے قبول اسلام پر حضور کی مسرت
۱۲	۶۲	حضرت ابو بکر مردوں میں اول المسلمین رہے
۱۲	۶۲	حضرت علی اور حضرت اسماء کی شہادت
۱۲	۶۲	حضرت حسان اور حضرت ابو جحش کی شہادت

۸۷	حضرت شادونی اللہ محدث دہلوی کا ایک نکتہ	۷۲	آپ کے اول السالین ہونے پر اہم اشارہ
۸۸	حضرت ابو بکر کا ایمان بہت اعلیٰ درجہ کا تھا	۷۲	حضرت شادونی اللہ دہلوی کا چند آخرین بیان
۸۸	شیخین کے ایمان کی گواہی نبوی شہادت	۷۲	حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد مبارک
۸۸	حضور ﷺ کو آپ کے ایمان پر مکمل اعتماد تھا	۷۳	حضرت ابو بکر کی صحابیت کی الہی شہادت
۸۹	ابن عبد البر اور علامہ جزیری کی شرح حدیث	۷۳	صحابیت کے کہتے ہیں
۹۰	حضرت امام مسلم اور امام سیوطی کے بیانات	۷۵	حضرت علامہ خالد خرمیہ صاحب کا بیان
۹۰	شیخین کا ایمان یمن الیقین درجہ کا تھا	۷۵	حضرت ابو بکر صحابیت کی بلند ترین پدوی پر
۹۱	حضرت امام علی قاری کا بیان	۷۵	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۹۱	شیخین کے اہماء حضور کے نام کے ساتھ	۷۶	لفظ صاحب حضرت ابو بکر کی مدح میں آیا ہے
۹۱	دین میں شیخین کی وقعت و اہمیت	۷۶	آپ صرف رفیق سفر نہیں صحابی رسول تھے
۹۱	شیخین قرب رسول کی دولت پائے ہوئے تھے	۷۷	سورہ توبہ میں صاحب کس معنی میں وارد ہے
۹۲	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۷۸	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عالمانہ بیان
۹۳	حضرت ابو بکر کے وزنی ایمان کی نبوی شہادت	۸۲	حضرت ابو بکر کی صحابیت کا ذکر کثرت ہے
۹۴	حضرت عمر فاروق کا ارشاد	۸۲	امام سفیان بن عیینہ اور علامہ جزیری کا بیان
۹۴	مصدق ایمان و یقین میں سب سے آگے	۸۳	علامہ بخاری اور علامہ ابن حجر کے فتاویٰ
۹۵	صدیق کے افضل الایمان ہونے کا سبب	۸۳	علامہ مناوی اور امام مالک علی قاری کے فیصلے
۹۵	حضرت محمد الف مہدی کا جواب	۸۳	قرآن میں صاحب سے صحابیت مراد ہے
۹۶	بجز حضرت ابو بکر صدیق کی تبلیغی مساعی	۸۳	حضرت ابو بکر اعلیٰ درجہ کے صحابی رسول ہیں
۹۶	دعوت و تبلیغ میں حضور ﷺ کے ہر اور بنا	۸۴	حافظ ابو نعیم اصفہانی کا بیان
۹۶	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۸۵	حضرت ابو بکر کی دعوت و تبلیغ کے اثرات
۹۷	اسلام کے لئے تکلیفیں نہداشت کرنا	۸۵	مکہ میں پہلی مسجد بنانے کا شرف پانچ والے
۹۷	حضور ﷺ کی نصرت میں آگے بڑھنا	۸۵	آپ کی دعوت سے مسلمان ہونے والے
۹۸	اسلام دشمنوں کا آپ کو تشدد کا نشانہ بنانا	۸۶	محمد بن اسحق اور علامہ جزیری کے بیانات
۱۰۰	حضور ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں	۸۷	شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بیان

۱۰۰	خواجہ ابو طالب کی شہادت	۱۵	حافظ ابن تیمیہ اور حضرت تھانوی کے بیانات
۱۰۱	کفار مکہ کا حضرت ابو بکر پر ظلم کرنا	۱۶	حضرت ابو بکر صدیق کی پہلی ہجرت
۱۰۱	صدیق مومن آل فرعون سے ہزار درجہ بہتر	۱۶	ابن الدغنه کا آپ کو ہجرت سے منع کرنا
۱۰۱	سیدہ حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۱۶	حافظ ابن کثیر کا بیان
۱۰۳	حضرت ابو بکر کی اسذمہ کے مالی قربانیاں	۱۷	کفار مکہ کا ابن الدغنه پر دباؤ اور آپ کی حیثیت
۱۰۳	پکا ہل اللہ اور رسول کی مدد میں خرچ ہوا	۱۷	حافظ ابو نعیم اسمعہانی کا شاندار بیان
۱۰۴	حضرت ابو بکر کا مال خدا کی رضا میں	۱۷	خاتم النبیین اور صدیق اکبر میں ایک سی جھلکیاں
۱۰۴	حضرت بلال کو بھاری رقم دے کر آزاد کرنا	۱۸	امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کا بیان
۱۰۴	حضور ﷺ پر چالیس ہزار غار کروئے	۱۹	حضرت ابو بکر کی ہجرت مدینہ منورہ
۱۰۴	حضور ﷺ مال ابو بکر کو اپنا ہی مانا سمجھتے تھے	۱۹	حضرت ابو بکر کو ساتھ لینے کی پیش گوئی
۱۰۴	آپ کا بیان کہ میرا مال حضور کے لئے ہے	۲۰	حضرت ابو بکر کے ساتھ ہونے کی آسمانی تائید
۱۰۵	آپ کی مالی قربانی پر حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۱	حضرت علی مرتضیٰ کا بیان
۱۰۶	حضرت عازمہ خالد محمود صاحب کا ایک نکتہ	۲۱	حضرت ابو بکر آپ کے مخلص دوست ہیں
۱۰۷	آپ کے مال سے حرمین کے مسلمانوں کو نفع	۲۱	تفسیر امام حسن عسکری کا ایک بیان
۱۰۸	آپ اس حال میں بھی رب ستہ راضی رہے	۲۲	ہجرت تاریخ کا ایک انتظامی واقعہ ہے
۱۰۸	حضرت ابو بکر کی فاقہ کشی کی ایک جھلک	۲۲	حضور ﷺ کے دل میں مکہ مکرمہ کی عظمت
۱۰۹	حضرت ابو بکر کی مالی خدمت کی نبوی شہادتیں	۲۳	آپ حضور کے ہجرت کے ساتھی ہیں
۱۱۰	حضرت ابو بکر کی مالی اعانت کی امتیازی شان	۲۳	معیت نبوی کی خبر سن کر رو پڑنا
۱۱۰	علامہ تورنیشی اور ابن تیمیہ کے بیانات	۲۳	آپ کے سب گمروا لے حضور کی خدمت میں
۱۱۵	مستشرق سرولیمو کا اعتراف	۲۳	شیعہ عالم علامہ علی بن عیسیٰ کا بیان
۱۱۵	انجیلی ویلز نور مسٹر ٹرنلڈ کے اعترافات	۲۴	سر تاج نبوت کو اپنے کندھوں پر اٹھالینا
۱۱۳	حضرت ابو بکر اور صدیق اکبر	۲۵	آپ کے لئے حضور ﷺ کی خصوصی دعا
۱۱۳	غار سے اترے اہل بیت پر صدیق اکبر کا مؤثر جواب	۲۶	حضرت ابو بکر غار ثور میں
۱۱۵	منہ ستا ہوا ہذا غار ثور میں	۲۶	کفار مکہ غار کے قریب پہنچ گئے

۱۲۶	آپؐ کو حضور ﷺ کے بارے میں تشویش
۱۲۶	حضور کی رفاقت اور مصاحبت خدا کا انتخاب تھا
۱۲۷	ہجرت کے وقت ملی بے مثال فضیلت
۱۲۷	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۱۲۸	آپؐ کی مخلصانہ خدمت کی نبوی شہادتیں
۱۳۰	امام حافظ ابن کثیر کا بیان
۱۳۰	بانی اسلام وغار و بدر و قبر
۱۳۱	حضرت ابو بکر کا مقام جاننے کی نبوی ہدایت
۱۳۲	حضرت ابو بکر کے بارے میں بد زبانی نہ کرو
۱۳۲	حضرت ابو بکر حضور ﷺ کو بہت محبوب تھے
۱۳۲	آپؐ حضور ﷺ کے قابل اعتماد ساتھی
۱۳۳	حضرت ابو بکر کا پورا گھرانہ قابل اعتماد تھا
۱۳۳	حضرت ابو بکر پر خدا کی حفاظت کا سایہ
۱۳۴	آپؐ کے سوا سب دروازے بند کرنے کا حکم
۱۳۴	حضرت امام مسلم کا بیان
۱۳۴	اہل مدینہ کا جوش مسرت اور سامان استقبال
۱۳۵	حضرت ابو بکر کی جاٹاری و وفاداری
۱۳۶	حضرت ابو بکر کے بیمار ہونے پر حضور کی دعا
۱۳۶	مدینہ منورہ کے لئے حضور ﷺ کی خاص دعا
۱۳۷	حضرت عائشہ کی رخصتی اور مہر کی ادائیگی
۱۳۷	مسجد نبوی کی زمین میں حضرت ابو بکر کا حصہ
۱۳۷	 حضرت ابو بکر کی غزوات میں شرکت
۱۳۷	غزوہ بدر میں حضرت ابو بکر کی خدمات
۱۳۷	عریشہ بدر میں حضور ﷺ کی معیت میں
۱۳۰	آپؐ کے لئے حضور ﷺ کی بھارت
۱۳۰	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان
۱۳۱	غزوہ بدر میں حضرت ابو بکر کی شجاعت
۱۳۱	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا اعتراف
۱۳۱	امام حافظ ابن تیمیہ حنبلی کا بیان
۱۳۲	حضرت ابو بکر اپنے بیٹے کے مقابل پر
۱۳۳	قرآن کریم کی شہادت
۱۳۳	حافظ محمد اسلم کا منظوم بیان
۱۳۳	غزوہ احد میں حضور ﷺ کی حفاظت کرنا
۱۳۴	غزوہ احد میں ابو سفیان کا آواز دینا
۱۳۴	حضرت ابو بکر کفار کے تعاقب میں
۱۳۵	نواب مہدی علی خان کا بیان
۱۳۵	غزوہ خندق میں حضور کے ساتھ ساتھ رہنا
۱۳۶	غزوہ حدیبیہ میں حضور ﷺ کے قدم قدم
۱۳۷	فتح مکہ کے وقت ملی خصوصی فضیلت
۱۳۸	حضرت ابو بکر غزوہ طائف میں
۱۳۹	حضرت ابو بکر کا بیٹا طائف میں شہید
۱۳۹	غزوہ تبوک میں آپؐ کی مالی قربانیاں
۱۳۹	حضرت عمر فاروق کی شہادت
۱۴۰	حافظ ابو نعیم اصفہانی کا بیان
۱۵۱	حضرت ابو بکر کی شان توکل
۱۵۲	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان
۱۵۲	حضرت ابو بکر و عمر کی اتباع کا حکم
۱۵۲	حضرت ابو بکر کی متعدد غزوات میں شرکت

۱۵۲	حضرت ابو بکر نے مسلمانوں کو سارا دیا تھا	۱۵۲	حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی کاہلیاں
۱۵۳	حضرت امام حافظ ابن قیم کا بیان	۱۵۳	حضرت ابو بکر نے کسی کتبوری نہیں لکھائی
۱۵۴	حضرت امام قرطبی کا بیان	۱۵۴	حضرت علامہ ابن جوزی کا بیان
۱۵۴	حضرت ابو بکر صدیق کا خطبہ	۱۵۴	حضرت علامہ جزوی رحمہ اللہ کا بیان
۱۵۴	حضرت ابو بکر سفید بنی سعد میں	۱۵۴	حضرت ابو بکر کئی غزوات میں سپہ سالار رہے
۱۵۴	حضرت ابو بکر کی صحابہ کے مجمع میں تقریر	۱۵۴	حضور ﷺ کی زندگی میں امامت کا شرف
۱۵۴	صحابہ کرام کا آپ کی بیعت کرنا	۱۵۴	حضرت ابو بکر کی امامت پر حضور کا خوش ہونا
۱۵۵	حضور نے حضرت ابو بکر کو بی بی پیشوا دیا تھا	۱۵۵	نبی کے قافلہ کی قیادت آپ کے سپرد کرنا
۱۵۵	حضرت علی مرتضیٰ کا قابل غوریان	۱۵۵	ایک نماز میں حضور ﷺ کے ساتھ اشتر اک
۱۵۶	حضرت ابو بکر کی بیعت کا اعتراف فرما	۱۵۶	حضور ﷺ کا آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا
۱۵۶	حضرت ابو بکر کو خلافت کی ترغیب نہ تھی	۱۵۶	حضرت علامہ طبری کا بیان
۱۵۶	کیا حضرت علی نے تاخیر سے بیعت کی؟	۱۵۶	آپ کو نماز کی امامت کا حکم حضور نے دیا تھا
۱۵۶	حضرت علی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے	۱۵۷	حضور ﷺ کے دصال پر آپ کی استقامت
۱۵۷	صحابہ میں حضرت ابو بکر سے بڑھ کر کوئی نہ تھا	۱۵۷	آپ حضور ﷺ کے مزاج شناس تھے
۱۵۷	حضرت امام شافعی کا بیان	۱۵۷	حضرت ابو سعید خدری کا بیان
۱۵۷	آپ کی خلافت پر قرآن کے اشارے	۱۵۷	آپ کے انظم الامت ہونے پر اسد نال
۱۵۸	شیخ بخاری امام ابو یوسف بن عیاش کا بیان	۱۵۸	شیخ الاسلام ذوالحجین نعیم کا بیان
۱۵۸	قرآن کی رو سے آپ کی خلافت صحیح اور برحق	۱۵۸	حضور کی وفات پر صحابہ کرام کا مجموعی حال
۱۵۹	حضرت ابو بکر کی خلافت پر قرآنی دلیل	۱۵۹	حضرت ابو بکر کی حضور کے گھر پر حاضری
۱۶۰	حضرت امام ابو الحسن اشعری کا بیان	۱۶۰	حضرت ابو بکر حضور کو ہار دینا
۱۶۱	حضرت ابو بکر کی خلافت پر نبوی اشارت	۱۶۱	حضرت ابو بکر کی نعمت طاری ہونا
۱۶۱	حضور نے کسی کو صراحتاً اپنا جانشین نہیں بتایا	۱۶۱	حضرت ابو بکر کا حضور اقدس سے خطاب کرنا
۱۶۱	حضور کی حضرت ابو بکر کے لئے تمنا تھیں	۱۶۱	حضرت ابو بکر کی ایام ولایت
۱۶۲	حضرت ابو بکر کو نماز کی امامت کا حکم دینا	۱۶۲	حضرت ابو بکر کی وفات کا واقعہ

۱۸۶	حضرت ابو بکرؓ کی اقتداء کا حکم نبوی	۱۷۵	حضرت علامہ محمد الدین جزری کا بیان
۱۸۷	شیخین کی اقتداء کیوں کی جائے؟	۱۷۵	حضرت امام طبری کا بیان
۱۸۷	حضرت علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۱۷۵	علامہ امیر علماء الدین کا بیان
۱۸۷	علامہ عزیزی اور علامہ مناوی کا بیان	۱۷۶	امام جلال الدین سیوطی کا بیان
۱۸۸	حضرت امام شاہ ولی اللہ کی نکتہ آفرینی	۱۷۷	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت
۱۸۹	حضرت ابو بکرؓ نے حضور کے بعد ڈول کھینچا	۱۷۷	سیدنا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کا جواب
۱۸۹	حضور ﷺ کا ایک خواب دیکھنا	۱۷۸	حضرت ابو بکرؓ کو امام بننا الہی حکم سے تھا
۱۸۹	حضرت علامہ بدر الدین عینی کا بیان	۱۷۹	حضرت علامہ مناوی کی شرح حدیث
۱۹۰	حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی کا بیان	۱۷۹	آپ کے لئے وصیتی تحریر کی خواہش
۱۹۰	حضرت ابو بکر صدیقؓ کا محبوب شخصیت ہونا	۱۷۹	ام المؤمنین حضرت عائشہ کا بیان
۱۹۰	حضور کو حضرت ابو بکرؓ بہت محبوب تھے	۱۸۰	عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلانے کا حکم
۱۹۰	شارح مسلم امام مسلم کا بیان	۱۸۰	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۱۹۱	دور نبوی میں بھی حضرت ابو بکرؓ کی افضلیت	۱۸۱	حضور ﷺ نے وصیت کیوں نہ لکھی؟
۱۹۱	حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان	۱۸۱	آپ کی خلافت نص خفی سے ثابت ہے
۱۹۱	حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۱۸۲	حضرت امام ابوالعلی قاری کا بیان
۱۹۲	حضرت علی نے یہ بات تقیہ نہیں کہی	۱۸۲	اپنے بعد ابو بکر کے پاس جانے کا حکم دینا
۱۹۳	حضرت عمر فاروقی کی شہادت	۱۸۳	صحیح بخاری کی ایک روایت
۱۹۳	حضرت ابو بکرؓ سے زیادہ درجہ دل تھے	۱۸۳	حضرت امام شافعی کی شرح حدیث
۱۹۳	حضرت ابو بکرؓ کی ایک امتیازی شان	۱۸۳	علامہ امام امیر الدین کلاب
۱۹۴	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۱۸۳	علامہ محبت طبری کا بیان
۱۹۵	حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم	۱۸۴	امام ابن حزم ظاہری کا بیان
۱۹۵	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان	۱۸۴	حضرت ابو بکرؓ کے پاس زکوٰۃ بھیجنے کا حکم نبوی
۱۹۶	حضرت امام ابو حاتم رازی کا بیان	۱۸۵	میرے بعد ابو بکرؓ تیرا کام پورا کرے گا
۱۹۶	حضرت ابو بکرؓ کے دروازہ کھلا رکھنے کا سبب	۱۸۵	حضرت امام شاہ ولی اللہ کا بیان

۲۱۳	۱۹۶	حضرت علامہ عزیزی کا بیان
۲۱۵	۱۹۶	امام حافظ ابن کثیر اور امام سیوطی کا بیان
۲۱۶	۱۹۷	دروازہ بند کرنے سے مراد کیا ہے
۲۱۷	۱۹۹	علامہ محبت طبری اور علامہ عینی کا بیان
۲۱۸	۲۰۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۲۱۹	۲۰۰	حضرت علی کے لئے دروازہ کیوں کھلا تھا؟
۲۲۰	۲۰۱	علامہ عینی اور حافظ ابن حجر کا بیان
۲۲۱	۲۰۳	ابو بکرؓ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کے دینی اثرات
۲۲۲	۲۰۵	یہ امت خلافت کے سایہ میں چلی ہے
۲۲۳	۲۰۶	حضرت ابو بکر کی تاریخ ساز خدمات
۲۲۴	۲۰۶	حضور ﷺ کی تدفین کا معاملہ
۲۲۵	۲۰۷	نبی جہاں فوت ہو وہیں دفن ہوتا ہے
۲۲۶	۲۰۸	حضرت عائشہ صدیقہ کا ایک خواب
۲۲۷	۲۰۸	حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر کی عظمت
۲۲۸	۲۰۸	حضور کے بدن سے لگی خاک کا مقام
۲۲۹	۲۰۹	اکابر علماء دیوبند کا اجماعی عقیدہ
۲۳۰	۲۰۹	حضرت مولانا خلیل احمد کا بیان
۲۳۱	۲۰۹	شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کا بیان
۲۳۲	۲۱۰	سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا پہلا خطبہ
۲۳۳	۲۱۱	مختصر جملوں میں کام کی باتیں
۲۳۴	۲۱۲	میں تمہارا امیر ضرور ہوں مگر برتر نہیں
۲۳۵	۲۱۲	نیکی کے کام میں مدد اور کجی میں روک تھام
۲۳۶	۲۱۳	سچائی امانت اور دروغ خیانت ہے
۲۳۷	۲۱۳	کمزور در حقیقت قوی اور قوی کمزور ہے
۲۳۸	۲۱۳	ترک جہاد کا ذلت آمیز انجام
۲۳۹	۲۱۳	بے حیائی بلائیں لاتی ہیں
۲۴۰	۲۱۳	اطاعت کرنے کے بنیادی اصول
۲۴۱	۲۱۳	سلسلہ وحی ختم ہو چکا ہے
۲۴۲	۲۱۳	عصمت صرف نبوت کے لئے
۲۴۳	۲۱۳	حضرت اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی
۲۴۴	۲۱۳	آپ کی استقامت و پختگی
۲۴۵	۲۱۳	حضور کے فیصلہ کو کسی صورت بدل نہیں سکتا
۲۴۶	۲۱۳	امیر وہی ہو گا جسے حضور ﷺ مقرر کر گئے
۲۴۷	۲۱۳	حضرت ابو بکر کے فیصلہ کا خوشگوار انجام ہوا
۲۴۸	۲۱۳	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۲۴۹	۲۱۳	انبیاء کرام کی وراثت کا مسئلہ
۲۵۰	۲۱۳	انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی
۲۵۱	۲۱۳	حضرت ابو بکر نے حضور کے طریقہ پر عمل کیا
۲۵۲	۲۱۳	آپ کی وضاحت سے ناراضگی جاتی رہی
۲۵۳	۲۱۳	حضرت علی نے ابو بکر کے فیصلہ کو برقرار رکھا
۲۵۴	۲۱۳	حضرت علی مرتضیٰ کے فیصلہ کن ارشادات
۲۵۵	۲۱۳	حضرت امام حسین کے پوتے امام زید کا بیان
۲۵۶	۲۱۳	میرا فیصلہ وہی ہوتا جو حضرت ابو بکر نے کیا
۲۵۷	۲۱۳	جمع قرآن کی سعادت پانا
۲۵۸	۲۱۳	قرآن کریم تدریجاً نازل ہوا ہے
۲۵۹	۲۱۳	قرآن کے کاتبین میں خلفائے راشدین بھی
۲۶۰	۲۱۳	قرآن کریم لکھنے کی کیفیت
۲۶۱	۲۱۳	حضور کا حضرت جبرئیل کے ساتھ دور قرآن

۲۲۷	حضرت ابو بکر اچھے حافظ قرآن تھے	۲۲۷	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد گرامی
۲۲۷	جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی شہادت	۲۲۸	مولانا قاضی امیر مبارک پوری کا بیان
۲۲۷	حضرت عمر فاروق کو حفاظت قرآن کی فکر	۲۲۸	حضرت ابو بکر نے سب فتنے مٹا دیے
۲۲۷	ابو بکر سے مشورہ کرنا اور انہیں قائل کرنا	۲۲۹	حضرت ابو بکر صدیق کی وفات
۲۲۸	اللہ کی جانب سے شرح صدر کی دولت	۲۲۹	حضرت ابو بکر حضور کی جدائی سے غمناک تھے
۲۲۸	زید بن ثابت جمع قرآن کی خدمت پر	۲۳۰	طیب بلانے والے کو روک دینا
۲۲۸	حضرت زید بن ثابت کا بیان	۲۳۰	حضور ﷺ کا ایک خواب مبارک
۲۲۹	حضرت ابو بکر کی حضرت زید کو اہم ہدایت	۲۳۱	ابو بکر کی خلافت کے بارے میں تشویش
۲۲۹	جمع قرآن کس کیفیت سے عمل میں آیا	۲۳۱	حضرت عمر فاروق کو اپنا جانشین بنانا
۲۲۹	حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کا بیان	۲۳۱	حضرت عمر کی سخت طبیعت کا جواب
۲۲۹	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا بیان	۲۳۱	حضرت عمر فاروق کی خلافت کا اعلان
۲۳۰	جمع قرآن کا سہرا حضرت ابو بکر کے سر رہا	۲۳۱	حضرت عثمان غنی سے وصیت لکھوانا
۲۳۲	حضرت علی مرتضیٰ کا خراج تحسین	۲۳۲	حضرت عمر فاروق کو بلا کر نصیحتیں کیں
۲۳۲	حضرت امام ابو نعیم اور علامہ جزری کا بیان	۲۳۲	حضرت عمر فاروق کے لئے خصوصی دعا کرنا
۲۳۲	شیخ الاسلام حضرت علامہ عینی کا بیان	۲۳۲	حضرت ابو بکر کی دعاؤں کے ثمرات و اثرات
۲۳۴	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا بیان	۲۳۲	شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کا بیان
۲۳۴	حضرت ابو بکر مائتین زکوٰۃ کے مقابلہ پر	۲۳۶	پرانے کپڑوں میں کفن دینے کی وصیت
۲۳۴	حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام کی رائے	۲۳۶	سنت کے مطابق کفن دینے کی ہدایت
۲۳۴	حضرت ابو بکر کا جرات مندانہ جواب	۲۳۷	قرض کی واپسی کا خصوصی اہتمام
۲۳۴	دین کا مال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا	۲۳۷	حضرت عائشہ پر شدت غم کے آثار
۲۳۵	حضرت ابو بکر کامیدان میں اترنا	۲۳۸	حضرت ابو بکر صدیق کا ارشاد
۲۳۵	حضرت علی حضرت ابو بکر کی حمایت میں	۲۳۸	حضور کی خدمت میں جلد حضور کی کا شوق
۲۳۶	حضرت علی کے ہاں حضرت ابو بکر کی اہمیت	۲۳۹	آخری لمحات میں کی جانے والی نصیحتیں
۲۳۶	حضرت ابو ہریرہ کا آپ کو خراج تحسین	۲۳۹	حضرت ابو بکر صدیق کی بتائی مناجات

۲۵۰	حضور کے قریب دفن ہونے کی پیش گوئی
۲۵۱	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت
۲۵۱	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی شہادت
۲۵۱	شیخین کا حضور ﷺ کے قریب رہنے کا واقعہ
۲۵۱	حضرت سعید بن المسیب کا استدلال
۲۵۱	حضرت ابو بکر صدیق جنت کے ٹکڑے میں
۲۵۲	حضور ﷺ کا ارشاد گرامی
۲۵۲	علامہ عزیزی اور امام ملا علی قاری کا بیان
۲۵۲	روضہ منظر زمین کا نہیں جنت کا حصہ ہے
۲۵۲	شیخین کریمین دو نبیوں کے درمیان
۲۵۳	روضہ مبارک سے حضرت ابو بکر کا تعلق
۲۵۳	امام محمد بن سیرین کا بیان
۲۵۳	علامہ سمہودی اور حضرت شاہ ولی اللہ کا بیان
۲۵۳	حضرت علامہ خالد محمود صاحب کا ارشاد
۲۵۳	شیخین کے لئے ایک خصوصی فضیلت
۲۵۳	حضور ﷺ اور شیخین ایک مٹی سے
۲۵۳	مولانا احمد رضا خان کا اعتراف
۲۵۳	شیعہ عالم ملا مقبول دہلوی کا اقرار
۲۵۳	شاہ ولی اللہ دہلوی کے بار یک نکات
۲۵۳	حضرت ابو بکر کی درویشانہ زندگی
۲۵۶	بعد کے خلفاء کے لئے ایک موقع امتحان
۲۵۶	حضرت ابو بکر پاک صاف دنیا سے گئے
۲۵۶	حضرت عمر فاروق کی شہادت
۲۵۶	حضرت ابو بکر نے دنیا سے کچھ نہ لیا
۲۵۰	حضرت ابو بکر صدیق کی آخری دعا
۲۵۱	حضرت ابو بکر کا جوار رحمت میں جانا
۲۵۱	حضرت ابو بکر کو شہادت کی موت کا ملنا
۲۵۱	غار ثور میں جانور کے ڈسے زہر کا بوٹنا
۲۵۱	حضرت عمر فاروق کا بیان
۲۵۱	آپ کے کھانے میں زہر دیا جانا
۲۵۲	آپ کے ساتھ شریک طعام کی شہادت
۲۵۲	حضور ﷺ کے کھانے میں زہر دیا جانا
۲۵۲	ایک یہودیہ عورت کا اعتراف جرم
۲۵۲	حضور ﷺ کا جبر سے متاثر ہونا
۲۵۳	آخری وقت میں حضور پر زہر کی شدت کا اثر
۲۵۳	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان
۲۵۳	حضور ﷺ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی
۲۵۳	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا حلیہ بیان
۲۵۳	حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کا بیان
۲۵۳	حضرت عمرو بن ہشام کا بیان
۲۵۳	حضرت علامہ شعبی کا تبصرہ
۲۵۳	حضرت ابو بکر کے انتقال پر ان کے والد کا بیان
۲۵۳	حضرت ابو بکر کو صحابہ کرام کا خراج تحسین
۲۵۳	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد
۲۵۳	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان
۲۵۶	حضرت عمر فاروق کا بیان
۲۵۶	لہذا دناؤلی امامت حضرت عمرؓ نے فرمائی
۲۵۶	روزہ شریف میں تہ فہین کی سعادت ملنا

۲۶۵	حضرت ابو بکر کی آخرت میں عجیب شان	۲۶۵	حضرت ابو بکر حضور کا ہاتھ پکڑے ہوئے
۲۶۶	علامہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی کا بیان	۲۶۶	ابو بکرؓ حوض پر حضورؐ کے ہمراہ ہوئے
۲۶۶	علامہ جزری اور حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۲۶۶	حضرت ابو بکر کو حضور ﷺ نے اپنا بھائی بنایا
۲۶۷	علامہ مناوی اور امام ما علی قاری کا بیان	۲۶۷	حضرت ابو بکر حضورؐ سے نہ جدا تھے نہ ہوئے
۲۶۷	حضرت ابو بکر اور ان کی جماعت حزب اللہ	۲۶۷	حجرو مبارک میں دفن ہونے کی خواہش
۲۶۷	حضرت ابو بکر پر محبت الہی کا سایہ	۲۶۷	حبیب کو اس کے محبوب کے پاس نے آؤ
۲۶۷	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا بیان	۲۶۷	حضرت ابو بکر صدیق کی ایک کرامت کا ظہور
۲۶۷	حضرت ابو بکر سے محبت رکھنے کی ترغیب	۲۶۷	حضرت امام فخر الدین رازی کا بیان
۲۶۷	حضرت ابو بکر کی خلافت کے وقوع کی دلیل	۲۶۷	حضرت ابو بکر کی بارگاہ ایزدی میں قدر
۲۶۸	حضرت شاہ ولی اللہ محدث کا بیان	۲۶۷	ابو بکرؓ کے صحابی ہونے قرآنی شہادت
۲۶۸	حضرت قتادہ و اور امام ضحاک کا بیان	۲۶۸	حضرت ابو بکر دو میں کے ایک ہیں
۲۶۸	حضرت امام بیہقی کا بیان	۲۶۸	حضرت ابو بکر خدا کی حفاظت کے سایہ میں
۲۶۹	حضرت ابو بکر کی شان تصدیق کی تعریف	۲۶۸	قرآن کریم کی شہادت
۲۸۰	حضرت علی مرتضیٰ کا حافیہ بیان	۲۶۸	حضرت ابو بکر کے کردار و اخلاص کی تعریف
۲۸۰	ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۲۶۸	مولانا اشتیاق احمد دیوبندی کا بیان
۲۸۰	امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۶۸	حضرت ابو بکر کا خود کو آیت کا مصداق بتانا
۲۸۱	شیعہ عالم علامہ طبرسی کا اعتراف	۲۶۸	اؤ یقول لصاحبہ آیت پڑھنے پر رو پڑنا
۲۸۱	صاحب فضیلت ہونے کی قرآنی شہادت	۲۶۸	حضرت ابو بکر تو ادا ہیں
۲۸۲	حضرت مسطح کی مالی امداد و گنتی کر دینا	۲۶۸	حضرت علی مرتضیٰ کا بیان
۲۸۲	امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۶۸	مصاحبت کی یہ فضیلت صرف آپ کو ملی ہے
۲۸۲	حافظ ابن کثیر اور علامہ آلوسی کا بیان	۲۶۸	علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا بیان
۲۸۲	ابو الفضل سے آپ کی افضلیت پر استدلال	۲۶۸	علامہ امام جلال الدین سیوطی کا بیان
۲۸۳	امام فخر الدین رازی کا بیان	۲۶۸	حضرت ابو بکر کی صحابیت کا انکار کفر ہے
۲۸۳	فضل سے دینی فضیلت مراد ہے		

۳۰۱	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر	۳۰۱	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۱	آپؐ کے لئے جنت میں مہمانی کا بیان	۳۰۱	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۲	شیخہ عالمہ عابدہؓ کی شہادت	۳۰۲	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۲	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر	۳۰۲	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۲	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر	۳۰۲	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۳	صحابہ کے دلوں میں حضرت ابو بکرؓ کی عظمت	۳۰۳	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۳	امام حافظ ابن تیمیہ کا بیان	۳۰۳	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۵	سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا بیان	۳۰۵	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۵	حضرت ابو بکرؓ جیسا اور کوئی نہیں ہے	۳۰۵	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۵	حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت و عظمت کا اعتراف	۳۰۵	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۶	آپؐ کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ دلآویز	۳۰۶	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۶	حضرت ابو بکرؓ ہم میں سب سے بہتر ہیں	۳۰۶	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۶	حضرت ابو بکرؓ ہمارے محبوب اور سردار ہیں	۳۰۶	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۷	حضرت ابو بکرؓ کا ایمان و یقین بہت بھاری ہے	۳۰۷	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۷	ابو بکرؓ نیکی کے کاموں میں سب سے آگے	۳۰۷	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ حضورؐ کی جانشینی کے مستحق ہیں	۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۸	کاش میں ابو بکرؓ کے سینہ کا ایک بال ہی ہوتا	۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کی ایک رات کتنی با عظمت تھی	۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کا ایک دن کس قدر با وقعت تھا	۳۰۸	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۰۹	حضرت بلالؓ کو آزاد کرنے پر تاثرات	۳۰۹	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۱۰	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد	۳۱۰	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۱۰	ابو بکرؓ کی استقامت نے ہم کو محفوظ رکھا	۳۱۰	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۱۱	ابو بکرؓ تین صاحب فراست افراد میں اول	۳۱۱	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر
۳۱۱	حضرت ابن مسعودؓ کا خوبصورت کلام	۳۱۱	حضرت ابو بکرؓ کو جس کو شہرے سے لے کر

حضرت امام محمد باقر کا ارشاد گرامی	۳۲۱	حضرت امام خاتم کا بیان	۳۲۱
حضرت امام محمد بن عبد اللہ بن حسن کا ارشاد	۳۲۱	حضرت معاویہؓ حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۱
حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی	۳۲۱	حضرت امان عمر کی حضرت ابو بکر سے عقیدت	۳۲۱
حضرت امام زید بن علی کا ارشاد	۳۲۱	مدینہ آنے پر پہلے روضہ الطہر پر حاضری دینا	۳۲۱
حضرت امام عبد اللہ مختص کا ارشاد	۳۲۱	پہلے حضرت ابو بکر کو سلام پیش کرنا	۳۲۱
حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نزول و احوال	۳۲۲	حضرت عزامؓ محبت طہری کا بیان	۳۲۲
والد و ام المؤمنین حضرت ام رومانؓ	۳۲۲	حضرت انسؓ حضرت ابو بکر و عمر کی محبت میں	۳۲۲
آپؐ حضور ﷺ کی خوش دامن ہیں	۳۲۲	آخرت میں تینوں کی معیت کی تمنا کرنا	۳۲۲
حضرت ام رومانؓ کی بیعت و ہجرت	۳۲۳	شیخ الاسلام علامہ عینی کا ایمان افروز بیان	۳۲۳
ہجرت کے وقت پیش آنے والا واقعہ	۳۲۳	حضرت عمرو بن العاصؓ کا ارشاد	۳۲۳
حضرت ام رومانؓ شک خانہ	۳۲۳	شیخین دنیا کے غریب میں نہ آئے	۳۲۳
حضور ﷺ نے جنازہ پڑھایا اور قبر میں ترے	۳۲۳	شیخین ہرگز نہ قصص الراءے نہ تھے	۳۲۳
حضرت ام رومانؓ اسلام کے لئے ستانی کنیز	۳۲۳	سیدہ حضرت ابو ہریرہؓ کا ارشاد	۳۲۳
زمین پر غور توں میں غور نہیں	۳۲۳	حضرت ابو بکر کی خلافت کا عظیم فائدہ	۳۲۳
تم کرو حضرت اہل بیتؑ نہیں	۳۲۴	حضرت حسنؓ بن ثابتؓ آپؐ کی عقیدت میں	۳۲۴
آپؐ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی بھانج ہیں	۳۲۴	حضرت ثمالہؓ یا سر کا کراخ عقیدت	۳۲۴
آپؐ نے دو مرتبہ ہجرت کی سعادت پائی	۳۲۴	ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے تاثرات	۳۲۴
آپؐ حضرت فاطمہؓ کے بہت قریب تھیں	۳۲۴	ائمہ اہلبیتؑ حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۴
حضرت فاطمہؓ کی آپؐ سے محبت	۳۲۴	سیدنا حضرت علیؓ مرتضیٰ کے مجاہد بیانات	۳۲۴
سیدہ فاطمہؓ کی تشویش اور آپؐ کی تسلی	۳۲۸	حضرت امام حسنؓ بن علیؓ کا ارشاد	۳۲۸
حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ کی والدہ کی ہریمیں	۳۲۹	حضرت امام محمد بن حنفیہؓ کا ارشاد	۳۲۹
حضرت اسماءؓ حضرت علیؓ کے نکاح میں آئیں	۳۲۹	حضرت امام زین العابدینؓ کا ارشاد	۳۲۹
حضرت ابو بکرؓ کا بیان حضرت علیؓ کی آغوش میں	۳۳۱	حضرت امام عبد اللہ بن حسنؓ کا ارشاد	۳۳۱
مکرر حضرت حبیبہ بنت خویلدہؓ	۳۳۲	حضرت امام عبد اللہ بن جعفرؓ کا ارشاد	۳۳۲

حضرت امام حاکم کا بیان	۳۲۱	حضرت امام محمد باقر کا ارشاد گرامی
حضرت معاویہؓ حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۱	حضرت امام محمد بن عبداللہ بن حسن کا ارشاد
حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو بکر سے عقیدت	۳۲۱	حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد گرامی
مدینہ آنے پر پہلے روضہ اطہر پر حاضری دینا	۳۲۱	حضرت امام زید بن علی کا ارشاد
پہلے حضرت ابو بکر کو سلام پیش کرنا	۳۲۱	حضرت امام عبداللہ محض کا ارشاد
حضرت علامہ محبت طبری کا بیان	۳۲۲	حضرت ابو بکر صدیق کی ازواج و اولاد
حضرت انسؓ حضرت ابو بکر و عمر کی محبت میں	۳۲۲	والدہ ام المؤمنین حضرت ام رومانؓ
آثرت میں شیخین کی معیت کی تمنا کرنا	۳۲۲	آپ حضور ﷺ کی خوش دامن ہیں
شیخ الاسلام علامہ عینی کا ایمان افروز بیان	۳۲۳	حضرت ام رومان کی بیعت و ہجرت
حضرت عمرو بن العاص کا ارشاد	۳۲۳	ہجرت کے وقت پیش آنے والا واقعہ
شیخین دنیا کے فریب میں نہ آئے	۳۲۳	حضرت ام رومان نیک خاتون
شیخین ہر گز تا قص الرائے نہ تھے	۳۲۴	حضور ﷺ نے جنازہ پڑھایا اور قبر میں اترے
سیدنا حضرت ابو ہریرہ کا ارشاد	۳۲۴	حضرت ام رومان اسلام کے لئے ستائی گئیں
حضرت ابو بکر کی خلافت کا عظیم فائدہ	۳۲۴	زمین پر عورتوں میں حور عین
حضرت حسان بن ثابتؓ آپ کی عقیدت میں	۳۲۴	تذکرہ حضرت اسماء بنت عیس
حضرت عمار بن یاسر کا اراج عقیدت	۳۲۶	آپ حضرت علی مرتضیٰ کی بھانج ہیں
ام المؤمنین حضرت عائشہ کے تاثرات	۳۲۶	آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی سعادت پائی
ائمہ اہلبیت حضرت ابو بکر کی عقیدت میں	۳۲۶	آپ حضرت فاطمہ کے بہت قریب تھیں
سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کے مجانبہ بیانات	۳۲۶	حضرت فاطمہ کی آپ سے محبت
حضرت امام حسن بن علی کا ارشاد	۳۳۸	سیدہ فاطمہ کی تشویش اور آپ کی تسلی
حضرت امام محمد بن حنفیہ کا ارشاد	۳۳۹	حضرت ابو بکر حضرت علی کی والدہ کی قبر میں
حضرت امام زین العابدین کا ارشاد	۳۳۹	حضرت اسماء حضرت علی کے نکاح میں آئیں
حضرت امام عبداللہ بن حسن کا ارشاد	۳۴۱	حضرت ابو بکر کا بیٹا حضرت علی کی آغوش میں
حضرت امام عبداللہ بن جعفر کا ارشاد	۳۴۲	تذکرہ حضرت حبیبہ بنت خاریجہ

۳۶۲	حضرت ابو بکر کا ذکر آسمانوں میں	۳۵۷	حضرت ام کلثوم کی ولادت کی پیشگوئی
۳۶۳	عرش کے سبز جوہر میں پہنکتا نام	۳۵۸	علم غیب خاصہ خداوندی ہے
۳۶۵	حضرت ابو بکر کا تذکرہ کتب سابقہ میں	۳۵۸	حضرت ابو بکر کی بات بطور الہام کے تھی
۳۶۵	یمن کے ایک اہل کتاب عالم کا بیان	۳۵۸	یہ اعلیٰ درجہ کی فراست اور کرامت ہے
۳۶۵	شام کے حیرت انگیز کا بیان	۳۵۸	حضرت ابو بکر کی ولادت کا تعارف
۳۶۷	حضرت عمر کے ہاں آئے وفد کا بیان	۳۵۸	تذکرہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق
۳۶۷	شاہ روم ہر قل کا بیان	۳۵۸	آپ طائف کے غزوہ میں شریک تھے
۳۶۸	پشیمان نام ہمارا جانے ہے	۳۵۹	آپ کا شمار شہدائے طائف میں ہوتا ہے
۳۶۸	گلاب کے درخت پر صدیق کا نام	۳۵۹	حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق
۳۶۸	عمور یہ شہر کے کلیسا میں تذکرہ صدیق	۳۵۹	آپ بڑے بہادر اور تیر انداز تھے
۳۶۹	خائفے راشدین کی عظمت پہلی کتابوں میں	۳۵۹	تذکرہ حضرت محمد بن ابی بکر
۳۷۰	صدیق اکبر کی نظر آئینہ رسالت پر	۳۵۹	آپ حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں پلے
۳۷۱	حکیم الامت حضرت تھانوی کا ایک بیان	۳۶۰	تذکرہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ
۳۷۱	صدیق اکبر آقائے دو جہاں کے حضور	۳۶۰	آپ قدیم الاسلام ہیں
۳۷۱	آپ حضور ﷺ کے سچے عاشق تھے	۳۶۰	حضرت اسماء کی زندگی درویشانہ تھی
۳۷۱	حضرت ابو بکر کے عشق کا حیران کن واقعہ	۳۶۰	خطیب تبریزی کی ایک رائے
۳۷۲	حکیم الامت حضرت تھانوی کا ایک بیان	۳۶۱	تذکرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
۳۷۲	حضور اور اسلام پر ہر چیز قربان کرنا	۳۶۱	آپ سب مؤمنوں کی ماں ہیں
۳۷۲	حضور ﷺ سے سچی محبت	۳۶۱	قرآن وحدیث میں آپ کے فضائل
۳۷۳	حضور ﷺ کی فکر اور آپ کا دھیان رکھنا	۳۶۱	تذکرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر
۳۷۶	حضور ﷺ کی خوشی میں خوش ہونا	۳۶۱	آپ حضرت حبیبہ کی صاحبزادی تھیں
۳۷۶	حضور ﷺ کو راحت پہنچانے کا خیال رکھنا	۳۶۲	بیت الایمان اور خوش قسمت خاندان
۳۷۷	حضرت ابو بکر کا فتانی الرسول ہونے کا مرتبہ	۳۶۲	مسلمانوں میں ایک تاریخی اور نادر خاندان
۳۷۷	حضور ﷺ کے قرب کی دولت پانا	۳۶۳	حضرت ابو بکر کے فضائل و خصائل

حضرت ابو بکر معی تھے احدی نہ تھے	۳۷۷	حضرت ابو بکر کا امام حسن کو بپار کرنا
حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کا بیان	۳۷۷	امام حسین کو قیمتی تحفہ دینا
حکیم الامت حضرت تھانوی کی تشریح	۳۷۷	حضور ﷺ کے اقرباء سب سے پہلے ہیں
حضرت ابو بکر کا ادب رسول	۳۷۸	حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھنا
حضور ﷺ کا ہمیشہ احترام رکھنا	۳۷۸	حضور سے حضرت ابو بکر کی رشتہ داریاں
حضور کا رشتہ اپنے رشتہ سے مقدم سمجھنا	۳۸۰	حضور خاتم النبیین حضور ﷺ کے داماد ہیں
حضور ﷺ کے خادم اور غلام بن کر رہنا	۳۸۰	آپ کا نکاح میں حضرت علی کی بیعت کا آنا
حضرت ابو بکر کا غایت ادب	۳۸۰	آپ کے بعد پھر حضرت علی سے نکاح کرنا
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۳۸۰	حضرت ابو بکر کی پڑپوتی امام جعفر کی ماں ہیں
حضرت ابو بکر کا کمال فہم	۳۸۱	حضرت ابو بکر امام جعفر کے نانا ٹھہرے
حضرت ابو بکر کا حضور کی یاد میں روتے رہنا	۳۸۲	حضرت ابو بکر نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے
حضرت ابو بکر کا اہل بیت سے تعلق	۳۸۲	حضرت امام جعفر صادق کا بیان
آپ کا اہل بیت کا ادب و احترام کرنا	۳۸۳	امام حسن کا خاندان صدیقی سے رشتہ داریاں
حضرت علی ابو بکر کی کابینہ کے رکن تھے	۳۸۳	خاندان نبوی میں ابو بکر و عمر نام
آپ کی اہلیہ کا حضرت فاطمہ کے گھر آنا جانا	۳۸۳	حضرت ابو بکر کا معاملات میں فیصلہ کا طریقہ
حضرت سیدہ فاطمہ کی وصیت	۳۸۳	حضرت ابو بکر مجتہد تھے
حضرت فاطمہ کی شادی میں آپ کا حصہ	۳۸۴	آپ کے مشیروں میں اہل رای
حضرت فاطمہ کے جہیز کا سامان خریدنا	۳۸۴	اہل رای کون ہیں
حضرت فاطمہ کی تیمارداری کرنا	۳۸۴	خلفائے راشدین اہل رای میں سے
حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ پڑھانا	۳۸۵	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا بیان
امام جعفر بن محمد کی شہادت	۳۸۵	مجتہدین حضرت ابو بکر کے نقش قدم پر
امام زین العابدین کی شہادت	۳۸۵	حضرت شاد ولی اللہ محدث کا بیان
امام ابراہیم نجفی کا بیان	۳۸۵	حضرت ابو بکر صاحب افتاء میں سے
جنازہ میں چار تکبیرات کہنا	۳۸۵	حضرت عبداللہ بن عمر کی شہادت

۳۹۳	حضرت علامہ ابن تیمیہ کا بیان	۳۰۲	شرح صدر کی حقیقت
۳۹۴	حضرت ابو بکر کی رائی و قول کی اہمیت	۳۰۶	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان
۳۹۴	علم تعبیر میں مہارت	۳۰۲	خلافت فاروقی امام اہلی کی روت
۳۹۵	آپ دور نبوی میں تعبیر بتاتے تھے	۳۰۳	موت کے وقت زنی کی پیدائش کا امام
۳۹۵	آپ امت کے بڑے مہر تھے	۳۰۳	حضرت ابو بکر صدیق کا علم و تواضع
۳۹۶	خواب اور اس کی تعبیر کے چند واقعات	۳۰۴	اپنے کو لوگوں سے برتر نہ جانتا
۳۹۶	حضور ﷺ کے خواب کی تعبیر	۳۰۵	تقریف کرنے پر کوشش دعا کی جائے
۳۹۶	حضور ﷺ کے سامنے دی گئی تعبیر	۳۰۵	حضرت ابو بکر غرور سے دور تھے
۳۹۷	حضرت خالد کے خواب کی تعبیر	۳۰۵	حضرت خاتم النبیین کی شہادت
۳۹۸	حضرت عائشہ صدیقہ کے خواب کی تعبیر	۳۰۵	اہم شہادوں اللہ اور شاہ عبدالغنی کا بیان
۳۹۸	ایک اور شخص کے خواب کی تعبیر	۳۰۶	سواری کی جائے پیدل چلنا
۳۹۸	درخت کے ستر پتوں کی تعبیر	۳۰۶	برائے کئے والے پر سختی نہ کرنا
۳۹۹	خون کا پیشاب کرنے کی تعبیر	۳۰۶	یہ صرف خاتم النبیین کا حق ہے
۳۹۹	حضرت ابو بکر صدیق کی روحانی بلندی	۳۰۷	حضرت ابو بکر کی عبادت کا ایک منظر
۳۹۹	آپ کی روحانیت عجیب شان کی تھی	۳۰۷	مناوت کے وقت رو پڑنا
۳۹۹	امام ابو بکر بن عیاش کا بیان	۳۰۷	نماز میں دھیان صرف خدا کی طرف رہنا
۳۹۹	آپ کے خلوص اور محبت الہی کی شان	۳۰۸	رات بھر عبادت کرنے کا ذوق و شوق
۳۹۹	علامہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ کا بیان	۳۰۸	حضرت ابو بکر صائم الہمار رہتے تھے
۴۰۰	شیخ ابو نصر سراج طوسی کا بیان	۳۰۸	حضرت ابو بکر صدیق کا زہد و تقویٰ
۴۰۰	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان	۳۰۹	رزق حلال کا خصوصی اہتمام
۴۰۱	حضرت ابو بکر امت کے پہلے امام	۳۰۹	مشہدات سے حفاظت میں رہنا
۴۰۱	حضرت ابو بکر کے دل پر فزونی والی باتیں	۳۱۰	حضرت ابو بکر کے تقویٰ کے اثرات
۴۰۱	سیدنا حضرت عمر فاروق کی شہادت	۳۱۰	حضرت اسماء کا مال لینے سے اجتناب
۴۰۲	مانعین زکوٰۃ کے بارے میں شرح صدر ہونا	۳۱۰	حضرت اسماء کی وجہ سے آیات قرآنی کا اثر

حضرت ابو بکر صدیق کی شان کرامت	۴۱۱	حضرت ابو بکر صدیق کا خوف و خشیت
کہانا و قدرت بڑھ چکا	۴۱۱	عظیم ترین خوف اور عظیم ترین رجا
آپ کی وفات پر مدینہ میں زلزلہ آیا	۴۱۱	کاش کہ میں درخت کا پتہ ہوتا
حضور ﷺ کے وفات والے دن وفات پڑا	۴۱۱	خوف کا سبب خدا کے حضور پیشی تھا
حضرت جبریل امین کا آپ کے پاس آنا	۴۱۲	زبان کی حفاظت کی تاکید
حضرت ابو بکر کے لشکر کی کرامت	۴۱۳	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
حضرت علاء دین حضرمی کی کرامت	۴۱۴	دنیا اپنی مثالی صورت میں سامنے نہ آئی تھی
سامان سے لدے جانوروں کا فرار	۴۱۵	ہنس بد رو کا علیٰ مناصب نہ دینے کی حکمت
حضرت علاء دین حضرمی کا خطاب	۴۱۶	حضرت ابو بکر صدیق کی رقت قلبی
فرار ہونے والے جانوروں کی واپسی	۴۱۶	سورہ زلزلہ نے مجھے رلا دیا ہے
سحر میں خاص پانی کا نکل آنا	۴۱۷	حضرت ابو بکر کی خدمت خلق کا منظر
دریا میں زمین کی طرح چھتے ہوئے جانا	۴۱۸	حضور ﷺ کے معمول کا تسلسلہ رکھنا
حضرت ابو بکر صدیق کا شکر خدا کو اکرنا	۴۱۹	ابو بکر پہلے کی طرح خدمت کرتا رہے گا
ایک راہب کا قبول اسلام	۴۲۰	حضرت ابو بکر کی جرات و شجاعت
انسان ایمان کے یقین کی قوت	۴۲۰	حضرت بھی مرتضیٰ کی شہادت
حضرت ابو بکر اکابرین امت کی فخر میں	۴۲۰	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان
حضرت امام مسروق کا بیان	۴۲۰	ایک شبہ اور اس کا جواب
حضرت امام سعید بن الصبیح کا بیان	۴۲۱	شجاعت امراء اور شجاعت قلیان میں فرق
حضرت امام ہر اثم قمی کا بیان	۴۲۱	شجاعت صدیق کی ایک جھلک
حضرت عداۃ شعیبی کا بیان	۴۲۲	حضور ﷺ کی وفات پر مستقل مزاج رہنا
حضرت امام قاسم بن محمد کا بیان	۴۲۳	جیش اسلام کے مسئلہ پر استقامت رکھنا
حضرت امام محمد بن سیرین کا بیان	۴۲۴	مالعین زکوٰۃ کے خلاف قدم پیچھے نہ کرنا
حضرت امام ربیع بن انس بصری کا بیان	۴۲۵	خداقت صدیقی سبب خلافتوں سے افضل
حضرت امام ابو حصین کا بیان	۴۲۶	حکیم الامت حضرت تھانوی کا بیان

۴۵۹	حضرت ابو بکر صدیق کے ملفوظات	۴۳۷	حضرت امام ابو حنیفہ کا ارشاد
۴۵۹	حضرت ابو بکر کے دس ارشادات	۴۳۸	حضرت ابو بکر صدیق کے خطبات
۴۶۰	حضرت ابو بکر کی ۱۰ باتوں اور دعائیں	۴۳۸	خطبہ بر وصال نبوی ﷺ
۴۶۱	سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور مائین زکوٰۃ	۴۳۹	خطبہ بر بیعت خلافت
۴۶۱	ظہور ﷺ کی رحلت کے بعد کا حال	۴۴۰	اللہ سے ڈرتے رہنے کی تاکید
۴۶۱	حضرت عمرو کا بیان	۴۴۲	جہاد میں نیت پاک رکھنے کی تاکید
۴۶۲	حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان	۴۴۳	جو آج زندہ ہے کل مر جائے گا
۴۶۲	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان	۴۴۴	آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے جڑا رہے
۴۶۳	علاء الدین حزم ظاہری کا بیان	۴۴۵	آدمی کی فکر صرف ایک اللہ پر رہے
۴۶۳	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ارشاد	۴۴۶	دنیا کے بخشش سے آخرت کا سفر چھٹا
۴۶۴	صحابہ میں سے کوئی بھی غاظرانہ چلا	۴۴۶	خدا اور رسول کی مخالفت کا خوفناک انجام
۴۶۴	حضرت امام خطابی کا بیان	۴۴۷	اللہ کا نور کبھی بھٹکنا نہیں جائے گا
۴۶۴	سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال	۴۴۸	اللہ کے انعامات ہمارے اعمال پر بھاری
۴۶۵	آپ کی خدمت میں ایک درخواست	۴۴۹	مؤمن میں خوف اور امید دونوں رہیں
۴۶۵	حضرت ابو بکر صدیق کا جرات مندانہ خطاب	۴۵۰	حضرت ابو بکر صدیق کے مکتوبات
۴۶۷	مکرمین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا اعلان	۴۵۱	ایک حمایت اہم مکتوب
۴۶۸	دین مکمل اور سلسلہ وحی منقطع ہو چکا	۴۵۱	اہل یمن کے نام مکتوب
۴۶۹	مکرمین زکوٰۃ باغی نہیں مرتد تھے	۴۵۲	حضرت ابو بکر کی انصاف و وصایا
۴۶۹	مولانا عبدالشکور لکھنوی کا بیان	۴۵۲	حضرت عمر فاروق کے نام مکتوب
۴۸۱	حکیم الامت حضرت تھانوی کا ارشاد	۴۵۳	حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب
۴۸۱	ضروریات دین کا منکر اہل قبلہ میں سے نہیں	۴۵۳	حضرت یزید بن مثنیان کے نام مکتوب
۴۸۱	مؤرخ زید شلبی اور محمد حسین جیکل کا بیان	۴۵۶	حضرت عمرو بن العاص کے نام مکتوب
۴۸۲	مکرمین زکوٰۃ کی سزا	۴۵۸	حضرت ابو بکر کی قیمتی ہدایات
۴۸۲	امام طبری اور امام ابو بکر جصاص کا بیان	۴۵۸	حضرت اسامہ کے لشکر کو نصیحتیں

۱	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت	۳۸۳	ما نعیان زکوٰۃ، مہجاری اور ان کے شیخ کے ہاں
۲	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی شہادت	۳۸۴	باہل کے خلاف ایٹھا مسلمانوں کی ذمہ داری
۳	حضرت امام ملا علی قاریؒ کا بیعت	۳۸۴	ضروریات دین کے ایک جزء کا انکار کفر
۴	خلفائے راشدینؓ کی سنت واجبہ الایمان	۳۸۴	امام محمد بن حسن ثیبیؒ کی بیعت
۵	خلفائے راشدینؓ کی رائے کا حجت ہونا	۳۸۵	ما نعیان زکوٰۃ سلف صالحین کی نظر میں
۶	حضرت شاد ولی اللہ محدثؒ کا ارشاد	۳۸۵	حضرات شیخین کے اختلاف کی نوعیت
۷	حضرت ابو بکر کا حدیث رسول سے استدلال	۳۸۶	حضرت ابو بکر صدیقؓ کا استدلال
۸	قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات	۳۸۷	حضرت ابو بکر کا قیام سے استدلال
۹	اپنے کو مسلمان کہنے کیادو مرتبہ نہیں ہو سکتا	۳۸۷	قیصران مت شاد ولی اللہ کا بیان
۱۰	قادیانیوں اور مسلمانوں میں اصولی اختلاف	۳۸۸	صحابہ کرام کا حضرت ابو بکر سے اتفاق کرنا
۱۱	حکیم نور الدین اور مرزا بشیر الدینؒ کا بیان	۳۸۸	حضرت ابو بکر صدیقؓ مقام محبوبیت میں
۱۲	مرتد سیکے کھلم کھلا ملت بدلت ضروری نہیں	۳۸۹	قرآن کریم کا بیان
۱۳	علامہ محمد اقبالؒ کے والد پر قادیانی غصب	۳۹۰	امام حسن بصریؒ کا شیخ ابو نضر بن یزید کا بیان
۱۴	ڈاکٹر عبدالنجم کو قادیانیوں کا مرتد ہونا	۳۹۰	حضرت ابو بکر کو صحابہ کا خراج تمجید
۱۵	احل قبلہ کی تکفیر کا مسئلہ	۳۹۱	حضرت عمر فاروقؓ کا خراج عقیدت
۱۶	قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا غلط استدلال	۳۹۱	حضرت ابو بکر کا تھچوہر لینا
۱۷	احل قبلہ کا معنی و مطلب	۳۹۲	سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا ارشاد
۱۸	امام ملا علی قاریؒ اور علامہ ابن حزمؒ کا بیان	۳۹۲	سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد
۱۹	علامہ النور شاد کشمیریؒ کا ارشاد	۳۹۳	سیدنا حضرت ابو بکرؓ کا ارشاد
۲۰	احل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب	۳۹۳	حضرت شاد ولی اللہ محدثؒ کا ارشاد
۲۱	حضرت علامہ بدریؒ الدین ثینیؒ کا بیان	۳۹۳	شیخ عبدالرحمن بن اسلمؒ کا ارشاد
۲۲	امام ملا علی قاریؒ کا ارشاد	۳۹۵	ایک سوال اور اس کا جواب
۲۳	کیا قادیانی اہل قبلہ میں داخل ہیں؟	۳۹۵	کلمہ گو کے خلاف جہاد کی حیثیت
۲۴	دونوں کا یہ جواب پایا کرو تب سمجھو۔	۳۹۵	خلفائے راشدینؓ کے فیصلے سنت

29/11/2021

﴿ ۲۵ ﴾

﴿ ازالة الضيق بسيرة سيدنا ابی بکر الصديق ﴾

عظمان صبرا

مقدمہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

ایک طویل مدت گزری جب والد گرامی جناب الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۳۲۵ھ) نے اپنے قیام برما کے دوران حضرت ابو بکر صدیقؓ پر ایک بیس صفحات کا مضمون لکھا تھا آپ کی خواہش تھی کہ ان کا یہ مضمون مفکر اسلام استاذی المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ ایک مرتبہ ملاحظہ کر لیں آپ پھر اسے ماہنامہ الاسلام میں شائع کریں گے انہوں نے یہ ذمہ داری راقم کے سپرد کر دی راقم الحروف نے حسب حکم حضرت علامہ صاحب مدظلہ کی خدمت میں یہ مضمون اس گزارش کے ساتھ پیش کر دیا کہ اگر ہو سکے تو یہ مضمون جلد دیکھ کر روانہ فرماویں اتفاق کی بات کہ انہی دنوں حضرت موصوف کو اچانک ایک غیر ملکی دورہ پیش آگیا اور آپ اسے نہ دیکھ سکے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو والد محترم سفر آخرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ فاما للہ وانا الیہ راجعون

حضرت والد محترم مرحوم کے انتقال کے بعد راقم نے اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں یہ صفحات فائل ہی کی زینت بن کر نہ رہ جائیں مناسب سمجھا کہ اسے خود ہی دیکھ لیا جائے اور ماہنامہ الاسلام کی قرنی اشاعت میں اسے شامل کر دیا جائے اس غرض کے لئے جب راقم نے اس مضمون کو پڑھنا اور لکھنا شروع کیا تو اسے سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کرامت سمجھنے یا حضرت والد مرحوم کا اخلاص کہ پندرہ سولہ صفحات پر مشتمل مضمون چار سو سے زائد صفحات پر پھیلتا چا گیا جو اس

وقت آپ کے سامنے ایک مستقل کتاب کی صورت میں موجود ہے راقم الحروف کی کوشش یہ ہے کہ اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سب سے محبوب امتی اور عزیز ترین ساتھی سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی حیات مبارکہ کے ہر اس پہلو پر دلائل کے ساتھ بیان کیا جائے جس سے اہل سنت مسلمانوں کے عقائد نہ صرف یہ کہ محفوظ ہوں بلکہ ان میں اور چمک آئے اور ان کی عظمت اور محبت مسلمانوں کے دلوں میں اور زیادہ مستحکم ہو اور ان کے خلاف کما والی گستاخانہ زبان کم از کم اتنا سوچ لے کہ اللہ کے کلام اور پیغمبر آخر الزمان کے ارشادات۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کس مقام پر کھڑا بتلایا ہے اور ائمہ اہل بیت عظام ان کا کس قدر اہم کرتے تھے اور دل کی گہرائیوں سے ان کا احترام کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد مرحوم کی خواہش کی بھی تکمیل کی کہ یہ مضمون ایک دفعہ استاذی المکرم حضرت علامہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی نظر سے گزر جائے

راقم الحروف حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا انتہائی شکر گزار ہے کہ حضرت نے اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود ان اوراق پر نہ صرف یہ کہ نظر فرمائی بلکہ بہت مفید اور نہایت ہی اہم افاضات اور مشوروں سے بھی نوازا اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر و صحت پر برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے آمین

..... خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح تمام انبیاء و مرسلین۔ سردار اور سرتاج ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرات انبیاء و مرسلین کرام کے بعد سب مؤمنوں سے افضل و اعلیٰ ہیں آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے عقبہ پیشیمان اور سرمایہ عزت و ناز ہیں آپ حضور ﷺ کے بچپن اور جوانی کے دوست پھر پورے زمانہ اسلام کے دوست اور آخری آرمگاہ تک آپ کے نہایت قریب کے ساتھی ہیں آپ حضور ﷺ کے سب سے بہتر اور بزرگ امتی ہیں قرآن کریم نے حضرت ابو بکر کے مقام رفیع کی گواہی دی

آپ لکھتے ہیں کہ سلوک کا مرتبہ جو ہدایت اور ضرورت کا ہے یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور اسی کا نام صدیقیت ہے اسکے بعد جو مقام ہے وہ صرف نبوت کا ہے ایک پیغمبر کو وحی کے ذریعہ جن حقائق کا علم ہوتا ہے اور وہ اس کو دوسروں تک پہنچاتا ہے ایک صدیق اسکی تصدیق بے چوں و چیر کرتا ہے پیغمبر کی بیان کی ہوئی حقیقت میں ہی ما بعد الطبیعی اور بالائے فہم و قیاس ہو بہر حال صدیق کیلئے وہ ہدایتی مسیحی ہوئی ہے اور وہ اس کو سنتے ہی قبول کر لیتا ہے (مکتوبات مجدد الف ثانی - بخشہ اول) صدیق اکبر از مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۴۳۶

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں بہت قبولیت پائے ہوئے تھے، صدیقیت کے سب سے اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہو کر صدیق اکبر کے لقب سے ممتاز تھے۔
 ۱۱..... حضور اکرم ﷺ نے جب خدا کی توحید کا پرچم بلند فرمایا تو آپ پوری استقامت کے ساتھ اپنے محبوب آقا کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس راہ میں آنے والی پریشانیوں اور تکلیفوں، نہایت خندہ پیشانی سے استقبال کیا حضور ﷺ کی تکلیف آپ کے لئے ناقابل برداشت تھی حرج معلوم ہو تاکہ کوئی بد نصیب حضور ﷺ کو تکلیف دے رہا ہے آپ فوراً دوزے چنے آتے اور آپ کی حمایت و نصرت میں زبان کھولتے اور ہاتھوں سے اس تکلیف کو اور اس ظالم کو آپ سے دور رکھنے کی کوشش کرتے

۱۲..... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت و عقیدت حضرت ابو بکر صدیق کے دل میں اس قدر رچی بسی تھی جس کی نظیر نہیں ملتی اس پر آپ کی پوری زندگی گواہ ہے اور دوست دشمن سب ہی اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات اور مزاج و انداز کو اس شان سے اپنے اندر سمولیا تھا کہ دشمنان اسلام بھی یہ جان چکے تھے کہ پیغمبر کے بعد اس امت کی قیادت کس نے کرنی ہے اور کس نے اسلام کی کشتی

کو ساحل مراد تک پہنچانا ہے۔

..... حضور اکرم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اہل اسلام جن حالات سے دوچار ہوئے تھے وہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی اہم باب ہے ان سخت تر حالات میں اسلام کی حفاظت اور حضور ﷺ کی شریعت کو ٹھیک ٹھیک اسی حالت پر قائم رکھنے کی سعادت کا شرف اگر کسی کے نصیب میں آیا تو وہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی آپ نے جس جرات و ہمت اور استقلال و استقامت کے ساتھ اسلام کے دفاع کا فریضہ سر انجام دیا اس پر بڑے بڑے صحابہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ اگر اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ جیسی شخصیت نہ ہوتی اور آپ اس وقت اپنی ہاتھوں سے کام نہ لیتے تو دشمنان اسلام اپنے مذموم عزائم میں بہت دور تک جا چکے ہوتے اور پھر نہ معلوم اسلام کو کس شکل میں پیش کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے ادوار میں جب فتنوں کا عروج ہوا اور اہل اسلام مختلف آزمائشوں سے گزرے تو وہ کہہ اٹھے کہ ردۃ ولا ابا بکر لھا۔ ہائے افسوس کہ فتنے تو ابھر رہے ہیں مگر ان فتنوں کا تعاقب کرنے والا ابو بکر نہیں ہے۔

..... اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب شان سے نوازا تھا اور کیوں نہ نوازتا انہیں جو اپنے محبوب رسول خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھی اور ان کا نائب بنانا تھا حضور اکرم ﷺ جس مقام و مرتبہ اور عظمت و منصب کے حامل ہیں اللہ نے چاہا کہ ان کا ساتھی اور ثانی ان کا دوست اور محبوب بھی ایسا ہو جو خدا کے انبیاء و رسل کے بعد سب سے بہتر شخصیت اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والا ہو سو اللہ رب العزت نے یہ سعادت حضرت ابو بکر صدیق کو عطا فرمائی قرآن کریم نے بھی اس کی خبر دی اور لسان نبوت نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت فرمائی اور پھر حضور ﷺ کے صحابہ نے آپ کی عظمت و افضلیت کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور واضح کر دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے برابر کا کوئی دوسرا نہیں ہے۔

اس امت میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے بعد سب سے اونچا مقام حضرت عمر فاروق کا ہے

آپ کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے

خیر هذه الامة بعد نبيها ﷺ ابو بكر (المختار) من ۳۱۱ للامامة لما ذكر في الامامة
حضور اکرم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابو بکر ہیں
یہ صرف حضرت عمر فاروق کی بات نہیں سب صحابہ اور تابعین اسی عقیدہ سے پر رہے ہیں اور
نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ میں سب سے اونچا مقام حضرت ابو بکر کا ہے
کے بعد عمر فاروق ہیں حضرت امام شافعی اپنی سند کے ساتھ حضرت امام شافعی (۱۵۰ھ) سے
نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

لم يختلف احد من الصحابة والتابعين في تفضيل ابي بكر وعمر
رضي الله عنهما وتقديفا علي جميع الصحابة (مخرج الشيخ ۲۸۶)

اس بات پر صحابہ اور تابعین میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر سب سے
افضل ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ خلافت
میں بھی سب سے پہلے حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں
قرآن کریم حدیث نبوی اور حضرات صحابہ کے اس اجماعی فیصلے کے بعد اب کس کی مجال ہے کہ
وہ اس معاملے میں رائے زنی کرے اور اس فیصلے سے اختلاف کرے اسلامی عقائد پر کبھی ہاتھ
والی سب سے پہلی کتاب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) کی ہے آپ نے مسلمانوں کے لیے
عقیدہ کی اس طرح ترجمانی فرمائی ہے

افضل الناس بعد النبيين عليهم الصلوة والسلام ابو بكر الصديق
(شرح الفقه الاکبر ص ۷۷)

انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں

پھر امت کا ایک بڑا طبقہ حضرت امام مالک بن انس (۱۷۹ھ) کی پیروی کرتا ہے اس باب میں آپ کا کیا موقف ہے اسے دیکھئے حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۷۷۳ھ) مالکی مذہب کی مشہور کتاب مدونۃ سے نقل کرتے ہیں

فقد حکى أبو عبد الله المازرى عن المدونة أن مالكا رحمه الله سئل
أي الناس أفضل بعد نبيهم ؟ فقال أبو بكر ثم عمر (صواعق محرقة ص
(۵۷

ابو عبد اللہ مازری نے مدونہ سے نقل کیا ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے آپ نے فرمایا ابو بکر پھر عمر ہیں حضرت امام محمد بن اور لیس الشافعی (۲۰۴ھ) کی ذات گرامی سے کون ناواقف ہوگا عرب و عجم میں ان کے پیروکاروں کی تعداد کچھ کم نہیں ہے آپ کا عقیدہ کیا تھا اسے بھی دیکھئے علامہ ہبۃ اللہ بن الحسن الطبری المالکانی (۴۱۸ھ) لکھتے ہیں

محمد بن ادریس الشافعی يقول في الخلافة والتفضيل أبو بكر
وعمر وعثمان وعلي (المنتقى ص ۳۲۴)

خلافت اور فضیلت میں ترتیب اس طرح ہے ابو بکر پھر عمر پھر عثمان
پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پھر چونکہ امام حضرت امام احمد بن حنبل اشیبانی (۲۴۱ھ) اپنے زمانہ کے معروف محدث اور امام ہوئے ہیں عرب ممالک میں ان کے مقلدین کی بہت بڑی تعداد ہے جو آپ کو اپنا دینی رہنما اور پیشوا جانتے ہیں آپ کے ہاں تمام صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر صدیق کس مقام پر کھڑے تھے اسے بھی دیکھ لیجئے آپ سے خلافت اور تفہیل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تفہیل و خلافت کی ترتیب وہی ہے جو واقع میں ہوئی ہے

سئل ابا عبد الله احمد عن التفضيل قال حديث عبد الله بن عمر
في التفضيل ابوبكر وعمر وعثمان وعلي وفي الخلافة ابوبكر وعمر
وعثمان وعلي (المنتقى ص ۳۲۸)

ہم نے اہل سنت والجماعت کے چاروں مذاہب کے ائمہ عظام کا عقیدہ آپ کے سامنے پیش
کر دیا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد پوری امت میں سب سے افضل اور
حضرت ابوبکر صدیق کی ذات گرامی ہے۔ اور اس میں کسی امام اور دینی پیشوا کا کوئی اختلاف نہیں
ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلی (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

اما اهل السنة فمتفقون على تفضيل ابي بكر وتقديمه (منهاج البر
ج ۶ ص ۲۵)

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر باقی سب سے افضل اور خیریت
میں سب سے پہلے ہیں
حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

اعلم ان الذي اطبق عليه عظماء الملة وعلماء الامة ان افضل هذه
الامة ابوبكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر (صواعق محرقة ص ۵)
اس بات کو اچھی طرح جاننے کے جس بات پر امت کے عظیم المہر تبت اوگول اور
امت کے بڑے بڑے علماء کا اتفاق ہے وہ یہ کہ اس امت میں افضل ترین شخص
حضرت ابوبکر صدیق ہیں

یہ نہ سمجھئے کہ یہ صرف ائمہ عظام کی بات ہے دیگر بزرگان دین شاید اس سے کچھ مختلف رائے
رکھتے ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ روحانیت کے چاروں سلاسل (چشتی قادری سرور دینی نقشبندی
) کے شیخ الشیوخ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ) ہیں آپ اس باب میں ائمہ عظام

ساتھ ساتھ ہیں یہ حضرات ان سے مختلف رائے رکھنے کی کبھی جرأت نہ کرتے تھے آپ کا عقیدہ
کیا رہا ہے آپ کے اپنے الفاظ میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

واغضل هؤلاء العشرة الأبرار الخلفاء الراشدون الأربعة الأخيار
واعصم الأربعة أبوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم)
غنیۃ الطالبین ص ۱۳۴

ان س نیک حضرات میں سب سے اچھے اور افضل چاروں خلفائے راشدین ہیں اور
ان چاروں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان
پھر حضرت علی اللہ ان سب سے راضی ہوا

پھر ہر دور میں ائمہ و مشائخ علماء و فقہاء مفسرین و محدثین اور متکلمین اور عمومیت عوام سب اسی
ایک عقیدے پر رہے اور ہر زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب و محامد کے ساتھ ساتھ
ان کی شخصیت کے ترانے بھی جتے رہے اور منبر و محراب میں ہمیشہ ان کا نام پہلے یہ باتارہائیزان
کی عظمت و منقبت اور شہا کل و کمال کو بیان کرنا اور ان کے بارے میں اہل اسلام کے عقائد کو
مضبوط رکھنا باعث برکت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دینی فریضہ بھی سمجھا گیا اور اس فریضہ
کے ادائیگی میں علماء نے ہمیشہ نھر پور کردار ادا فرمایا ہے ، فجزاهم اللہ احسن الجزاء
یقین مانئے کہ ملت کے عظیم المرتبت ائمہ و فقہاء اور امت کے جلیل القدر علماء و صلحاء میں
ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس بات سے اختلاف کیا ہو۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے جلیل
القدر ائمہ کے ساتھ ساتھ امت کے ان شیوخ اور صلحاء کا بھی نام لے کر بتایا ہے کہ وہ سب
بھی اس موقف پر رہے ہیں لیکن حافظ ابن تیمیہ کا بیان دیکھیں اور اس میں ان اکابر کے نام ملاحظہ
کریں جن پر پوری امت مسلمہ فخر کرتی چلی آرہی ہے حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں

وكذلك لم يختلف علماء الاسلام في ذلك كما هو قول مالك واصحابه

وابی حنیفہ واصحابہ واحمد واصحابہ وداؤد واصحابہ والثوری
 واصحابہ واللیث واصحابہ والاوزاعی واصحابہ واسحاق
 واصحابہ وابن جریر واصحابہ وابی ثور واصحابہ وکما هو متفق
 سائر العلماء المشهورین (منهاج السنة ج ۶ ص ۲۸۶)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ومالك يحكى الاجماع عن لقيه انهم لم يختلفوا في تقديم ابي بكر
 وعمر وابن جريج وابن عيينه وسعد بن سالم ومسلم بن خالد
 وغيرهم من علماء مكة وابی حنیفہ والثوری وشريك بن عبد الله
 وابن ابي ليلى وغيرهم من فقهاء الكوفة وهى دار الشيعة حتى كان
 الثورى يقول من قدم عليا على ابي بكر ما اري ان يصعد له اثر الى
 عمل رواه ابو داود في سننه وحماد بن زيد وحماد بن سلمة
 وسعيد بن ابي عروبة وامثالهم من علماء البصرة والاوزاعى وسعيد
 بن عبدالعزيز وغيرهم من علماء الشام والليث وعمر بن الحارث
 وابن وهب وغيرهم من علماء مصر ثم مثل عبدالله بن المبارك
 ووكيع بن الجراح وعبد الرحمن بن مهدي وابی يوسف ومحمد بن
 الحسن ومثل الشافعى واحمد بن حنبل واسحاق بن ابراهيم وابی
 عبيد ومثل البخارى وابی داؤد وابراهيم الحربي ومثل الفضيل بن
 عياض وابی سليمان الداراني ومعروف الكرخي والسري والسفي
 والجنيد وسهل بن عبدالله التستري ومن لا يحصى عدده الا انه
 ممن له في الاسلام نسن صدق كنهم يجزمون بتقديم ابي بكر وعمر

كما يجزمون بامامتہما مع فرط اجتہادہم فی متابعة السبیؑ
وموالائہ (منہاج ج ۷ ص ۲۸۸)
شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اما اهل المعرفة وحقائق الايمان المشهرين في الامة بلسان الصدق
فكلهم متفقون على تقديم ابي بكر وانه اعظم الامة في الحقائق
الايمانية والاحوال العرفانية (منہاج ج ۸ ص ۲۳)

یہ صرف اہل سنت والجماعت کی بات نہیں ہے شیعہ حضرات جن بزرگوں کو اپنا رہنما و رہبر مانتے
اور ان سے بے پناہ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب بھی اسی عقیدہ پر رہے ہیں (آپ اس
کی تفصیل ائمہ اہل بیت کے بیانات میں آپ ملاحظہ کریں گے) اور ان کے دو نام ایوا و حضرت جو
واقعی ان سے محبت رکھتے رہے ہیں اور ان کی تعلیمات و ہدایت کو حرز جان بنائے ہوئے تھے وہ
بھی ان بزرگوں کی اقتداء میں اسی راہ پر چلے ہیں لیث بن ابی سلمہ کہتے ہیں میں نے دور اول کے
شیعہ کو اسی عقیدہ پر پایا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو سب سے افضل جانتے تھے
ادرکت الشیعة الاولی وما یفضلون علی ابی بکر وعمر احدا (منہاج
ج ۶ ص ۱۳۶)

شیخ اسحاق السبئی (۱۲۶ھ) کہتے ہیں کہ

خرجت من الکوفة ولیس احد یشک فی فضل ابی بکر وعمر
وتقدیمہما وقدمت الان وهم یقولون ویقولون ولا واللہ ما ادری
ما یقولون (منہاج ج ۶ ص ۱۳۶)

میں نے کوفہ شہر کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان میں سے کسی کو بھی حضرت ابو بکر اور
حضرت عمر کی فضیلت میں کوئی شک تھا اور نہ ہی خلافت کے معاملہ میں ان کو ان



کے آگے ہونے کا کوئی شبہ تھا جب میں کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا تو میں نے لوگوں کو ادھر ادھر کی باتیں کرتے دیکھا خدا میں نہیں جانتا کہ اب وہ کیا کہہ رہے ہیں۔
(یعنی بالکل الثبات کر رہے ہیں)

اس سے پتہ چلتا ہے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق کی فضیلت و خلافت اور ان کے جہ و مرتبہ کے بارے میں پہلے دور میں کبھی کوئی اختلاف نہیں پایا گیا اور ان کے بارے میں ہمیشہ خیر و محبت ہی بولا گیا تھا یہ وہ شیعہ بزرگ تھے جن کی زبان کبھی گندگی میں ملوث نہیں رہتا اور ہی انہوں نے کبھی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی تنقیص میں زبان کھولی۔ یہ بعد کے لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے صف اول کے بزرگوں کو داغدار بنانے کی ٹاپاک کو شش کی اور امت پر ایک ایسی آگ لگائی جس نے کئی مسلمانوں کے ایمان و یقین کو جلا کر خاکستر کر دیا اور یہ آگ یہ کہ اب بھی برابر لگی ہوئی ہے اور یہ درحقیقت انہی لوگوں کی لگائی ہوئی ہے جو اتحاد اور کجی کی راہ چل پڑے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

كانت الشيعة القدماء الذين ادركوا عليا يقدمون ابابكر وعمر عليه
الا من أحد منهم (منہاج ج ۷ ص ۳۹۱)

وكان السلف متفقين يتقدمون علي تقديمهما حتى شيعة علي رضي
الله عنه (منہاج ج ۶ ص ۱۳۵)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وكل شيعة علي (اي علي المرتضى) الذين صحبوه لا يعرفون
احد منهم انه قدمه علي ابى بكر وعمر لافى فقه ولا فى علم ولا دين
بل كل شيعته الذين قاتلوا معه كانوا مع سائر المسلمين متفقين
علي تقديم ابى بكر وعمر الا من كان ينكر عليه ويذمه مع قتلهم

و حقارتہم و خمولہم (ص ۵۱۰)

حضرت علامہ موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

نحن نسلم ان الصديق افضل من عمر ولكن عمر افضل من سائرهم

(منہاج ج ۶ ص ۱۱۳)

پھر صرف یہ نہیں کہ اہل سنت نے حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت اور تقدیم کا عقیدہ رکھا اور اس عقیدہ پر قرآن و سنت کی رو سے دلائل پیش کئے حقائق اور واقعات سے اس عقیدہ کا حق اور درست ہونا واضح فرمایا بلکہ ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا کہ خلفائے راشدین کی محبت و مؤدت ضروری ہے اور ان کے بارے میں ایک مسلمان کی زبان سے سوائے خیر کے اور کوئی جملہ نہ نکلے یہ بیان کس کا ہے؟ اہل سنت والجماعت کے ان ائمہ کرام اور علماء اعلام کا ہے جن کے علم و فضل اور فقہ و فہم اور تقویٰ و بزرگی میں کبھی کسی مسلمان کو شک نہیں ہوا ہے شیخ الاسلام کا یہ بیان دیکھئے آپ لکھتے ہیں

وعلماء السنة كلهم مالك واصحابه ابو حنيفة واصحابه والاوزاعي

واصحابه والشافعي واصحابه واحمد بن حنبل واصحابه وغير

هؤلاء كلهم يحب الخلفاء ويتولاهم ويعتقد امامتهم وينكر على من

يذكر احدا منهم بسوء فلا يستجيزون ذكر على ولا عثمان ولا

غيرهما بما يقوله الرافضة والخوارج (منہاج السنة ج ۶ ص ۴۲۰)

اس تفصیل سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی افضلیت و خلافت ہر شک و شبہ سے بالا ہے اور امت کے تمام جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگوں نے بالاتفاق نہ صرف یہ کہ اس کا عقیدہ رکھا بلکہ اسے مسلمانوں کے عقائد میں جگہ دی ہے اور اس پر ہر دور کے بزرگوں نے مر تصدیق ثبت فرمائی ہے البتہ جن لوگوں نے اہل سنت کے اس عقیدہ سے انحراف کیا اور اپنی غلط

روش پر اصرار و اقرار کرتے رہے یقیناً وہ قرآن و سنت کی ان واضح تاکیدات و تعلیمات اور ہدایات وارشادات سے انحراف کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور انہیں اپنے اس عقیدہ سے توبہ کرنا چاہیے۔ پیش نظر رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے جملہ کمالات اور مقامات ہمارے ہاں دلائل قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہیں اس لئے ان کی تائید و حمایت میں ہمیں جو بھی روایات ملیں ہم نے ان کی سندوں سے بحث ضروری نہیں سمجھی جن علماء اعلام نے انہیں نقل کیا ان کی عظمت علم پر ہم نے انہیں نقل کر دیا ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق پر وار د کئے گئے شیعہ اعتراضات کو پوری طرح سامنے رکھا ہے اور ان میں دئے گئے مغالطوں اور غلط بیانیوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کتاب شیعہ کے رد میں نہیں لکھی گئی بلکہ یہ پوری امت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم علمی رہنمائی اور طلبہ کے لئے ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق پر لگائے گئے الزامات کا ایک تاریخی جائزہ

قرآن کریم اور حضور اکرم ﷺ کی متعدد شہادتوں بالخصوص سیدنا حضرت علی مرتضیٰ اور ائمہ اہل بیت کے عقیدت و محبت سے بھرے بیانات کی رو سے اس میں شک نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے اونچا مرتبہ اور افضل مقام سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی قدر کا ہے ان کی اس افضلیت اور خیریت کا شہادت اس وقت کے لوگوں نے بھی دی جنہوں نے آپ کا دور پایا اور پندرہ سو سالوں سے مسلمان اس عقیدے پر چلے آ رہے ہیں ان کی اس افضلیت اور قربت نبوی کا سب سے بڑا شاہد روضہ مطہرہ کی تین بالترتیب قبریں ہیں حضرت ابو بکر وہاں بھی بلا فصل حضور ﷺ کے ساتھ

ہیں

مگر افسوس کہ حضرت علی مرتضیٰ اور ائمہ اہل بیت عظام کی جانب اپنے آپ کو منسوب کرنے والا ایک گروہ حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و عمل اور ان کے اخلاق و کردار پر نہایت ہی غیر تحقیقی انداز میں اعتراضات کر کے اپنے ایمان کو دوڑاؤ پر لگا دیتا ہے۔ یہ گروہ اب حضرت علی مرتضیٰ اور ائمہ اہل بیت سے اپنی محبت و عقیدت کی حقیقت و نوعیت سے پردہ اٹھا چکا ہے۔ یہ لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ جن روایتوں اور واقعات کی رد سے وہ حضرت ابو بکر صدیق پر طرح طرح کے جھڑکتے ہیں اور ان کے ایمان و عمل کا محاسبہ کرتے ہیں یہ حانات و واقعات حضرت علی مرتضیٰ کے سامنے سے بھی ہو گزرے تھے اگر ان حالات و واقعات میں بات وہی ہوتی جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو کیا سیدنا حضرت علی مرتضیٰ نے کبھی اس پر کوئی آواز اٹھائی اور کبھی کوئی احتجاج کیا تھا؟ اگر اس وقت خدا نخواستہ وہ انکی کمزور اور تنہا تھے اور ان کا ساتھ دینے والا انھوں میں ایک بھی نہ تھا تو کم از کم وہ اپنے دور خلافت میں تو اس پر احتجاج کرتے ان واقعات کی چھان بین کرتے اس کا فیصلہ خود کرتے اور پھر اس فیصلے کو قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیتے مگر انہوں نے نہ تو پچھلے ادوار میں اور نہ اپنے دور خلافت میں کبھی اس پر کوئی آواز اٹھائی۔ اور نہ ان کے بعد ائمہ اہل بیت ہدی نے کبھی حضرت ابو بکر صدیق کو نشانہ طعن بنایا ہو بلکہ خود ان کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ ائمہ اہل بیت ہدی ہمیشہ حضرت ابو بکر صدیق کا نام ادب و احترام سے لیتے رہے ان کے احسان مند رہے ان کی اہم ردیوں اور شفقتوں کا اعتراف و اقرار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے رحمت کرتے رہے اور ان کے بارے میں غلط زبان بولنے والوں سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے برائت کا اعلان کرتے رہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کے شیعہ علماء جن واقعات کو بنیاد بنا کر ان پر طعن کے دروازے کھولتے ہیں کیا ان حالات سے ائمہ اہل بیت ہدی سبب خبر تھے؟ کیا انہیں پتہ نہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ

اور حضرت فاطمہ الزہراء پر حضرت ابو بکر صدیق نے معاذ اللہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑا۔ ان کے حقوق غصب کر لئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق نے تو خلافت کے اہل اہل بیت سے وہ اس قابل تھے کہ وہ مسلمانوں کے امیر بنیں انہیں دین کا علم نہ تھا اور وہ مسائل ملک سے تھے اور خود ان کا کردار تک ٹھیک نہ تھا (معاذ اللہ استغفر اللہ) اگر اہل بیت ہدیٰ الہیہ سے باخبر تھے تو پھر انہوں نے حضرت ابو بکر کی مدح و شان کیوں بیان کی ہے اور کیوں انہیں اس سے افضل و بہتر سمجھتے اور کہتے رہے ہیں اور یہ صرف عوامی مجاس میں نہیں خواندگان میں بھی حضرت ابو بکر صدیق کی منقبت کے ترانے گونجتے رہے کیا یہ حضرات اس قدر گزرے تھے کہ ان حالات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر تک نہ تھا اور لوگوں کے سامنے اپنے غم کے شدید ترین دشمنوں اور غاصبوں کے لئے بھی مدح کے ترانے گاتے رہے اور علماء کرام کہہ رہے کہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں حضرت صدیق اکبر زیادہ لائق اعتبار و اعتماد تھے۔

ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی شبہ نہیں کہ ائمہ اہل بیت ہدیٰ الہیہ سارے حادثہ واقعات سے اچھی طرح واقف تھے جو دور نول میں پیش آئے اور اس کی ایک تفصیل ان کے سامنے موجود تھی ان سب کے باوجود ان کے دلوں میں حضرت ابو بکر صدیق کی نصرت و عقیدت اور محبت و مؤدت اور اس خاندان میں رشتہ داری و تعلق رکھنا بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حالات واقعات ہرگز اس قسم کے نہ تھے کہ جس سے حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و عمل اور ان کے اخلاق و کردار کو مجروح کیا جاسکے۔ وہ جانتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ان حالات میں جو قدم اٹھایا ہے اور ان معاملات میں جو فیصلے فرمائے ہیں وہ سب کے سب قرآن و سنت کی روشنی میں اٹھائے ہیں اور آپ نے کبھی وہ کام نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت اور مرضی و منشاء کے خلاف ہو۔

ائمہ اہل بیت ہدی جانتے تھے کہ اگر حضرت ابوہریرہ صدیقؓ بھی دینی ایسا کام کرتے تو انہیں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ بشمول سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اس پر غامض نہ ہوتے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں خدا کے سوا کسی سے ڈرنے کا تھوڑا سا کبھی اس بات کو برداشت نہ ہوتا تھا۔ انہیں اللہ کے شخص کے حکم اور اپنے محبوب رسول کی شریعت میں کوئی تبدیلی کرنے اور خدا سے نفرتی دین کا حلیہ بدل ڈالنے پر یہ لوگ اپنی جان دینا تو گوارا کر لیتے مگر دین الہی پر کوئی حرف نہ مانتے۔ یہ لمحے کے لئے قبول نہ تھا ان سب حضرات کا حضرت ابوہریرہؓ کے فیصلوں کو خوشی خوشی قبول کرنا اور ان کے فیصلوں میں ان کا ساتھ دینا اور ان کی تائید و حمایت کرنا اور ہر موقع پر ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ رہنا بتاتا ہے کہ ان کے عقیدے میں حضرت ابوہریرہؓ صدیق ایمان و عمل اور اخلاص و اللہیت اور اخلاق و کردار کے اعلیٰ ترین مقام پر کھڑے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے کبھی ان واقعات کی آڑ میں (جسے بعض متعصب اور کینہ پرور لوگ دن رات اچھالتے رہتے ہیں) حضرت ابوہریرہؓ کو طعن کا نشانہ نہیں بنایا اور نہ کسی کو کبھی ہٹانے دیا جس طرح یہ کہنا کہ چونکہ حضور ﷺ دن رات میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتے تھے (رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۳) اسلئے آپ معاذ اللہ بہت گناہ کرتے تھے یہ بدترین کفر ہے یا حضرت علی مرتضیٰؓ کے اس فرمان سے کہ

فلا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فاني لست في نفسي بفوق
 ان اخطئي ولا آمن ذلك من فعلی (منہج اہل اللہ ص ۲۳۵ خطبہ ۳۱۶)
 مجھے حق بات اور صحیح مشورہ دیا کرو کیونکہ میں خطا کے صادر ہونے سے بالاتر نہیں
 ہوں اور نہ اپنی فعل میں خطا سے مامون ہوں (میں معصوم ہونے کا وعیدار نہیں)
 اب اگر کوئی حضرت علی مرتضیٰؓ کو بس خطا کار ہی لکھتا جائے یا اہل بیت کے معروف
 بزرگ حضرت امام زین العابدینؓ کی اس مناجات و دعا سے کہ

قد ملك الشيطان عنانى فى سوء الظن وضعف اليقين فاننا اشكوا
 سوء مجاورته لى وطاعة نفسى له (صحيفہ کاملہ سجادىہ ص ۲۲۴۔ دعانمبر ۳۲)
 سوئے ظن اور یقین کی کمزوری کے معاملہ میں شیطان مجھ پر قابض ہو گیا ہے اور
 میں اس کے برے پڑوس اور اپنے نفس کے اس پیچھے لگ جانے کی شکایت کرتا ہوں
 سے حضرت امام زین العابدین کو یقین کا کمزور اور شیطان کے قابو میں آیا ہو الکتھتا اور کہتا چاہتا ہے
 تو آپ بتائیں کہ کیا یہ جائز ہو گا؟ کیا ایسے لوگوں کا یہ کمنا غلط در غلط اور ان بزرگوں کے ساتھ دلی
 عداوت کا مظاہرہ نہیں ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق کے کسی بیان اور دعا سے اس
 قسم کا نتیجہ نکال کر ان کو گنہ گار بتاتے رہنا اور پھر ان پر طعن کے تیر چلادینا بھی بدترین زیادتی اور
 قلبی عناد ہی سمجھا جائے گا

یقین مانئے کہ شیعہ علماء اسی قسم کے چند ایک واقعات سے حضرت ابو بکر صدیق کے منہ آنے کی
 کوشش کرتے ہیں جو صرف ان کے دلوں میں لگی تعصب و کینہ کی ایک آگ ہے جو اندر ہی اندر
 بھڑک رہی ہے اور ان کے باطن کی دنیا برباد کر رہی ہے۔

اگر خدا نخواستہ ان چند ایک واقعات سے اگر حضرت ابو بکر صدیق کو ایمان و عمل اور اخلاق و کردار
 سے خالی قرار دے دیا جائے تو اس سے صرف ان کی اپنی ایک ذات مجروح نہیں ہوگی بلکہ دور
 اول کے سب مسلمانوں (جن میں حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر ائمہ اہل بیت بھی شامل ہیں) کا
 ایمان و عمل زیر بحث آجائے گا اور ان سب کا کردار مشکوک ہو جائے گا اور کون نہیں جانتا کہ
 اسلام دشمن قوتیں عرصہ سے نہ صرف یہ کہ یہ خواہش دلوں میں لئے ہوئے ہیں بلکہ شروع
 سے آج تک اس کوشش میں بھی دن رات مصروف ہیں اور چاہتی ہیں کہ صحابہ کی آڑ میں پورے
 اسلام کو ہی موضوع بحث بنا دیا جائے اور شکوک و شبہات کے اتنے زہریلے کانٹے بکھیر دئے
 جائیں کہ اس سے قدم قدم پر مسلمانوں کا ایمان زخمی ہو تا رہے۔ تاہم انہیں یہ بات یاد رکھنی

چاہیے کہ وہ ہر گز اپنی ان مذموم اور ناپاک خواہشوں اور کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکیں گے ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ اسلئے کہ یہ (دین) کسی انسان کا جلایا ہوا چراغ نہیں کہ جو ایک ہلکی سی پھونک سے بجھ جائے گا۔ یہ خدا کا چراغ ہے جو جلتا رہے گا اور کائنات میں اپنی روشنی بکھیرتا رہے گا اگرچہ کافروں اور مشرکوں کو اس کے جلنے اور اس کی روشنی سے دکھ اور تکلیف ہوتی رہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا جو حضرات کسی نادانی میں یہ بات کہہ جاتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صرف صحابہ کے ہاں معزز سمجھے گئے اہل بیت کے ہاں نہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں حضرات اہل بیت کے بیانات ملاحظہ کریں جو انکی کتابوں میں موجود ہیں اور جنہیں ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کتاب کے آخر میں نقل کیا ہے جس سے واضح ہو گا کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کیلئے رسول ہیں اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق جماعت صحابہ اور اہل بیت سب کے ہاں صدیق اکبر اور سب سے افضل تسلیم کئے گئے ہیں اور آپ کی عظمت و مرتبت میں نہ کسی صحابی رسول کو کام ہے نہ کسی اہل بیت رسول کو اختلاف ہے۔ ہم یہاں صرف اس کا خلاصہ درج کئے دیتے ہیں

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق شیعہ روایات کی روشنی میں

آپ کا پر افتخار لقب صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر تو صدیق ہے (تفسیر قمی ص ۷۵ طبع ایران) امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق ہیں صدیق ہیں صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اسکی کسی بات کو دنیا

و آخرت میں سچ نہ کرے (کشف الغمہ ص ۲۲۰ طبع ایران) آپ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ نہ سنا ہیں (احقاق الحق ص ۷) امام باقرؑ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخرت کا نام لیا تو ارشاد ہوا کہ ابو بکر کو بھی اپنے ساتھ لے لے (تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۱۹۳) حضرت امام تقیؑ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں (احتجاج طبرسی ص ۱۱۹) حضرت ابو بکر نے شب ہجرت ہار نبوت اپنے کندھوں پر اٹھایا (غزوات حیدری) اسے سے حضور ﷺ کیلئے غار میں کھانا پہنچتا رہا (ایضاً) حضرت ابو بکر نے تمام سوسائٹی اور مختلف حشمت و رعیت کی پروا نہ کرتے ہوئے حضور کی رفاقت و محبت کو سب پر ترجیح دی تھی (ایضاً) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں حضرت ابو بکر کو اپنی جگہ امام مقرر فرمایا تھا (تاریخ ج ۱ ص ۵۴) حضرت علی مرتضیٰؑ کہتے ہیں کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اگر میں وفات ہو جائے تو لوگ ابو بکر کی بیعت کریں گے (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۲۰) حضرت علی مرتضیٰؑ نے بھی آپ کی بیعت کر لی تھی (ایضاً ص ۱۲۶) حضرت علی مرتضیٰؑ حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے (احتجاج طبرسی ص ۱۶۰ ایران) حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ سے نکاح پر آمادہ فرمایا (جلاء العیون ص ۱۱) حضرت فاطمہؓ کا جہیز آپ نے ہی خریدا تھا (بحار تاریخ ج ۱ ص ۱۳۵ ایران) حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وفات حضرت ابو بکر کے عہد میں ہوئی حضرت ابو بکر کی اہلیہ نے حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کو غسل دیا تھا (ایضاً ص ۵۵) حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اس قدر عقیدت تھی کہ آپ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابو بکر رکھا تھا (جلاء العیون ص ۱۹۳) حضرت امام حسنؑ نے بھی اپنے ایک بیٹے کا نام ابو بکر رکھا (ایضاً) حضرت امام حسینؑ کے ایک فرزند کا نام بھی ابو بکر تھا (تاریخ الخلفاء ص ۸۳)

شیعہ کتب میں یہ روایات ایک ضمنی طور پر مذکور ہوئیں ان سے بس اتنا پتہ چل گیا کہ ان کی ایک اصل ہے اب اگر ان روایات کو وہ کسی اور پیرائے میں ذکر کریں تو اس پر ہمیں تعجب نہیں ہے

مصنفین سے ہم صحابہ کرام کے بارے میں کسی نیک گمانی کی توقع نہیں رہ سکتے تاہم ان روایات کا ان کے ہاں پایا جانا اس بات کا پتہ ضرور دیتا ہے کہ ان کی ایک اصل ضرور ہے پھر ان کے ہاں تقیہ کی راہ سے غلط بیانی کی گنجائش ہے ہم اس راہ سے کبھی اس اندھیرے میں نہیں جاسکتے۔ ہمیں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ اور دیگر اکابر اہل بیت رسالت کس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مودت و محبت رکھتے تھے اور ان کے عقیدت مندوں میں تھے اور اپنی نسبت ان سے کرتا کس قدر باعث فخر جانتے تھے ہم تو اس وقت صرف اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتے ہیں جو اسلام دشمنوں نے پھیلا رکھی ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے دور دور رہے ہیں (معذ اللہ) آپ ہی بتائیں کیا یہ حضرات کبھی بھی آپس میں دور دور رہے اور ان کے دل کے کسی گوشے میں بھی ایک دوسرے کے خلاف کوئی بوجھ تھا۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے جو مناقب و فضائل بیان کئے ہیں یقین مانئے خاندان رسالت مآب ﷺ میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو اس کا قائل نہ تھا یا اس میں کسی طرح بھی تاویل کرتا ہو۔ کیا صحابہ کرام اور کیا اہل بیت عظام سب کے سب آپ کے اس بلند دبا مقام کے قائل و معترف رہے ہیں اور اس اہمیت پر گزرنے والے ہر زمانے کے اکابر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عزت و عظمت کے جھنڈے بلند کرنا اپنا فرض سمجھتے رہے اور ان سے محبت کو اہل سنت و جماعت کی علامت اور ان کے بارے میں ذرا سی بھی اب کشائی و عاقبت کی خرابی پڑتے رہے حضرت ابو بکر صدیقؓ اللہ تعالیٰ کے ان مقدس و برگزیدہ جماعت (اصحاب الرسول ﷺ) کے سربراہ اور سرخیں ہیں جس کی مثال اس چشم فلک نے نہ کبھی دیکھی اور نہ کبھی اب کوئی دیکھ پائے گا۔

یہ رتبہ بلند جس کو مل گیا مل گیا

یہ بات کس سے پوشیدہ ہوگی کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس وقت حضور اکرم

رحمت مجسم سرور و دو عالم ﷺ کی جان و مال سے خیر کسی طرح دل لچ اور دنیوی اغراض سے منہ پھرتے
کے مدد فرمائی اور آپ کا ساتھ دیا جب آپ کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا آپ سناں الہام سے ہوتے
قربان کر کے حضور اکرم ﷺ کی تائید و تعاون اور حمایت نصرت میں کوئی دقیقہ باقی نہ پھوڑا نہی
دنیا بھر میں کروڑوں مسلمانوں پر ان کا یہ احسان عظیم ہے حضور اکرم ﷺ قہر نبوت میں
ایٹ ہیں تو آپ حضور کی امت کے قصر کی پہلی اینٹ ہیں جس کا ایمانی اور اخلاقی تقاضا ہے کہ
حضرت ابو بکر صدیق سے دل کی گرائیوں سے محبت کریں ان کی عظمت کے پرچہ بلند کریں
ان کے لئے دعائے رحمت کر کے خود اپنے لئے آخرت میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کریں

تو مرے دل باپ سے بڑھ کہیں مجھ کو عزیز
تجھ پہ لکھنا بھی عبادت تجھ کو پڑ سنا بھی ثواب

ولکنی احب بكل قلبی . . . واعلم ان ذاك من الصواب

رسول الله والصدیق حبا . . . به ارجو غدا حسن الثواب

اندرب العزت راقم الحروف کی اس خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے حضرت وصال
مرحوم جناب الفاضل ابراہیم یوسف باوا صاحب رنگونی قدس سرہ کے باقیات صالحات میں بند کرے
اور اسے آخرت میں ان کے بندے و درجات کا سبب بنائے اور پھر اسے ہم سب کے لئے ذخیرہ
آخرت بنائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ واصحابہ
اجمعین برحمتک ارحم الراحمین

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ

(۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ)

اللہ کی تمام مخلوق میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل اشرف اکرم امجد شخصیت

ﷺ خلیفہ اول عاشق رسول ☆

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے آخری رسول اور محبوب پیغمبر ہیں آپ نے فاران فی وادیوں میں خدا کی توحید کا پرچم بلند کیا اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا آپ کے ساتھ شروع سے آخر تک چلنے والے اور قدم قدم پر ساتھ نبھانے والے آپ کے چچن اور جوانی کے گھر سے نقاس اور قابل اعتماد دوست سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ہے جن کے ایمان کے پختہ اور سچے ہونے اور عمل میں اخلاص کی رب العزت نے کوئی دبی اور قرآن کریم میں چچان کی تعریف فرمائی اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے مختلف موڑ پر آپ کے فضائل بیان فرمائے ان کو انبیاء و مرسل کے بعد سب سے افضل و بہتر انسان قرار دیا ان کے جنتی ہونے کا اعلان کیا اور قیامت تک آنے والے مؤمنوں کو ان کا ادب و احترام کرنے اور ان سے محبت رکھنے کی ہدایت فرمائی

آئیے ہم اللہ کے ایک مقبول و مقدس بندے اور پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے محبوب ساتھی کے ذکر خیر سے اپنے ایمان کو مضبوط اور دھوکے کو روٹن کریں اور ان کی اسلام کے لئے کی جانے والی خدمات کو صدق دل سے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ کے ہاں ان کے خادموں میں جگہ پانے کی دعا اور خواست کریں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام و نسب :-

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا نام پہلے عبد الکعبہ تھا والد نے کعبہ کی حرمت و عظمت کے پیش یہ نام دیا تھا جب آپ اسلام لے آئے تو آنحضرت ﷺ نے آپ کا نام بدل دیا اور اسلامی نام عبد اللہ بن ابی قحافہ آپ کا نام رکھا۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ آپ کا نام پہلے بھی عبد اللہ ہی تھا (ریاض النضرة ج ۱ ص ۷۷) آپ عرب کے معروف و مشہور خاندان قریش کے نہایت ممتاز فرد تھے اور نہ صرف پورے خاندان میں آپ کو عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا بلکہ پورے عرب میں آپ قابل احترام اور معزز شخصیت مانے جاتے تھے حضور اکرم ﷺ سے آپ کا نسب چھٹی پشت میں جاتا ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والدین

آپ کے والد محترم حضرت عثمان بن عامر اپنی کنیت ابو قحافہ کے نام سے مشہور ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے :

عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد تیم بن مرہ
بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی (الاصابہ ج ۲ ص ۲۲۳)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمی بنت صخر ہے جبکہ ان کی کنیت ام الخیر ہے آپ کے والدین ثریداء و عامر نام نہ لائے تاہم بعد میں دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا آپ کی والدہ کے لئے حضور ﷺ نے خود دوسری دعا بھی فرمائی تھی آپ کے والد ابو قحافہ نے ایک طویل عمر پائی تھی ان کا انتقال

حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال کے تقریباً چھ ماہ بعد ہوا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق کے والد محترم حضرت ابو قحافہ (عثمان بن عامر) فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے آنحضرت ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ مسجد حرام میں اذان اقامت پڑھاتے تھے اس میں حضرت ابو بکر صدیق کو دیکھا کہ وہ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور ﷺ کی خدمت میں لارہے ہیں جب آپ نے انہیں دیکھا اور وہ قریب آئے تو آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ تم اس بڑے میاں کو یہاں کیوں لے آئے گھر میں ہی رہنے دیتے میں خود ہی وہاں چلا جاتا تھا ہلا ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون انا آتیہ فیہ ﷺ حضرت ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ نسبت اس کے کہ آپ چل کر ان کے پاس جائیں ان کے لئے چل کر آپ کے پاس زیادہ بہتر تھا اور یہ آپ کا حق ہے ﴿اِحق ان یمشی الیک من ان تمشی الیہ﴾ چنانچہ آپ نے انہیں اپنے سامنے ٹھایا پھر ان کے سینہ اور سر پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا کہ مسلمان ہو جائیے آپ کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی انہوں نے کلمہ اسلام پڑھا اور مسلمان ہو گئے

ثم مسح علی صدرہ ثم قال له اسلم فاسلم (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۷۴ - تاریخ ابن کثیر ج ۲ ص ۱۴۰ - ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۶۰)

جب مشرکین نے حضور ﷺ کو سخت ایذا پہنچائی اور حضرت ابو بکر آپ کو بچانے کے لئے آئے تو انہوں نے حضرت ابو بکر کو بھی مارا پیا آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو اپنی والدہ ام الخیر کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئے حضرت ابو بکر نے حضور ﷺ سے اپنی والدہ کے لئے قبول اسلام کی خصوصی طور پر دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور انہوں نے وہیں اسلام قبول کر لیا۔

هذه امی برة بوالدیہا وانت مبارک فادعها الی اللہ وادع اللہ عزوجل لہا عسی ان یتنقذہا بک من النار فادعہا رسول اللہ

تہذیب فاسطمت (الریاض ج ۶ ص ۷۶)

حضرت ابو بکر کی والدہ نے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی تھی ان کے شوہر ابو قحافہ بعد میں مسلمان ہوئے اور ان کا انتقال بھی اپنے شوہر حضرت ابو قحافہ سے پہلے ہوا تھا

(تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے)

..... حضرت ابو بکر صدیق دور جاہلیت میں

حضرت ابو بکر صدیق قریش کے بڑے سرداروں اور شرفاء میں سے تھے، قریش کو آپ پر اعتماد تھا۔ زمانہ جاہلیت میں رؤساء عرب آپ سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے کوئی کام آپ کے مشورہ کے بغیر طے نہ ہو پاتا تھا۔ دیات وغیرہ قسم کے معاملات آپ سنا آتے تھے آپ کا شمار نہایت پارہ سار صاحب دیانت لوگوں میں ہوتا تھا اور لوگوں کے دائرہ آپ کی بڑی عزت تھی

ذہیر بن نکار کا بیان ہے کہ ابو بکر قریش میں کے ان دن آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شمار جاہلیت (یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرف اسلام سے متصل ہو گیا (یعنی دور جاہلیت دور اسلام تک ان کو برادر شرف و عزت حاصل رہی) (زالۃ الخواء ج ۳ ص ۲۶) آپ رؤساء اور رؤساء قریش میں سے ایک رہیں تھے وکان فی الجاہلیۃ وجیہا رئیساً ماہد محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو بکر قوم کے محبوب تھے باوقار تھے نرم اخلاق والے اور قریش میں کے عالی نسب

اور قریش میں بھی یہ سب باتیں پھیل گئیں۔ یہ سب باتیں یہ تھیں جو ان کے

میں ایک ایک بات سے تھیں (یہ سب باتیں یہ تھیں جو ان کے

میں تھیں جو ان کے (۱۱۰) تھیں

کہ ان ابوبکر من رؤساء قریش فی الجاہلیۃ محبوبا فہم مالمعالم (۱)

الغابہ ج ۲ ص ۱۱۱)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سرदारوں اور قریش کے لوگوں میں ان کی عظمت
رہے اس لیے بھی وہیں شہداء اسلام نافذ ائیں تھے (۱۱۸ ص ۷۷) تھے ہیں

كان له مال قبل الاسلام وكان معظما في قريش محببا مؤلفا خيرا
بأنساب العرب وأيامهم وكانوا يأتونه لمقاصد التجارة ولعله
واحسانه ولهذا لما خرج من مكة قال له ابن الدغنه مئلك لا يخرج
ولا يخرج ولم يعلم احد من قريش وغيرهم عاب ابابكر يعيب ولا
نقصه ولا استرذله كما كانوا يفعلون بضعفاء المؤمنين ولم يكن له
عندهم عيب الا ايمانه بالله ورسوله كما ان رسول الله ﷺ لم يكن
قط به عيب عند قريش ولا نقص ولا يذمونه بشئ قط بل كان
معظما عندهم بيتا ونسبا معروفا بمكارم الاخلاق والصدق والامانة
وكذلك صديقه الاكبر لم يكن له عيب عندهم من العيوب (منهاج السنة
ج ۸ ص ۵۳)

حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام سے پہلے بھی مالدار شخص تھے اور قریش کی نظروں میں
بڑے محبوب اور قابل احترام تھے اور آپ انساب عرب اور ان کے حالات سے بہت
واقفیت رکھتے تھے قریش کے لوگ آپ کے پاس مختلف معاملات کے سلسلے میں آیا

کرتے تھے اسی لئے جب آپ مکہ مکرمہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادہ سے نکلے تو ان دغمنہ نے ان سے کہا تھا کہ آپ جیسی ہستی نہ تو نکلتی ہے نہ بھلائی ہوئی نہ اس زمانہ میں بھی قریش اور کسی دوسرے نے کبھی ان پر کوئی عیب نہیں لگایا اور نہ ان کی توہین و تنقیص کرتے تھے جیسے دوسرے کمزور مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے ہاں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے ان کو بہت کچھ کما گیا یہ یہاں ہے جیسے قریش نے کبھی رسول اللہ ﷺ پر کوئی عیب لگایا نہ آپ کی کوئی کمزوری بتائی اور کبھی آپ کو کسی برائی سے موٹ دکھایا بلکہ آپ ان سب کے ہاں خاندانی اور گھریلو اعتبار سے قابل احترام شخصیت تھے آپ عمدہ ترین اخلاق صدق اور امانت سے معروف و مشہور تھے اسی طرح حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے سب سے اہم اور بڑے دوست تھے کہ قریش کے پاس ان کے عیب بتانے کے لئے کوئی چیز بھی نہ تھی۔

اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو حضور ﷺ کی رفاقت اور ان کی سعادت پسندی سے حاصل تھی لیکن اعلان نبوت سے پہلے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جانا بہت بڑھ گیا تھا اور خود حضور ﷺ بھی آپ کے ہاں تقریباً روزانہ آتے تھے آپ نے ان کا گہرا تعلق شروع سے رہا ہے و صحب النبی ﷺ قبل البعثۃ (الاصابع ج ۲ ص ۲۱۶) و کان صديقاً له فی الجاهلیۃ (البدایہ ج ۳ ص ۲۹)

جب حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے نکاح فرمایا تو اس نکاح میں نہ صرف یہ کہ حضرت ابی صدیق موجود تھے بلکہ آپ واسطہ بھی بنے تھے نام حافظ ابن کثیر (۷/۷۷) لکھتے ہیں
واختلف بینہ و بین خدیجۃ حتی تزوجھا ذلک قبل ان یولد علی
(البدایہ ج ۵ ص ۳۱۶)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۱ھ) نقل کرتے ہیں

اختلف ابو بکر فیما بینہ و بین خدیجۃ حتی انکحها ایاہ (ازالۃ الخلاء
فی خلافتہ الخلفاء ج ۳ ص ۳۰)

حضرت ابو بکر اور حضرت خدیجہ کے درمیان آنا جانا رہتا تھا یہاں تک کہ ان کا نکاح
حضور ﷺ سے کرا دیا۔ (اور یہ حضرت علی کی پیدائش سے بھی پہلے کی بات ہے)
قدیم ہر فاقہ کا اثر کہئے کہ آپؐ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی کسی طرح کا کوئی کفر نہیں کیا تھا امام
ابن شہاب زہری کہتے ہیں

کان من فضائل ابی بکر انه لم یکفر بالله ساعة (ازالۃ الخلاء ج ۳ ص ۲۸
- موسوعۃ آثار الصحیہ ج ۱ ص ۱۰۵)

حضرت عذامہ نقلی الدین سبکی الشافعیؒ (۷۷۷ھ) فرماتے ہیں

فالصواب ان الصدیق لم یثبت عنه فی حال کفر بالله
محدث شہیر حضرت ذوالعلی قاری (۱۰۱۴ھ) اس پر لکھتے ہیں

وهو الذي سمعناه من مشايخنا ومن يقتدى به وهو الصواب انشاء
الله تعالى (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۲۹۱)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زمانہ اسلام سے قبل بھی کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا آپؓ کی طبیعت
اس سے لاء کرتی تھی ﴿ان ابابکر لم یسجد بصلیہ قط﴾ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۰۹)
نہ کبھی شراب کو ہاتھ لگایا آپؓ نے اسے اپنے اوپر ہمیشہ سے حرام ہی جانا ﴿وانہ کان قد حرم
الخمر فی الجاہلیۃ﴾ کسی نے آپؓ سے جوئی میں شراب سے اجتناب کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ
میں نے ان دنوں میں ہی مروت و اخلاق اور وصفائے رشتہ جوڑ لیا تھا۔ شراب چونکہ ان اوصاف
جمیلہ کو تباہ و برباد کردینے والی شے ہے میں اس کے دام فریب میں کبھی نہ آیا۔ حضور ﷺ کو جب

حضرت ابو بکر کی یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر نے سچ کہا ہے
 فبلغ ذلك النبي ﷺ فقال صدق ابو بکر مرتین (ریاض ج ۱ ص ۲۰۱)
 حضرت امام ابو نعیم الاصبہانی (۴۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

انه اول من جمع القرآن وتنزه عن الشرب المسكر في الجاهلية قبل
 الاسلام واول من تقيا تنظفا وتحرجا عن المشتبهات (معرفۃ الصحابہ
 ج ۱ ص ۵۸)

آپ کو تاریخ اور شعر و ادب سے بھی لگاؤ تھا لیکن قبول اسلام کے بعد آپ نے یہ شغل ترک
 کر دیا تھا مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم لکھتے ہیں

حضرت ابو بکر اس وقت بھی عقل و فہم اصابت رائے اور حلم و بردباری میں مشہور تھے
 اسلئے اثناعشر کی خدمت ان کے سپرد تھی یعنی اگر کوئی واقعہ قتل کا ہو جاتا تھا تو قاتل
 سے دیت یا خون یہاں لینے کا معاملہ حضرت ابو بکر سے متعلق ہوتا تھا اگر آپ قاتل کی
 طرف ضامن ہو جاتے تو اس کا اعتبار ہوتا تھا کسی اور کی نہانت معتبر نہیں تھی (اسد
 الغابہ ج ۳ ص ۳۳۱) آپ علم الانساب والاخبار کے بھی ماہر تھے (صدیق اکبر ص
 ۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں قریش میں تین آدمی ایسے ہیں جو اپنی شرافت و پاکدامنی حسن
 اخلاق اور شرم و حیاء میں بہت اعلیٰ مقام پائے ہوئے ہیں یہ نہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی لوگ ان
 کے بارے میں جھوٹی بات کہتے ہیں یہ تین آدمی ابو بکر صدیقؓ۔ ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان
 غنیؓ ہیں۔ (معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۵۲) (ابن نعیم)

اہل سنت علم کلام کے مقتدر امام شیخ ابو الحسن اشعری (۳۲۴ھ) ارشاد فرماتے ہیں

لم يزل ابو بکر بعين الرضا منه (فيض القدير ج ۱ ص ۱۱)

یعنی حضرت ابو بکر حضور ﷺ کی رضا سے ہمیشہ مالا مال رہے ہیں
شمارح بخاری علامہ شهاب الدین احمد بن محمد قسطلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

فاختلف الناس في مراده بهذا الكلام والصواب ان يقال ان الصديق
لم يثبت عنه حالة الكفر بالله كما ثبت عن غيره ممن آمن وهو الذي
سمعناه من اشياخنا ومن يقتدى به وهو الصواب انشاء الله تعالى
(ارشاد الساری)

(ترجمہ) شیخ اشعری کے اس ارشاد کی مراد میں اہل علم کا اختلاف ہے لیکن اس کا
درست مفہوم یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سے حالت کفر ایک لمحہ کے لئے بھی
ثابت نہیں جیسا کہ دوسرے لوگوں سے (پہلے دور میں) ثابت ہے یہی فیصلہ ہم
نے اپنے مشائخ اور ائمہ سے سنا ہے اور یہی صحیح ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

محدث شمیر حضرت ماعلیٰ قاری قدس سرہ بھی لکھتے ہیں

لم يزل مؤمنا قبل البعثة وبعدها وهو الصحيح المرضي (مرقات
ج ۹ ص ۲۹۱)

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ اس پر لکھتے ہیں

جس طرح آنحضرت ﷺ اپنے اعلان نبوت سے پہلے ہر طرح کے کفر و شرک
سے پاک تھے اسی طرح ان کے رضایافتہ حضرت صدیق اکبر بھی ہر طرح کے کفر
اور اس کی آلائشوں سے بالکل پاک تھے ورنہ حضور ﷺ سے رضا یا کفر لازم آتی ہے
(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) (عبقات ص ۸۲)

سو حضرت ابو بکر صدیق دور جاہلیت میں بھی حضور ﷺ کے رفیق تھے اور آپ کے رنگ سے
پوری طرح رنگے ہوئے تھے آپ ایک لمحہ کے لئے کفر کے قریب نہ آئے اور نہ کبھی مشتبہ امور

میں اپنے آپ کو کرایا، یہ سب سے صاف دل اور پاک طبیعت رہے نہ اس دور میں حضور ﷺ دور رہے اور نہ ہی دور اسلام میں کبھی آپ سے جدا ہوئے محدث شہیر حضرت مائتہ علیؑ (۱۰۱۲ھ) لکھتے ہیں

وام يفارقه في الجاهلية ولا في الاسلام (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۸)
آپ حضور ﷺ سے نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں کبھی جدا ہوئے

..... حضرت ابو بکر صدیق کا لقب

جمہور علماء اور مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپؐ کی کنیت ابو بکر ہے اور لقب آپؐ کا جموعاً ہے۔ آپ جب تک زندہ رہے سوائے صدق کے کوئی دوسرا کلمہ اپنی زبان سے نہ ادا فرمایا۔ نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت آپؐ کی دعوت اور معراج شریفؐ سے پہلے آپؐ نے ہی تصدیق فرمائی ہے

حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ شرب معراج کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبیؐ کے میں چاہتا ہوں کہ باہر جا کر قریش کو معراج کی خبر دوں۔ تو قریش نے آپؐ کی تکذیب کی۔ ابو بکرؓ نے تصدیق کی۔ نہ صرف تصدیق کی بلکہ فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق ایسی بات میں کر رہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں ان کی تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبروں میں جو ایک ایک شام میں ان کے پاس آجاتی ہیں۔ سو اس دن سے ان کا لقب صدیق ہو گیا

فلذلك سمي ابو بكر الصديق - (متدرک ج ۳ ص ۶۴)

حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس تصدیق کی جب ان کو صدیق کا خطاب دیا تو پھر اسی دن سے آپؐ کا نام صدیق ہو گیا۔ وكننت يا ابا بكر

الصدیق فسماء یومئذ الصدیق (ریاض ج ۱ ص ۷۹) فأخبرت بذلك قومی
فکذبونی غیر ابی بکر الصدیق (ایضا)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرئیل امین نے آپ کے
صدیق ہونے کی بشارت دی تھی

فقال له جبرئیل یصدقک ابوبکر وهو الصدیق (طبقات ابن سعد ج ۳
ص ۱۷۷ - ریاض ج ۱ ص ۸۰)

حضرت علی مرتضیٰ سے بعض لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں دریافت کیا تو
آپ نے فرمایا کہ

ذاک امرء سماء اللہ تعالیٰ صدیقاً علی لسان جبرئیل محمد صلی اللہ

علیہما وسلم (متدرک ج ۳ ص ۶۵ - ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۲۶)

وہ ایسے شخص ہیں جن کا نام اللہ نے صدیق رکھا حضرت جبرئیل اور حضور اکرم
ﷺ کی زبان مبارک پر۔

حضرت ام ہانی سے مروی روایت میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا نام
صدیق فرمایا ہے

یا ابابکر ان اللہ تعالیٰ سماک الصدیق (در السحابۃ للامام الشوکانی ص ۱۴۴)
مشہور شیعہ عالم اور مفسر علامہ قمی نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ

جب حضور ﷺ ہجرت کی رات غار ثور میں تھے تو آپ نے ابو بکر صدیق سے کہا کہ
میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو ایک کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو دریا میں ہے
اور میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحن میں دیکھ رہا ہوں یہ سن کر ابو بکر نے عرض
کیا کہ کیا آپ واقعی اس کا نظارہ فرما رہے ہیں ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ عرض کیا کہ حضور

مجھے بھی یہ نظارہ دکھاؤ، پہنچنے تو آپ نے ابو بکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو ابو بکر نے بھی یہ سب کچھ دیکھ لیا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو صدیق ہے۔

ففسح الله على عينه فراهم فقال له رسول الله ﷺ انت الصديق (تفسیر قمی ص ۲۶۶)

ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی منبر پر یہ بات بار بار سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر حضرت ابو بکر کا نام صدیق رکھا ہے (ریاض ج ۱ ص ۸۱) اور آپ یہ بات قسم اٹھا کر کہتے تھے

ان الله عزوجل سمى ابا بکر على لسان نبيه ﷺ صديقا
عن علي انه كان يحلف بالله ان الله تعالى انزل اسم ابي بکر عن السماء الصديق۔ (ریاض ج ۱۔ معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۵۰)

ایک مرتبہ امام باقر نے سب کے سامنے حضرت ابو بکر کو صدیق کے لقب سے یاد فرمایا تو ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ بھی انہیں صدیق کے نام سے پکارتے ہیں تو آپ اٹھ بیٹھے اور پورے جوش میں آکر کہا کہ

نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل له الصديق فلا
صدق الله له قولاً في الدنيا والاخرة (كشف الغمہ فی معرفۃ الائمة ج ۲ ص ۱۲)

ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو آدمی حضرت ابو بکر کو صدیق نہیں کہتا اللہ! یا اور آخرت میں اس کی کسی بات کو سچانہ کرے
حضرت ابو محجن الثقفی آپ کی شان میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں
وسمیت صدیقاً وكل ما جبر سواك يسمي باسمه غير منكرو

اور تمہارا نام صدیق رکھا گیا جبکہ تمہارے سوا جتنے بھی مہاجر ہیں اپنے اپنے نام سے بلائے جاتے
 تھے اس بات کا کوئی بھی منکر نہیں ہے (شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۴)
 (نوٹ) انشاء اللہ ائمہ اہلبیت کے بیانات دربارہ حضرت ابو بکر صدیق آپ آئندہ صفحات
 میں ملاحظہ کریں گے

حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۷۹۷ھ) نے اس پر اجماع بتایا ہے آپ لکھتے ہیں کہ
 امت نے بالاجماع آپ کا نام صدیق رکھا ہے کیونکہ آپ نے حضور ﷺ کی تصدیق
 میں سبقت فرمائی اور صدق کو اختیار کئے رہے اور کسی حالت میں آپ سے اس معاملہ
 میں کوتاہی نہیں ہوئی (صواعق مخرقہ ص ۳۰۴)

مفتی اسلام استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے آپ کے صدیق
 ہونے پر نہایت نفیس و لطیف انداز میں گفتگو فرمائی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس جگہ
 نقل کیا جائے۔ آپ لکھتے ہیں

حضور اکرم ﷺ جو سب سے ارفع و اعلیٰ اور افضل و اکمل رسول تھے آپ کا کوئی
 مصدق کیوں نہ ہوا؟ جواب یہ ہے کہ ختم نبوت کی وجہ سے حالات بدل چکے تھے
 اب مصدق کی بجائے صدیق کا منصب تجویز ہوا حضور ﷺ کی تصدیق اب مصدق
 نہیں صدیق کرے گا صدیق نبی نہ ہو گا لیکن نبوت کے ساتھ اس طرح چلے گا جس
 طرح سایہ اصل کے ساتھ چلتا ہے نبی ہجرت کرے گا تو سایہ ساتھ ساتھ رہے گا
 نبی گنبد خضریٰ میں ٹھہرے تو یہ پر تو کمالات نبوت ساتھ ہو گا یہ صدیق ہونے کا
 منصب کسے ملا۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کو..... اس پہلے مسلمان کو جس نے
 حضور ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کی۔

اس تفصیل میں اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ حضرت ابو بکر کو تصدیق رسالت

کے لئے کسی معجزہ کی ضرورت کیوں نہ پڑی وجہ یہ ہے کہ وہ تو پیدا ہی اس لئے ہوئے تھے کہ آپ کے لئے مصدق کا کام کریں ان کا تو مقصد وجود ہی حضور ﷺ کی تصدیق کرنا تھا جس طرح کوئی چیز اپنے جوہر ذات سے جدا نہیں ہو سکتی حضرت ابو بکر صدیق تصدیق رسالت کی ذمہ داری سے ایک لمحہ کے لئے بھی دور نہ رہ سکے تھے..... ادھر شمع رسالت چمکی ادھر سینہ صدیق میں اتری۔ نبوت اور صدیقیت اس طرح ساتھ ساتھ چلیں جیسے فاعل اور قابل ساتھ ساتھ چلتے ہیں سورج روشنی دینے میں فاعلی قوت رکھتا ہے تو چاند اس سے منور ہونے میں قابل کے درجہ میں ہے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق فاعل اور قابل کے اسی درجہ میں تھے دوسرے صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی تصدیق کی تو بہ تقاضائے علم کی اور حضرت ابو بکر نے آپ کی تصدیق کی بہ تقاضائے فطرت۔ کیونکہ آپ کی تخلیق ہی اسی کام کے لئے ہوئی تھی..... سورج پردے کے پیچھے چلا جائے تو دنیا چاند سے مستیر ہوتی ہے اور وہ بھی حقیقت میں آفتاب کا ہی فیض ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ اس چاند کے گرد جمع ہوئے اور ایسے جمع ہوئے جیسے چاند کے گرد ستاروں کا ہالہ ہوتا ہے۔ چاند کبھی دن کو بھی نظر آتا ہے لیکن سورج کے اکرام میں وہ روشن نہیں ہوتا کیونکہ یہ دور آفتاب ہے اس میں چاندنی کیسے ہو جو نہی سورج پردے کے پیچھے ہو اوہی چاند اب دمک اٹھتا ہے حضرت ابو بکر صدیق اس دور خلافت میں ایسے چمکے کہ علم و عزیمت میں دنیا نے ان کا مثل نہ دیکھا۔ جس طرح چاند سورج کے پیچھے چلتا ہے صدیق کا ہر قدم نبوت کے ساتھ ساتھ اٹھتا رہا یہ خلافت علی منہاج النبوة کا مظاہرہ تھا صدیق اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ لشکر اسامہ کے سامان کی جو گرہیں حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے باندھیں انہیں وہ مدینہ

منورہ میں ہی کھول دے۔ نہیں۔ وہ کھلیں گی تو اسی میدانِ جمہ میں جمالِ انسا سے
 نکلنے کا ارادہ نبوت نے کیا تھا۔ صدیق کا تو کام بس یہ ہے کہ اس کا ہر قدم نبوت سے
 راتھ اٹھے اور وہ ہر بات میں نبی کی تصدیق کرتا چلا جائے۔۔۔ (خانم نے راشدین
 ج ۱ ص ۸۷)

جبریلؑ حضرت ابوبکر صدیق کی صداقت اور سچائی کی گواہی لسانِ نبوت نے دی ہے آپ نے جو
 نبوتِ حق کہا ہے حضرت علی مرتضیٰؑ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی کوئی بات مجھے کوئی مانتا تو میں
 اس سے تم لے لیتا تھا مگر جب حضرت ابوبکرؓ کوئی بات حضور ﷺ کی بتاتے تو مجھے اس کی
 ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ خود سچے تھے حضرت علی مرتضیٰؑ نے ایک مرتبہ ایک حدیث بیان
 کرتے ہوئے یہ بات فرمائی تھی

كنت اذا سمعت من رسول الله ﷺ حديثا نفعني الله به ما شاء منه
 واذا حدثني عنه غيري استحلفته فاذا حلف لي صدقته وان ابابكر
 رضى الله عنه حدثني وصدق ابوبكر (مسند احمد ج ۱ ص ۵ سنن ابوداؤد ج ۱
 ص ۲۹۷)

حضرت ابوبکر کے صدیق ہونے میں کسی نے کبھی کوئی اختلاف نہیں کیا ہے۔ آپ صدیق ہیں
 ان پر قرآن و حدیث اور صحابہ و اہل بیت شہادہ عدل ہیں

..... حضرت ابوبکر صدیق کا لقب عتیق بھی تھا

حضرت ابوبکر صدیق کا ایک لقب عتیق بھی ہے۔ ماہرِ انساب عظامہ زہیری کا بیان ہے کہ ابوبکر کو
 نبیؐ کا خطاب اس لئے دیا گیا ہے کہ ان کے نسب میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی

عیب لگایا جائے (الاستیعاب لابن عبد البر ج ۲ ص ۲۴۳ تحت الاصابہ) امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی بناء پر آپ کو عتیق کے نام سے پکارا گیا (معرفۃ اصحابہ ج ۱ ص ۱۷۱ ابی نعیم) علامہ حسین بن علی مسعودی (۳۴۶) اس کی ایک وجہ یہ لکھتے ہیں

آپ کی اپنی ماں اور سوتیلی ماں کی اور آپ کے والد محترم کی زندگی بھر اور بعد از موت بھی پاکدامنی اور عصمت مآلی ہے جس کا آپ نے بھی نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ تائید کی ہے (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۳۲)

تاہم سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انہیں یہ لقب حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایک بڑی بشارت کے طور پر نصیب ہوا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن حضرت ابو بکرؓ کی طرف نظر کی اور بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ : فانبت عتیق اللہ من النار (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸ اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱۔ ریاض ج ۱ ص ۷۸)

”تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو“

چنانچہ اسی دن سے ان کا نام عتیق ہو گیا۔ امام ترمذی اور امام ابو یعلیٰ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی هذا (طبقات ج ۳ ص ۱۲۷ معرفۃ اصحابہ ج ۱ ص ۳۳۰ ابی نعیم)

”جو کوئی جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔“

حضرت امام سہمی فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک لقب امیر الشاکرین تھا (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۷۲) حضرت علیؓ سا کرتے تھے کہ ابو بکر تو امیر الشاکرین ہیں فکان علی یقول ابو بکر امیر الشاکرین (نزائے ج ۲ ص ۳۳) اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھتے تھے وسیجزی



اللہ الشاکرین (المنتقى ص ۳۱۳) اور اللہ ثواب دے کا شکر گزاروں کو۔

..... حضرت ابو بکر صدیق کا آسمانی نام

حضور ﷺ کے اس جلیل القدر صحابی اور مخلص ساتھی کا زمینی لقب صدیق اور عتیق تھا اور آپ اہل زمین کے ہاں اسی نام اور لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور اہل ایمان کے دلوں میں جگہ پائے ہوئے ہیں مگر آسمان والوں میں آپ کو صدیق کے ساتھ ساتھ حلیم کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے آپ کی تواضع اور بردباری نے آسمان والوں کو بھی آپ کا گرویدہ بنا رکھا ہے حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مرتبہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے پاس کھڑے تھے کہ اتنے میں قریب سے حضرت ابو بکر صدیق کا گزر ہوا حضرت جبرائیل نے حضور ﷺ سے کہا کہ یہ تو ابو قحافہ کے بیٹے ہیں آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے کہا کہ اے جبرائیل تم لوگ اسے جانتے ہو حضرت جبرائیل نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے حضرت ابو بکر آسمانوں میں زمین سے زیادہ شہرت پائے ہوئے ہیں اور ان کا نام آسمان میں حلیم ہے

والذی بعثک بالحق لہو فی السماء اشہر منہ فی الارض وان اسمہ

فی السماء الحلیم (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۸۲)

..... ولادت باسعادت :-

حضرت ابو بکر صدیق عام الفیل کے ڈھائی سال بعد اور ہجرت سے پچاس سال چھ ماہ پہلے پیدا

ہوئے ہیں آپؐ آنحضرت ﷺ سے دوڑھائی برس عمر میں چھوٹے تھے اور حضور کے وصال کے وقت آپؐ اسی سال کے تھے آپؐ نے کبھی بھی اپنے دامن کو شرک سے آلودہ نہ ہونے دیا اور کبھی کسی بت کے آگے نہ جھکے۔ بعد مشرکین کے ان مصنوعی خداؤں سے آپؐ کھلے عام بیزار ہو کر اظہار کرتے تھے آپؐ چار پانچ سال کے تھے ایک مرتبہ ان کے والد ابو قحافہ ایک صنم خانہ میں لے گئے اور وہاں ایک بڑے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ سب سے بلند وہاں خدا ہے اس کے آگے جھک پڑو آپؐ نے بت کو مخاطب کر کے کہا کہ

انی جائع فاطعنی فلم یجبنی انی عار فاکسنی فلم یجبنی انی
علق علیک الصخرة فان کنتم الہا فامنع نفسك فلم یجبنی

میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے دو میں نیگا ہوں مجھے کپڑا دے دو میں تم کو پتھر مارتا ہوں اگر تم معبود ہو تو تم اپنے آپ کو چالو۔

چنانچہ آپؐ نے ایک پتھر بت کو اس طرح مارا کہ وہ منہ کے بل گر پڑا والد یہ دیکھ کر آپؐ سے باہر ہو گئے اور ان کو مارتے ہوئے گھر نے آئے والدہ نے جب یہ منظر دیکھا تو شوہر سے کہا کہ اس اپنے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو مجھے اس کے متعلق غیب سے کئی اچھی باتیں بتائی گئیں تھیں (دیکھئے ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی) اور ایک غیبی آواز کے ذریعہ مجھے بتایا کہ

یا امة الله على التحقيق ابشرى بالولد الغتيق اسمه في السماء
الصدیق لمحمد صاحب ورفیق (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱۱ ص ۲۹۱)

حضرت ابو بکر صدیق کا حلیہ مبارک :-

آپؐ کی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ آپؐ کا حلیہ مبارک اس طرح بیان فرماتی ہیں



آپ کا حلیہ مبارک یہ تھا۔ رنگ گورا، بدن چھریا، ریشاروں پر گوشت کم تھا، انگلیوں کی جڑوں میں گوشت کم، پیشانی بلند تھی اور اکثر عرق آلود رہتی تھی۔ آپ ہندی اور تیل کا خضاب فرماتے۔ بڑے نرم دل اور نہایت بردبار تھے۔ ہجرت کے زمانہ میں آپ کی ریش مبارک کچھ سیاہ اور کچھ سفید تھی

آپ کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا اور غذا بھی آپ کی سادہ سی تھی آپ کا ذریعہ معاش کپڑے کی تجارت تھی آپ جو کچھ کماتے تھے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا کرتے تھے ہجرت کے بعد توفیق کی نوبت بھی آتی تھی خلافت کا بار اٹھالینے کے باوجود بھی تجارت ہی کے ذریعہ اپنے گھر کے اخراجات پورے کرتے تھے البتہ جب خلافت کے مشاغل بہت زیادہ ہو گئے تو پھر آپ نے بیت المال سے وظیفہ لینا منظور کر لیا۔ پھر آپ نے وفات سے پہلے اپنے وارثوں کو وصیت کی کہ وہ تمام رقوم جو آپ نے اس مد میں وصول کی ہیں انہیں بیت المال میں واپس جمع کرادیں۔ معروف غیر مسلم مصنف ڈاکٹر اندرے سرور نے اپنی کتاب ﴿اسلام اینڈ ذی سائیکولوجی آف مسلم﴾ میں تسلیم کیا ہے کہ آپ ایک درویش منش انسان تھے اور بڑی سادہ زندگی گزارنے والے تھے مصنف مذکور لکھتے ہیں

ابو بکر کے مزاج میں انتہا درجہ کی سادگی تھی بڑے اونچے مرتبے پر پہنچنے کے باوجود انہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کی جب وہ فوت ہوئے تو ورثے میں کپڑوں کا ایک جوڑا ایک غلام اور ایک اونٹ چھوڑا وہ صحیح معنوں میں ایک نیک سرشت صوفی تھے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پیشہ :-

حضرت ابو بکرؓ کا پیشہ تجارت تھا اور آپ اپنے زمانے کے مشہور تاجر اور دولت مند آدمی تھے،

حضرت عثمانؓ غنی کا عروج بعد میں ہوا۔ اُن کا اپنا قول ہے کہ قریش میں سب سے مالدار تاجر تھا۔ آپ نے تجارتی سفر بھی کئے ہیں اور بعض اسفار میں حضور ﷺ بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں۔
 کان ابوبکر معروف بالتجارة وعنده اربعون الف درهم
 (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۸)

آپؓ جس طرح حلقہ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے بھی تجارت کرتے تھے قبول اسلام کے بھی اس پیشے سے وابستہ رہے۔ مال تجارت لے کر دور دور تک جاتے تھے، چنانچہ حضور ﷺ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے قریب اُنہوں نے بصری کا سفر کیا تھا۔ بعد میں جب آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے اور خلافت کی ذمہ داریاں اور مصروفیتیں زیادہ ہوئیں تو آپ پھر تجارت ترک کر دی تھی اور بیت المال سے آپ کے گزربسر کا انتظام ہوتا رہا۔

☆..... سعادت ایمان سے مشرف ہونا

علم الہی میں پہلے سے طے تھا کہ اللہ کے حبیب خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مصاحبت و رفاقت اور آپ کی تائید و اعانت کے لئے جس کو سب سے پہلے قبولیت کا شرف نصیب ہو گا وہ آپ کے عزیز ترین دوست حضرت ابو بکر صدیق ہوں گے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے ایام جاہلیت میں کبھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا اور نہ کسی غیر اللہ کی پرستش کی آپ کا دامن اس وقت بھی شرک کی غلاظتوں سے آلودہ نہ ہوا تھا آپ کی فطرت اور طبیعت سلیم تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا میں نے ہمیشہ اپنے والدین کو اسلام ہی کے دین پر پایا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۲) اور جس دن سے آپ مسلمان ہوئے ہیں آپ



کو اللہ کے بارے میں کبھی کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا

وما ادرتاب ابوبکر فی اللہ منذ اسلم (معمر بن ابی حمزہ غفرلہ ۵۱۷)

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کی دوستی بڑی گہری تھی اور ایک اور سے سے کہاں باتیں
اثر رہا کرتی تھی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

حضور اکرم ﷺ روزانہ صبح شام ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۲)

نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے اسلام کی تبلیغ فرمائی تو آپ نے قبول

کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا اور نہ اس میں کوئی دیر لگائی آپ کی دعوت فوراً قبول فرمائی اور

”ما صدقت یا رسول اللہ“ یعنی میں اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نبی برحق ہیں اور

اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عمامہ پہنتے فرماتے ہیں کہ بچپن و

چراغ اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپ اصول اسلام کی اچھی طرح تحقیق فرما چکے تھے۔

اسی لئے آپ نے نبوت کے پہلے ہی دن اسلام قبول کر کے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا اس وقت آپ کی

عمر اڑیس سال کی تھی

بیش نظر رہے کہ ابھی حضور اکرم ﷺ کی جانب سے اعلان نبوت نہیں ہوا تھا مگر اس سے بہت

پہلے حضرت ابو بکر صدیق کے سامنے کچھ ایسے واقعات آئے جو نہایت ہی حیرت انگیز تھے۔ آپ

خود کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں ایک دن ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے

دیکھا کہ اس درخت کی شاخ میری طرف جھکنے لگی اور اس قدر قریب آگئی کہ میرے سر پر آگئی

اور میں دیکھ رہا تھا میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اس وقت ایک آواز اس

درخت میں سے میرے کان میں آئی کہ ایک پیغمبر کا فلاں وقت ظہور ہونے والا ہے تجھے چاہیے

کہ تو سب لوگوں سے زیادہ (اس کا ساتھ بن کر) سعادت مند بن جانا۔ میں نے کہا کہ ذرا زیادہ

وضاحت سے بتاؤ کہ وہ پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے تو درخت میں آواز آئی کہ ﷺ محمد بن

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشمؑ میں نے کہا کہ وہ تو میرے دوست اور ساتھی ہیں پھر میں نے اس درخت سے عمد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائیں تو مجھے کوئی اشارہ دے دینا جب آپ مبعوث ہو گئے تو اس درخت میں سے آواز آئی کہ کوئی شش لگ جاؤ اور اپنے سرے پر خانہ کے پٹے کہ اس پر وحی آئی ہے قسم ہے حضرت موسیٰ کے رب کی کہ اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اسے یونہی میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللّٰهِ بِعَنْكَ بِالْحَقِّ سَرَّاجًا مَنِيرًا اور میں آپ پر ایمان لے آیا۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۱)

آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک عظیم نور آسمان سے اتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکہ میں کوئی بھرا سیلا باقی نہ رہا کہ اس نور میں سے کچھ اس میں داخل نہ ہو گیا ہو پھر وہ انوار سب جمع ہو کر ان کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے تھا اور پھر وہ نور میری گود میں آگیا۔

میں کو میں نے اس خواب کا ذکر ایک سودی عالم کے سامنے کیا اور اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی ایک قسم سے ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اس پر وہ خیانت نہ ہو۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو مجھے ایک تجارت کے ضمن میں دیر حور میں جو خیر اراہب کا مسکن تھا میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اس سے پوچھی خیر اراہب نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش میں سے ہوں اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث کرے گا اور تو اس کے ایام حیات تک اس کا وزیر رہے گا اور اس کی وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہو گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ خیر اراہب نے حضرت ابو بکر سے کہا تو اس پیغمبر کی تابعداری کرے گا جس کی انتظار کا زمانہ ہے اور ان کے ظہور کا زمانہ میرے قریب آگیا ہے اور تو اس نبی کے قرب کی

میر تمام لوگوں کی بہ نسبت زیادہ - حادثہ پائے گا

انه يتبع النبي المنتظر الذي قد اظلم زمانه وانه يكون اسعد الناس
(ہر ت حلیہ ج ۱ ص ۳۱۰)

ایک بعد جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے مجھے اسلام کی طرف بلایا تو میں نے یہ کہ ہر پیغمبر کے پاس اپنی نبوت کے لئے کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوتی ہے آپ کیا فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل کیا وہ خواب نہیں جو تم نے دیکھا تھا اور ایک یہودی نام ہے اس کی تعبیر پوچھنے پر اس نے کہا تھا کہ اس کا اعتبار نہیں اور پھر حیرت میں کہ اس کی تعبیر تم کو بتائی تھی۔ میں نے کہا کہ حضور ﷺ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جبرائیل نے۔ میں نے کہا

أشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد انك عبده ورسوله
ایک بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ اس نے اول توقف و تردد نہ کیا ہو
سوائے ابو بکر کے کہ جب میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے اس کو مان لیا اور کہا کہ
آپ اللہ کے رسول ہیں (ازالہ الخفاء ج ۳ ص ۳۳)

ایک مرتبہ اسی طرح کی ایک اور بشارت کا ذکر ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جب اس کا ذکر ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق نے مارے حیرت کے پوچھا کہ وہ بات آپ کو کیسے معلوم ہوئی
آپ نے فرمایا کہ اس بزرگ فرشتے یہ بات بتلائی ہے جو مجھ سے پہلے پیغمبروں کے پاس آسانی
خبریں لایا کرتا تھا

الملك المعظم الذي ياتي الانبياء قبلي (اسد الغلابہ ج ۳ ص ۳۱۳)
سوجب حضور ﷺ نے آپ کو اپنی نبوت کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی تو آپ نے اس پر

فور البیك كمال اور آپ کے ساتھ اس طرح اٹھنے کہ پھر آخر تک آپ کو کبھی نہ کیا نہ نہایت
ساتھ ساتھ رہے اور چلے اور جو عمدہ پہلے دن آپ نے کیا اس کو ہمیشہ اور آخر تک نبھایا
حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ

مادعوت أحدا إلى الإسلام إلا كانت فيه عنده كِبوة ونظر وتور
الا ماكان من ابى بكر بن ابى قحافه ما علم حين ذكرته له ماورد
فيه (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷۴)

میں نے جس کسی پر بھی اسلام پیش کیا اس نے قبول کرنے میں ایک طرح کی توجہ
سوچ بچار اور پس و پیش کیا سوائے ابو بکر بن ابی قحافہ کے کہ جب میں نے اس سے اس
کا ذکر کیا تو انہوں نے اس میں کوئی دیر لگائی اور نہ پس و پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ پر حقائق اس قدر روشن کر دئے تھے کہ آپ کے دل میں دین اسلام اور پیغمبر
اسلام کے بارے میں کبھی کوئی دوسوہ تک نہیں آیا بلا چوں و چرا دین اسلام کو قبول فرمایا اور یہ
اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دیا تھا۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں
جن لوگوں نے اپنے کو فد اُردیا اور بڑا تقشیش اور بلا چوں و چرا کامل اطاعت اختیار کی ان کو
حق تعالیٰ اپنے اسرار پر مطلع کر دیتے ہیں حسب استعداد میں یہ نہیں کہتا کہ تمام اسرار پر
مطلع کر دیتے ہیں لیکن اتنا ضرور کر دیتے ہیں کہ ان کو اطمینان ہو جاتا ہے کوئی شبہ و شک
نہیں رہتا اور اس مرتبہ کا نام صدیق ہے حضرت صدیق اکبر کا یہی مرتبہ تھا ایسا شخص نہ
مخبر کا طالب ہوتا ہے نہ کرامت کا۔ اس کا قلب گواہی دینے لگتا ہے کہ یہ حق ہے اس
کبھی دوسوہ نہیں ہوتا حضرت صدیق اکبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
نہی ہوں آپ نے فوراً تصدیق کی اور پڑھا أشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا
عبده ورسوله (وعظہ روح البارز ص ۲۲)

موجود اکرم ﷺ نے آپ کو دعوت دی حضرت ابو بکر نے آپ کی دعوت پانچ دنوں سے بیت
 دہانہ سے حضور ﷺ کو کس قدر مسرت حاصل ہوئی ہوئی اسے خود حضرت ابو بکر صدیق
 سے ملنے آپ فرماتے ہیں کہ

وما بین لا یتبہا اشد سرورا من رسول اللہ باسلامی (اسد الغابہ ج ۲
 ص ۳۱۳۔ البذایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۰)

میرے اسلام لانے پر پوری واوی میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی خوش نہ تھی
 حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میرے والد اسلام لانے والوں میں اولیت کا شرف رکھتے ہیں اسلئے
 ابن اول المسلمین (طبقات کبریٰ ص ۲۸ ج ۳) آپ مردوں میں پہلے شخص ہیں جنہوں
 نے اسلام قبول کیا ہے پھر اس کے بعد دوسرے حضرات آتے گئے اور اسلام کا حلقہ پھیلتا گیا
 یہاں حضرت علی مرتضیٰ بھی فرماتے ہیں

اول من اسلم من الرجال ابوبکر (ریاض ج ۱ ص ۸۵)

حضور اکرم ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت نے اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے

والثانی التالی المحمود مشہدہ واول الناس منهم صدق الرسلا
 حضرت ابو بکر ثانی ہیں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے والے ہیں ان کی کارگزاری عمدہ ہے اور
 نوبل میں سب سے پہلے انہوں نے ہی رسول کی تصدیق کی تھی
 حضرت ابو حنن الثقفی نے اسے اس طرح بیان کیا ہے

سبقت الی الاسلام واللہ شاہد وکنت جلیسا بالعریش المشہر

(شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۴)

اور یہ آپ ہی ہیں کہ دوڑ کر اسلام کی جانب آئے اور اس بات پر اللہ گواہ ہے اور آپ ہی حضور
 ﷺ کے عریش بدر میں ہم نشین تھے

نہایت اہم ہے، بحر صدیق فرمایا کرتے تھے کہ لیا میں نے سب سے پہلا امام بنایا۔
 اول من اسلام : أخرجه البغوي وأبو حاتم۔ (رایضہ فیہ)
 شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن قیم (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وهذا ظاهر في انه صدقه قبل أن يصدقه أحد من الناس
 بلغهم الرسالة وهذا حق فإنه أول ما بلغ الرسالة غانم (۸ ص ۲۲۲)

اور یہ بات کھلی ہوئی ہے کہ حضرت ابو بکر نے دوسروں کی تصدیق سے پیش نمونہ
 رسالت کا شرف حاصل کر لیا تھا جو نبی آپ کو حضور نے اپنی رسالت میں
 آپ اس پر ایمان لائے

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) نے اس پر جمہور کا اتفاق بیان کر
 مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر کو اسلام لانے کا شرف نصیب ہوا ہے (فقہ ہدایہ)
 حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے یہاں یہ
 اور نفیس نکتہ بیان فرمایا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے آپ لکھتے ہیں

بعثت کے شروع میں ہی آپ مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب سے
 سبقت فرمائی تھی۔۔۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیت سرور
 اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر ابھارنے والی ہوئی اور
 لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوئی اور نعم اللہ
 علی الخیر کفاعلہ (کہ خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والا
 المرح ہوتا ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے
 تھے ان کے نامہ اعمال میں نکھا جائے اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو جائے

لوگوں میں مشہور ہو اور ذمی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسر نہیں ہو سکتی تو اولیت سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب خاصہ میں سے ہے (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو چہ سخت بات کہہ دی۔ پھر کہا بھائی مجھے معاف کر دو، اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا، حضرت ابو بکرؓ نے بار بار معافی چاہی مگر حضرت عمرؓ کا غصہ کم نہ ہوا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہوا جب سب لوگ مجلس نبوی میں حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا، تمہارا بھائی تم سے معافی مانگتا ہے اور تم معاف نہیں کرتے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں ہر دفعہ جب وہ معافی مانگتے تھے (دل دل میں) معاف کر دیتا تھا اور اللہ کی مخلوق میں آپ کے بعد ان سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے بھی آپ کے بعد عمرؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے صاحب اور رفیق کے بارے میں مجھے ایذا نہ پہنچاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تو تم سب اس وقت اس کی تکذیب کرتے تھے صرف ابو بکرؓ تھے جس نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابو بکر صدقت وواساني بنفسه وماله فهل أنتم تاركوا لي صاحبي؟ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱)

مسند الامام الطحاوی ج ۱ ص ۱۳۰

یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے طرف مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے کہا کہ تم

جھوٹ کہتے ہو ہاں صرف ابو بکر ہیں جنہوں نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں یہ ابو بکرؓ
جنہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری خدمت کی تو کیا تم میری خاطر میرے
دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں۔

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم اسی پر فرماتے ہیں کہ
حضور کے دعویٰ رسالت کے جواب میں حضرت ابو بکرؓ نے صرف یہ نہیں کہا کہ
میں ایمان لاتا ہوں بلکہ فرمایا وہ سچ کہہ رہے ہیں یہ ایک نہایت بلند پایہ شانِ
ہے جس کے آئینہ میں اظہارِ ایمان جلوہ گر ہے اس ایک ہی حدیث میں حضرت
صدیق اکبرؓ کی شانِ ایمان شانِ علم اور جان و مال کا حضور ﷺ کے لئے وقف
کردینے کا نہایت واضح بیان ہے اور یہ سب امور خود اسان نبوت سے شرف قبولیت
حاصل کر رہے ہیں۔ (بفت روزہ دعوت ۲۱ دسمبر ۱۹۶۲ء)

معروف مؤرخ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ ایمان لے آئے اور
اظہار بھی کر دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات پر استقامت کی دعا بھی فرمائی تھی (حدیث
کثیر ج ۳ ص ۶۲)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صحابیت کی الہی شہادت

حضور اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کرتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ نہ صرف یہ کہ اہل ایمان
صف میں داخل ہو کر سرخیل مؤمنین ہو گئے بلکہ حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی دولت سے
مائل ہو گئے۔ صحابیت کیا ہے اسے استاذنا المحترم حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ
اس تحریر میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

اہل سنت والجماعت کے ہاں صحابیت خود ایک شرف عظیم ہے جو کسی علمی کمال یا عملی محنت پر مبنی نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ کا علم ہو یا حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی کا عمل۔ علم و عمل کا کوئی کمال صحابیت کی برابری نہیں کر سکتا اس کے لئے صرف ایمان اور حضور اکرم ﷺ کی صحبت شرط ہے جس نے ایمان کے ساتھ حالت بیداری حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا وہ یہ دولت پا گیا بشرطیکہ پھر اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو (معیار صحابیت ص ۷۷)

پھر اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اہل سنت کے عقیدہ میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق صرف صحابی ہی نہیں بلکہ افضل الصحابة ہیں حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام میں (وہ حضرت عمر فاروق ہوں یا حضرت علی مرتضیٰ..... سید الشہداء حضرت حمزہ ہوں یا حضرت عثمان ذی النورین حضرت ابو بکر ان) سب سے بہر حال افضل ہیں اور اس انصافیت و فضیلت کی خبر نہ صرف لسان نبوت نے دی اور مختلف پیرائے میں دی ہے بلکہ خود قرآن کریم نے آپ کو حضور اکرم ﷺ کا معاصی بنا کر آپ کے اعلیٰ ترین صحابی ہونے کی الہی سند دے دی شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فمعلوم أن الصديق في ذروة سنام الصحبة وأعلى مراتبها فإنه صحبه من حين بعثه الله إلى أن مات فلا ريب أن صحبة أبي بكر للنبي ﷺ كانت أكمل وأنفع له من صحبة علي ونحوه فإنه شاركه في الدعوة ولانزاع بين أهل العلم بحال النبي ﷺ وأصحابه أن مصاحبة أبي بكر له كانت أكمل من مصاحبة سائر الصحابة من وجوه (منهاج السنة ج ۸ ص ۳۹۰)

یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صحابیت کی بلند ترین چوٹی پر ہیں اور سب

جھوٹ کہتے ہو ہاں صرف ابو بکر ہیں جنہوں نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں یہ ابو بکرؓ
جنہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ میری خدمت کی تو کیا تم میری خاطر میرے
دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں۔

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم اسی پر فرماتے ہیں کہ
حضور کے دعوی رسالت کے جواب میں حضرت ابو بکرؓ نے صرف یہ نہیں کہا کہ
میں ایمان لاتا ہوں بلکہ فرمایا وہ سچ کہہ رہے ہیں یہ ایک نہایت بلند پایہ شان نہ
ہے جس کے آئینہ میں اظہار ایمان جلوہ گر ہے اس ایک ہی حدیث میں حضرت
صدیق اکبرؓ کی شان ایمان شان علم اور جان و مال کا حضور ﷺ کے لئے وقف
کردینے کا نہایت واضح بیان ہے اور یہ سب امور خود لسان نبوت سے شرف قبولیت
حاصل کر رہے ہیں۔ (بفت روزہ دعوت ۲۱ دسمبر ۱۹۶۲ء)

معروف مؤرخ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ ایمان لے آئے اور ان
اظہار بھی کر دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات پر استقامت کی دعا بھی فرمائی تھی (تہذیب
کثیر ج ۳ ص ۶۲)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صحابیت کی الہی شہادت

حضور اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کرتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ نہ صرف یہ کہ اہل ایمان
صف میں داخل ہو کر سرخیل مؤمنین ہو گئے بلکہ حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی دولت سے نڈ
مالا مال ہو گئے۔ صحابیت کیا ہے اسے استاذنا المحترم حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ
اس تحریر میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں

اہل سنت والجماعت کے ہاں صحابیت خود ایک شرف عظیم ہے، کو کسی علمی کمال یا عملی محنت پر مبنی نہیں حضرت امام ابو حنیفہ کا علم ہو یا حضرت جعید بغدادی اور بایزید بسطامی کا عمل۔ علم و عمل کا کوئی کمال صحابیت کی برابری نہیں کر سکتا اس کے لئے صرف ایمان اور حضور اکرم ﷺ کی صحبت شرط ہے جس نے ایمان کے ساتھ حالت بیداری حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا وہ یہ دولت پا گیا بشرطیکہ پھر اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو (معیار صحابیت ص ۲۷)

پھر اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اہل سنت کے عقیدہ میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق صرف صحابی ہی نہیں بلکہ افضل الصحابة ہیں حضور اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام میں (وہ حضرت عمر فاروق ہوں یا حضرت علی مرتضیٰ..... سید الشہداء حضرت حمزہ ہوں یا حضرت عثمان ذی النورین حضرت ابو بکر ان) سب سے بہر حال افضل ہیں اور اس افضلیت و فضیلت کی خبر نہ صرف لسان نبوت نے دی اور مختلف پیرائے میں دی ہے بلکہ خود قرآن کریم نے آپ کو حضور اکرم ﷺ کا صاحب بنا کر آپ کے اعلیٰ ترین صحابی ہونے کی الہی سند دے دی شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۷۲ھ) لکھتے ہیں

فمعلوم أن الصديق في ذروة سنام الصحبة وأعلى مراتبها فإنه صحبه من حين بعثه الله إلى أن مات فلا ريب أن صحبة أبي بكر للنبي ﷺ كانت أكمل وأنفع له من صحبة علي ونحوه فإنه شاركه في الدعوة ولانزاع بين أهل العلم بحال النبي ﷺ وأصحابه أن مصاحبة أبي بكر له كانت أكمل من مصاحبة سائر الصحابة من وجوه (منهاج السنة ج ۸ ص ۳۹۰)

یہ بات معلوم ہی ہے کہ حضرت ابو بکر صحابیت کی بلند ترین چوٹی پر ہیں اور سب

سے اونچے مراتب والے ہیں آپ حضور ﷺ کے اس وقت سے صحابہ کرام سے
 سے حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا پس اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر
 کی صحابیت دوسرے صحابہ کی بہ نسبت اکمل بھی ہے اور سب سے زیادہ وفادار
 آپ دین کی دعوت و تبلیغ میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ اور
 علم کے درمیان اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت ابو بکر کی حضور ﷺ
 ساتھ مصاحبت دوسرے صحابہ کی مصاحبت کی نسبت زیادہ کامل ہے اور اس کی وجہ
 سی وجوہات ہیں

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی مصاحبت نبوی و
 واقعات اور حالات کی روشنی میں تفصیلاً بیان فرمایا پھر لکھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ
 حضرت ابو بکر کو ایسے خصائص اور امتیازات حاصل ہیں جو کسی دوسرے کو انصاف سے
 یہ بیان دیکھیں

وهذه الاخبار الصحيحة هي باتفاق أهل العلم بالحديث في عروة
 الحديبية تبين اختصاص أبي بكر بمنزلة من الله ورسوله
 يشركه فيها أحد من الصحابة لا عمر ولا علي ولا غيره ما وإنه
 يكن فيهم أعظم إيماناً وموافقة وطاعة لله ورسوله منه ولا كان نبي
 من يتكلم بالشورى قبله (منہاج ج ۸ ص ۷۰۷)

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کی صحابیت دوسرے صحابہ کی بہ نسبت
 واکمل ہے اور اس پر خود صحابہ کرام کے درمیان کبھی اختلاف نہیں رہا سو اس میں کوئی شک
 ہے کہ قرآن کریم میں یہ نفل (صاحب) حضرت ابو بکر کی مدح میں استعمال ہوا ہے جس طرح
 حضور ﷺ کے لئے (ماضل صاحبکم وماغوی ما صاحبکم بمجنون

ما یصلحہ لکم من جدۃ (فرمایا گیا ہے۔

بہت خوبصورت و جوان حضرت ابو بکر صدیق کے ہمراہ غار ثور میں تھے۔ ان کے پاس ایک بکری قریب پہنچ چکی تھی حضرت ابو بکر صدیق کو حضور آرام بخشہ فرمایا کہ اس بکری کو چاہے حضرت ابو بکر سے کیا فرمایا اسے دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اِنْ یَقُولْ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ ۱۰ النبیۃ)

مذہب نے یہاں صاحب کا ذکر حضرت ابو بکر کے لئے فرمایا ہے غور طلب بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں بولا گیا یا معاذ اللہ ان کی مذمت میں؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں لفظ صاحب سے ان کے سفر کی رفاقت کی خبر دی ہے ضروری نہیں کہ ان کا من ہونا بھی بتایا ہو وہ جھوٹ کہتے ہیں

یہ صحیح ہے کہ سفر ہجرت کے موقع پر حضور کے رفیق سفر حضرت ابو بکر تھے اور اس پورے سفر میں آپ کے سوا اور کوئی ساتھ نہ تھا تاہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضور ﷺ کو اپنی پوری بیعت میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ ملا تھا جس پر اعتماد و اعتبار ہو کہ اسے اپنے ساتھ لے کر جائیں اور کیا اللہ تعالیٰ بھی نہیں جانتا کہ اس مقدس اور مبارک بلکہ نہایت ہی اہم اور نازک سفر میں ان کا ساتھی معاذ اللہ من نہیں ہے یہ صرف رفیق سفر ہے۔ سو یہاں صاحب کا معنی صرف رفیق سفر کرنا اور اس پر حضرت ابو بکر کی صاحبیت تو درکنار ان کے مؤمن نہ ہونے کو زیر بحث لانا کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں لفظ صاحب کافروں کے لئے بھی آیا ہے اور نفرت میں صاحب ساتھی کو کہتے ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہو کہ کافر۔ تاہم یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سورہ توبہ کی آیت میں یہ لفظ کس مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اس آیت میں یہ لفظ حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں استعمال ہوا ہے اور اللہ کی مدد و تائید جس طرح اس

کے رسول کے لئے ہے حضرت ابوبکر بھی اس مدد و تائید کے مستحق ٹھہرے ہیں شاہ الاسلام
ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک بحث میں لکھتے ہیں

والقرآن يقول فيه اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فاخبر
الرسول ان الله معه ومع صاحبه وهذه المعية تتضمن النصر
والتأييد وهو انما ينصره على عدوه وكل كافر عدوه فيمتنع ان
يكون الله مؤيدا له ولعدوه معا لكان ذلك مما يوجب الحزن ويزيل
السكينة فعلم ان لفظ صاحبه تضمن صحبة ولاية ومحبة وتستلزم
الايمان له وبه وايضا فقوله لا تحزن دليل على انه وليه وانه حزن
خوفا من عدوهما فقال له لا تحزن ان الله معنا ولو كان عدوه لكان
لم يحزن الا حيث يتمكن من قهره فلا يقال له لا تحزن ان الله معنا
لان كون الله مع نبيه مما يسر النبي وكونه مع عدوه مما يسوءه
فيمتنع ان يجمع بينهما وقوله ثانی اثنين حال من الضمير في
اخرجه اي اخرجوه في حال كونه نبيا ثانی اثنين فهو موصوف
بانه احد الاثنين فيكون الاثنان مخرجين جميعا فانه يمتنع ان
يخرج ثانی اثنين الا مع الاخر فانه لو اخرج دونه لم يكن قد اخرج
ثانی اثنين فدل على ان الكفار اخرجوه ثانی اثنين فاخرجوه
مصاحبا لقرينه في حال كونه معه فلزم ان يكونوا اخرجوهما ...
فهذا يدل على ان صحبته صحبة موالاته وموافقة على الايمان لا
صحبة مع الكفر (منهاج السنة ج ۸ ص ۷۳)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

عامة عقلاء بنى آدم اذا عاشر احدهم الاخر مدة يتبين له صداقته
 من عداوته فالرسول يصحب ابا بكر بمكة بضع عشر سنة ولا
 يتبين له هل هو صديقه او عدوه وهو يجتمع معه فى دار الخوف؟
 وهل هذا الا قدح فى الرسول؟ ثم يقال جميع الناس كانوا يعرفون
 انه اعظم اوليائه من حين المبعث الى الموت فانه اول من آمن به من
 الرجال الاحرار ودعا غيره الى الايمان به حتى آمنوا وبذل امواله
 فى تخليص من كان آمن به من المستضعفين مثل بلال وغيره
 وكان يخرج معه الى الموسم فيدعو القبائل الى الايمان به ويأتى
 النبى صلوات الله عليه وسلم كل يوم الى بيته اما غدوة واما عشية وقد اذاه الكفار
 على ايمانه حتى خرج من مكة فلقية ابن الدغنة امير من امراء العرب
 سيد القارة وقال الى اين؟ وقد تقدم حديثه فهل يشك من له ادنى
 مسكة من عقل ان مثل هذا لا يفعله الا من هو فى غاية الموالاة
 والمحبة للرسول ولما جاء به وان موالاته ومحبته بلغت به الى ان
 يعادى قومه ويصبر على آذاهم وينفق امواله على من يحتاج اليه
 من اخوانه المؤمنين ولم يكن يحصل للنبى صلوات الله عليه وسلم اذى قط من
 ابي بكر مع خلوته به واجتماعه به ليلا ونهارا وتمكنه مما يريد
 المخادع من اطعام سم او قتل او غير ذلك وابوبكر معه دائما
 ليلا ونهارا حضرا وسفرا فى خلوته وظهوره ويوم بدر يكون معه
 وحده فى العريش ويكون فى قلبه ضمير سوء والنبى صلوات الله عليه وسلم لا يعلم
 ذلك قط وادنى من له نوع فطنة يعلم ذلك فى اقل من هذا

الاجتماع فهل يظن ذلك بالنبي ﷺ وصديقه الا من هو مع فرد
جهله وكمال نقص عقله من اعظم الناس تنقصا للرسول ووطناني
وقدحا في معرفته فان كان هذا الجاهل مع ذلك محبا للرسول فهو
كما قيل عدو عاقل خير من صديق جاهل (منهاج ج ۸ ص ۸۷۳)

شیخ الاسلام قدس سرہ کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ بتایا کہ اللہ اس کے ساتھ ہے تو اس کے ساتھی کے ساتھ ہے تو اس میں واضح کر دیا گیا کہ اللہ کے ساتھ ہے اور وہ اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد فرمائے گا اور ہر کافر کے ساتھ ہے تو پھر یہ بات کیسے تسلیم ہو سکتی ہے کہ اللہ بیک وقت اپنے نبی اور اس کے دشمن کے ساتھ ہو سکیں صاحب کالفظ محبت و دوستی والے ساتھی کے معنی میں ہیں جس میں ایمان بھی لازم ہے نیز حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ غم نہ کریہ حضرت ابوبکرؓ کی محبت و ولایت کی دلیل ہے کہ انہیں بات کا ڈر تھا وہ ان دونوں کے دشمنوں سے تھا اسی لئے حضور نے ان سے فرمایا کہ غم نہ کرو دونوں کے ساتھ ہے اگر ابوبکر ہی آپ کے دشمن ہوتے تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی وہ تو خوش ہوتے مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ غم نہ کرو ہتاؤ دشمن ایسے موقع پر غم کرنا خوش ہوتا ہے؟

آپ فرماتے ہیں کہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جب کسی کے ساتھ کچھ وقت گزارتا ہے تو اس کے سامنے یہ بات کھل جاتی ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے؟ اچھا ہے یا برا ہے دوست ہے یا دشمن؟ پردے میں دشمن ہے حضور اکرم ﷺ نے تو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایک اچھا خاصہ وقت گزارا ہے اور آپ پر یہ بات ہی نہ کھل سکی (اور نہ ہی خدا نے بتائی کہ) کہ ابوبکر آپ کے غمناک دشمن ہیں یا دوست؟ حالانکہ یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ سے شروع سے آخر تک بہت اچھے دوست رہے آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور دوسرے لوگ

ایمان کی دعوت دی اور پھر انہیں صف اسلام میں لائے اور آپ نے اپنا مال کمزور مسلمانوں کو
 آزاد کرنے میں دل کھول کر خرچ کیا آپ حضور ﷺ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں
 لوگوں کے پاس جاتے رہے اور خود حضور ﷺ آپ کے گھر روزانہ آتے جاتے تھے حضرت ابو بکر
 جب ایمان لائے تو کافروں نے آپ کو تکلیف دی حتیٰ کہ آپ مکہ سے ہجرت کر کے جانے پر مجبور
 ہو گئے

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس کو ذرا سی بھی عقل عطا فرمائی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسا وہی
 کرے گا جس کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے حد درجہ محبت و مؤدت اور دوستی و تعلق ہو.....
 حضور ﷺ نے کبھی بھی حضرت ابو بکر صدیق کی جانب سے کوئی تکلیف نہیں دیکھی حالانکہ آپ
 ان کے ساتھ دن رات خلوت و جلوت میں اکیلے رہے ہیں اگر آپ چاہتے تو آپ کو زہر دے سکتے
 تھے قتل کر سکتے تھے یا اور کوئی نقصان پہنچا سکتے تھے..... حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ سفر و حضر
 میں رہے اور اکیلے رہے خلوت و جلوت میں اکیلے رہے بدر کے دن عریش میں اکیلے رہے کیا ایسا
 ہو سکتا ہے کہ ابو بکر کے دل میں تو حضور ﷺ کے بارے میں تو نہایت ہی غلط بات و خیال ہو اور
 حضور ﷺ کو اتنے عرصہ میں بھی معلوم نہ ہوا ہو کہ ابو بکر تو اپنے دل میں یہ خیال و منصوبہ لئے
 ہوئے ہے حالانکہ اتنی سی بات تو ایک عام آدمی اس سے بھی مختصر عرصہ میں معلوم کر لیتا ہے
 اب ایسا کہنے والے ہی بتائیں کہ وہ حضور ﷺ کی تعریف کر رہے ہیں یا آپ کی توہین و گستاخی کے
 مرتکب ہو رہے ہیں؟

ثالثاً اسلام علامہ ابن تیمیہ کے اس بیان سے واضح ہے کہ سورہ توبہ کی آیت میں لفظ صاحب سے
 مراد حضرت ابو بکر صدیق کی ذات گرامی ہے اور یہاں صرف رفیق سفر کی بات ہی نہیں ہو رہی
 ہے بلکہ آپ کے ایمان آپ کی صحابیت اور حضور ﷺ کے ساتھ محبت اور گہرے تعلق کی
 بھی خبر دی گئی ہے سو جو شخص حضرت ابو بکر صدیق کی صحابیت کا منکر ہو گا وہ گویا اس آیت کا

منکر ہو گا جو کفر ہے فقہاء کرام اور علماء عظام باايمان یہ بیان دے چکے ہیں۔ حضرت شاہ امام غفرلہ بن عیینہ (۱۹۸ھ) کا ایمان افروز بیان دیکھیں آپ دوسری صدی کے معروف محدث اور امام ہیں آپ کا یہ بیان حافظ ابن تیمیہؒ نے نقل کیا ہے

ان الله عاتب الخلق جميعهم في نبیه الا ابابکر وقال من أنکر صحبة ابی بکر فهو کافر لانه کذب القرآن (منہاج ج ۸ ص ۳۸۱)
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے بارے میں سب لوگوں پر عتاب فرمایا سوائے ابوبکر کے (اور امام سفیان نے فرمایا) جس نے حضرت ابوبکر کی صحابیت کا انکار کیا وہ کافر ہے اسلئے کہ اس نے قرآن (کی آیت) کی تکذیب کی ہے

حضرت علامہ علی بن محمد الجزریؒ (۶۳۰ھ) کی فتویٰ دوسرے علماء سے نقل کرتے ہیں
ان قال قائل ان ابابکر لم یکن صاحب رسول الله ﷺ کفر فان القرآن العزيز قد نطق انه صاحبه (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۴)
شرح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ بدر الدین العینیؒ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں
من أنکر صحبة أبی بکر فقد کفر لانکاره کلام الله وليس ذلك لسائر الصحابة (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۷۳)

حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی شافعیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں
أجمع المسلمون على ان المراد بالصاحب هنا ابوبکر ومن ثم من أنکر صحبته کفر اجماعاً (صواعق محرقة ص ۶۶)
مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر کی ذات گرامی ہے اور جس نے بھی آپ کی صحبت نبوی کا انکار کیا تو اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔
شرح جامع صغیر حضرت علامہ عبدالرؤف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں

من أنكر صحبة الصديق كفر لانكاره النص الجلي (نفس تہذیبیہ)
جامع صغیر ج ۱ ص ۱۱۹

دوسری مدی کے مجدد اور محدث حضرت امام ملا علی قاری (۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں
اجمع المفسرون علی أن المراد بصاحبه فی الایة هو أبوبکر وقد
قالوا من أنكر صحبة ابی بکر كفر لانه أنكر النص الجلی (مرقات
شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۸۶)

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن کی آیت لصاحبه میں حضرت ابو بکر مراد ہیں اور
وہ سب فرماتے ہیں کہ جس نے بھی حضرت ابو بکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا
وہ کافر ہو گا کیونکہ اس نے نص جلی (یعنی آیت قرآنی) کا انکار کیا ہے

محدثین عظیم اور فقہاء کرام کے یہ فتاویٰ بتاتے ہیں کہ اسلام میں حضرت ابو بکر کی صحابیت
پاک مقام ہے۔ اگر یہاں مسئلہ صرف رفیق سفر کا ہوتا خواہ وہ مؤمن ہو یا نہ ہو تو آپ ہی بتائیں کیا
فقہاء کے ہاں سے یہ بات بال اتفاق اٹھتی؟ یہاں رفیق سفر کے مؤمن ہونے نہ ہونے سے
ایمانیات اور اعتقادات کا اگر کوئی تعلق نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اکابر ایسے لوگوں کو کیوں
کافر بتاتے ہیں جو ابو بکر کی صحابیت کا انکار کریں؟ معلوم ہوا کہ قرآن کی اس آیت میں
صرف حضرت ابو بکر کا رفیق سفر ہونا ہی مراد نہیں بلکہ ان کی صحابیت (جس کے لئے ایمان
واقیان لازمی ٹھہرا) کی ایسی شہادت بھی ہے کہ اب جس کا انکار الہی شہادت کا انکار ہے اور یہ کفر
نہیں تو اور کیا ہے۔

سوا یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق صرف اعلیٰ درجہ کے مؤمن ہی نہیں بلکہ اعلیٰ ترین درجہ کے
صحابی بھی ہیں اس کی شہادت رب العزت نے دی ہے پھر لسان نبوت اس کی گواہ ہے اور خود
محبہ کرام نے بابا اجماع آپ کی افضلیت کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے حضرت امام حافظ ابو نعیم

احمد بن عبداللہ اصفہانی (۴۳۰ھ) نے آپ کا ذکر خیر کس عقیدت و عظمت اور محبت و عزت سے کیا ہے اسے دیکھئے آپ لکھتے ہیں

أبو بكر الصديق السابق الى التصديق الملقب بالعتيق المؤيد من الله بالتوفيق صاحب النبي ﷺ في الحضر والاسفار ورفيقه الشفيق في جميع الأطوار وضجيعه بعد الموت في الروضة المخوفة بالأنوار المخصوص في الذكر الحكيم بمفخر فاق به كافة الأخيار وعامة الأبرار وبقي له شرفه على كزور الأعصار ولم يسم الى ذروته هم أولى الأيد والأبصار حيث قال عالم الأسرار ﴿ثاني اثنين انهما في الغار﴾ الى غير ذلك من الآيات والآثار ومشهور النصوص الواردة فيه والأخبار التي غدت كالشمس في الانتشار وفضل كل فاضل وفاق كل من جادل وناضل ونزل فيه ﴿لا يستوى منكم من أنفق من قبل الفتح وقاتل﴾ توحد الصديق في الأحوال بالتحقيق واختيار الاختيار من الله حين دعاه الى الطريق فتجرد من الأموال والأعراض وانتصب في قيام التوحيد للهدف والأغراض صار للمحن هدفاً وللبلاء غرضاً وزهد فيما عزله جوهره كان أوعرضاً تفرد بالحق عن الالتفات الى الخلق (حلية الأولياء ج ۱ ص ۶۲)

حضرت ابو بکر صدیق سابق بالتصديق ملقب بالعتیق اور منجانب اللہ مؤید بالتوفیق ہیں حضرت و سفر میں حضور ﷺ کے رفیق ہیں زندگی کے ہر موڑ پر مہربان دوست ہیں بلکہ موت کے بعد بھی روضہ اطہر میں آپ ﷺ کے انیس ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے

مقدس کلام میں نضر کے ساتھ آپ کو یاد فرمایا جس کی وجہ سے آپ کو تمام لوگوں پر
نویت حاصل ہوئی اور رہتی دنیا تک آپ کے شرف و بزرگی کا علم بلند رہے گا آپ
کی بلند کیا تک کوئی صاحب طاقت و بصارت نظر نہیں اٹھا سکتا اللہ نے اپنے کلام میں
فرمایا ہے (ابو بکر صدیق) دو میں سے دوسرا تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اسی طرح
آپ کے بارے میں فرمایا تم میں سے کوئی اس کا ہمسر نہیں ہو سکتا جس نے حج مکہ
سے پہلے (راہ خدا) میں خرچ کیا اور قتال کیا اس طرح کی بہت سی آیات و احادیث
ہیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں اور آپ کی فضیلت و منقبت پر دالالت کرتی
ہیں ہر صاحب فضل سے آپ کی فضیلت بلند ہے ہر مقابل اور حریف پر آپ فائق
ہیں تمام حالات میں آپ کی انفرادیت قائم رہی جب حضور ﷺ نے آپ کو حق
کی جانب بلایا تو آپ بیک کہتے ہوئے دوڑے چلے آئے اور سب کچھ اللہ کی راہ میں
پروردگار لکڑی کر مال و متاع سے خالی ہو گئے توحید الہی کو قائم کرنا آپ کا ہدف نور نشان
منزل تھا جس کی وجہ سے پریشانیوں اور مصائب نے آپ کو ہدف بنالیا دھن دولت
سب کچھ چھوڑ کر زاہد بن گئے اور مخلوق سے منہ موڑ کر حق کی راہ پر چل پڑے

ۛ..... حضرت ابو بکر کی دعوت سے صف اسلام میں آنے والے اجلہ صحابہ کرام

حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اسلام کو سمجھی چھپایا نہیں ہمیشہ اس کا کھل کر اظہار فرماتے تھے آپ
نے خدا کی عبادت کے لئے اپنے گھر کے ایک حصہ کو خاص کر دیا تھا جو آپ کی مسجد ہوتی تھی اس
غرض آپ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مسجد بنانے کا شرف عظیم پایا۔
حضرت ابو بکر کا قریش میں اثر و رسوخ بھی بہت تھا اور ہر کوئی آپ کو عزت و احترام سے دیکھتا تھا

اسلام لانے کے بعد آپ کی کوشش رہی کہ اور لوگ بھی ایک خدا کی وحدانیت کا اقرار کریں۔ حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم کر لیں آپ رات دن اس کوشش میں لگے رہے اور اسلام آلی گائی کرتے رہے آپ کی اس محنت و کوشش سے قریش کے بہت سے لوگ اسلام کے قریب آئے اور آپ کی ترغیب سے انہیں قبول اسلام کی دولت نصیب ہوئی مؤرخ محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر اسلام لے آئے تو انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور خدا و رسول کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ابو بکر ایک ایسے آدمی تھے جن پر ان کی قوم جمع ہوتی تھی آپ ہر دل عزیز اور نرم تھے تو انہوں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو ان سے پورے طور پر مرتبط تھے اور ان کے گرد و پیش رہنے والے اور ہم مجلس تھے ان کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں مجھے روایت پہنچی ہے اسلام لائے حضرت عثمان بن عفان زبیر بن العوام عبدالرحمن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ ہیں پھر جب ان لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی تو آپ ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کی خدمت میں اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد عثمان بن مظعون ابو عبیدہ ابو سلمہ اور ارقم وغیرہ بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۷۲)

علامہ علی بن محمد الجزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

أَسْلَمَ عَلَى يَدِهِ جَمَاعَةٌ لِمَحَبَّتِهِمْ لَهُ وَمِيلِهِمْ إِلَيْهِ حَتَّى أَنَّهُ أَسْلَمَ عَلَى يَدِهِ خَمْسَةٌ مِنَ الْعَشْرَةِ (اسد الغلابہ ج ۳ ص ۳۱۱)

ان کے ہاتھ پر ایک جماعت جس کو ان کے ساتھ محبت تھی اسلام لائی یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ آدمی آپ کی دعوت سے اسلام لائے

نہایت بزرگوار لکھتے ہیں

بزرگ وصال قریش باتونہ ویالفونہ لغیر واحد بن الابرار
 وصالہ و خمس مجالستہ فجعل یدعو الی الاسلام بن وثق بہ بن
 فزیرہ بن یفشہ و یجلس الیہ فاسلم علی یدیہ فیما بلغنی الیہ
 بن اذیرہ و عثمان بن عفان و طلحہ بن عبید اللہ و ذکر غیرہم (سہ ماہ ج ۳ ص ۵۷۸)

بن خنیس میں ان بزرگوں کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمن بن عوف
 حضرت عثمان مطلق حضرت ابو عبیدہ بن جراح حضرت سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن
 زبیر کے نام بھی لئے گئے ہیں (تاریخ خمیس ص ۲۸۷)

ابو بکر الصدیق (۲۸ھ) لکھتے ہیں

عنا ابوبکر الصدیق أسلم علی یدیہ ستۃ أواخر من العشرۃ
 عثمان و طلحہ والزبیر وسعد و عبدالرحمن بن عوف وأبو عبیدہ
 (منہاج السنۃ ج ۷ ص ۲۵)

نبیریت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۱ھ) اس پر لکھتے ہیں

یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب لوگ شرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں
 سے ہر ایک خاندان قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے والا اپنی
 شاخ میں پورے طور پر با اثر تھا ان کا اسلام قبول کر لینا اور حقیقت کفر کے جوش کا توڑ
 اور شرک کی تیزی کا خاتمہ تھا اور اشاعت اسلام کی پہلی صورت تھی ان میں سے
 عثمان بنی امیہ کے مرکز تھے اور زبیر بنی اسد کے اور سعد اور عبدالرحمن بنی زہرہ
 کے اور طلحہ بنی تیم بن مرہ کے سربر آوردہ تھے محمد بن اسحاق نے تو صرف اس

جماعت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں (جو آپ کی تحریک و ترغیب پر اسلام کے حلقہ میں آئے تھے)۔۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۲)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان کے اعلیٰ ترین ہونے کی نبوی شہادت

حضرت ابو بکر صدیق کے اسلام لانے اور اسلام کے لئے اپنی جانی اور مالی خدمات پیش کرنے اور حضور اکرم ﷺ کی محبت و عقیدت اور آپ کی صحبت بابرکت میں مخلصانہ حاضری میں وہی شخص شک کر سکتا ہے جس کے دل میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابو بکر سے کوئی بوجھ ہو ورنہ کون نہیں جانتا کہ خود سرور د عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و ایقان اور ان کے اخلاص کی گواہی دی ہے اور ان پر مکمل اعتماد کا اعلان بھی فرمایا ہے اور آپ کے دل میں حضرت ابو بکرؓ (اور حضرت عمرؓ) کے لئے بڑی عزت بھی تھی جس طرح آپ نے اپنے ایمان کی خبر دی ہے اسی طرح حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ایمان و یقین کی شہادت بھی دی حالانکہ اس وقت حضرات شیخین وہاں ہوتے بھی نہ تھے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ایک آدمی اپنے ایک بیل پر سوار ہو کر جا رہا تھا (ایک روایت میں ہے کہ اس پر سامان کا بوجھ لدا ہوا تھا) بیل نے اس کی طرف دیکھ کے کہا میں اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں بلکہ میری تخلیق کاشتکاری کے لئے ہوئی ہے یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بیل بھی باتیں کرتا ہے

﴿سبحان الله بقرۃ تکلم﴾ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

آمنت به انا وابوبکر وعمر

میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ

ایک چر دہا اپنی بحریاں چار ہا تھا کہ بھیڑیے نے اس کی ایک بحری پھانسی پھانسی سے پھانسی کرتے ہوئے اس سے اپنی بحری چھڑائی تو بھیڑیے نے کہا کہ اس دن کیا ہوگا جب یہ بحریوں کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا تعجب سے کہا سبحان اللہ ذنب بتکلمہ بھیڑیا بھی باتیں کرتا ہے اس پر حضور ﷺ نے پھر فرمایا

آمنت به انا وابوبکر وعمر

میں اس پر ایمان لایا اور ابو بکر اور عمر بھی اس پر ایمان لائے

اس سلسلہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ابو بکر اور عمر دونوں وہاں موجود تھے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۱۲ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۴)

اس روایت سے واضح ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ایمان کی برسر عام گواہی دی ہے اور کون نہیں جانتا کہ ایمان ایک فعل قلب ہے اس کی خبر یا تو صاحب وحی دیتا ہے یا پھر صاحب حال دیتا ہے حضور ﷺ نے جب ان دونوں کے ایمان کی شہادت دی ہے تو یہ ضرور اس ذات علیم وخبیر کے بتانے سے ہی دی ہے جو دلوں پر گزرنے والے دوسووں کو بھی جانتا ہے (یعلم خائنة الاعین وما تخفي الصدور) ان سے ان دونوں بزرگوں کے ایمان کی سچائی اور عند اللہ ان کی قبولیت بہت واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ محدثین کرام نے اس روایت سے کیا نتیجہ اخذ فرمایا ہے اسے بھی دیکھئے حضرت علامہ حافظ ابن عبد البر مالکی (۵۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

آمنت بهذا انا وابوبکر وعمر وماهما ثم علما منه بما كانا عليه من

اليقين والايمان (استيعاب ج ۲ ص ۲۷۷)

حضرت علامہ محمد بن علی الجزری (۵۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

وكان رسول الله كثير الثقة اليه وبما عنده من الايمان واليقين)

اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۹

حضور ﷺ کو حضرت ابو بکر پر کامل اعتماد تھا اور آپ کو ان کے ایمان و یقین پر مکمل بھروسہ تھا

شرح مسلم حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں

انما قال ذلك رسول الله ثقة بهما لعلمه بصدق ايمانهما وقوت
يقينهما وكمال معرفتهما لعظيم سلطان الله وكمال قدرته (نووی
شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

ای لم یكونا فی المجلس شهد لهما بالایمان بذلك لعلمه بكمال
ایمانهما (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

ترجمہ یہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے تاہم حضور ﷺ نے ان دونوں کے
مکمل ایمان کی وجہ سے ان کے مؤمن ہونے کی شہادت دی ہے

اور یہ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو پتہ تھا کہ ان دونوں بزرگوں کا ایمان عین الیقین
کے درجہ کو جا پہنچا ہے محدث حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

انما اراد بذلك تخصيصهما بالتصديق الذي بلغ عين اليقين
وكشف صاحبه بالحقيقة التي ليس وراءها للتعجب مجال)

مرقات ج ۱۱ ص ۳۱۲

سو آپ نے ہمیشہ ان دونوں بزرگوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے یہ دونوں حضرات گرامی قدر جس
طرح آپ کے دائیں بائیں چلتے رہے حضور ﷺ نے بھی انہیں اپنے نام کے ساتھ ساتھ

بوزے رکھا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ
جنت أنا وأبو بکر وعمر ودخلت أنا وأبو بکر وعمر وخرجت أنا
أبو بکر وعمر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۴ متدرک ج ۲ ص ۷۱ سنن بیہقی ج ۵ ص ۳۹)

میں آیا اور ابو بکر اور عمر بھی آئے اور میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر بھی داخل ہوئے اور
میں نکلا اور ابو بکر و عمر بھی نکلے (رضی اللہ عنہما)۔

یہ کیا ہے..... یہ حضور ﷺ کا ان دونوں سے بالکل قریب ہونے کا ایک عجیب پیرایہ بیان ہے
یہ پوری امت کو بتاتا ہے کہ کوئی شخص ان دونوں کو حضور اکرم ﷺ سے علیحدہ نہ جانے جس
طرح انسانی جسم سے اس کے کان اور اس کی آنکھ علیحدہ نہیں اس جسم کے ساتھ ساتھ ہی ہیں
اسی طرح یہ دونوں بزرگ بھی حضور ﷺ کے بالکل ساتھ لگے ہوئے ہیں

حضرت حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری تمنا ہے کہ میں دنیا کے مختلف
مقاموں میں کچھ لوگوں کو بھیجوں کہ وہ وہاں کے لوگوں کو خدا کے احکامات اور میری تعلیمات
سکھائیں جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا حضور ﷺ سے عرض کیا
گیا کہ آپ کے پاس حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تو ہیں آپ انہیں بھیج دیں ارشاد فرمایا کہ میں
ان دونوں سے بے نیاز نہیں ہونا چاہتا مجھے یہاں ان دونوں کی ضرورت ہے یہ دونوں دین میں اس
اہمیت کے حامل ہیں جس طرح انسانی جسم میں آنکھ اور کان ہوتے ہیں

انه لاغنى بي بهما عنهما انهما من الدين كالسمع والبصر (متدرک

حاکم ج ۳ ص ۷۸۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

البتہ شیعہ کتابوں میں سیدنا حضرت حسن بن علی سے حضور ﷺ کے اس بیان میں یہ تشریح بھی
ہے کہ حضرت ابو بکر ممنزلہ کان کے ہیں اور حضرت عمر ممنزلہ آنکھ کے ہیں۔

ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر (معانی
الاخبار ص ۳۸۷ از شیخ صدوق)

تفسیر امام حسن عسکری سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح انسانی جسم میں سر کی اہمیت ہے حضرت
ابو بکر اسی اہمیت کے حامل تھے اور یہ خود حضور ﷺ نے ان کو بتایا تھا

جعلك منی بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد (تفسیر حسن عسکری ص ۳۳۱)
سواگر خدا نخواستہ ان کے ایمان و یقین اور اخلاص میں ذرا سا شک تو کیا کوئی کمزوری بھی ہوتی؟
آپ ہی بتائیں کیا حضور ﷺ انہیں اس قدر اپنے قریب ہونے کی بشارت دیتے اور اپنی امت پر
اس کی خبر پہنچاتے۔ آپ کا کھلے طور پر ان کو اپنے ساتھ لگے بتانا ان کے ایمان و ایقان اور اخلاص
کے بے داغ ہونے کا اعلان ہے۔۔۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے ان دونوں بزرگوں کے قرب
رسول کو جس طرح بیان فرمایا اور ان کے ناقدین کو جس سوال کی زد میں لائے ہیں اسے دیکھئے آپ
لکھتے ہیں

وابوبکر وعمر كانا أقرب الناس عنده وأكرم الناس عليه وأحبهم
إليه وأخصهم به وأكثر الناس له صحبة ليلاً ونهاراً وأعظمهم
موافقة له ومحبة له وأحرص الناس على امتثال أمره وإعلاء دينه
فيكف يجوز عاقل ان يكون هؤلاء عند الرسول من جنس المنافقين
الذين كان اصحابه قد عرفوا اعراضه عنهم وإهانته لهم ولم يكن
يقرب أحدا منهم بعد سورة براءة (منهاج السيرة ج ۶ ص ۳۲۲)

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ان پر اور ان کے ایمان و یقین پر کس قدر کامل
اعتماد تھا اور ایمان و یقین کی دنیا میں یہ دونوں بزرگ کس بلندی پر کھڑے تھے پھر ان میں بھی
سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کا مقام و مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ سے بھی آگے ہے جس کی شہادت

خود حضور اکرم ﷺ نے دی اور اس کا اقرار و اعتراف خود سیدنا حضرت عمر فاروقؓ بھی فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بتاؤ تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے

كان ميزانا نزل من السماء فوزنت أنت وابوبكر فرجحت أنت بابي
بكر ووزن ابوبكر وعمر فرجع ابوبكر ووزن عمر وعثمان فرجع
عمر ثم رفع الميزان فرائينا الكراهية في وجه رسول الله ﷺ۔
(جامع ترمذی ج ۲ ص ۵۲ سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۴۲۸)

میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک میزان اترا ہے پھر اس میں آپ کا اور ابو بکر کا وزن کیا گیا تو آپ بھاری نکلے پھر ابو بکر اور عمر کو توں گیا تو ابو بکر بھاری نکلے پھر عمر اور عثمان کو توں گیا تو عمر کا وزن زیادہ نکلا پھر میزان اٹھ لیا گیا (صحابی کہتے ہیں کہ) پس ہم نے حضور ﷺ کے چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔

منہ احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب آنحضرت ﷺ نے دیکھا تھا جس میں آپ کے تین اصحاب کے وزن کئے جانے کا بیان ہے۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ سے جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب آپ نے دیکھا تھا اور ظاہر ہے کہ پیغمبر کا خواب صرف خواب ہی نہیں ہوتا یہ وحی اور سچائی ہوتی ہے حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

رايت اني وضعت في كفة وامتي في كفة فعدلتها ثم وضع ابوبكر في
كفة وامتي في كفة فعدلتها ثم وضع عمر في كفة وامتي في كفة
فعدلتها الحديث (صواعق محرقة ص ۷۱)

میں نے دیکھا کہ مجھے ایک پلڑے میں ڈالا گیا اور میری امت دوسرے پلڑے میں ڈالی گئی تو میں برابر رہا ہوں پھر ابو بکر ایک پلڑے میں ڈالے گئے اور میری امت دوسرے پلڑے میں ڈالی گئی تو ابو بکر برابر رہے الحدیث

آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا یہ وزن کس چیز کا تھا؟ ظاہر ہے کہ اس سے مراد جہاں وزن تو نہیں ہے سو یہاں وزن سے ان کے ایمان اور قوت یقین کا وزن مراد ہے آنحضرت ﷺ کا ایمان ساری کائنات کے ایمان و یقین سے اعلیٰ افضل برتر و بہتر اور صاف اور شفاف ہے ساری کائنات اس ایمان کے نور سے منور ہے ہاں آپ کے بعد ایمان و یقین کے اس مقام پر اب کوئی ہے کہ جہاں سارے مل کر بھی اس کے قریب نہیں ہو سکتے تو وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ذات گرامی ہے آپ ایمان کے اس اعلیٰ معیار پر ہیں جہاں حضور ﷺ کا کوئی امتی آپ کے شر نہیں ہو سکتا آپ حضور کی امت میں ایمان و یقین کی قوت میں سب سے آگے جانکے ہیں ان کے بعد اگر کوئی ہے تو وہ حضرت عمر فاروق ہیں خود حضرت عمر فاروق ارشاد فرماتے ہیں

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح بهم (شعب الایمان ج ۱ ص ۶۹ از امام بیہقی)

اگر ابو بکر صدیقؓ کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے میں ساری زمین والوں کا ایمان رکھا جائے تو حضرت ابو بکر کے ایمان کا پلڑا جھک جائے گا آپ باعتبار ایمان سب پر بھاری ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان ابابکر رضی اللہ عنہ لن یکون احد مثله فان الیقین الایمان الذی کان فی قلبه لایساویہ فیہ احد قال ابوبکر بن عیاش ماسبقہم ابوبکر بکثرة صلاة ولا صیام ولكن بشئى وقر فی قلبه (منہاج السنۃ)

ج ۶ ص ۲۲۳

صحابہ کرام میں حضرت ابو بکر جیسا کوئی بھی نہ تھا اس لئے کہ آپ کے دل میں ایمان یقین کی جو خاص دولت تھی اس جیسی دولت کسی اور دل میں نہ تھی، ابو بکر ان میاں رہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ محض نماز روزے کی وجہ سے دوسرے صحابہ سے بلند مقام رکھتے تھے درست نہیں درحقیقت وہ ایک ایسی دولت تھی جو ان کے قلب میں سمودی گئی تھی اس کی بناء پر آپ سب پر بھاری ہو گئے

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (۱۰۳۴ھ) سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایمان کے روئے زمین والوں کے ایمان پر فضیلت اور ترجیح کا سبب کیا ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ

جاننا چاہیے کہ ایمان کا رجحان مؤمن بہ کے رجحان کے باعث ہے چونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایمان کے متعلقات تمام امت کے ایمان کے متعلقات سے برتر ہے اس لئے ان کا ایمان رائج اور غالب ہو گا

میرے مخدوم..... عروجات میں معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ اگر ایک نقطہ زیادہ بلند جائیں تو وہ کمال جو اس ایک نقطہ کے عروجات کے باعث حاصل ہوتے ہیں تمام گزشتہ کمالات سے بہت زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ نقطہ اپنے تمام ماتحت والوں سے افروز تر ہے یہی حال اس نقطہ کا ہے جو اس نقطہ کے ماتقدم کے اوپر ہے کیونکہ نقطہ ماتقدم بمع اپنے ماتحت کے نقطہ فوق کے مقابلہ میں حقیر و فقیر ہے پس اس قیاس پر جس کے ایمان کا متعلق کمال فوق ہو وہ بیشک اپنے تمام ماتحت سے رائج و غالب ہو گا اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ عارف کا معاملہ یہاں تک پہنچتا ہے کہ ایک لمحہ میں تمام ماتقدم کمالات کو حاصل کر لیتا ہے اور فقیر کی تحقیق کے اندازہ کے

جاتے رہے اور جہاں کہیں آپ کا ذرا سا اثر و رسوخ تھا آپ حضور ﷺ کے ہمراہ اتر چلے جاتے تھے اور وہاں کے لوگوں کو دعوت اسلام دیتے۔

اسلام کے ابتدائی تین سالوں میں کفار مکہ کی طرف سے شدید مزاحمت رہی۔ ان ہی دنوں کا واقعہ ہے ایک دن آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ اللہ میں تشریف لے گئے وہاں قریش کے کچھ لوگ بھی موجود تھے انہوں نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے کلمات کہے۔ آپؐ تاب نہ لاسکے اور قریش سے خطاب فرمایا تم اس ذاتؐ سے کیوں آمادۂ پیکار ہو اور ایذا میں دیتے ہو جو تمہیں ایک اللہ وحدہ لا شریک کی طرف بلاتا ہے یہ سن کر وہ لوگ تشدد پر اتر آئے اور آپؐ کو مارا جس سے آپؐ کے سر میں شدید چوٹ آئی اور اس سے اتنا خون بہہ نکلا کہ آپؐ کی ریش مبارک خون سے رنگین ہو گئی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کفار قریش صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ ہمارے معبودوں کی مذمت کیا کرتے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے سب نے آپؐ کو گھیر لیا اور چادر آپؐ کے گلے مبارک میں لپیٹ کر کھینچنا شروع کیا۔ کسی نے جا کر حضرت ابو بکرؓ کو خبر دی کہ جاؤ اپنے دوست کی خبر تو لو وہ بے تاب ہو کر پہنچے اور کہنے لگے تمہارے لئے خرابی ہو کیا تم ایسے شخص کو محض اس بات پر قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے کھلے کھلے دلائل اور معجزات لے کر آیا ہے؟

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ (صحیح

بخاری ج ۱ ص ۵۲۰)

یہ سن کر کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو تو چھوڑ دیا لیکن حضرت ابو بکرؓ پر جھپٹ پڑے اور اتنا مارا کہ آپؐ لہو لہان ہو کر بے ہوش ہو گئے

جب اس قسم کے واقعات پیش آتے تھے تو جو لوگ آپؐ کو نہ جانتے وہ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے تو

اس کے جواب میں کہا جاتا تھا کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو پاگل ہے ﴿ قال ابن ابی قحافۃ
المجنون ﴾ (مستدرک ج ۳ ص ۷۰ - ریاض ج ۱ ص ۹۵)

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر ہمارے پاس اس حالت میں واپس آئے کہ جب
اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصہ کو بھی چھوتے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور آپ ان
کو دیکھ کر اللہ کی حمد و ثناء کرتے اور کہتے تھے ﴿ تبارکت یا ذی الجلال والاکرام ﴾ (اے
ذوالجلال والاکرام تو بڑی برکتوں والی ذات ہے)

فرجع الینا فجعل لایمس شیئا من غداثرہ الا جاء معہ وهو یقول
تبارکت یا ذالجلال والاکرام (الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۲ ص ۲۲۸ تحت
الاصابہ)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ہم اسلام کا کھل کر
اعلان و اظہار کیوں نہ کریں آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں مگر
آپ برابر عرض کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور پھر سب لوگ کعبہ
کے اندر ادھر ادھر بیٹھ گئے اور حضرت ابو بکر صدیق و عظ کھنہ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ
بھی تشریف فرما تھے

وکان اول خطیب دعا الی اللہ عزوجل والی رسولہ ﷺ
آپ پہلے واعظ اور خطیب ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی
طرف لوگوں کو دعوت دی

حضرت ابو بکر کا وعظ کہنا تھا کہ مشرکین چاروں طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑے اور وہاں موجود
دوسرے مسلمانوں کو بھی بہت زد و کوب کیا حضرت ابو بکر کو تو پیروں تک سے روند ڈالا اور بہت
 سخت پینا عتبہ بن ربیعہ نے تو آپ کو جوتیوں سے مارنا شروع کیا آپ کے چہرہ پر بھی مارا اس سے

چہرہ پر اس قدر روم آگیا کہ ناک اور منہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

اسے میں آپ کے قبیلہ بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے حضرت ابو بکر سے پاس سے مشرکوں کو بٹایا اور ان کو کپڑے میں لٹا کر ان کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹ کر کعبہ میں آئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابو بکر مر گئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو مار ڈالیں گے اس کے بعد پھر وہ ابو بکر کے پاس گئے ہو تھانہ اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ بھی ان کو برابر آواز دیتے رہے مگر آپ پر بے ہوشی طاری تھی جواب نہ دے سکتے تھے یہاں تک کہ شام ہو گئی جب انہیں ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ بات پوچھی کہ حضور ﷺ کیسے ہیں قبیلہ کے لوگوں نے جب یہ سنا تو ان کو برا بھلا کہنے لگے کہ جس شخص کی وجہ سے تم کو یہ تکلیف پہنچی ہے تم اسی کا پوچھ رہے ہو پھر وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے ان کی والدہ ان کے پاس آئیں اور ان کو کھانے پینے پر اصرار کرتی رہیں مگر آپ کا ایک ہی سوال رہا کہ بتاؤ حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ ماں نے کہا بیٹا مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کس حال میں ہیں آپ نے والدہ سے کہا کہ ام جمیل کے پاس جا کر معلوم کریں والدہ وہاں گئیں انہوں نے بھی بتانے سے انکار کر دیا تاہم وہ حضرت ابو بکر سے مننے کے لئے آئیں تاکہ ان کو کھانے پینے پر راضی کر سکیں ام جمیل نے حضرت ابو بکر کو دیکھا تو ضبط نہ کر سکیں اور کہا کہ جن لوگوں نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے وہ بڑے ناخوار قسم کے لوگ ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ ان سے تمہارا انتقام ضرور لے گا حضرت ابو بکر نے کہا کہ یہ باتیں بعد میں کرنا پہلے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کیسے ہیں؟ ام جمیل نے آہستہ سے کہا کہ تمہاری والدہ سن رہی ہیں تم ابھی نہ پوچھو حضرت ابو بکر نے کہا کہ میری والدہ سے کچھ فکر نہ کرو تو ام جمیل نے کہا کہ ابو بکر فکر کی بات نہیں ہے وہ صحیح سالم ہیں پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں ام جمیل نے کہا کہ وہ ارقم کے پاس ہیں۔ اسکے بعد جب ان دونوں نے آپ کو کھانے پر پھر سے راضی کرنے کی کوشش کی تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے اللہ سے

عمد کیا ہے کہ جب تک حضور ﷺ کے حضور میں نہ پہنچوں گا اور آپ کو نہ دیکھ لوں گا وہاں تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا چنانچہ جب دن ڈھل گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو گئے تو آپ کی والدہ اور ام جمیل نے آپ کو ساتھ لیا اور آپ ان دونوں پر ٹیک لگاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں جا پہنچے جب آپ کو دیکھا تو حضرت ابو بکر آپ پر جھک پڑے اور آپ کی پیشانی مبارک کو چوم لیا اور سب مسلمان حضرت ابو بکر صدیق پر جھک پڑے خود حضور ﷺ نے جب اپنے دوست کا یہ حال دیکھا تو آپ بھی رو پڑے حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ آپ پر میرے مال باپ قربان جو کچھ ان بد بخت لوگوں نے میرے ساتھ کیا ہے اب اس کا کوئی دکھ مجھے نہیں ہے (آپ کی زیارت ہو گئی اس سے سب تکلیفیں دور ہو گئیں) ہاں ایک عرض ضرور ہے کہ یہ میری والدہ ہیں اور بڑی خدمت گزار ہیں اور آپ مورد برکت ہیں حضور آپ انہیں اللہ کی جانب بلائیے اور ان کے بارے میں اللہ سے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپ کی برکت سے جہنم سے بچالے گا چنانچہ حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی چنانچہ آپ کی دعوت و دعا کی برکت سے ان کو اسلام کی دولت و سعادت نصیب ہو گئی (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۷۔ ازالبہ ج ۱ ص ۱۸۶)

سوجب سے حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ کا دامن پکڑا اس دن سے بس آپ ہی کے ہو کر رہ گئے تھے آپ کی خوشی ان کی خوشی آپ کا دکھ ان کا دکھ ہو گیا تھا آپ ہمیشہ اپنے محبوب آقا کے ساتھ ساتھ رہتے اور اسلام کی خاطر ان تکلیفوں کو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت فرماتے رہے شعب الی طالب میں جب مسلمان محصور کر دئے گئے اس وقت بھی آپ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اس واقعہ کے گواہ خود خواجہ ابو طالب ہیں جس وقت خواجہ ابو طالب اس محاصرہ سے باہر آئے حضرت ابو بکر بھی اسی وقت نکلے تھے خواجہ ابو طالب نے ان دنوں کی یاد میں جو قصیدہ بیان کیا ہے اس میں خود کہتے ہیں

ہم رجعو اسهل بن بیضاء راضیا و سر ابو بکر بہا و محمد
 قریشیوں نے بیضاء کے بیٹے سہل کو خوش کر کے واپس کر دیا اور ابو بکر اور محمد ﷺ دونوں اس پر
 خوش ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۴۱۶ تاخ التوارخ ج ۲ از کتاب اول ص ۶۲۲)
 شیعہ عالم علامہ علی بن عیسیٰ اربلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں کفار مکہ میں نوفل بن خویلد حضور
 ﷺ کی عداوت و دشمنی میں بہت سخت تھا اور یہ وہی ہے جس نے ہجرت سے پہلے مکہ میں
 حضرت ابو بکر اور حضرت طلحہ کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا اور ایک پورا دن رات ان دونوں کو سخت
 ظلم کا نشانہ بناتا رہا یہاں تک کہ لوگوں کو پوچھنا پڑا کہ وہ کہاں ہیں

وهو الذى قرن ابابكر بطلحة قبل الهجرة بمكة واثقهما بحبل
 وعذبهما يوما الى الليل حتى سئل عن امورهما (كشف الغمہ ص
 ۲۴۵)

ان تکلیفوں اور دشواریوں کے باوجود حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تبلیغ اسلام کو روز اول سے اپنا
 فرض جانا۔ یہ حقیقت کسی تشریح کی محتاج نہیں کہ کئی جلیل القدر اصحاب آپؐ ہی کی تلقین اور
 تبلیغ سے حلقہ مجوش اسلام ہوئے۔ حضرت بلالؓ تو نہ صرف آپؐ کی تبلیغی مساعی سے ایمان ہی
 لائے بلکہ آپؐ نے انہیں امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد بھی فرمایا تھا۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اپنے خطبہ میں حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغی مساعی اور شجاعت کے واقعات
 بیان فرما کر حاضرین سے پوچھتے۔ ذرا بتاؤ رجل من آل فرعون بہتر تھے یا ابو بکرؓ؟ کسی نے کچھ
 جواب نہ دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا، خدا ابو بکرؓ کا ایک لمحہ مومن آل فرعون جیسے شخص کے ہزاروں
 لمحوں سے بہتر ہے اس لئے کہ وہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور حضرت ابو بکرؓ نے علی
 الاعلان اپنے ایمان کو ظاہر فرمایا،

ذاك رجل كتم ايمانه وهذا رجل اعلن ايمانه..... (در السحابة للامام

الشوکانی ص ۱۴۹ حوالہ مسند بزار)

شرح بخاری حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں

ان ابابکر رضی اللہ عنہ افضل من مؤمن آل فرعون لان ذاك
اقتصر حيث انتصر على اللسان واما ابوبكر فأتبع اللسان يدا
ونصر بالقول والفعل محمد ﷺ (مواعظ لدنیہ ج ۱ ص ۱۱۹)

علماء نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق آل فرعون کے اس مؤمن سے اسنے
افضل ہیں کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حمایت و نصرت پر اکتفا کیا
تھا جبکہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ کی زبان اور ہاتھ دونوں سے مدد فرمائی
اور آپ کی قولی اور فعلی دونوں طرح حمایت و نصرت کی ہے

یہ بات کون نہیں جانتا کہ بطحا کی وادی میں سب سے پہلی جو نماز پڑھی گئی اس میں آنحضرت
اقتداء میں حضرت ابو بکرؓ بھی شریک تھے۔ ابتدائی زمانہ اسلام میں کفار کی ایذا رسانیوں اور جن
انتقام کی وجہ سے آپؐ اپنے گھر کے اندر عبادت فرماتے رہے۔ پھر وفور ایمان کی بدولت اپنے
مکان کے برابر کھلے میدان میں ایک مسجد بنائی اور وہیں نماز اور تلاوت قرآن مجید فرمایا کرتے۔
دنیاۓ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ قرآن مجید اور پھر حضرت ابو بکرؓ کی زبان مبارک سے
اس سے سننے والوں کا هجوم ہو جاتا تھا اور ناممکن تھا کہ کسی نہ کسی پر اثر نہ ہو روز کا یہ مشغلہ دیکھ
کر کفار سخت پریشان ہوتے اور غصہ میں آجاتے تھے اور پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے آپؐ کو
مزاحمت کرنی شروع کر دی کہ اب یہ قرآن کریم نہ پڑھنے پائے۔

یہ بھی پیش نظر رہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد آپ صرف دو سال
حیات رہے تاہم اس دوران بھی آپ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں پوری سرگرمی سے حصہ لینے
رہے آپ کسی جگہ کوئی فوج روانہ فرماتے تو ان کو یہ تاکید ہوتی کہ اس سفر کا مقصد اللہ کے کلمہ کی

سر بلندی اور اسلام کی اشاعت ہونا چاہیے چنانچہ بہت سے لوگ حلقہ اسلام میں آنے اور جو کسی وجہ سے اسلام سے دور ہو گئے تھے وہ بھی توبہ کر کے واپس آ گئے بہت سے مت پرست اور عیسائی اسلام کے حلقہ میں داخل ہوئے اور اللہ نے انہیں راہ ہدایت پر گامزن فرمادیا۔

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اسلام کے لئے مالی قربانیاں

حضرت ابو بکر صدیقؓ شروع سے کاروبار اور تجارت کرتے تھے اس میں آپ جو کماتے تھے وہ سب کا سب اسلام کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ کسے معلوم نہیں کہ اسلام کے ابتدائی دنوں میں مسلمان کن حالات میں مبتلا تھے اس وقت حضرت ابو بکرؓ تھے جنہوں نے اپنا مال حضور ﷺ پر نثار کر دیا یہ چالیس ہزار درہم سے زیادہ کی رقم تھی ہجرت کے موقع پر آپ نے اپنا سب مال اس نیت سے لے لیا کہ معلوم نہیں حضور ﷺ کو کب کہاں اور کتنی کی ضرورت پڑ جائے ان کے والد ابو قحافہ نے جب ان کے بچوں سے پوچھا کہ ابو بکر تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر بھی گئے ہیں نظر کی کمزوری کو پیش نظر رکھ کر ان سعادت مند بچوں نے ایک تھیلے میں کچھ پتھر وغیرہ باندھ کر دادا کے سامنے یہ کہہ کر رکھ دئے کہ ہمارے لئے رقم چھوڑ گئے ہیں حالانکہ وہاں کچھ بھی نہ تھا آپ حضور ﷺ کی خدمت کے لئے اپنے ساتھ سب کچھ لے کر نکل چکے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا کہ ان کا مال دین اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں ہی لگتا رہا اور ان کے مال سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچا آپ نے بڑی رقمیں دے دے کر ان کئی غلاموں اور باندیوں کو جو اللہ کا نام لینے پر ستائے جا رہے تھے آزاد کرایا جن میں حضرت بلال حبشیؓ عامر بن فہیرہ قبیلہ ازد کے حضرت ابو فحیمہ حضرت عمر کے گھرانے کی باندی حضرت لبنہ اور حضرت زبیرہ ام عیسٰیؓ وغیرہم تھیں اور انہیں آپ کی بدولت سکون کا سانس لینا نصیب

ہوا ایک دن ان کے والد ابو قحافہ نے ان سے کہا بھی کہ کمزوروں کو آزاد کرانے کے بجائے غریبوں کو لوگوں کو آزاد کرادے وہ آگے چل کر تمہارے کام بھی آئیں اور دشمن کے مقابلہ میں تمہاری مدد بھی کریں تو آپ نے جواباً عرض کیا کہ ابا جان میں یہ کام کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں ہوں بلکہ اس کا مقصد رضائے الہی پانا ہے اور بس۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۵۲)

حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ سونا دے کر خرید لیا جو لوگ فروخت کرنے والے تھے انہوں نے کہا کہ پانچ اوقیہ سونا تو بڑی رقم ہے اگر آپ ایک اوقیہ سونا پر ہی سودا کرتے ہیں ہم اسے اس معمولی قیمت پر بھی آپ کے ہاتھ فروخت کر دیتے حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا

لو أبيعتم الا مائة أوقية لأخذته (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۲)

اگر تم لوگ بلال کا سودا سو اوقیہ سونے سے کم کرنے پر بھی تیار نہ ہوتے تب بھی میں اس کو اتنی بڑی رقم دے کر خرید لیتا

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ

ابتداءً اسلام میں اس کی غربت کے زمانہ میں تقویت اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ رسانی اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت پر ابو بکر نے چالیس ہزار درہم تک خرچ کر دئے (ازالۃ الخفاء ص ۳۴)

حضرت ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار سے زیادہ اثرفیاں تھیں وہ سب کی سب انہوں نے حضور ﷺ پر خرچ کر دیں (ازالۃ ج ۲ ص ۳۴۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۵)

سعید الامت رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کے مال کو اپنا ہی مال سمجھا اور ان کے مال میں آپ اسی طرح تصرف فرماتے جس

طرح کوئی اپنے مال میں تصرف فرماتا ہے

كان رسول الله ﷺ يقضى في مال ابى بكر كما كان يقضى في مال نفسه (فيض القدير ج ۴ ص ۲۵ - منهاج السنه ج ۸ ص ۵۵۰)

حضرت امام ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ) نے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کی زبانی نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج کے موقع پر بھی ایسا ہی کیا تھا۔

كانت يد النبي ﷺ في مال ابى بكر واحدة حين حجا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۸)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو بکر کے مال نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا ہے تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آپ رو پڑے اور کہا کہ حضور میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کے لئے تو ہے

فیکی ابوبکر وقال ما أنا ومالی الا لك (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۴)

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے مالی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول پر قربان کر دیا اور کئی مسلمانوں کو اپنے مال سے ظالموں کی قید سے آزاد کر لیا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی تعریف فرمائی ہے بعض علماء تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ زہر تھے مگر حضرت ابو بکر ان سے بھی آگے ازھد تھے کہ اتنا مال رکھنے کے باوجود سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دیا تھا شیخ الاسلام لکھتے ہیں

ومعلوم ان انفاق الصديق امواله اعظم واحب الى الله ورسوله.....
واما انفاق الصديق ونحوه فانه كان في اول الاسلام لتلخيص من آمن والكفار يؤذونه او يريدون قتله مثل اشتراكه بماله سبعة كانوا يعذبون في الله منهم بلال حتى قال عمر ابوبكر سيدنا واعتق

سیدنا یعنی بلالا (منہاج السنہ ج ۵ ص ۱۸۷)

حضرت موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں

وما عرف قط ان احدا كانت له يد على ابى بكر فى الدنيا لا قبل الاسلام ولا بعده فهو احق الصحابة ومالا احد عنده من نعمة تجزى فكان احق الناس بالدخول فى الایة فابوبكر رضى الله عنه جاء بماله كله ومع هذا فلم يكن ياكل من احد لاصدقة ولا صلة ولا ندرا بل كان يتجر وياكل من كسبه ولما ولى الناس واشتغل عن التجارة بعمل المسلمين اكل من مال الله ورسوله الذى جعله الله له لم ياكل من مال مخلوق (ايضا ص ۳۸۱)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

قال بعض العلماء على كان زاهدا ولكن الصديق أزهد منه لأن أبابكر كان له المال الكثير فى أول الاسلام والتجارة الواسعة فانفق فى سبيل الله (ايضا ص ۳۸۰)

آج سے پچیس سال قبل راقم الحروف نے استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی زبانی یہ بات سنی کہ اللہ تعالیٰ نے جن گھرانوں سے ان کی اجازت کے بغیر ان کی چیزوں کو استعمال کرنے کی اجازت دی اور اسے گناہ نہیں بتایا ان میں صدیق (دوست) بھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ليس على الاعمى حرج او صديقكم ليس عليكم ان تاكلوا جميعا او اشتاتا (پ ۱۸ النور ۶۱)

(ترجمہ) نہ تو اندھے شخص کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے کے لئے اور نہ

ہمارا آدمی کے لئے اور نہ خود تمہارے لئے کہ تم اپنے کھرواس سے (جن میں بی بی امروہ کے گھر بھی آگئے) کھانا کھا لو یا اپنے باپ کے کمرے سے یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔۔

اس آیت کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ نے اگر اس حق کا کہیں استعمال فرمایا ہے تو وہ صرف حضرت ابو بکر صدیق کا گھرانہ تھا آپ اس طرح کے صدیق (دوست) تھے کہ یہاں اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آپ صدیق (دوست) تو تھے ہی۔ انہیں ان نبوت پر تصدیق رسالت میں اونیت کا شرف حاصل کر کے صدیق اکبر بھی منائے گئے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

محدث شہیر حضرت ملا علی قاری اسی ضمن میں لکھتے ہیں

وكانه إشارة الى قوله تعالى أو صدیقکم هذا (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۶)

اسی طرح دیگر مواقع پر بھی حضرت ابو بکر کمال مسلمانوں کے بہت کام آتا رہا ہے۔ آپ کے مال سے صرف مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کو ہی فائدہ نہیں پہونچا بلکہ ہجرت کے بعد بھی آپ کا مال مسلمانوں کی خدمت کے لئے ہوتا تھا اور آپ اللہ اور اس کے رسول خاتم کی خوشی کے لئے اپنا مال خرچ کر کے بہت خوش ہوتے تھے

فكان يعتق منها ويقوى المسلمين حتى قدم المدينة بخمسة آلاف درهم ثم كان يفعل فيها ما كان يفعل بمكة (طبقات کبریٰ ص ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابو بکر بھی اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے بدن پر ایک کملی تھی جس کے دونوں کنارے انہوں نے اپنے سینہ کے پاس ایک کانٹے سے ٹکے ہوئے تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ

حضرت ابو بکر کی یہ حالت کیوں ہے اور اس کا سبب کیا ہے تب ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنا سارا مال میرے اوپر خرچ کر دیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابو بکر کو سلام کہئے اور ان سے پوچھو کہ اپنے اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش؟ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام فرمایا ہے اور تم سے پوچھتا ہے کہ تم اس حالت میں اس سے خوش ہو یا ناخوش ہو؟ حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ میری کیا ہستی ہے کہ میں اپنے پروردگار سے ناخوش ہوں میں تو اپنے رب سے خوش ہوں میں تو اپنے رب سے راضی ہوں اَنَا عَنِ رَبِّی رَاضٍ اَنَا عَنِ رَبِّی رَاضٍ (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۔ ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابو بکر صدیق پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہ تھا اور بھوک کی شدت نے آپ کو باہر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف سے جا رہے تھے راستہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے ملاقات ہو گئی حضور ﷺ نے پوچھا کیا بات ہے تم اس وقت کہاں کے لئے نکلے ہو؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے ہم گھر سے باہر نکلے ہیں حضور ﷺ نے یہ بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے گھر کے نکلنے کا سبب بھی یہی ہے پھر رسول اللہ ﷺ ان دونوں کے ساتھ قریب ایک انصاری کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے گوشت اور کھجوروں سے آپ کی اور ان دونوں بزرگوں کی تواضع فرمائی (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۷)

ہاں جب آپ پر خلافت کی ذمہ داری آ پڑی اور آپ کا سارا وقت اسی میں صرف ہو تا رہا تو پھر آپ نے تجارت ترک کر دی اس لئے آپ اور آپ کے اہل و عیال کا خرچ بیعت اہمال سے ملتا تھا۔ آپ خود اس کا سبب یہ بیان کرتے تھے کہ

... ان حرقاتی ام آکن تعجز عن مونة اهلی و شفاہات دات
... و باکل آل اسی بکر من هذا المال و يحترف المسلمین فیہ ...
(ازالۃ ج ۳ ص ۱۳۰)

میرا پیشہ یعنی میری تجارت میرے اہل و عیال
میرنی قوم اچھی طرح جانتی ہے کہ میرا پیشہ
کے مصارف کو برداشت کرنے سے عاجز نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں
مشغول ہو گیا تو اب آل ابو بکر کو اس مال میں سے یعنی بیت المال سے کھانا ہو گا اور
دیگر مسلمانوں کی خدمت کرے گا۔

بہر حال، خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکرؓ کے خرچ کا حال عظامہ ابن سعدؒ نے اس طرح نقل
کیا ہے کہ درود چادریں لیتے تھے۔ جب وہ بالکل خستہ ہو جاتی تھیں تو انہیں واپس کر دیتے تھے اور
دیگر درود چادریں لے لیتے تھے۔

بہر دفعہ دسترخوان پر حلوہ سامنے رکھا گیا تو آپؐ نے اہلیہ محترمہ سے پوچھا، یہ کہاں سے آیا۔
انہوں نے فرمایا۔ مہینہ بھر کفایت کرتی رہی اور جمع کرتی رہی آج اتنی رقم جمع ہو گئی کہ حلوہ بن
نے آپؐ نے حکم دیا کہ ہمیں بیت المال سے ضرورت سے زیادہ خرچ ملتا ہے لہذا جتنی رقم ہمیں
بیت المال سے ماہانہ دی جاتی ہے اس میں سے اتنی رقم کم کر دی جائے جتنے سے حلوہ بنانے میں
لگے ہوئے ہیں۔ حلوہ کھانا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

امانت کے وقت آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ جس روز سے خلافت کا بوجھ اٹھایا ہے اس روز
تیری زندگی انتہا درجہ سادہ گذر رہی ہے یہ میرے پاس مسلمانوں کی امانت ہیں یہ سب مال
انشاء اللہ عمر کو پہنچا دینا تاکہ وہ بیت المال میں اسے جمع کر لوں۔

تم بتاؤ بکر صدیقؓ کی اسلام اور مسلمانوں بالخصوص اپنے آقا اور محبوب حضرت محمد رسول اللہ
ﷺ کی محبت و عظمت میں اپنا سب مال خدا کی راہ میں قربان کر دینا اور اس طرح دنیا سے

رخصت ہو جانا بتاتا ہے کہ ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی کتنی محبت تھی اور مسلمانوں کے لئے ان کا دل کس قدر فراخ اور وسیع تھا۔ اب مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے دلوں میں حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب سا تھی اور رفیق سے عقیدت و محبت رکھیں ان کے مشکور ہوں اور ان کے بارے میں ہمیشہ کلمہ خیر کہیں اس کی تاکید حضور ﷺ نے خود بھی فرمائی ہے حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان من امن الناس على في صحبته وذات يده ابوبكر الصديق فحببه
وشكره وحفظه واجب على أمتي (رياض ج ۱ ص ۱۲۹۔ در السحابة ص
۱۳۳)

آپ ﷺ نے اللہ کے حضور دعا کی ہے کہ وہ آپ کی جانب سے حضرت ابوبکر صدیق کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کی جانب سے بہترین بدلہ دے گا تو اس کی اہمیت و وقعت اور قدر و قیمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے یہ حضرت ابوبکر صدیق کی کس قدر خوش قسمتی ہے کہ خدا کا آخری اور محبوب رسول اپنے ایک محبوب کے لئے خدا کے حضور درخواست دے رہا ہے حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

أبوبكر أخى في الدنيا والآخرة رحم الله أبابكر وجزاه عن رسول
الله ﷺ خيرا واسانى في النفس والمال خرجه الحافظ السلفي ()
رياض ج ۱ ص ۱۳۲)

حضرت علامہ شہاب الدین توربشتی فرماتے ہیں

ظاہر ہے کہ سوائے ابوبکر کے اس وقت کوئی بھی اس قابل نہ تھا کہ اپنے اسلام سے حضور ﷺ کو کچھ امداد و تقویت پہنچاتا ابوبکر ہی ایسے شخص تھے جو قوت و شوکت و مرتبت کی حالت میں اسلام لائے اور دعوت اسلام میں آپ کے دست و بازو ثابت

ہوئے اور کامل تیرہ سال تک ہر طرح کی تکالیف و مصیبت میں حضور ﷺ رہے۔
 رہا اور تبلیغ و اشاعت میں سعی کامل بجالاتے رہے۔۔ (ترجمہ عقائد و اہل بیت
 ص ۲۵۳)

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کامل خرچ کرنا اور حضور ﷺ کی پائی
 اور مالی اعانت بجالانا باقی تمام صحابہ کرام کی اعانت و مدد سے افضل و اکمل ہے
 ان انفاق ابی بکر افضل من انفاق غیرہ وان معاونتہ بنفسہ و مالہ
 اکمل من معاونتہ غیرہ (منہاج السنہ ج ۸ ص ۵۰۲)
 منہ شہیر علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

احرار میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق ہی تھے جن کے
 دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے اسلام کو بہت فائدہ پہنچا کیونکہ اس وقت قریش
 میں سب سے زیادہ صاحب تعظیم و تکریم اور دولت مند شخص وہی تھے انہوں نے
 لوگوں کو اسلام کی دعوت سب سے زیادہ دی اور وہی اطاعت رسول ﷺ اور آپ
 کی محبت میں سب سے پیش پیش تھے اور آپ ﷺ کے زیر فرمان اسلام کے لئے
 اپنا مال خرچ کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر۔ ترجمہ البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۵۷)
 حضرت ابو بکر صدیق کی اسلام کے لئے جانی اور مالی خدمات کا غیر مسلم مؤرخین نے بھی اعتراف
 کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر اسلام اور اسلام کے لئے حضرت ابو بکر کی خدمات قابل تعریف ہیں
 مشہور مستشرق سر ولیم مور اپنی کتاب محمد اور اسلام میں لکھتا ہے
 جو لوگ اول اول اسلام لائے وہ اکثر جوان ہی تھے مگر ان میں سے ایک شخص ابو بکر
 نامی جو محمدؐ کا جانی یار اور عمر میں دو سال چھوٹا تھا پختہ عمر کا تھا یہ شخص نہایت سنجیدہ
 نرم مزاج صاحب تدبیر اور بڑا لائق تھا ابو بکر کی قسمت ازل سے پیغمبر صاحب کے

ساتھ ہی پڑی تھی اور زندگی کے تمام تغیرات میں اخیر تک آپ کی قوت ہمت، ستون بنا رہا اور ان کی صاحبزادی عائشہ جو محمدؐ کی گھر والی تھیں اپنی بیٹی کی حیثیت سے وقت یاد نہیں جب میرے ماں باپ مسلمان نہ تھے اور نہ یہ یاد ہے کہ کب پیغمبر صاحب صبح و شام دو وقت ہمارے گھر نہ آتے تھے اور خود پیغمبر صاحبؐ فرما کرتے تھے کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی طرف دعوت دی ہے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ ابتداء میں اس نے کچھ دیر اور تردد نہ کیا ہو سوائے ابوبکرؓ کے جب میں نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے قبول کرنے میں مطلقاً کوئی تردد نہیں کیا ابوبکرؓ اس وقت نہایت اقبال مند اور خوش حال تاجر تھا اور اپنا مال مسلمان غلاموں کے خریدنے اور آزاد کرنے میں خرچ کرتا تھا جو اپنے کافر مالکوں سے بوجہ مسلمان ہو جانے کے ستائے جاتے تھے۔ ﴿ Muhammed and Islam ﴾

جناب ایچ جی ویلز اپنی مشہور کتاب ”تاریخ دنیا“ میں لکھتا ہے کہ

تبلیغ اشاعت اسلام کے روح رواں حضرت محمدؐ نہیں ان کے جانشین اور حقیقی دوست حضرت ابوبکرؓ تھے اگر حضرت محمدؐ گوئے مذہب اسلام کا ایمان و عزم تھے دونوں کی رفاقت اس طرح گذری تھی کہ حضرت محمدؐ نے جو کچھ کہا، حضرت ابوبکرؓ نے سر

تسلیم کر کے اسے عملی جامہ پہنایا۔ (History of the World)

معروف انگریز مصنف ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب ﴿ دی پریچنگ آف اسلام ﴾ میں لکھتے ہیں ابوبکر ایک امیر تاجر تھے ان کے اعلیٰ کردار اور قابلیت کی بناء پر لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے مال کا بیشتر حصہ ان غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے پر خرچ کر دیا جن کو کفار اسلام قبول کرنے پر اذیتیں دیتے تھے۔

مَرَجَ الْفَضْلَ مَاشْهُدَتٌ بِهِ أَعْلَامُهُمْ كَمَا بَغِيرَ نَمِيسٍ رَهْ سَكْتَةٍ۔

مراج النبی ﷺ کا واقعہ اور تصدیق صدیق اکبرؓ

میرا دوا، سلم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ المکرمۃ سے بیت المقدس، ساتوں افلاک اور عرش اعظم کی طرف لئے تشریف لے گئے اور ایک مختصر وقت میں واپس آگئے جب دوسرا دن آیا تو آپ نے میدانوں کی ایک جماعت کو اپنے اس مقدس اور مبارک سفر کے حالات اور واقعات سے آگاہ فرمایا۔ ضرین اپنی نوع کے انوکھے اور حیرت انگیز واقعات بڑی دلچسپی سے سن رہے تھے حضرت ہر صدیق اس محفل میں موجود نہیں تھے۔ جب اس بات کی خبر کفار اور مشرکین تک پہنچی تو یہ سرد کائنات کا مذاق اڑانے اور اسلام کو بدنام کرنے کا ایک اور موقع ہاتھ لگ گیا ابو جہل بن ابی سفیان حضرت ابو بکرؓ کے پاس گیا اور طنزیہ انداز میں کہا۔ ابو بکر! تم نے کچھ سنا ہے تمہارا دوست نبی ہاتھیں کر رہا ہے.....؟“ وہ کہتا ہے کہ میں کل رات بیت المقدس روانہ ہوا اور وہاں سے ہڈیاں کی سیر کر کے علی الصبح واپس مکہ پہنچا گیا، تمہارا ان باتوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپؐ نے یہ پروقاہ انداز میں جواب دیتے ہیں..... اگر تم یہ باتیں اپنی طرف سے کہہ رہے ہو تو برا غلط ہیں اگر فی الواقعہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے ہیں تو وہ بالکل سچ ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے آپؐ نے مزید فرمایا کہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے میں تو اس سے ایک بہت بڑی بات پر ایمان رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جبرئیل امین ان کے پاس انکسار سے خدا کا پیغام لے کر خود آتے ہیں۔ پھر بھلا میں اس بات پر کیوں تعجب کروں؟ حضرت جبرئیل امین جب خادم ہو کر آپ کے پاس آسکتے ہیں تو پھر مخدوم کائنات اوپر کیوں نہیں جاسکتا۔ انا انہی سفر کو پرکھنے اور سمجھنے کے لئے اس عقل و شعور اور اس نظر کی ضرورت ہے جو اس فضا

کو سمجھتی ہو اور اس ماحول سے آشنا ہو۔ آپ کا ایمان و یقین سے بھرپور اور خوبصورت جواب دہ
فرمائیے

انی لاصدقہ فیما هو ابعد من ذلك فی خبر السماء غدوة وروحہ

(ریاض ج ۱ ص ۷۹ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۱)

علیم الامت حضرت مولانا اثر ف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں

آپ نے ان سے کہا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب بات کی اس سے پیشتر تصدیق کر چکے
ہوں کہ آسمان والے جتنی فرشتے خود ان کے پاس آتے ہیں تو یہ بات تو اس سے کم ہے کہ
خود آسمان والوں نے ان کو اپنے پاس بلا لیا پھر اس میں تعجب ہی کی کوئی بات ہے؟ (حسن

الغزیز ج ۱ ص ۱۲)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں

معراج شریف کے قصہ میں کفار حضرت صدیق اکبر کے پاس آئے اور انہیں اطلاع دی
کہ تم نے سنا بھی ہے تمہارے دوست نے ایک اور بھی دعویٰ منکر کیا ہے کہ مجھے آسمان پر
بلایا گیا تھا مجھے معراج ہوئی ہے میں سب آسمانوں بلکہ عرش تک کی سیر کر آیا ہوں تم نے
سنا بھی ہے؟ یہ ایک اور نئی بات ہوئی ہے اب تک تو صرف نبوت ہی کا دعویٰ تھا یہ اس
سے بھی بڑھ کر ہے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑھ کر تو نہیں بلکہ گھٹ کر ہے جب میں اسکی تصدیق کر چکا ہوں
کہ آسمان والے جتنی فرشتے انکے پاس آتے ہیں تو یہ اگر آسمان والوں کے پاس پہنچا دے
گئے تو عجب ہی کیا ہے جس کے یہاں بادشاہ آتا ہو اگر اس کو وہ اپنے دربار میں بلائے تو
واللہ کچھ بھی حیرت کی بات نہیں۔ میں جب جبرئیل کی نسبت جو کہ سدرۃ المنتہی کے
نئے واسے ہیں اور عرش جنکائشمن ہے تصدیق کر چکا ہوں کہ وہ خود حضرت محمد صلی اللہ

نبیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوتے ہیں تو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کے نشین پر تشریف لے جانے کا دعویٰ فرمائیں تو کیا میں ان کی تکذیب کروں گا کہ تم لوگ بے وقوف ہو کہ ایسی موٹی بات میں مجھ کو دھوکہ دینے آئے ہو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو مجھے ایمان لانے اور انہیں سچا سمجھنے میں کوئی تامل نہیں ہو سکتا یہ وہ بواب ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفار کے مقابلہ میں پیش کیا تھا۔۔۔

(رد عطا۔ رمضان فی رمضان ص ۲۶)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اپنے آقا اور محبوب سے متعلق پائی جانے والی ہر بات کی صدق دل سے تصدیق کرنا اور ہر دیکھے سنے اس پر ایمان لے آنا حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے قلبی تعلق کے نتیجہ ساتھ خود آپ کی اپنی عظمت کی بھی دلیل ہے آپ کا صدیق کے معزز لقب سے ملقب ہونا زہدین کے ہاں بھی معروف رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت جبرئیل امین سے پوچھا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا حضرت جبرئیل نے یو بکر ابو بکر آپ کی تصدیق کریں گے وہ صدیق ہیں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۷۷۷-۷۷۸ ریاض الجن ۸۰)

یہ بات پیش نظر رہے کہ قرآن کی رو سے اس امت میں بہت سے صدیق ہو گئے لیکن صدیق اکبر اور اعظم الصدیقین کا تاج صرف حضرت ابو بکر صدیق کے سر ہی سجا ہے اور وہی اس کے باقی بھی تھے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

جب تک سلسلہ ایمان کا جاری ہے صدیقیت کا بھی جاری ہے پس صدیقین کا اس

امت میں بھی کثیر ہونا ثابت ہوا البتہ درجات میں تفاوت ہونا اور بات ہے حضرت

خلیفہ اول (سیدنا ابو بکر صدیق) اعظم الصدیقین ہیں (حسن العزیز ج ۳ ص ۴۸)

اُسے بہت پہلے شیخ الاسلام علامہ بن تیمیہؒ نے آپ کو افضل الصدیقین کہا ہے

كان محمد ﷺ افضل النبيين فصديقه افضل الصديقين (منهاج السنه ج ۱ ص ۵۲۲)

یہ ہے وہ اہم ترین واقعہ، یہ ہے وہ عظیم ایمانی جذبہ، یہ ہے وہ عدیم المثال راسخ الاعتقادی، یہ ہے وہ اظہار حقیقت اور یہ ہے وہ اعلان کلمۃ الحق جس نے آپؐ کو مقام صدیقیت تک پہنچا دیا اور آپ صدیق اکبر بن کر تمام صدیقوں کے سر خیل کھلائے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی پہلی ہجرت

مکہ مکرمہ میں جب معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ خداوند قدوس کی عبادت پر بھی روک ٹوک ہونے لگی اور خدا کا نام لینا بھی جرم ہو گیا تو آپؐ بہ اجازت نبوی حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے روانہ ہو گئے (پیش نظر رہے کہ ملک حبش میں نجاشی بادشاہ کی حکومت تھی جو عیسائی تھا پھر ۶ ہجری میں انہوں نے اسلام قبول کیا اس وقت کے بادشاہوں میں قبول اسلام کی یہ عظیم سعادت صرف ان کے حصے میں آئی مگر اسلام سے پہلے بھی مسلمانوں کو ان کی حکومت میں بہت امن ملا تھا) ہجرت حبشہ کے وقت راستہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ملاقات قبیلہ قارہ کے رئیس الن الدغنے ہوئی اس نے آپؐ کی مکہ سے روانگی کا سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ میری قوم مجھ کو اپنے وطن میں آرام سے رہنے نہیں دیتی مکہ کی اتنی بڑی زمین مجھ پر تنگ کر دی گئی ہے اسلئے جی چاہتا ہے کہ کہیں الگ جا کر اللہ کی عبادت میں لگ جاؤں۔ کہنے لگا ”ابو بکر! آپ جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ چلئے آپ میری لہان اور ذمہ داری میں واپس چلئے اور آپ جو چاہتے ہیں آرام سے کریں پھر اس نے رؤسائے قریش سے کہا کہ تم ایک ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتا ہے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، لوگوں کے قرضے ادا کرتا ہے، اور

ان کے تالوان اٹھاتا ہے، مہمان نواز ہے، حق کا مددگار ہے، چنانچہ سب نے ابن الدنوب کی ایمان منظور کر لی اور وہ آپ کو لے آئے یہاں جس جگہ آپ کا قیام ہوا آپ نے اس کے کنارے نماز کے لئے ایک جگہ بنالی اور اللہ کی عبادت کرنے لگے حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نماز میں قرآنی آیات تلاوت کرتے تو آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی ان کی یہ حالت دیکھ کر قریش کے مرد عورتیں اور بچے تک وہاں رک جاتے تھے اور ان کی تلاوت اور حالت دیکھ کر لوگوں کے دل پیچنے لگے یہ دیکھ کر بہت سے قریشی مل کر ابن الدغنه کے پاس آئے اور کہا کہ اگر ابو بکر اسی طرح اپنے مکان کے باہر نماز پڑھتے لگے تو خطرہ ہے کہ ان کے مرد عورتیں بیکم بچے تک کہیں بھک نہ جائیں اور اپنی تہذیب سے روگردانی نہ کرنے لگیں۔ (ہارنخ لمن کثیر ج ۳ ص ۱۴۵)

سو قریش نے ابن الدغنه پر سخت دباؤ ڈالا اور کہا کہ اگر ایسا ہوا تو وہ پھر ان کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جائے چنانچہ اس نے حضرت ابو بکر صدیق کو جب قریش کی بات سنائی تو حضرت ابو بکر صدیق نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

فاني اريد اليك جوارك وارضى بجوار الله (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۳)

تمہیں تمہاری پناہ مبارک ہو میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔“

حضرت امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (۴۳۰ھ) نے حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں ایک بڑے پتہ کی بات اور فرمائی ہے آپ لکھتے ہیں

كان رضى الله عنه يتوصل بعز الوفاء الى اسنى مواقف الصفا وقد

قيل ان التصوف تفرد العبد بالصمد الفرد (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۳)

حضرت ابو بکر صدیق عزت و وفا کے پیکر انسان تھے اور کہا گیا ہے کہ تصوف کی

حقیقت ہندہ کا یکتا اور تماذات کے ساتھ یکتا و تہارہ جانا ہے

☆..... خاتم النبیین ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے اخلاق میں مماثلت کی ایک جھلک

ان الدغنه نے جو اوصاف حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیان کئے ہیں۔ وہی اوصاف حضرت اکرم ﷺ کے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے بیان کئے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ﷺ کے پاس پہلی مرتبہ غار حرا میں حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور خدا کا پیغام دیا آنحضرت ﷺ خوف و دہشت کے عالم میں گھر پہنچے اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے یہ ساری کیفیت بیان فرئی اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے اس پر حضرت خدیجہؓ الکبریٰ نے عرض کیا کہ میرے آقا گھبرائیے نہیں :

كلا والله ما يخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب
المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳)
ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا خدا کی قسم خداوند قدوس کبھی آپ کو رسوائی نہ فرمائے گا بلاشبہ
آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ ناداروں کا خیال کرتے
ہیں آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ ان لوگوں کی ان حادثات پر مدد کرتے ہیں
جو حق ہوتے ہیں۔

ان الدغنه نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں جو الفاظ استعمال کئے انہیں بھی دیکھئے
اتخرجون رجلا يكسب المعدوم ويصل الرحم ويحمل الكل ويقري
الضيف ويعين على نوائب الحق (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۲)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ اس پر لکھتے ہیں

فہذہ صفۃ النبی ﷺ افضل النبیین وصدیقہ افضل الصدیقین (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۴۹)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) ابن الدغنے کے اس بیان پر لکھتے ہیں
ومن اعظم مناقبه ان ابن الدغنه سيد القارة لما رد عليه جواره
بمكة وصفه بنظير ما وصفت به خديجة النبي ﷺ لما بعث فتواردا
فيهما نعت واحد من غير ان يتواطأ على ذلك وهذه غاية في مدحه
لان صفات النبي ﷺ منذ نشأ كانت أكمل الصفات (الاصابہ ج ۲ ص ۳۴۲)

حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم لکھتے ہیں
واقعات کا تتبع کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضور اکرم
ﷺ کا مزاج اور انداز طبیعت ایک ہی خمیر سے تیار ہوا تھا عادات و خصائل اور امیال
و عواطف کے اعتبار سے ایک دوسرے سے جتنے قریب حضور پر نور اور صدیق اکبر
تھے کوئی اور نہیں تھا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہاں بحث صرف مزاج کی ہم آہنگی
اور ہم رنگی سے ہے نہ کہ شریعت کے اصل احکام و مسائل سے..... (صدیق اکبر
ص ۱۳۵)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی ہجرت مدینہ منورہ

حضور اکرم ﷺ تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں خدا کے بندوں کو خدا سے ملائے کے لئے دن رات
کوششیں فرماتے رہے جو نیک محنت تھے انہوں نے آپ ﷺ کی بات مانی اور اپنے دلوں کو ایمان

کی روشنی سے منور کیا جبکہ بد نصیب لوگ واضح دلائل اور معجزات کو دیکھنے کے باوجود اپنے دل کی اندھیری دنیا کو روشن نہ کر سکے اور دن رات اس سازش و سعی میں لگے رہے کہ اللہ کے جلالت چراغ کو کس طرح بجھایا جاسکتا ہے اللہ کے گھر اللہ کا نام لینا جرم تھا ظالم اپنے ظلم میں بہت دور نکل گئے تھے حد تو یہ ہو گئی کہ اب ظلم کا نشانہ صرف عام مسلمان نہ رہے خود سرور دو عالم ﷺ شہید کرنے تک کا منصوبہ بن چکا تھا اور اس کی تیاری کی جا چکی تھی۔ ادھر یہ بد نعت تدبیروں میں مصروف و مگن تھے ادھر اللہ کا فیصلہ کچھ اور تھا اور اللہ کا فیصلہ اور حکم ہی ہمیشہ غالب آکر رہتا ہے۔

﴿ ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين ﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم فرمایا کہ آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر جائیں حضور اکرم ﷺ نے اس مقدس سفر کے لئے اپنے تمام صحابہ میں جس شخصیت کو منتخب کیا وہ آپ کے پر اعتماد ساتھی حضرت ابو بکر صدیق کی ذات تھی اور بعد کے حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ نے جن کا انتخاب فرمایا وہ انتخاب لا جواب تھا آپ نے اس سفر میں اپنے محبوب آقا کے لئے جو جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں ہیں عشق و محبت کی بھری ہوئی داستانوں میں کوئی واقعہ اس سے زیادہ مافوق نہیں مل سکتا۔

اس سفر ہجرت کے لئے آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنی رفاقت کے لئے منتخب اور مخصوص کر کے یہ بات ہر خاص و عام پر ظاہر کر دی کہ ان کے ایمان و دیانت اور اخلاص و محبت پر آپ کو پورا پورا اعتماد تھا۔ آپؐ سب سے زیادہ عقلمند، تجربہ کار، شجاعت مند اور بہادر تھے اور اس خطرناک سفر کے لئے ایک رفیق میں جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ذات میں وہ سب اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت مل گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب فرمائی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ

لا تعجل لعل الله يجعل لك صاحباً (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۵۲۲)

جلدی نہ کر عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کر دے گا

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسا ساتھی پیدا کر دیا جس کی نہ آسمانوں میں کوئی نظیر تھی نہ زمینوں میں۔ خدا کی ساری مخلوقات میں اس کے ساتھی کا مقام درتبہ عزت و عظمت سب سے بلند و بالا اور برتر و اعلیٰ ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

علامہ حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر یہ سوچ کر کہ وہ ساتھی آپ ہی ہو سکتے ہیں خوش ہو جایا کرتے تھے (

تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۱)

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا تو آپ نے حضرت جبرئیل امین سے پوچھا کہ اس سفر میں میرے ساتھ اور کون ہوگا حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ حضور ﷺ)..... اس سفر میں حضرت ابو بکر صدیق آپ کے ہمراہ ہونگے

عن علی كرم الله وجهه قال ان النبي ﷺ قال لجبرئيل من

يهاجر معي قال ابوبكر الصديق (متدرک حاکم ج ۳ ص ۶) فقال ابوبكر

الصحبۃ يا رسول الله قال لك الصحبة (طبقات ج ۳ ص ۱۲۹)

شیعہ حضرات کی تفسیر امام حسن عسکری میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت کی رات اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل کی معرفت آپ کو یہ پیغام دیا گیا

ان تستصحب ابابكر فانه ان آنسك وساعدك وواذك وثبت على

تعاهدك وتعاقدك كان في الجنة من رفقاءك وفي غرفاتها من

خلصائك (تفسیر حسن عسکری ص ۲۳۱)

آپ حضرت ابو بکر کو اپنے ساتھ لیں کیونکہ اس نے اگر آپ سے محبت کی آپ کی بدد

کی آپ کا بوجھ اٹھایا آپ کے ساتھ معاہدات اور دیگر کاموں میں ثابت قدم رہا تو یہ جنت میں آپ کے دوستوں میں سے ہو گا اور آپ کے مخلص دوستوں کے ساتھ جنت کے اونچے اونچے محلات میں ہو گا۔

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت اسلامی تاریخ کا بڑا اہم اور انقلاب انگیز واقعہ ہے۔ ذرا اس سفر عظیم پر ایک اجمالی نظر ڈالئے تو پتہ چلے گا کہ یہ سفر کس قدر اہم اور کنھن تھا اور اس جانب اٹھنے والا ہر قدم اپنی جگہ ایک مستقل امتحان تھا۔

..... ذرا سوچئے..... ایک طرف کفار مکہ پوری تیاری کے ساتھ اس بات پر جمع ہو چکے تھے کہ آج حضور اکرم ﷺ کو معاذ اللہ شہید ہی کر ڈالیں گے پھر اس ناپاک ارادہ کے ساتھ آپ کے مکان تک کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مگر اللہ کا فضل شامل ہوا اور آپ اپنے گھر سے خدا کی حفاظت کے سایہ میں اس طرح نکل کھڑے ہوئے کہ کفار کو پتہ تک نہ چل سکا اور ان کے سارے ناپاک عزائم دھرے کے دھرے رہ گئے۔

..... سوچئے..... حضور ﷺ پر اس وقت کیا کیفیت ہو گی جب آپ اللہ کے مقدس گھر کو اور مکہ مکرمہ کی سر زمین کو خیر باد کہہ رہے ہیں اور ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں کہ

اما والله لا اخرج منك واني لاعلم انك احب بلاد الله الى واکرمه على

الله ولولا ان اهلك اخرجوني ما خرجت (مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۱۳۹)

مجھ میں تجھ سے جا رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو اللہ کی زمین میں مجھے سب

سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت کی جگہ ہے اگر تیرے باسی

مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ جاتا

پھر آپ نے یہ بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ آپ نے مجھے میرے محبوب شہر سے نکلنے کا حکم دیا ہے

اب آپ مجھے اس جگہ ٹھہرایئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔

اللہم انک اخرجتني من احب البلاد الی فاسکنی احب البلاد الیک .
(مشدرک حاکم ج ۳ ص ۴)

ﷺ نے اپنے محبوب کو مدینہ منورہ کی سکونت عطا فرمائی ﷺ فاسکنہ اللہ المدینۃ
سوچئے..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کس قدر خوش ہوئے ہوئے کہ جب ان کو بتایا
گیا ہوگا کہ سفر ہجرت میں رفاقت کے لئے قرعہ فال صرف اور صرف ان کے نام لگا ہے اور
نام النبیین علیہ السلام کی نظر انتخاب صرف ان پر ہی پڑی ہے آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت
عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر نے جب یہ خوشخبری سنی تو آپ خوشی کے مارے
روڑے آپ کہتی ہیں کہ مجھے اس دن سے پہلے کبھی معلوم نہ ہوا تھا کہ کوئی شخص خوشی کے
برے بھی روتا ہے

فوالله ما شعرت قط قبل ذلك اليوم ان احدا يبكي من الفرح حتى
رايت ابا بکر يومئذ يبكي (البدایہ ج ۳ ص ۱۷۸)

هجم السرور على حتى انه من فرط ما قد سرنى ابكاني
يا عين قد سار البكالك عادة تبكين من فرح ومن احزان
سوچئے..... حضرت ابو بکر اور ان کا گھرانہ کس قدر خوش قسمت ہوگا کہ اس سفر کے لئے
ان کی خدمتیں کام آرہی ہیں حضرت ابو بکر صدیق کی صاحبزادی ان سب کے لئے کھانے کا
انتظام کر رہی ہیں ان کی اونٹنیاں اس سفر ہجرت کے لئے تیار ہو رہی ہیں اور جہاں قیام فرمایا ہے
وہاں تک ان کی بیٹے اور صاحبزادی اور غلام کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا اہتمام کر رہے ہیں
اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈالتے ہوئے ہر ممکن سہولتیں مہیا کرنے کی فکر میں ہیں
معروف شیعہ عالم علامہ علی بن عیسیٰ ارطلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں
از عمروہ روایت است کہ ابو بکر را گوسفندی چند بود نماز شام عمار

بن فمیرہ آن گوسفنداں را بر در غار را ندی وایشان از شمیر
گوسفنداں خوردندی وفتادہ گوید کہ عبدالرحمن در خفیه بامداد وشبان گام
آمدے ویرائے ایشان طعام آوردی (تفسیر منہج الصادقین ج ۴ ص ۷۰) ۲
حضرت ابو بکر کی صاحبزادی حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ

حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر جب مکہ سے نکل پڑے تو اتنے میں ابو جہل اور اس
کے دوسرے ساتھی ان کے گھر آگئے اور جب دروازہ کھولا تو ان لوگوں نے
حضرت ابو بکر کے بارے میں معلوم کرنا چاہا جب میں نے لا علمی کا اظہار کیا تو ابو جہل
نے میرے منہ پر بہت زور کا ایک تھپڑ مارا اور غصہ میں کچھ کہتا ہوا واپس چلا گیا ()
تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۶)

سوچئے..... حضرت ابو بکرؓ پر اس وقت کتنی مسرت کا عالم ہو گا جب حضور اکرم ﷺ زیادہ چلے
وجہ سے اپنے پیروں میں تکلیف پاتے ہیں اور پاؤں کسی وجہ سے زخمی ہو جاتے ہیں تو حضرت
ابو بکر سرور کائنات فخر موجودات سر تاج نبوت کو اپنے کاندھے پر اٹھا لیتے ہیں اور بلند و بالا پہاڑ
تک ان کا کندھا سر تاج نبوت کو اٹھانے کا ایسا شرف پاتا ہے کہ اس کی مثال اور کہیں نظر نہیں آتی
حتی حفیت رجلاه فلما راہما ابوبکر قد حفیتا حملہ علی کاهلہ
وجعل یشتد بہ حتی اتی فم الغار (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۶)
ایک شیعہ شاعر نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے

چول رفتند چندیں بد اماں دشت قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابو بکر آنکہ بد و شش گرفت و بے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید کہ بار نبوت تواند کشید
(حملہ حیدری ص ۲۸ تران)

سوچئے..... حضرت ابو بکر صدیق کا ایمان و اخلاص اور محبت و عشق کس قدر بے غبار تھا کہ غار ثور میں اپنے آقا کے داخل ہونے سے قبل خود داخل ہو جاتے ہیں کہ اگر کہیں سے کوئی تکلیف آئے بھی تو بیشک انہیں پہنچے اور محبوب آقا محفوظ رہیں۔ پھر غار کے اندر جتنے سوراخ ہیں ان کو بند کرنے کا انتظام کرنا کہیں سے کوئی مؤذی چیز نہ نکل آئے۔ اگر کسی سوراخ کے بند کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو اس میں اپنے انگوٹھا رکھ دینا کہ اپنی ذات پر تو تکلیف کا آنا منظور ہے مگر یہ بات کسی صورت منظور نہیں کہ میرے آقا و محبوب ﷺ کو کسی طرح کا کوئی گزند پہنچے۔

حضرت انس کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جب صبح کے وقت حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق سے ان کی چادر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا اور حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اللہ کے حضور اٹھائے اور فرمایا

اللهم اجعل أبا بکر في درجتي يوم القيامة فإوحى الله سبحانه اليه ان الله قد استجاب لك (رياض ج ۱ ص ۱۰۵۔ حلیہ الاولیاء ج ۱ ص ۶۷۔ در السحابة ص ۱۲۵ از امام شوکانی)

اے اللہ قیامت کے دن ابو بکر کو میرے ساتھ کر دے اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی اتاری کہ آپ کی یہ درخواست ہمارے ہاں قبولیت پاگئی ہے۔

سوچئے..... حضرت ابو بکر صدیق کے دل میں اپنے آقا کی محبت کس عروج پر تھی کہ اپنے لئے یہ پسند نہ کیا کہ خود آرام کر لیں بلکہ خود اس طرح بیٹھ گئے کہ ان کے آقا ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرمائیں تاکہ آپ کی تھکاوٹ دور ہو جائے اور پھر اس طرح بیٹھ رہنا کہ زہریلا جانور ڈستا بھی ہے تو پورے صبر اور تحمل سے بیٹھ رہیں ذرا سی حرکت سے بھی آقا کے آرام میں خلل نہ آنے پائے آپ کی حضور ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے

حضرت ابو بکر صدیق کو خود بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس وقت جس نعت سے سرفراز فرمائے

چاہتا ہے وہ ساری کائنات سے افضل و برتر ہے اور اس نعمت میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں سب
 اکیلے ہی اس دولت اور نعمت کو لوٹ رہے ہیں آپ غار ثور میں بیٹھے اسی تصور میں فرماتے ہیں
 اگر یہ رات گزر جائے تو تو گواہ رہنا کہ یہ رات مجھ پر اللہ کی راہ (اور اسکے رسول کی
 خدمت) میں کیسے گزری ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۸)

سوچئے..... حضرت ابو بکر صدیق اس وقت روحانی دنیا میں کس موج و مستی میں آئے
 ہو گئے جب ان کے آقا نے زہریلے جانور کے ڈسے ہوئے جگہ پر اپنا لعاب مبارک لگایا ہو گا اور
 فوراً تکلیف دور ہو گئی ہو گی اور اپنے آقا کی فکر میں جب ان کا قلب مضطرب و بے قرار ہوا ہو گا تو
 رب کریم کے محبوب کریم کی زبانی ان کو پیغام ملا ہو گا کہ اے ابو بکر فکر نہ کر اللہ ہم دونوں کے
 ساتھ ہے میرا رب تمہارے ساتھ بھی ہے اس کی جانب سے سکینہ و طمانیت کا نزول تم پر بھی
 ہو گا۔ کیونکہ تم اس کے محبوب کے محبوب اور چہیتے ہو۔

لا تحزن ان الله معنا (القرآن) اور..... ما ظنك يا ابا بکر باثنين الله ثالثهما
 (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۶۱۔ مسند احمد ج ۱ ص ۹)

سوچئے..... اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کی قدم
 قدم پر جس طرح مدد فرمائی ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے پھر اس سفر میں حضرت ابو بکر
 ایمان و اخلاص قدم قدم پر جس طرح نکھر نکھر کر سامنے آتا رہا ہے اس نے حضرت ابو بکر صدیق
 کے ایمان و اخلاص کی اور گواہی دے دی..... سچ ہے آپ ہی حضور ﷺ کے اس سفر میں
 مصاحبت و رفاقت کے مستحق تھے کیونکہ اللہ و رسول کی محبت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی
 تھی اور یہ خدا کا انتخاب تھا اور یہ انتخاب لا جواب تھا۔ حضرت ابو بکرؓ الثقفی کہتے ہیں

وبالغار اذ سميت بالغار صاحباً وكنت رفيقاً للنبي المطهر

معلوم ہوا کہ یہاں آپ کا صاحب ہونا محض رفیق سفر ہونے کے معنی میں نہیں یہ ایک بڑی

ثبت کو ساتھ لئے ہوئے ہے اس منقبت کا انکار آپ کے صاحبہ ہونے کا انکار ہے
 ﷺ ان سلام حضرت علامہ ابن عثیمہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ یہ بات ہر شک و شبہ سے بالما ہے
 کہ ہجرت کے موقع پر جو فضیلت حضرت ابو بکر صدیق کے نصیب رہی ہے اس میں کوئی دوسرا
 شریک ان کا نہیں ہوا ہے

لاریب ان الفضيلة التي حصلت لابی بكر في الهجرة لم تحصل
 لغيره من الصحابة بالكتاب والسنة والاجماع (منهاج السنة ج ۷ ص

(۱۲۱)

حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق نکل کھڑے
 ہوئے تو راستے میں آپ نے کچھ لوگوں نے غائبانہ طور پر عریوں کے اشعار گانے کی طرح ایک آواز سنی
 نہیں یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کون ہے لوگ اس آواز پر دھیان لگائے ہوئے تھے اور وہ یہ کہہ
 رہا تھا

جزاه الله رب الناس خير جزاء ه رفيقين حلا خيمتي ام معبد
 اللہ لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو بہترین جزاء عطا فرمائے جو ام معبد کے دونوں خیموں
 میں اترے ہیں

هنا نزل بالبر ثم تروحا فافلح من امسى رفيق محمد
 وہاں اترے تو نبی کو ساتھ لئے ہوئے پھر شام ہوتے ہوتے چلے گئے ترقی اسی نے پانی اور دہی پھنکا
 بھجوا ابو محمد ﷺ کا ریش ہو گیا

لبهن بنى كعب مكان فقاتهم ومقعدھا للمؤمنين بمرصد
 بنی کعب کو اپنے زمان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہیے کہ وہ ایمان داروں کے انتظار
 کرنے اور ٹھہرنے کے مقام ہیں (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۵۳۷)

کون نہیں جانتا کہ خود ختمی مرتبت ﷺ سب کے سامنے حضرت ابو بکر صدیق کی ان تمام خدمات اور ان کی دیگر جانی و مالی قربانیوں اور تبلیغی مساعی کا تذکرہ فرماتے رہے ہیں حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان من امن الناس على في صحبته وماله ابابكر ولو كنت متخذا
خليلا غير ربي لاتخذت ابابكر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

ابو بکر اپنی صحبت اور مال کے لحاظ سے میرا سب سے بڑا محسن ہے اگر میں خدا کے سوا
کسی کو اپنا دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا

کیا یہاں آپ کا محض رفیق سفر ہونا مراد ہے یا آپ ان کی مخلصانہ صحابیت کا ذکر کر رہے ہیں
آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا

انه ليس من الناس أحدا من علي في نفسه وماله من أبي بكر (کنز
العمال ج ۶ ص ۳۱۶)

یعنی جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابو بکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں ہے
آپ ﷺ کا ارشاد ہے

مانفعني مال قط مانفعني مال أبي بكر (مسند احمد ج ۳ ص ۶۰ - مسند الامام
الطحاوی ج ۹ ص ۲۲۲) فبکی ابوبکر وقال يا رسول الله ﷺ وهل انا
ومالي الا لك (سنن کبری ج ۵ ص ۳۷ - سنن ابن ماجہ ص ۱۰)

مجھے کسی کے مال سے اتنا فائدہ نہیں پہونچا جتنا ابو بکر کے مال سے پہونچا ہے اس پر
حضرت ابو بکر رو پڑے اور کہایا رسول اللہ ﷺ میں اور میرا مال تو ہے ہی آپ کیلئے۔
ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

جب میں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابو بکر نے میری

تصدیق کی اور اپنے جان و مال سے میرا ساتھ دیا
 وواسانی بنفسه و مالہ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)
 وہ خیر خواہی ہے جو دل و جان سے ہو۔ دیکھئے یہ روایات بات بات میں آپ کے
 واسانی.....
 اخلاص و ایمان کا پتہ دے رہی ہیں۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ
 ما احدث عندی اعظم یدا من ابی بکر و اسانی بنفسه و مالہ و انکحنی
 ابنته (تاریخ الخلفاء ص ۴۰)
 ابو بکر کے مجھ پر بے انتہا احسانات ہیں سب سے زیادہ یہ کہ انہوں نے مال و جان سے
 میری غم خواری کی اور اپنی بیٹی کی مجھ سے شادی کرائی۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا
 رحم الله أبوبکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة وصحبنی
 فی الغار وأعتق بلالا من ماله ومانفعی مال فی الاسلام مانفعی
 مال ابی بکر (مستدرک ج ۳ ص ۷۶۔ جمع الفوائد ص ۲۷۶)
 ابو بکر پر خدا کی رحمت ہو کہ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا اور مجھے سوار
 کر کے دار ہجرت لے گیا اور غار میں میرے ساتھ رہا اور اس نے بلال کو اپنے مال
 سے خرید کر آزاد کیا اور مجھے اسلام میں کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابو بکر
 کے مال نے پہنچایا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا
 ما احدث عندنا یدا لا وقد کافیناہ ما خلا أبابکر فان له عندنا یدا
 یکافیہ الله بہا یوم القيامة..... الحدیث (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

جس نے کوئی احسان ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس کا بدلہ کر دیا، سو اللہ بجز کے۔۔۔ ان کی خدمات کا جزا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دے گا۔

مفسر شہیر حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۴۷ھ) نے حضرت ابو بکر صدیق کے انفاق فی سبیل اللہ پر نہایت ہی شاندار الفاظ میں آپ کو خراج عقیدت پیش فرمایا ہے لیکن اسے دیکھئے

ولكنه مقدم الامة وسابقهم في جميع هذه الاوصاف وسائر
الاصناف الحميدة فانه كان صديقا تقيا كريما جوادا بذالا لامواله
في طاعة مولاه ونصرة رسول الله فكم من دراهم ودنانير بذلها
ابتغاء وجه ربه الكريم ولم يكن لاحد من الناس عنده منة يحتاج
الي ان يكافئه بها ولكن كان فضله واحسانه على السادات والرؤساء
من سائر القبائل ولهذا قال له عروه بن مسعود وهو سيد ثقيف
يوم صلح الحديبية اما والله لولا يدي لك عندي لم اجزك بها
لاجبتك وكان الصديق قد اغلظ له في المقابلة فاذا كان هذا حاله
مع سادات العرب ورؤساء القبائل فكيف بمن عداهم ولهذا قال
تعالى وما لاحد عنده من نعمة تجزي الابتغاء وجه ربه الاعلى
ولسوف يرضى (تفسير ابن کثیر ج ۳ ص ۵۲۱)

آپ سب سے پہلے اس آیت کے مصداق ہیں ان تمام اوصاف میں اور کل کی کل نیکیوں میں سب سے پہلے اور سب سے آگے اور سب سے بڑھے ہوئے آپ ہی تھے آپ صدیق تھے پرہیزگار تھے سخی تھے اپنے مالوں کو اپنے مولا کی اطاعت میں اور حضور اکرم ﷺ کی امداد میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے ہر ایک کے ساتھ احسان و سلوک کرتے نور یہ سب کسی دنیوی لالچ پر نہیں کسی احسان کے بدلے نہیں بلکہ

صرف خدا کی مرضی کے لئے رسول کی فرمانبرداری کے لئے تھا۔ جتنے لوگ تھے
خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب کے سب پر حضرت ابو بکر کے احسانات کے بارے میں
یہاں تک کہ عروہ بن مسعود جو قبیلہ ثقیف کے سردار تھے صلح حدیبیہ کے موقع پر
جب حضرت ابو بکر نے اسے ڈانٹا اور دو باتیں سنائیں تو اس نے کہا کہ اگر آپ کے
احسان مجھ پر نہ ہوتے جس کا میں بدلہ نہیں دے سکتا تو میں آپ کو اس کا جواب دیتا
پس جبکہ عرب کے سردار اور قبائل عرب کے بادشاہ کے اوپر ان کے اس قدر
احسانات تھے کہ وہ سر نہیں اٹھا سکتے تو بھلا اور تو کہاں ہیں؟ (جو ان سے سر اٹھا کر
بات کر سکیں)

حضور اکرم ﷺ کے ان ارشادات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں حضرت ابو بکر
مدین سے کس قدر محبت تھی اور نگاہ نبوت نے انہیں کس قدر پیار سے دیکھا ہے شاعر مشرق
نابھہ محمد اقبال مرحوم نے آپ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے

آن امن الناس بر مولائے ما آن کلید اول سینائے ما

ہمت او کشت ملت را چوں ابر ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق سے کس قدر خوش تھے اور حضرت ابو بکر آپ کے کس
درجہ کے خادم اور ساتھی تھے اسے آپ کے اس ارشاد میں دیکھئے آپ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے
ارشاد فرمایا

ایہا الناس اعرفوا لابی بکر حقہ فانہ لم یسؤنی یوما قط (منہاج

السنۃ ج ۷ ص ۲۳۵)

اے لوگو!..... ابو بکر کا مقام پہچانو اس نے مجھے کبھی بھی کوئی دکھ نہیں پہنچایا

علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۲ھ) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

یا ایہا الناس احفظونی فی ابی بکر فانہ لم یسئنی منذ صحبتی (صواعق محرقة ص ۷۰)

اے لوگو! ابو بکر کے بارے میں (کوئی بات کہنے سے پہلے) میرا خیال رکھا کرو جب سے وہ میری مصاحبت میں آیا اس نے مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی
 شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ اس قسم کی متعدد روایات نقل کر کے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان ارشادات سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر آپ کو بہت محبوب تھے اور آپ کے ہاں حضرت ابو بکر کا درجہ سب سے اونچا تھا

فہذہ الاحادیث التی اجمع اہل العلم علی صحتها وتلقيها بالقبول
 ولم یقدح فیہا احد من العلم تبیین ان ابابکر کان أحب الیہ وأعلی
 عنده من جمیع الناس (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۸۴)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور اکرمؐ کے قابل اعتماد ساتھی کی حیثیت سے

حضور اکرم ﷺ کو نہ صرف یہ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ پر پورا اعتماد تھا بلکہ آپ کے سب گھروالوں کے بارے میں بھی آپ کو معلوم تھا کہ ان پر پورا اعتماد کیا جاسکتا ہے آپ ہی بتائیں کہ اگر آپ کو حضرت ابو بکر پر اعتماد نہ ہوتا تو کیا آپ انہیں اس راز (ہجرت) کی خبر کرتے؟ کیا آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر جاتے؟ کیا ہجرت کی رات آپ ان کے گھر جاتے؟ اور آپ کی دونوں بیٹیاں حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے کبھی اپنے راز کی یہ باتیں کرتے؟ نیز حضور ﷺ نے آپ کے صاحبزادے صاحبزادی اور غلام پر جس طرح اعتماد کیا تھا تو کیا یہ سب حضرات اس پر پورے اترے یا نہیں؟ آپ بتائیں کہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر حضرت اسماءؓ

حکم صادر فرمایا تھا آپ نے فرمایا

لا یبقین فی المسجد باب الاسد الا باب ابی بکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۲)

مسجد میں جتنے بھی دروازے مختلف اطراف کے ہیں ان کو بند کر دیا جائے سوائے
ابو بکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا

لا یبقین فی المسجد خوۃ الا خوۃ ابابکر (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)
مسجد کی طرف کھلنے والی ساری کھڑکیاں بند کر دی جائے سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے
کہ وہ کھلی رہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۲)

شرح صحیح مسلم حضرت امام ابو زکریا عیسیٰ بن شرف نوویؒ (۶۰۶ھ) اس پر لکھتے ہیں
فیہ فضیلة خصیصة ظاهرة لابی بکر رضی اللہ عنہ (ایضاً)
کیا یہ حضور ﷺ کا اپنے سب سے بہتر دوست سب سے افضل امتی حضرت ابو بکر صدیق پر اہتمام
کا کھلا اظہار و اعلان نہیں ہے؟

☆.....اہل مدینہ کا جوش مسرت اور سامان استقبال :-

حضور اکرم ﷺ اپنے ایک عزیز ترین دوست اور ساتھی کے ساتھ غار ثور سے مدینہ منورہ کی
طرف چلے ہجرت کا سفر جتنے دنوں کا رہا حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کی قرمت و محبت کے
بلا شرکت غیرے حامل رہے حضور ﷺ کی خدمت و نصرت میں اب یہاں ان کا کوئی شریک نہ
تھا حضور ﷺ امام ہیں تو یہ اکیلے مقتدی ہوتے حضور ﷺ دعا فرماتے تو یہ اکیلے آمین کہتے

صدیقہ سخت بیمار ہو گئیں حضرت ابو بکر اپنی بیٹی کی خیر خیریت دریافت کرتے اور ان کو بیمار کرتے اور پوچھتے کہ بیٹی کیسی ہو (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۷)

پھر خود حضرت ابو بکر صدیق بھی سخت بخار کی لپیٹ میں آ گئے اور اس قدر بیمار ہوئے کہ زندگی کی بھی امید نہ رہی آپ پر بخار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ آپ یہ کہہ پڑے

کل امری مصباح فی اہلہ والموت أدنی من شراک نعلہ

ہر شخص اپنے گھردلوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں)

حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۸)

سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۶۷۷

حضرت عائشہ صدیقہ نے باپ کی یہ حالت دیکھی تو بارگاہ رسالت میں آئیں اور ان کے لئے دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کی محبت اور اس میں برکت نیز اس کو بیمار یوں سے پاک رکھنے کی دعا فرمائی

اللہم حبیب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او أشد حبا وصحبها وبارک

لنا فی صاعها ومدھا وأنقل حماها فاجعلها بالجحفۃ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۹)

ص ۵۵۹

اے اللہ آپ مکہ مکرمہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ مدینہ منورہ کی محبت ہمارے

دلوں میں پیدا کر دے اس کو بیمار یوں سے پاک فرما دے اس کے صاع اور مد میں

برکت اتار دے اور اس کے بخار (وبائی امراض وغیرہ) کو جحفہ میں منتقل کر دے

اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ دعا فوراً شرف قبولیت پا گئی حضرت ابو بکر صدیق صحت یاب ہو گئے

پھر آنحضرت ﷺ کی دعا کا یہ صدقہ ہے کہ آج مدینہ منورہ پورے حجاز میں آب و ہوا کے اعتبار

سے سب سے اچھی جگہ بن گیا ہے

پھر کچھ دنوں بعد آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی کرائی اور مہر کی رقم بھی آپ نے مندر
میں لکھ کر عطا فرمائی۔ (دیکھئے مستدرک حاکم۔ شیعہ کی کتاب ہمارے نامہ ص ۱۳۷ میں ہے کہ یہ
پیشانی کو عطا فرمایا۔)

تم سارے بارہ اوقیہ چاندی تھی جو ابو بکر نے آپ کو دی تھی،
مکہ نبوی کے لئے جو زمین خریدی گئی تھی حافظ ابن حجر علامہ ابن سعد اور بلاذری وغیرہم نے
بول ان کی قیمت بھی حضرت ابو بکر صدیق نے ادا کی تھی اور پھر اس کی تعمیر میں بھی آپ برابر
صہنیتے رہے۔ اہم زہری کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے خود حضرت ابو بکر صدیق کو اس بات
پر حکم فرمایا کہ اس مسجد نبوی کے لئے لی جانے والی زمین کی قیمت تم ادا کرو۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر ابابکر ان یعطیہما ثمنہ
(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۳۱۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۵)

پھر آپ نے دس دینار دے کر یہ زمین خریدی اور اسے حضور ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ شرح
مسلم اہم نووی لکھتے ہیں

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتراہ منہم بعشرة دنانیر دفعہا

عنہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۰)

اب اس زمین (مسجد نبوی) پر پندرہ سو سالوں سے جتنے لوگ بھی اللہ کی عبادت کرتے رہے اور
اب کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے ان سب کا ثواب سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے
حصہ میں بھی آیا اور یہ آپ کے لئے قیامت تک صدقہ جاریہ ہو گیا ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی غزوات میں شرکت :-

حضور اکرم ﷺ کو اپنی عمر مبارک میں جتنے بھی غزوات پیش آئے اور اسلام کی سر بلندی کے

لئے جس جس میدان میں اترنا پڑا حضرت ابو بکر صدیق ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور میدان میں پیش پیش رہے ہیں اسلام اور مسلمانوں کے لئے جن قربانیوں کی ضرورت پڑی آپ نے پورے خلوص سے وہ قربانیاں پیش فرمائیں اس میں مال و متاع تو کیا اپنی جان کی بھی قربانی اور اس راہ میں اگر کبھی کوئی عزیز چیز سامنے آئی بھی تو آپ کے نزدیک اس کی حیثیت ہمیشہ ہلکی رہی اولیت ہمیشہ سے اللہ اور اس کے رسول مقبول کو حاصل رہی ہے اور اس کے لئے کسی ہجوم بڑے اپنے اور غیر کی تمیز نہ تھی۔ آئیے چند غزوات میں آپ کی عظیم الشان مالی اور جانی خدمات پر ایک سرسری نظر ڈالیں۔

☆☆☆.....غزوہ بدر (سن ۲.....ہجری)

کون نہیں جانتا کہ اسلام میں غزوہ بدر کتنا اہم اور تاریخی معرکہ تھا یہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اس کی فضیلت بھی تمام غزوات سے بڑھی ہوئی تھی حضرت ابو بکر صدیق اس غزوہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے ہیں اور آپ نے جب جنگ بدر کے متعلق مشورہ کیا تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق ہی نے جانثاری کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۰۲) حضرت ابو بکر صدیق کو اس غزوہ میں دوسرے صحابہ کی بہ نسبت کچھ خصوصی فضیلتیں بھی نصیب ہوئی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے قیام کے لئے جو خیمہ نما کمرہ بنایا گیا اس میں حضور اکرم ﷺ کی معیت اور قربت کا شرف صرف حضرت ابو بکر کو نصیب ہوا وہاں اور کوئی دوسرا نہیں تھا یہ ایسا ہی ہے جیسے ہجرت کی رات حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صرف آپ تھے کوئی اور ساتھ نہ تھا۔

اس غزوہ میں جب حضور ﷺ عریش سے نکل کر جنگ کی جانب متوجہ ہوئے تو آپ نے لشکر کا

حضرت صدیق اکبر کے حوالہ کیا اس طرح کہ حضرت یکانیل مایہ الامامین سے کہہ کر
نکھر کا میسرہ حضرت علی مرتضیٰ کو عطا فرمایا اس طرح کہ ان کو حضرت ابی بن ابیہ

نسیب تھی
اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ کے موقع پر حضرت ابو بکر کو بذریعہ الامام ایک بشارت دی تھی۔
آنحضرت ﷺ نے اس کی تصویب بھی فرمائی تھی حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ انھوں نے
پیغمبر نے بدر میں یہ دعا کی تھی کہ

اللهم انشدك عهدك ووعدك اللهم تشاء ان لاتعبد بعد هذا اليوم)

(ریاض ج ۱ ص ۱۳۹)

اے اللہ آپ نے جو وعدہ مجھ سے فرمایا ہے اسے پورا فرمائیے اے اللہ کیا آپ چاہتے
ہیں کہ آج کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جائے؟

آپ اللہ کے حضور ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کر رہے تھے اور فرط بے قراری میں آپ کی چادر آپ کے
کندھے سے اتر جاتی تھی حضرت ابو بکر نے وہ چادر اٹھائی اور آپ کے کندھے پر ڈالی اور آپ کی
پٹ مبارک سے لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول بس کافی ہے آپ بہت منت والملاح
سے دعا فرما چکے ہیں بیشک جو وعدہ اللہ نے آپ سے فرمایا ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا (صحیح
بخاری ج ۱ ص ۲۰۹ صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے اور
آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ﴿سَيَهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ عنقریب کافروں کی یہ
جماعت شکست سے دوچار ہونے والی ہے اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (دیکھئے صحیح بخاری
ج ۱ ص ۵۶۴)

چنانچہ اہل بات پوری طرح ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو

خوشخبری دی اور فرمایا کہ اے ابو بکر تمہارے لئے اللہ کی مدد آچکی ہے اور یہ دیکھو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے ہیں

ابشر یا ابابکر انک نصر اللہ هذا جبرئیل آخذ بعنان فرسه یقودہ
علی ثنایاہ النقع یعنی الغبار (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۲۰۔ ریاض الجنان
(۱۲۰)

اے ابو بکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے یہ (دیکھو) جبرئیل ہیں
گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر
غبار ہے

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ (۱۱۷۷ھ) لکھتے ہیں کہ
اس کلام کے معنی فقیر کے نزدیک یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق کو یہ الہام ہو گیا کہ آپ کی
دعا مقرون باجابت ہو چکی ہے اور یہ ان واقعات میں سے ہے جن میں کہ صحابہ کا
الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت کر گیا اور پھر ان کے الہام کے مطابق وحی نازل
ہوئی بلکہ درحقیقت وہی الہام وحی ہے آنحضرت ﷺ کی طرف۔ اس وجہ سے کہ
جب وہ ملہم ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنی فراست صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے
قلب پر) یہ اترنے والا خیال مدبر السموات والارض کی جانب سے ہے اور یہ
فراست وحی باطنی ہے جیسا کہ اذان کے واقعہ میں عبد اللہ بن زید کے خواب اور عمر
قاروق کے قیاس کی تصویر فرمائی اور لیلۃ القدر میں صحابہ کی ایک جماعت کے
خواب پر اعتماد فرمایا اور ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں (ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۲۵)

حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ بدر والے دن حضرت ابو بکر اپنی تلوار نیام سے باہر نکالے حضور
ﷺ کا پہرہ دے رہے تھے جب کوئی حضور ﷺ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا حضرت ابو بکر

نہ صرف اس پر چل پڑتے تھے حضرت علیؑ اس منظر کو دیکھ کر اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ آپ یہ
تہنید فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ تو سب سے زیادہ بہادر انسان ہیں
فہذا اشجع الناس (ریاض ج ۱ ص ۱۳۸۔ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۵)

نبوت علیؑ مرتضیٰ نے ایک مرتبہ واقعہ بدر کے سلسلہ میں فرمایا
غزوہ بدر میں جب تک آنحضرت ﷺ عریش میں تشریف فرما ہے ابو بکر ہی آپ
کے پیچھے شمشیر برہنہ لے کر بطور محافظہ کھڑے رہتے تھے اور جب میدان جنگ
میں قریش نے یہ کہتے ہوئے کہ تم ہی اللہ کی وحدانیت اور اس کی طرف سے خود کو
نبی کہتے ہو آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالنے کی کوشش کی تو وہاں بھی ابو بکر نے ہی
انہیں لٹکار کر کہا کہ کیا تم اس شخص کو جو خدا کو اکیلا اور تنہا کہتا ہے قتل کرنے کی
جرات کر سکتے ہو اور یہ کہہ کر دشمنوں سے لڑنے میں لگ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی
حفاظت کا بطور آپ کے ذاتی محافظ کے پورا پورا حق ادا کر دیا (تاریخ لندن کثیر ج ۳ ص

(۲۵۱)

حضرت علیؑ مرتضیٰ جب یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اس وقت حضرت علیؑ مرتضیٰ کی واڑھی
بہرہ اور وہ چادر جو آپ کے بدن پر تھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی (ایضاً)
ثُمَّ اسامہ بن جندبہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شجاعت کے بارے میں لکھتے ہیں

لاریب ان ابابکر کان اشجع من عمر وعمر اشجع من عثمان وعلي
وطلحه والزبير وهذا يعرفه من يعرف سيرهم واخبارهم فان ابابكر
رضي الله عنه باشر الاحوال التي كان يباشرها النبي ﷺ من اول
الاسلام الى آخره ولم يجبن ولم يحرج ولم يفشل وكان يقدم على
المخاوف يقى النبي ﷺ بنفسه يجاهد المشركين تارة بيده وتارة

بلسانہ و قارۃ بعالہ (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۷۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر سے زیادہ بہادر تھے اور حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت طلحہ سے زیادہ شجاع تھے جو لوگ ان حضرات کی سیرت و حالات سے واقف ہیں وہ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شروع سے آخر تک مشکل حالات کا مقابلہ کیا ہے اور ان حالات میں آپ نے کبھی کوئی کم ہمتی کمزوری نہیں دکھائی ہمیشہ آگے بڑھ کر ان حالات کا مقابلہ کیا حضور ﷺ کی ہر موز پر حفاظت فرمائی اسلام دشمنوں کے خلاف مالی جانی اور زبانی ہر پہلو سے دوا شجاعت دی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کی یہ شجاعت صرف جسمانی طاقت کا مظاہرہ نہ تھا یوں تو آپ جسمانی طور پر کمزور تھے مگر ایمانی اور روحانی طاقت میں آپ باقی سب سے ممتاز تھے اور یہ دولت ان لوگوں نصیب ہوتی ہے جو ایمان و یقین کی قوت میں بہت بلندی پر پرواز کرتے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

كان ابي بكر مع الشجاعة الطبيعية شجاعة دينية وهي قوة يقينية بالله عزوجل وثقة بأن الله ينصره والمؤمنين وهذه الشجاعة لا تحصل لكل من كان قوى القلب لكن هذه تزيد بزيادة الايمان واليقين وتنقص بنقص ذلك (ايضاً ص ۸۴)

پھر جب بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے ان کے بارے میں مشورہ طلب کیا سب نے مشورہ دیا مگر آخر کار حضرت ابو بکر صدیق کے مشورہ پر عمل فرمایا (دیکھئے مسلم ج ۱ ص ۹۳)

جہنگ بدر تھا ہے جس میں آپؐ کے صاحبزادہ عبدالرحمن (جو اس وقت دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور دین کی بے لوث خدمات انجام دیں (مشرفین نہ طرف سے لڑ رہے تھے اور بڑے زوروں پر مبارزت کر رہے تھے اس وقت ان کی مبارزت قبول کرنے اور عملی طور پر میدان میں اترنے میں پھل کرنے والے کوئی اور نہیں حضرت ابوبکر صدیق تھے آپؐ آگے بڑھنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں روک دیا کہ تم میرے پاس رہو۔ اسے علامہ ابن سعد سے سنئے آپؐ لکھتے ہیں

فقام اليه ابوبكر ليبارزه فقال رسول الله ﷺ متعنى بنفسك (اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۶۳)

جنگ کے ایک مرحلے پر حضرت ابو بکرؓ ان کی تلوار کی زد میں آگئے لیکن حضرت عبدالرحمن نے باپ کا پاس اور ابوبکرؓ رکھتے ہوئے ہاتھ بٹالیا تھا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد جب اس بات کا ذکر ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا:

”خدا کی قسم! اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو دین اسلام کی خاطر تم کو قتل کر ڈالتا۔“
حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ کے الفاظ أو أبناء ہم کے ذیل میں لکھتے ہیں

أو أبناء هم في الصديق هو يومئذ بقتل ابنه عبدالرحمن (تفسير ابن کثیر ج ۲ ص ۳۲۹)

حافظ ابن کثیر نے اس واقعہ کو اس طرح منظوم کیا ہے

یوم اصحاب رسول عربی میں اک روز غزوہ بدر کا کچھ تذکرہ آیا جو نکل
ہائے یہ حضرت صدیق سے عبدالرحمن حملہ آور ہوئی بدر میں صف اول
آباد آپ وہاں آگئے میری زد پر سخت موقع تھا جو نیت میں کہیں آئے خلل
پاس ناموس حقوق پوری نے روکا دوسری سمت کو رخ اپنایا میں نے بدل

سن کے یہ حضرت صدیق نے ارشاد کیا راہ حق میں نہیں رشتہ کی رعایت کا اثر
تو مری زد پر جو آتا تو نہ چ کر جاتا یہ مری تیغ تھی تیرے لئے بیگم اثر
دشمن حق سے مسلمان کی قرابت کیسی اس کا رشتہ ہے فقط حب خدا غزوہ
یہ تھی دین کی سچی محبت کہ اولاد تک دین کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی۔

☆☆☆... غزوہ احد (شوال سن ۳ ہجری)

غزوہ احد کے موقع پر بھی حضرت ابو بکر صدیق نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ شریک
فرمائی ہے اور حضور ﷺ کی حفاظت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی خود فرماتے ہیں کہ ہم
لوگ افراتفری کے عالم میں حضور ﷺ سے ذرا دور ہو گئے تو میں پہلا آدمی تھا جو لوٹ کر آیا
حضور ﷺ کے قریب آگیا اتنے میں کسی نے پیچھے سے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا میں نے مڑ کر
دیکھا تو وہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح تھے (مسند رک ج ۳ ص ۲۹۸)

یہ وہی معرکہ ہے جس میں کافروں کی جانب سے حضور ﷺ کا نام لے کر آپ کو آواز دی گئی
حضور ﷺ نے منع فرمادیا تھا کہ کوئی جواب نہ دے ابو سفیان نے تین مرتبہ آواز لگائی مگر ابو
سے خاموشی تھی تو اس نے پوچھا کہ کیا تم میں ابو قحافہ کا بیٹا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کا بھائی
جواب نہ دو پھر اس نے عمر فاروق کے بارے میں آواز لگائی..... الخ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کفار کے ہاں حضور ﷺ کے بعد اگر کسی کو اس لائق سمجھا جاتا تھا کہ وہ
مسلمانوں کی قیادت کر سکتا ہے اور خدا کے دین کی سر بلندی کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے اور اس
دین پر ایک حرف آجانے پر اس کی غیرت برداشت نہیں کرے گی وہ حضرت ابو بکر صدیق تھے
جسہی تو اس نے حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کا نام لے کر پکارا تھا۔

فرشتوں میں کفار کے آقا اب میں جو لوگ نکلے ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ
 اللہ سے استغاثہ فرمائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 اللہ سے استغاثہ فرمائی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

سبوا منهم واتقوا اجر عظیم (پ ۲ آل عمران ۱۷۲)
 (ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس سے کہ ان کو جنگ
 پہنچے تھے زخم جو ان میں نیک ہیں اور پر تیز گار ان کو بڑا ثواب ہے
 حضرت عائشہؓ نے حضرت عروہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے تیرے بھائی حضرت زبیرؓ
 حضرت ابو بکر ان میں سے تھے

قالت لعروہ یابن اختی کان ابوک منهم الزبیر وابوبکر الحدیث
 (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۸۴ - صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲)
 (نوٹ) شیعہ حضرات کی معروف کتاب کشف الغمہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اس
 سنّت کا ذکر موجود ہے (کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۸۸ نیز دیکھئے مجمع البیان ج ۱ ص ۵۲۲ - روشنی
 لفتاح ج ۲ ص ۳۳۲ - شرح منہج البلاغہ ج ۳ ص ۳۹۶ لایعین الحدید) بلکہ یہاں تک تسلیم کیا گیا ہے
 کہ حضرت ابو بکر نے احد کے دن اسلام کی خاطر اپنے باپ کو قتل کرنے تک کارا وہ کر لیا تو ساری
 شیعہ مبلغ حسن الملک نواب سید محمد مہدی علی خان اپنی معروف کتاب آیات بیانات میں لکھتے ہیں

شیعہ کے امام اعظم شیخ حلی تذکرۃ الفقہاء کی چھٹی فصل میں لکھتے ہیں کہ حضرت
 ابو بکر صدیقؓ نے احد کے دن اپنے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت عیسیٰؑ
 نے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کر لے گا۔
 پس اے بھائیو خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم شیخ حلی کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ
 صدیقیت صدیق اکبر کی کیسی تصدیق کرتے ہیں اور جو کچھ تورات میں کفار پر

شدت کرنے کا ذکر ہے اس کو شان میں حضرت صدیق کی کیا تسلیم کرتے ہیں۔
کیوں یاد و اشداء علی الکفار کا مصداق کیا سوائے اس کے کوئی دوسرا ہو گا جو اپنے
باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ (آیات بینات ج ۱ ص ۲۰)

☆☆☆..... غزوہ خندق (شوال سن ۵ ہجری)

غزوہ خندق کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور آپ ﷺ نے
ایک لشکر کی قیادت کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی تھی اور یہ لشکر خندق کے ایک حصہ کی حفاظت
پر مامور تھا کفار نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح وہ شہر کے اندر داخل ہو جائیں مگر حضور ﷺ
کے جانثاروں نے ان کی کوشش کو ناکام بنا دیا یہیں حضرت ابو بکر صدیق کا ایک خیمہ اگایا گیا تھا
جہاں آپ قیام فرماتے تھے اور یہیں اور اللہ کی عبادت بجالاتے تھے اور اللہ کی یاد میں لگے رہتے
تھے بعد میں یہ جگہ مسجد صدیق کے نام سے معروف ہوئی اور آج بھی حرمین کے زائرین ان
مقامات کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور وہاں دو گانہ ادا کرنے کی سعادت حاصل
کر کے حضرت ابو بکر صدیق کی اسلامی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اللہ کے
حضور ان کے لئے دعا گو رہتے ہیں

☆☆☆..... معرکہ حدیبیہ (ذی القعدہ سن ۶ ہجری)

معرکہ حدیبیہ کے موقع پر بھی آپ نہ صرف یہ کہ حضور کے قریب قریب رہے بلکہ آپ ان میں
بہت نمایاں بھی رہے ہیں یہاں طائف کے قبیلہ ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود کے ساتھ آپ

کا ایک مکالمہ ہوا تھا جس میں آپ نے انہیں ہر پہلو سے الجواب کر دیا تھا اور انہیں وہاں وہاں سے
ورکھ کر باہر لے گئے تھے ان کی اور دیگر صحابہ کرام کی اسلام پر استقامت اور حضور ﷺ
کے ساتھ وابستگی اور شدید محبت کو دیکھتے ہوئے عروہ بن مسعود نے قریش کے سامنے حضور
ﷺ کے صحابہ کرام کا اس طرح ذکر کیا کہ قریش کے پاؤں تلے سے زمین اٹل گئی پھر وہی صحابہ
جس نے بھی بیٹھا تھا اور پھر حضرت عروہ بن مسعود ثقفی کو قبول اسلام کی سعادت بھی نصیب ہوئی تھی
جب بھی موقع پر آپ کا جواب تھا وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تھا حکیم الامت حضرت
نیراں موقع پر آپ کا جواب تھا وہی تھا جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تھا حکیم الامت حضرت

در جواب سوال او قدم بر قدم آنحضرت ﷺ رفت ازس جادانست
شد کہ حضرت صدیق را با پیغام ہر چہ نسبت بود و علوم پیشبر در

نفس و رضی اللہ عنہ چہ گونہ منطبق می شد
حضرت صدیق اکبر ان کے سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم
چلے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو پیغمبر ﷺ کے
ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر کے علوم صدیق کے (آئینہ) نفس میں کیونکر جلوہ گر
ہوتے تھے (ازالہ ج ۳ ص ۵۳)

نائب الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی واقعہ حدیبیہ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ
اس واقعہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو طرح فضل و کمال ظاہر ہوا اول تو
اس طرح سے کہ اس صلح سے تمام صحابہ حتیٰ کہ فاروق اعظم بھی مغوم ورنجیدہ
تھے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی طرح مطمئن تھے (۲) دوم یہ
کہ جب حضرت عمر نے اپنا اضطراب حضرت ابو بکر سے جا کر بیان کیا تو حضرت
ابو بکر نے حرف بحرف لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے

فتح مکہ (رمضان المبارک سن ۸ ہجری)

فتح مکہ کے موقع پر بھی حضرت ابو بکر صدیق کو نمایاں طور پر کچھ خصوصیات نصیب ہوئیں جن میں سے ایک ابو سفیان کا صلح کے لئے آپ کے پاس آکر درخواست کرنا ہے اور یہ بات سے اس لئے کہی گئی کہ اسے معلوم تھا کہ حضرت ابو بکر کو مسلمانوں میں ایک خاص مقام و منزلت حاصل تھا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے بہت قریب تھے تاہم حضرت ابو بکر نے اس کی درخواست منظور نہ کی اور پھر اسے مایوس ہو کر جانا پڑا

جب حضور اکرم ﷺ فتح کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ابو بکر بتاؤ کہ حسان بن ثابت نے کس طرح کہا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت حسان کی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا کہ جدھر سے حضرت حسان نے کہا ہے ادھر سے ہی مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاؤ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶)

فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ آپ اپنے والد کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے آپ ﷺ نے ان کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور اسماء کی تلقین فرمائی اور انہوں نے اسلام قبول فرمایا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کا ان کے سینہ پر تصرف تو علامہ حلبی لکھتے ہیں کہ

جب ابو قحافہ اسلام لے آئے تو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو مبارک باد بھی دی حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ابو طالب اگر اسلام لے آتے تو میری آنکھیں

زیادہ بھنڈی ہوتیں (سیرت حلویہ ج ۲ ص ۲۱۲)

بہارِ نبویؐ غزوہ طائف (شوال سن ۸ ہجری)

غزوہ طائف کے موقع پر بھی حضرت ابو بکر صدیق کے حصہ میں بہت شاندار فضیلتیں آئی ہیں ان میں سے طائف کے قلعہ سے محاصرہ اٹھا کر بغیر فتح کئے واپس ہو جانا اور حقیقت حضرت ابو بکر کے مشورہ اور ایک خواب میں ان کی تعبیر بتلانے پر ہوا تھا اور حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کے اس

جان کی تائید فرمائی تھی

غزوہ میں آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی آپ کے ساتھ شریک تھے ان کو دشمن کا ایک تیر ہرچند دنوں میں ان کا وہ زخم مندمل ہو گیا تاہم حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانہ میں ان کا یہی زخم دوبارہ لوٹ کر آیا اور اسی سے حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی چونکہ یہ زخم آپ کو طائف کے غزوہ میں پیش آیا تھا اور اسی زخم اور اس کی تکلیف میں ان کا انتقال بھی ہوا تھا اسلئے ان کا شمار شہدائے طائف میں ہوتا ہے۔

☆☆☆ غزوہ تبوک (رجب المرجب سن ۹ ہجری)

غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو آواز دی اور جانی و مالی معاونت کی اپیل کیا تو آپ جان اور پورے مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں حاضر ہو گئے آپ نے اس سفر میں سب سے بڑھ کر مالی خدمت کا مظاہرہ فرمایا اس پر سیدنا حضرت عمر فاروق بھی حیران رہ گئے انبیئہم اللہ ورسولہ (گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں) آپ کا یہ

و ایمانی اور تاریخی جملہ ہے جس پر آسمان کے فرشتے بھی محو حیرت ہو گئے
 آنحضرت ﷺ نے جب صحابہ کرام کو اس موقع پر مالی معاونت کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے
 توفیق اپنا اپنا حصہ لے آئے حضرت عمر فاروق نے یہ سوچ کر کہ آج موقع ہے میں ابو بکر
 سبقت کر جاؤں اپنا آدھا مال لے کر حضور ﷺ کے پاس آگئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم نے
 اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے عرض کیا حضور اتنا ہی گھر چھوڑ کر آیا ہوں اور عمر فاروق
 ابو بکر صدیق بھی اپنا حصہ لے آئے آپ ﷺ نے جب ان سے پوچھا کہ گھر میں اہل و عیال کے
 لئے کیا چھوڑا ہے عرض کیا ان کے لئے تو اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اس پر حضرت عمر فاروق
 حیرت میں آگئے ان کی آنکھیں کھلیں اور فرمایا کہ میں کبھی بھی ابو بکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا

لا اسبقہ الی شئی ابدا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

امام حافظ ابو نعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) اس پر لکھتے ہیں

كان رضى الله عنه يقدم الحقیير مفتادا للخطير وقد قيل ان

التصوف وقف الهمم على مولی النعم (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۶)

حضرت ابو بکر صدیق بڑی چیز (یعنی آخرت) کے بدلے حقیر چیز (یعنی دنیا) کو قربان
 کر دیا کرتے تھے کہا گیا ہے کہ تصوف اپنی تمام کوششوں کو نعمتوں کے مالک کے لئے
 وقف کر دیتا ہے۔

حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی صاحب اس پر لکھتے ہیں

حضرت عمر کا نصف مال صدقہ اگرچہ مقدار میں ابو بکر کے کل مال سے زیادہ تھا مگر
 اللہ و رسول کی یہ محبت جس نے پیغمبر کے ایک اشارہ پر گھر کی ساری پونجی لار کھوائی
 حضرت صدیق ہی کے لئے مخصوص تھی اور اس کا مقابلہ حضرت عمر بھی نہ کر سکے
 پھر دوسروں کا کیا پوچھنا (درر فراہ شرح جمع الفوائد ص ۲۸۶)

تیم امامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے اس واقعہ سے حضرت ابو بکر صدیق کے شان توکل اور قوت توکل کے کامل ہونے پر استدلال فرمایا ہے، حضرت قدس سرہ ایل و ہذا

میں فرماتے ہیں حضور ﷺ کو پورا اطمینان تھا کہ ان کی قوت توکل کی کامل ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق نے ان کا کل سرمایہ قبول فرمالیا۔ (وعظ۔ تجلوت اثرات

ص ۲۸)

یہ غزوہ تبوک کے لئے لشکر کی تشکیل و تنظیم بھی حضرت ابو بکر صدیق کے سپرد کی گئی تھی اور مسلمانوں کے اس لشکر کی امامت بھی آپ کے ذمہ ڈالی گئی آپ ﷺ نے سیاہ رنگ کا جھنڈا بھی آپ کے ہاتھ دیا تھا۔

غزوہ خیبر سے لوٹتے ہوئے حضور ﷺ اپنے لشکر سے دور رہ گئے اور آپ کے ساتھ چھ سات مہینے جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے لوگوں نے کیا کیا ہوگا پھر خود ہی ارشاد فرمایا کہ جب لوگوں نے صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا اس وقت ابو بکر اور عمر نے کہا رسول اللہ تمہارے پیچھے ہوں گے آپ ﷺ ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ کر چلے جائیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ اگر لشکر کے لوگ صدیق اہدق کی بات مانتے تو سیدھی راہ پا جاتے۔

فان يطيعو أبا بكر وعمر رضي الله عنهما يرشدوا (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۹)

مذہب احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی تھی وان يطع الناس أبا بكر وعمر يرشدوا قالها ثلاثا (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۹۸ حاشیہ)

اس کے سوا اور بھی بہت سے غزوات اور معرکے ایسے پیش آئے جس کے لئے حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کو نہ صرف یہ کہ ان کے مقابلے کے لئے بھیجا بلکہ آپ کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا تھا خاتم الحدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نے بحث میں لکھتے ہیں کہ

احد کی شکست کے بعد جب یہ خبر ملی کہ اوسفیان پسپائی پر بہت مادم ہے اور مدینہ النبی ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعین کر کے آپ کو روانہ فرمایا..... ہجرت کے چوتھے سال غزوہ بنی النضیر میں حضرت ابو بکر صدیق کو امیر لشکر مقرر فرمایا تھا..... چھٹے سال جب حضور ﷺ غزوہ بنی لحيان کے لئے نکلے تو وہاں کے لوگ آپ کی خبر پیا کر چھپ گئے آپ وہاں دو روز ٹھہرے اور پھر آپ نے مختلف اطراف میں فوجی دستے بھیجے ان میں سب سے اچھا دستہ حضرت صدیق اکبر کے زیر کمان تھا جو کراغ الغنیم کی جانب روانہ ہوا تھا..... غزوہ تبوک کے وقت حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ لشکر کے لوگ مدینہ منورہ سے نکل کر ثنیۃ الوداع میں جمع ہو جائیں اور ان کے امیر حضرت ابو بکر صدیق ہوں پھر آپ ﷺ کی صواب دید پر ہی سارے کام سرانجام پائے..... غزوہ خیبر کے موقع پر حضور کو درد شقیقہ لاحق ہوا وہاں قلعہ کا محاصرہ درپیش تھا اس وقت حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو اپنا نائب بنایا اور قلعہ پر حملہ کا حکم دیا اس دن حضرت صدیق اکبر نے بڑے جوہر دکھائے تھے..... حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر کو بنی کلاب کی سرکوبی کے لئے ہجرت کے ساتویں سال روانہ فرمایا تھا..... بنو فرازہ کے ساتھ جنگ کے موقع پر بھی حضرت صدیق اکبر ہی امیر لشکر تھے..... غزوہ تبوک کے بعد ایک دیہاتی نے جب کہا کہ مخالفین وادی الرمل میں جمع ہیں اور شب خون مارنے کا

اور کہتے ہیں تو حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر کو امیر الشکر، نمایا اور اپنا نشان دے کر
 ان سے جنگ کے لئے بھیجا تھا..... (تحفہ اشاعرہ ص ۵۲۳)
 ان سے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق جہاد و غزوات اور دیگر معرکوں میں ہمیشہ نمایا رہے
 اور اسلام کی سر بلندی کے لئے آپ نے کسی قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہیں کیا، دشمنوں
 کے ہاتھ میں آپ ہمیشہ سینہ تان کر میدان میں نکلے اور ہر موقع پر آپ نے شجاعت کے بے
 شمار مظاہر کھائے ہیں اسلامی تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ آپ نے کبھی کمزوری نہیں دکھائی اور
 آپ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش آئی حافظ جمال الدین ابی الفرج ابن الجوزی (رحمہ اللہ)
 کہتے ہیں

نكر اهل العلم بالتواريخ والسير ان ابا بكر شهد مع رسول الله بدرا
 وجميع المشاهد و لم يفته منها مشهد وثبت مع رسول الله ﷺ يوم
 احد حين انهزم الناس ودفع اليه رسول الله رايته العظمى يوم
 تبوك (صفوة الصفوة ج ۱ ص ۱۲۶)

تبرت علامہ علی بن محمد جزری (۶۳۰ھ) نے سچ کہا ہے

ولم يختلف اهل السير في ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه لم
 يتخلف عن رسول الله ﷺ في مشهد من مشاهد كلها (اسد الغابہ ج
 ۲ ص ۳۱۸)

تبرت نامہ محمود بن عمر زنجری (۵۲۸ھ) کا بیان ملاحظہ کیجئے

انا (یعنی ابوبکر) کان مضافا لرسول الله ﷺ الى الابد فانه صحب
 صغيرا وانفق ماله كبيرا وحمله الى المدينة براحلته وزاده ولم يزل
 ينفق عليه ماله في حياته وزوجه ابنته ولم يزل ملازما له سفرا

وحضرا فلما توفى دفنه فى حجرة عائشة احب النساء اليه ﷺ
(ص ۱۸۱ اثر البررة ص ۳۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہے ہیں آپ نے ان سے ہر وقت گزارا ہے ہوئے تو اپنا سارا مال ان پر خرچ کیا اور انہیں اپنی سواریاں دینے منورہ لے گئے اور ہمیشہ ان پر اپنا مال لٹاتے رہے اپنی صاحبزادی سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کرائی حضرت ابو بکر سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ کی تدفین حضرت عائشہ صدیقہ سے حج میں ہوئی جنہیں حضور ﷺ بہت چاہتے تھے۔

نیز حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو کئی غزوات میں فوج کا امیر اور سپہ سالار بنا کر بھی روانہ فرمایا ہے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۲)

☆..... حضور ﷺ کی زندگی میں قیادت و امامت کا شرف پانا

حضرت ابو بکر صدیق کی عمر کا بیشتر حصہ رسول مقبول ﷺ کی محبت و عقیدت اور صحبت خدمت میں گزرا ہے آپ نے جب سے حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اس دن سے نہ کر آخر تک آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کو کبھی اکیلا نہ چھوڑا اس دوران آپ نے ہادی برز حضور ﷺ سے بہترین اور سب سے زیادہ استفادہ حاصل کیا، ایمان و ایقان کی بہترین دولت ہاں عقل و دانش کے موتی چنے، علم کی باتیں سیکھیں، دینی نکتے سمجھے، شریعت کے دقیق مسائل طر کے لئے دریافت فرمائے، قرآن کے معارف پر غور و تدبر کیا، اس سے بڑھ کر آپ کی شرافت و فضیلت اور کیا ہوگی کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی علالت کے دوران آپ کو مسلمانوں کی

جناب صدیق کے پیچھے نماز ادا فرمائی تھی

ثبت انه صلى الله عليه وسلم صلى خلف ابى بكر مقتديا به في مرضه الذي مات فيه ثلاث مرات ولم ينكر هذا الا رجل لا علم به بالرواية (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۸۷)

بلکہ ایک نماز میں تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر کی پڑھی سورت فاتحہ پر اپنی اگلی قرأت میں فرمائی یہ ایک نماز میں اشتراک حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و اخلاص کی ایک بڑی شہادت ہے
قال ابن عباس واخذ رسول الله ﷺ من القراءة من حيث كان بلغ ابوبكر (سنن ابن ماجہ ص ۸۸ مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۲)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں

فاستفتح رسول الله ﷺ من حيث انتهى ابوبكر من القراءة (التہذیب لابن عبد البر ج ۲ ص ۳۲۲)

علامہ ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں نقل کیا ہے کہ آپ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے بھی ایک نماز ادا کی ہے

وقال النبی ﷺ حين صلى خلف عبد الرحمن بن عوف ما قبض نبی قط حين يصلى خلف رجل صالح من امته (طبقات کبریٰ ج ۳ ص ۹۵)

شمیعہ کی کتاب شرح نہج البلاغہ ورہ ہجریہ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نماز کی امامت کرانے کا حکم بذات خود حضور ﷺ نے دیا تھا

فلما اشتد به المرض امر ابابكر ان يصلى بالناس وان ابابكر صلى بالناس بعد ذلك يومين (ورہ ہجریہ ص ۲۲۵ طبع ایران)

حضور خاتم النبیین ﷺ کا سفر آخرت اور حضرت صدیق اکبر کی استقامت

حضرت ابو بکرؓ سے بڑھ کر قرب نبوت کسی کو حاصل نہ تھا نہ آپ سے بڑھ کر کوئی صحابی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شناس تھا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے (اپنے ایک) بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے دونوں میں سے (ایک کو) پسند کر لینے کا اختیار دیا۔ اس میں سے بندے نے اس چیز کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ رونے لگے، ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ ﷺ تو (ایک) بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ اس نے پسند یہ کر لیا (مگر) یہ پسند کرنے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے (یعنی) آپ نے جائے دنیا کے اللہ کو قبول فرمالیا۔

حضرت ابو بکرؓ ہم میں سب سے بڑے (اسرار نبوی کے) جاننے والے تھے اس لئے وہ سمجھ گئے کہ اب حضور ﷺ ہم میں زیادہ دن نہیں رہیں گے آپ ہم سے اب رخصت ہونے والے ہیں حضرت ابو سعید اس پر فرماتے ہیں۔

وكان ابوبكر اعلمنا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

مفسر خاتم نے حضرت ابو بکر صدیق کے اس بیان سے ان کے اعلم الامت ہونے پر استدلال فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ حضور ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ علم کی دولت پائے ہوئے تھے شیخ امام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان اهل السنة..... يقولون ما اتفق عليه علماءهم ان اعلم الناس بعد رسول الله ﷺ ابوبكر ثم عمر وقد ذكر غير واحد الاجماع على ان

ابابکر اعلم الصحابة كلهم ودلائل ذلك مبسوطه في موضعها (منهاج السنن ج ۷ ص ۵۰۰)

اہل سنت کے علماء کا بالاتفاق موقف یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ حضرت ابو بکر تھے پھر عمر فاروق ہیں اور بہت سے علماء نے اس بات پر اجماع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے تھے۔

شیخ الاسلام نے ایک اور بحث میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے کہ بہت سے ایسے معاملات پیش آئے جن میں حضرت ابو بکر کا تمام صحابہ کرام سے زیادہ عالم ہونا بہت کھل کر سامنے آیا جن میں آنحضرت ﷺ کی رحلت کے مسئلہ اور آپ ﷺ کی تدفین کا مسئلہ پھر مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کا مسئلہ اٹھا پھر آپ کا یہ بیان کہ خلیفہ قریش میں ہو وغیرہ (کسے معلوم نہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ سے سب سے پہلے آپ کو ہی امیر جج بنایا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ان کے مسائل اور اس کا علم بہت دقیق ہوتا ہے اگر آپ علمی طور پر دیگر صحابہ پر فائق نہ ہوتے تو آپ کو جج کا امیر نہ بنایا جاتا اسی طرح اگر آپ نماز کے مسائل میں سب سے اعلم نہ ہوتے تو نماز امامت آپ کے سپرد نہ کی جاتی زکوٰۃ و صدقات کے مسائل حضرت انس نے حضرت ابو بکر سے ہی حاصل کئے ہیں اور فقہاء امت ان کی روشنی میں یہ مسائل طے کرتے ہیں شیخ الاسلام کا بیان ملاحظہ فرمائیں

وقد ذكر غير واحد مثل منصور بن عبد الجبار السمعاني وغيره اجماع اهل العلم على ان الصديق اعلم الامة وهذا بين فان الامة لم تختلف في ولايته في مسألة الا فصلها هو بعلم يبينه لهم وحجة يذكرها لهم من الكتاب والسنة كما بين لهم موت النبي ﷺ وتثبيتهم على الايمان وقراته عليهم الآية ثم بين لهم موضع دفنه

وبین لهم قتال مانعی الزکوة و بین اہم ان الخلافة فی قریش فی
سقیفة بنی ساعدة لما ظن من ظن انها تكون فی غیر قریش و اذ
استعملہ النبی ﷺ علی اول حجة حجت من مدینة النبی ﷺ و علم
المناسک ادق ما فی العبادات و لولا سعة علمہ بہا لم يستعملہ و كذلك
الصلاة استخلفہ فیہا و لولا علمہ بہا لم يستخلفہ و لم يستخلف
غیرہ لافى حج ولا فی صلاة و کتاب الصدقة التی فرضہا رسول
اللہ ﷺ اخذہ انس من ابی بکر و هو اصح ما روى فیہا و علیہ اعتمد
الفقہاء (منہاج ج ۵ ص ۴۹۷)

بر حال حضور اکرم جب بیمار ہوئے اور یہ بیماری جب بڑھی تو آپ نے ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ سے فرمایا

مرؤا ابابکر فلیصل بالناس (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۱)

کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں

حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے والد کی رقت قلبی بیان کی تاہم حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہی سے
نہ کہ وہ نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں نمازیں پڑھاتے
رہے اور سب صحابہ آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے پھر آپ نے خود بھی حضرت ابو بکر
کے پیچھے نماز ادا فرمائی ہے اور لوگوں کو آپ کے پیچھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر آپ نے خوشی کا
انشار فرمایا آخری نماز جو آپ نے پڑھائی وہ نماز فجر تھی نماز پڑھا کر آپ حضور ﷺ کے حجرہ میں
آئے نہ کہ آپ کو قدرے افاقہ تھا اسلئے آپ اجازت لے کر مقام السخ روانہ ہوئے جہاں آپ کی
ابو بکر تہمت حبیبہ رہتی تھیں وہاں آپ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اطلاع ملی کہ حضور
اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے ہیں۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى آله واصحابه اجمعين

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو جیسے ہی اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع پہنچی وہاں سے سوار ہوئے اور سیدھے مسجد نبوی تشریف لے آئے یہاں صحابہ کرام ایک عجب حال میں تھے مسلمانوں میں سخت اضطراب تھا ان میں سے بہت سے لوگ مدہوش تھے جو بیٹھے تھے ان کے ہاتھوں کی سکت نہ تھی کچھ حضرات بالکل گم سم ہو گئے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہیں تک یہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ ان کے محبوب آقا ان سے رخصت ہو چکے ہیں حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے مکان کی طرف نہایت غمزدہ اور رنجیدہ حالت میں پہنچے۔ دروازہ پر پہنچے صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہؓ کو داخلہ کی اجازت دے دی، آپ اندر تشریف لے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُور ہو چکی تھی اور آپ اپنے بستر پر تھے، آپ کی ازواج مطہرات آپ کے ارد گرد تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ کر سب ازواج مطہرات نے اپنی چادروں میں اپنا منہ چھپا لیا۔ مگر حضرت عائشہؓ نے برسرِ اس لئے کہ وہ آپ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضور انور کے چہرہ منور سے پہچان لی اور دو زانو بیٹھ کر آپ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لیا اور آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

وانبیاہ..... واصفیاہ..... واخلیلاہ (شامل ترمذی ص ۲۸)

حضرت امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ کے سر اقدسہ کی طرف سے تشریف لائے اور چہرہ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مبارک کو چوما پھر فرمایا وانبیاہ..... اسکے بعد سر اٹھایا اور پھر روئے مبارک پر پھر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر فرمایا واصفیاہ..... پھر سر اٹھایا اور پھر روئے انور پر سر جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر فرمایا واخلیلاہ۔ (جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۶۲)

بکرا بیت سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت آپ یہ فرما رہے تھے آپ کی آنکھ سے آنسوؤں کی ایک
بارش ہوئی تھی (ایضاً)
حضرت ابو جریج الدیلمی نے بیان کیا ہے کہ وہ الوداعی ہو رہے تھے کہ محبوب کی (ڈھائی سال کے لئے) دائمی مفارقت
نہایت ہی غمناک ہے۔

حضرت ابو جریج صدیق نے حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ دیکھ کر فرمایا۔
بابی أنت وامی طبت حیا ومیتا والذی نفسی بیدہ لایذیقک اللہ
الموتین أبدا أما الموتة التي كتب الله عليك فقد متها (صحیح بخاری
ج ۱ ص ۵۱)

میرے ماننا ہے آپ پر قربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاک صاف رہے اور اب
موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے اللہ آپ کو کبھی دو موتوں کا مزد نہیں چکھائے گا وہ موت جو اللہ نے آپ کے
لئے مقدر کی تھی وہ تو آپ کو آئی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) نے حضرت انس سے مروی روایت میں یہ بھی نقل کیا ہے
! حضرت ابو جریج نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا آپ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ باکرامت ہیں
ماکان الله لیذیقک الموت مرتین انت اکرم علی الله من ذلک (مسند امام
اعظم ابو حنیفہ ص ۳۱۶)

ان کے بعد آپ کو چادر سے دوبارہ ڈھانپ دیا اور پھر مسجد کی طرف آئے، اور ممبر پر تشریف لے
گئے۔ حضرت عمر فاروق نے جب آپ کو دیکھا تو سامنے آکر بیٹھ گئے پھر دوسرے لوگ بھی
نہوشی سے ممبر کے قریب آگئے۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیا اور اس

کے بعد ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کو وفات کی خبر اس وقت دے دی تھی جب کہ آپ تم لوگوں کے درمیان زندہ تھے، اور تم لوگوں کو وفات کا اطلاع دے دی تھی یعنی موت کی (اس طرح خبر دے دی تھی)

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل اذان مات اوقتل
انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا
وسيجزي الله الشاكرين (پ ۴ آل عمران)

”اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں، آپ سے قبل بہت سے رسول گزر گئے۔ اگر آپ کی وفات ہو جائے یا آپ شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایزیوں کے بل لئے پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایزیوں کے بل لٹا پھر جائے گا؟
بھی اللہ پاک کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور بہت جلد اللہ پاک شکر ادا کرنے والوں کو جزا دے گا“

پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیتیں پڑھیں

انك ميت وانهم ميتون (پ ۲۳ الزمر)

(ترجمہ)..... (اے محمد ﷺ) آپ کو بھی موت آتی ہے اور بلاشبہ وہ بھی مرنے

والے ہیں (دیکھئے تارخ ابن کثیر ج ۵ ص ۴۲۴)

حضرت ابو بکر صدیق کے درد بھرے لہجے میں قرآن کریم کی آیتیں سن کر لوگ پھوٹ پھوٹا
رونے لگے مگر انہیں ساتھ ہی ایسا لگا کہ یہ آیت انہیں معلوم ہی نہیں تھی جب حضرت ابو بکر
نے تلاوت کی تو اب ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا اور اب ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی

لقد بصر أبو بكر الناس الهدى وعرفهم الحق الذي عليهم وخرجوا

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸)

بہ یقولون حضرت امام حافظ ابو نعیم الاصفہانی (۴۳۰ھ) نے اس واقعہ سے حضرت ابو بکر صدیق کی انتظامی قابلیت اور مستقل مزاجی پر استدلال کیا ہے آپ فرماتے ہیں ان التصوف الاعتصام بالحقائق عند اختلاف الطرائق (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۲)

یعنی تصوف یہ ہے کہ لوگ جب اختلاف کے راستوں پر پڑ جائیں تو صوفی ان کی راہ نہ اپنالے بلکہ اس کے برعکس وہ حقیقت کی راہ چلے اور صحیح راستہ اپنائے بہت اور دلیری کے ساتھ ان کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کرے یعنی عوام و خواص کی صحیح رہنمائی کرے۔ نہ یہ کہ عوام کی خواہشات کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کرے

کسی نے حضرت ابو العباس بن عطاء سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو نوا ربانیین (ربانی بن جاو) کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ

اس کا معنی یہ ہے کہ ابو بکر کی طرح ہو جاؤ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو تمام مسلمانوں کے دل لرز گئے لیکن حضرت ابو بکر کے دل کو جنبش نہ ہوئی اور انہوں نے بڑے حوصلہ سے خطبہ دیا..... اور ربانی کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ حوادث عالم بھی جو مشرق و مغرب میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں ان سے اس کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۴۔ اسوہ صحابہ ص ۲۷۲)

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی (۶۷۱ھ) نے آپ کے اس بیان سے آپ کی شجاعت و جرات اور آپ کے علم و فہم پر استدلال فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں

هذه الآية أدل دليل على شجاعة الصديق وجرأته فان الشجاعة والجرأة حدما ثبوت القلب عند حلول المصائب ولا مصيبة أعظم

من موت النبی ﷺ فظهرت شجاعته وعلمه (تفسیر القرطبی ج ۲ ص ۲۲۲)

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کی جرات و شجاعت کی سب سے مضبوط دلیل ہے اس لئے کہ شجاعت اور جرات در حقیقت مصائب کے وقت دل کی استقامت کا نام ہے اور حضور ﷺ کی وفات سے بڑھ کر اور کونسی مصیبت ہو سکتی ہے سو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق کی نہ صرف یہ کہ شجاعت واضح ہوئی بلکہ ان کے علم کی وسعت بھی سب نے دیکھی ہے۔

حضرت امام محمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے اس خطبہ کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ان الله عزوجل عمر محمدا وابقاه حتى اقام دين الله واطهر امر
الله وبلغ رسالة الله وجاهد اعداء الله حتى توفاه الله وهو على ذلك
وترككم على الطريقه فلا يهلك هالك الامن بعد البينة والشفاء والنور
فمن كان الله ربه فان الله حي لا يموت فليعبده ومن كان ربه محمدا
ويراه الها فقد هلك الهه فاقبلوا ايها الناس واعتصموا بدينكم
وتوكلوا على ربكم فان دين الله قائم وكلمته باقية وان الله ناصر
دينه ومعز اهله وان كتاب الله عزوجل بين اظهرنا هو النور
والشفاء به هدى الله محمدا ﷺ وفيه حلال الله وحرامه ولا والله
مانبالي من اجلب علينا من خلق الله ان سيوفنا لمسلولة ماوضعناها
بعد ولنجاهدن من خالفنا كما جاهدنا مع رسول الله ﷺ فلا
ينعين احد الا نفسه (رياض ج ۱ ص ۱۴۶)

اے لوگو!..... اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایک عمر عطا فرمائی اور آپ کو ہم میں اتنی دیر تک باقی رکھا کہ آپ نے اللہ کے دین کو قائم اور اللہ کے حکم کے ظاہر و واضح کر دیا اور آپ نے اللہ کے پیغام کو ہم تک پہنچا دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ حضور ﷺ نے تمہیں ایک سیدھے اور صاف رستے پر چھوڑا ہے اب اس کے بعد جو ہلاک و گمراہ ہو گا وہ حق و ہدایت کے کھل جانے کے بعد گمراہ ہو گا پس اللہ جس کا رب ہے اسے جان لینا چاہیے کہ اس کا رب زندہ سلامت ہے اس کو کبھی موت نہیں آسکتی اور جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اور ان کو معبود سمجھتا تھا تو اسے بھی معلوم ہو جانا چاہیے کہ اس کا معبود مر چکا ہے۔ اے لوگو! اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھو تحقیق اللہ کا دین قائم و دائم رہے گا اور اللہ کا کلمہ باقی رہے گا (اور اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا) اور اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے اہل دین کو عزت دے گا اور اللہ کی کتاب ہمارے درمیان موجود ہے اور وہی نور اور دل کی شفاء ہے اسی کے ذریعہ اللہ نے حضور ﷺ کو راستہ بتلایا اور اس میں اللہ کے حلال و حرام کردہ چیزوں کا ذکر ہے اللہ کی قسم ہمیں اس آدمی کی کوئی پرواہ نہیں جو ہم پر حملہ کریں (مراد اس سے اسلام دشمن قوتیں ہیں) تحقیق ہماری تلواریں ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور وہ اس کے دشمنوں پر تیار ہیں ہم نے اسے ابھی تک ہاتھوں سے نہیں چھوڑا اور ہم اب بھی اپنے مخالفوں سے اسی طرح لڑیں گے جیسا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ہو کر ہم جہاد کرتے رہے پس مخالفوں کو خوب سمجھ لینا چاہیے اور انہیں اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا چاہیے (کہ ہم نے ان کے خلاف کاروائی کی تو اس میں خود ان کا قصور ہو گا)

حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد مہاجرین و انصار کے درمیان حضور اکرم ﷺ کی جانشینی کی

بحث شروع ہو گئی کہ اب حضور کی جانشینی کون کرے دونوں جماعتیں اپنے اپنے دلائل کو پیش کر رہی تھیں۔ حضور ﷺ کی جانشینی کے دعویدار تھے جب حضرت ابو بکر صدیق کو یہ خبر ملی کہ لوگ حضرت ساعدہ میں جمع ہو کر اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں تو آپ حضرت عمر فاروق اور حضرت امین بن الجراح کو اپنے ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ انصار کا ایک مقرر تقریر کر رہا ہے۔ تاثر دیا جا رہا ہے کہ خدا نخواستہ مہاجرین ان کے حق کا خیال نہیں رکھتے جب اس مقرر نے تقریر ختم کی تو حضرت عمر نے چاہا کہ اٹھ کر کچھ یو لیں مگر حضرت ابو بکر نے انہیں روک دیا اور انہیں کھڑے گئے اور ایسی جامع تقریر کی کہ حضرت عمر دیکھتے رہ گئے تاہم تھوڑی دیر میں یہ معاملہ نہایت خوش فہمی سے حل ہو گیا اور یہاں موجود سب نے حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کا جانشین دل و جان سے تسلیم کر لیا اور پھر جب دوسرے دن بیعت عامہ ہوئی تو آپ ﷺ ہاتھ پر کیا مہاجرین اور کیا انصار سب نے بیعت کر لی اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ علامہ حافظ ابن عبد البر (۴۳۶ھ) الاستیعاب میں قیس بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کئی شب و روز ہمارے رہے ان دنوں میں جب نماز کے لئے اذان ہوتی تھی تو آپؐ فرماتے کہ ابو بکرؓ کو حکم پہنچادو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا جھنڈا ہے اور دین کا رکن ہے لہذا میں نے اپنی دنیا کی پیشوائی کے لئے اس شخص کو پسند کر لیا جس کو رسول خداؐ نے ہمارے دین کی پیشوائی کے لئے پسند فرمایا۔ پس آپؐ نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی۔

(الاستیعاب ج ۲ ص ۲۵۱)

علامہ محمد ابن سعد (۲۳۳ھ) نے بھی اسے نقل کیا ہے

قال علی لما قبض النبی ﷺ نظرنا فی امرنا فوجدنا النبی ﷺ قد

قدم ابابکر فی الصلوۃ فرضینا لدنیانا من رضی رسول اللہ ﷺ
(طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۸۳)

(ترجمہ) حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی روت مبارک قبض
کر لی گئی تو ہم نے امر خلافت کے بارے میں غور کیا پس آپ ﷺ نے ابو بکر
کے لئے آگے کیا تھا وہ ہمیں اس مسئلہ میں رہنمائی کا ذریعہ بن گیا پس رسول ﷺ
نے جس کو ہمارے دین کا پیشوا (نماز کا امام) بنایا تھا ہم نے اس کو اپنی دنیا کا پیشوا بنایا
اور ابو بکر کو ہم نے اس باب میں آگے کر لیا۔

حضرت علی مرتضیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو
نماز پڑھانے کا حکم دیا میں اس وقت کہیں غائب نہ تھا وہیں موجود تھا اور میں تندرست تھا ہمارے
ہاتھ آپ چاہتے تو مجھے آگے کر سکتے تھے مگر آپ نے حضرت ابو بکر کو آگے کر دیا

قدم رسول اللہ ﷺ ابابکر فصلی بالناس وانی لشاہد غیر غائب
وانی لصحیح غیر مریض ولو شاء ان یقدمنی لقدمنی فرضینا
لدنیانا من رضیہ اللہ ورسولہ لدیننا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۸ - کنز
العمال ج ۱۲ ص ۲۳۰)

حضرت علی مرتضیٰ اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں

أترانی أكذب علی رسول اللہ ﷺ واللہ لانا أول من صدقہ
فلاکون أول من کذب علیہ فنظرت فی أمری فاذا طاعتی قد سبقت
بیعتی واذالمیثاق فی عنقی (نہج البلاغہ ص ۸۱ خطبہ ۷۷)

کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں حضور ﷺ پر کوئی غلط بات منسوب کر دوں گا قسم خدا کی
جب میں آپ کی تصدیق کرنے والوں میں پہلا ہوں تو میں کس طرح پہلا جھٹلانے

والا ان جاؤں میں نے اپنے معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر کیا تو میں نے جانا کہ میرا
ایو بھر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت کرنا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور
میری گردن میں دوسرے کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔

معروف شیعہ عالم علامہ محمد بن مرتضیٰ المعروف فیض کاشانی اپنی تفسیر میں حضرت امام باقر
حوالہ سے حضرت علی مرتضیٰ کا یہ سر عام یہ بیان نقل فرماتے ہیں کہ

انه استخلف فنشهد على رسول الله ﷺ انه استخلف ابابكر
(تفسیر صافی ج ۲ ص ۵۶۲۔ تفسیر قمی ص ۶۲۳)

سوجب یہ بات خود حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی بیان ہو چکی ہے تو اب خوا مخواہ اس میں شک نہ
پیدا کرنا کہاں کی شرافت ہے۔ علاوہ ازیں خود حضرت ایو بھر صدیق نے بھی سب لوگوں کے
سامنے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا کہ

والله ماكنت حريصا على الامارة يوما ولا ليلة قط ولا كنت فيها
راغبا ولا سألتها الله عزوجل في سر وعلانية ولكني أشفقت من
الفتنة ومالي في الامارة من راحة ولكن قلدت أمرا عظيما مالي به
من طاقة ولا يد الا بتقوية الله عزوجل ولوددت ان أقوى الناس
عليها مكاني اليوم (متدرک حاکم ج ۳ ص ۷۰)

خدا کی قسم میں امارت کا کبھی لالچی نہیں ہوا کسی دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں
کبھی بھی اس کی طرف راغب نہیں ہوا اور نہ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ اور
ظاہر میں اس کا سوال کیا لیکن میں فتنے کے پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے
امارت میں کوئی راحت نہیں لیکن مجھے ایک امر عظیم کا مکلف کیا گیا جس کی مجھ میں
قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ کے قوت بخشنے سے اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ

میرے آج کے مقام پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمر ان ذمہ داری کو اٹھالیتے تو اچھا تھا)

آپ کی یہ بات سن کر مہاجرین نے آپ کی تائید کی اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ہم ناراض نہیں ہیں البتہ اچھا ہوتا کہ آپ ہمیں بھی مشاورت میں شامل کر لیتے

وانا ندري أبا بكر أحق الناس به بعد رسول الله ﷺ انه لصاحب الغار وثاني اثنين وانا لنعلم بشرفه وكبره ولقد أمره رسول الله ﷺ بالصلاة بالناس وهو حي (متدرک حاکم ج ۳ ص ۷۰)

یشک ہم کو معلوم ہے کہ حضرت ابو بکر بلاشبہ خلافت کے حقدار ہیں اسلئے کہ آپ حضور ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں آپ ثانی اثنين ہیں اور ہم آپ کے شرف اور بزرگی کو جانتے ہیں یشک حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں آپ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

جن روایات سے حضرت علی کا دیر میں بیعت کرنے کا ذکر ہے اولاً تو وہ روایت منقطع ہے (دیکھئے سنن کبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۳۰۰) اس لئے درست بات یہی ہے کہ اس وقت جن لوگوں نے حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت فرمائی ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بھی موجود تھے (البدایہ ج ۵ ص ۲۴۹) اور اگر چھ ماہ تاخیر والی روایت کو تسلیم کیا جائے تو وہ درحقیقت تاکید بیعت تھی اور یہ بیعت اسلئے کی گئی تاکہ ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جائے جو سمجھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی ہے یا ان کے دل میں کوئی بوجھ اور ٹکڑ ہے۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

انه بايعه بيعة ثانية مؤكدة للاولى (فتح الباری ج ۷ ص ۳۷۹)

آپ ہی بتائیں کہ اگر حضرت علی مرتضیٰ شروع دن سے ہی آپ سے ناراض ہوتے اور اپنے
میں کسی قسم کا کوئی بوجھ لئے ہوتے تو کیا وہ آپ کے پیچھے کبھی نماز ادا کرتے آپ کے ہم
معاملات میں کیا کبھی مشاورت کرتے؟ نہیں۔ جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ
آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے مشیر و وزیر کی حیثیت سے آپ کی معاونت فرماتے رہے
اور ہمیشہ آپ کا ادب و احترام فرماتے رہے ہیں حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں

وهذا حق فان علي ابن أبي طالب لم يفارق الصديق في وقت من
الاقوات ولم ينقطع في صلوة من الصلوات خلفه (البدایہ والنہایہ ج ۵
ص ۲۴۹)

اور یہ حق ہے بیشک حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابو بکر کو کسی وقت بھی نہیں
چھوڑا ہمیشہ ساتھ رہے اور آپ نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نمازوں میں کبھی علیحدگی
اختیار نہیں کی۔

یہ صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سب صحابہ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں ہر صحابی اپنے اندر
روشنی لئے ہوئے ہے ان میں سے کسی کے پاس اندھیرا نہیں مگر ان سب نے حضرت ابو بکر
صدیق کو بالاتفاق اس لئے خلافت کے لئے آگے کیا کہ ان کے نزدیک آپ سے بڑھ کر اور کوئی نہ
تھا اگر ان کے ہاں آپ سے بڑھ کر کوئی بھی ہوتا تو وہ ضرور انہیں ہی آگے کرتے اور انہیں حضور
ﷺ کا نائب اور جانشین بنادیتے حضرت امام شافعی (۲۰۴ھ) نے بڑے پتہ کی بات کہی ہے
آپ فرماتے ہیں

اجمع الناس على خلافة ابي بكر رضى الله عنه لانهم لم يجدوا
تحت اديم السماء خيرا من ابي بكر (سيرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۹۱)
تمام صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت پر اسلئے اتفاق و اجماع کر لیا تھا

کہ آسمان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق سے بہتر اور کوئی آدمی نہ تھا جسے وہ خلیفہ بنائے۔

..... حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر قرآن کے اشارات

معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے لئے قرآن کریم کی بعض آیات میں اشارے پائے گئے ہیں اور وہ واقعات بعد میں پیش آئے جس نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ یہ بات حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا واضح اشارہ دے رہی تھیں شیخ بخاری حضرت امام ابوبکر بن عباس (۱۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ

ابوبکر الصديق خليفة رسول الله في القرآن لان الله تعالى يقول
للفقراء المهاجرين الذين الى قوله أولئك هم الصادقون فمن
سماه الله صادقا فليس يكذب وهم قالوا يا خليفة رسول الله قال
ابن كثير استنباط حسن (تاريخ الخلفاء ص ۶۶)

حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (پ ۲۸ الحشر آیت ۸) اس میں اللہ نے صحابہ کی جماعت کو صادقون فرمایا ہے سو جن کو اللہ سچ کہیں وہ جھوٹے نہیں ہو سکتے اور صحابہ سب کے سب حضرت ابوبکر صدیق کو رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کہہ کر بلاتے تھے امام حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ استنباط خلافت نہایت ہی عمدہ ہے ۔

غلاہ الزیس دیگر علماء نے بھی واضح کیا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے قرآن کریم میں اشارے پائے جاتے ہیں نیز قرآن کریم کی روشنی میں آپ کی خلافت بالکل برحق اور صحیح ہے

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ

علامہ جوہر نے قرآن کریم کی سورہ فتح کی آیت (قل للمخلفین من الاعراب
ستدعون الی قوم اولی باس شدید پ ۱۲۶ فتح آیت نمبر ۱۶) میں
مخلفین سے قبیلہ بنو حنیفہ مراد لیا ہے جبکہ امام ابن ابی حاتم اور امام قتیبہ کہتے ہیں کہ
قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کی واضح دلیل ہے اسلئے کہ
آپ ہی نے مرتدین سے جنگ کی ہے

هذه الاية حجة على خلافة الصديق لانه الذي دعا الى قتالهم (تاریخ

الخلفاء ص ۶۵)

حضرت امام ابو الحسن الاشعری (۳۳۴ھ) فرماتے ہیں میں نے شیخ ابو العباس بن شریح کو فرمایا
کہ

خلافة الصديق في القرآن في هذه الآية قال لان أهل العلم أجمعوا
على انه لم يكن بعد نزولها قتال دعوا اليه الا دعاء أبي بكر لهم
والناس الى قتال أهل الردة ومن منع الزكاة قال فذل ذلك على
وجوب خلافة أبي بكر وافترض طاعته اذ أخبر الله ان المتولى
عن ذلك يعذب عذابا اليما قال ابن كثير ومن فسر القوم بانهم
فارس والروم فالصديق هو الذي جهز الجيوش اليهم وتمام أمرهم
كان على يد عمر وعثمان وهما فرع الصديق . (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کا ثبوت قرآن کی اس آیت سے بالکل واضح ہے کیونکہ تمام اہل
علم کا اتفاق ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے دور کے علاوہ کوئی دلت
ایسا نہ آیا کہ جہاں لوگوں کو قتال کے لئے آواز دی جائے کہ وہ مرتدین اور ان لوگوں کے خلاف

بجائے کریں جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے اپنے آپ کو روک رکھا ہے نیز اس آیت سے حضرت ابو بکر
 خلافت کے واجب ہونے اور ان کی اطاعت کے ضروری ہونے کی دلیل واضح ہو گئی ہے اور
 یہ تعالیٰ نے اس میں یہ بھی بتا دیا کہ جو اس سے منہ موڑے گا اسے دردناک عذاب میں مبتلا کیا
 جائے گا حافظ ابن کثیر نے لکھتے ہیں کہ بعض حضرات نے اس سے روم اور فارس کے لوگ مراد
 لئے ہیں جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے ان لوگوں کے
 لئے لشکر تیار کیا اور فوج کشی کی اور اس کی فتح کا سہرا حضرت عمر اور حضرت عثمان کے
 منسوب ہے۔ حضرت صدیق کی خلافت اولیٰ ہی کے پر تو ہی تو تھے۔ ﴿فجزاہ اللہ تعالیٰ
 مرہا اور یہ دونوں حضرت صدیق کی خلافت اولیٰ ہی کے پر تو ہی تو تھے۔﴾
 منافع عن سائر المسلمین احسن الجزاء ﴿

حضور اکرم ﷺ کی جانب سے خلافت صدیقی کے اشارات

صحیح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی کا نام لے کر یہ نہیں بتایا کہ میرے بعد
 میرا جانشین فلاں اور فلاں ہو گا۔ اگر آپ اپنی حیات میں یہ بات فرمادیتے اور کسی کو متعین
 کردیتے تو ظاہر ہے کہ آپ کے وصال پر کسی قسم کے مشورہ کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہی خلافت
 کے لئے صحابہ کرام کا کہیں اجتماع ہوتا۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے
 اپنی حیات میں کچھ ایسے اشارات ضرور دئے ہیں جن سے پتہ چل رہا تھا کہ آپ اپنے بعد کس کے
 بارے میں زیادہ خواہش رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ میرے بعد میری امت کی قیادت وہی کرے
 ۔ حضور اکرم ﷺ کی احادیث اور آپ کے عملی پیغامات بتاتے ہیں کہ آپ اپنے بعد جس کے
 بارے میں تمنا رکھتے تھے وہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی ذات والا صفات ہے جو شروع سے لے
 کر آخر تک حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چلے ہیں اور کوئی ایسا موقع نہیں آیا جہاں آپ حضور

ﷺ سے کبھی علیحدہ رہے ہوں یہی وجہ ہے خود حضور ﷺ کو بھی ان پر کامل اعتماد رہا ہے۔ حافظ ابن عبد البر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

واستخلفه رسول الله ﷺ على امته من بعده بما اظهر من الدلائل
البينة على محبته في ذلك وبالتعريض الذي يقوم مقام التصريح لم
يصرح بذلك لانه لم يؤمر فيه بشئ وكان لا يصنع شيئاً في دين الله
الا بوحى والخلافة ركن من اركان الدين ومن الدلائل الواضحة
على ما قلنا..... الخ (استيعاب ج ۲ ص ۲۴۹)

حضرت امام حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں قرآن کریم کی
سورہ المائدہ کی آیت (۵۴) کی رو سے بتایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت اپنے وقت پر
بالکل برحق ہے اور قرآن کی یہ آیت اس پر پہلے ہی اشارہ دے چکی ہے۔ پھر آپ نے چند احادیث
اور ائمہ کے اقوال سے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے (دیکھئے تاریخ الخلفاء ص ۶۱)
آئیے ہم یہاں حضور اکرم ﷺ کی احادیث سے یہ معلوم کریں کہ آپ نے اپنے بعد کس کی
خلافت کے اشارے دئے ہیں

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کو نماز کی امامت کا حکم دینا

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ جب بیمار ہوئے تو آپ نے مسلمانوں کی امامت
کے لئے حضرت ابو بکر صدیق کو منتخب فرمایا اور آپ حضور ﷺ کے حکم اور حسب خواہش
مسلمانوں کی امامت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے آپ نے سترہ نمازوں کی امامت فرمائی ہے (البدایہ ج ۵ ص ۲۳۵) ایک مرتبہ آپ کے آنے میں کچھ دیر ہو گئی تو لوگوں نے حضرت عمر

فاروق سے نماز پڑھانے کی گزارش کی حضرت عمر آگے بڑھنے لگے حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ ابو بکر ہی نماز پڑھائیں گے اللہ تعالیٰ اور اہل اسلام کو ابو بکر کے سوا کسی کی امت منظور نہیں وہی نماز پڑھائیں۔

لا لا یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر یصلی بالناس ابوبکر (تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

مجدالدین مبارک بن محمد الجزری (۶۰۶ھ) اس قسم کی روایات پر لکھتے ہیں کہ یہاں مسئلہ حضرت عمر فاروق کے نماز پڑھنے پڑھانے کا نہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ نے اس ارشاد میں درحقیقت حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت اور آپ کی نیابت و جانشینی کی طرف اشارہ فرمایا ہے یا پھر آنحضرت ﷺ یہ بھی بتانا چاہتے ہوں کہ حضرت ابو بکر تمام لوگوں میں قدر و منزلت اور علم و عمل کے اعتبار سے سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور مسلمان نہیں چاہیں گے کہ کوئی دوسرا نماز کی امامت کرائے آپ لکھتے ہیں

فیه نوع دلالة علی خلافة ابی بکر رضی اللہ عنہ لان هذا القول یعلم منه ان المراد به لیس نفی جواز الصلوة خلف عمر کیف وہی جائزة خلف غیره من احاد المسلمین ممن هو دون عمر؟ وانما اراد به الامامة التي هی الخلافة والنیابة عن النبی ﷺ فلذلك قال فیه یابی اللہ والمسلمون وعلى انه یجوز ان یکون اراد بهذا القول ان اللہ یابی والمسلمون ان یتقدم فی الصلوة احد علی جماعة فیهم ابوبکر حیث هو اکبرهم قدرا ومنزلة وعلم فان التقدم علیہ فی مثل الصلاة التي هی اکبر اعمال الاسلام واشرفها مما یاباه اللہ

والمسلمون وهذا صريح الدلالة والاول مفهوم من اللفظ (ہائے)
الاصول فی احادیث الرسول ج ۸ ص ۵۹۴)

حضرت امام ابو جعفر احمد محبت الطبری (۶۹۴ھ) ان روایات پر لکھتے ہیں

وهذا مما يؤدى ما ذكرناه من الاستدلال بتقديمه اما ما فى الصلوة
على الاشارة الى الخلافة وان رضاهم به خليفة انما كان لكونه صلى الله عليه وسلم
رضيه لامامة الصلاة (رياض النضرة ج ۱ ص ۲۱۹)

حضرت علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان (۷۳۹ھ) نے ارشاد نبوی ﴿مروا أباہ﴾
فلیصل بالناس پر یہ باب باندھا ہے

ذكر خبر فيه دليل على أن الخليفة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ابوبكر
رضى الله عنه دون غيره من أصحابه (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان
ج ۹ ص ۱۳)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اس پر لکھتے ہیں

قال العلماء فى هذا الحديث اوضح دلالة على ان الصديق افضل
الصحابه على الاطلاق واحقهم بالخلافة واولاهم بالامامة (تاريخ
الخلفاء ص ۶۳)

علماء کرام فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق
تمام صحابہ میں افضل ترین اور خلافت کے زیادہ مستحق اور امامت کے لئے سزاوار ہیں
خود حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابو بکر نماز کی امامت فرمایا کرتے تھے ان
دنوں میں وہیں حاضر تھا ہمار بھی نہ تھا تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو مسلمانوں کی
امامت کے لئے حکم فرمایا سو جب آپ نے انہیں ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب دیکھ

فرمایا تو ہم نے بھی اپنی دنیا یعنی خلافت و حکومت کے لئے آپ کو پسند کر لیا (یعنی اسد الغابہ ج ۲ ص ۶۲) تاریخ الخلفاء ص ۶۲
 ۳۲۸ھ میں جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا گیا کہ آپ کی جانشینی کے اس نازک موقع پر جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا گیا کہ آپ کی جانشینی کی جائیگی تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کی زماں سے جو بڑھاپے تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کی زماں سے حضرت ابوبکر کی امامت سے استدلال کیا اور کہا کہ ان کے ہوتے ہوئے میں کس طرح آئے ہوتا ہوں۔

ماكنت لأتقدم بينه يدي رجل امره رسول الله ﷺ ان يؤمننا فأمننا

حتی مات (ریاض ج ۱ ص ۲۱۹)

پنے کہا کہ یہ بات کرنے سے پہلے کچھ سوچ تو لیا ہوتا کیا تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر گئے حالانکہ تم میں ابوبکر صدیق ہیں جو ثانی اثنین ہیں

أتباعنی وفیکم الصدیق وثانی اثنین (صفوة الصفوة ج ۱ ص ۱۳۳)

بزرگ مرتبہ حضرت علی نے یہ فرما کر حضرت ابوبکر کے مقام کو سب پر واضح فرمادیا کہ

لا ينبغي لقوم فيهم ابوبكر ان يؤمهم غيره (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

جس قوم میں ابوبکر جیسی شخصیت موجود ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ابوبکر

کے علاوہ کوئی اور شخص امامت کرے۔

نہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق یوں تو اولیت ایمان قوت و ثقاہت اور بصیرت

انسانیت کے اعلیٰ مقام پر تو تھے ہی آپ علم میں بھی بہت اونچے مقام پر کھڑے تھے اور یہ علم

تائید امت کا ہی علم تھا امام شیخ ابو الحسن اشعری (۳۳۴ھ) لکھتے ہیں

تقدیمہ له دلیل علی انه أعلم الصحابة وأقراهم (البدایہ والنہایہ ج ۵

۲۳۶)

حضور ﷺ کا ابو بکر کو نماز میں آگے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے اور قرآن کے ساتھ سب سے زیادہ مشغول تھے۔
غور کیجئے کہ حضور اکرم ﷺ کی رو سے اپنے تمام احکام مرتب اور صادر فرماتے تھے۔
ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ابو بکر کو امامت کے شرف سے مشرف کریں اور اللہ تعالیٰ ان میں مرض و رضاء شامل نہ ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ فیصلہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ پر نماز کے لئے اگر کسی کو مقرر فرمائیں تو وہ ابو بکر صدیق ہوں۔ ام المؤمنین حضرت حصہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ..... آپ نے اپنی دساری میں ابو بکر کو امام (کس لئے) بنایا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرے اللہ کا حکم تھا کہ اس کو آگے کیا جائے

انت اذا مرضت قدمت ابا بکر قال لست انا اقدمه ولكن الله يقدمه
(تاریخ الخلفاء ص ۶۴)

پھر یہ صرف ایک دو نماز کی بات نہیں ہے جتنے دن آپ ﷺ بیمار رہے آپ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق نماز پڑھاتے رہے یہاں تک حضور ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔
یہ بات کس سے پوشیدہ ہو گی کہ دینی کاموں میں سب سے اہم نماز کا مقام ہے آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے حضرت ابو بکر صدیق کو منتخب فرمایا کہ اس اہم ذمہ داری کو وہ نبھائیں اور آپ کے دوسرے صحابہ ان کے پیچھے رہیں اور نماز ادا کریں کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ سہیہ سکتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نماز کی امامت فرماتے ہوں گے حضرت علی مرتضیٰ نمازوں میں آتے ہی نہ ہوں گے؟ یقین مانئے کہ حضرت علی مرتضیٰ اسی طرح آپ کے پیچھے نماز ادا فرماتے تھے جس طرح دوسرے صحابہ ادا کرتے تھے اور ان سب کو یہ بات معلوم تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے۔ سو اس سے صاف

ظاہر ہے کہ آپ چاہتے تھے کہ دوسرے امور (دینی ہو یا دنیوی) میں بھی حضرت ابو بکر صدیق
 اس امت کی قیادت کریں اور دوسرے سب لوگ ان کے پیچھے چلیں آپ کا کہنا اللہ ہی کا کہنا ہے
 اور اللہ ہی نے آپ کی اس دلی خواہش کو عملاً پورا فرمادیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ
 حضور ﷺ نے فرمایا

ما قدمت ابابکر وعمر ولكن الله قدمهما (جامع صغیر ص ۴۸۶)
 میں نے ابو بکر اور عمر کو آگے نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آگے رکھا ہے

جامع صغیر کے شارح حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی اس پر لکھتے ہیں

ای ماشرت بتقدیهما للخلافة او ما خبرکم بانہما افضل من غیرہما
 او ما قدمتہما علی غیرہما فی المشورۃ او فی صدور المحافل او
 نحو ذلك ولكن الله قدمهما (فیض القدیر ج ۵ ص ۵۸۸ - سراج المنیر ج
 ۴ ص ۲۰۶)

یعنی یہ صرف میں نے ان دونوں کی خلافت کا اشارہ نہیں دیا یا میں نے صرف نہیں بتلایا کہ یہ
 دونوں سب سے افضل ہیں یا میں نے ان دونوں کو مشورہ لینے اسی طرح دوسری مجالس و محافل
 وغیرہ میں سب پر مقدم نہیں کیا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور اسی کے حکم سے میں نے ان دونوں
 کو ہر معاملے میں سب سے آگے رکھا ہے

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے لئے وصیت تحریر فرمانے کی خواہش

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جن دنوں بیمار تھے تو آپ نے
 مجھ سے فرمایا کہ

ادعی لی اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یمنی منی
 ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر (صحیح مسلم ج ۲
 ص ۲۷۳)

اے عائشہ جاؤ اپنے والد اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ان کو ایک تحریر لکھ دوں میں
 ڈرتا ہوں کہ کوئی آرزو کرنے والا (خلافت کی) آرزو نہ کرے اور کہنے والا یہ نہ کہے
 کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اور اہل ایمان بھی
 انکار کرتے ہیں سوا ابو بکر کے (اور کسی کی خلافت کے)

کنز العمال کی روایت میں حضرت ابو بکر صدیق کے نام کی صراحت بھی ملتی ہے آپ نے حضرت
 عبدالرحمن بن ابی بکر سے فرمایا

ایتنی بکتف حتی اکتب لابی بکر کتابا لایختلف علیہ من بعدی
 فلما قام عبدالرحمن قال رسول اللہ ﷺ ابی اللہ والمؤمنون ان
 یختلف علی ابی بکر الصدیق (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۹)

اس سے واضح ہے کہ حضور ﷺ اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر
 آپ کے نائب ہوں اسی خواہش کے پیش نظر آپ نے ایک تحریر لکھنے کا بھی ارادہ فرمایا تھا مگر
 جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع مل گئی کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے اور اہل ایمان بھی
 ان کی خلافت کے سوا اور کسی کی خلافت قبول نہ کریں گے تو آپ مطمئن ہو گئے اور اب کسی تحریر
 کی ضرورت باقی نہ رہی شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وعلم ان اللہ یجمعهم علی ما عزم علیہ کما قال ویابی اللہ والمؤمنون
 الا ابابکر (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۲۵)

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

والتحقيق أن النبي ﷺ دل المسلمين على استخلاف أبي بكر وأرشدهم إليه بأمور متعددة من أقواله وأفعاله وأخبر بخلافته أخبار راض بذلك حامد له وعزم على أن يكتب بذلك عهداً ثم علم من المسلمين يجتمعون عليه فترك الكتاب اكتفاءً بذلك ثم عزم على ذلك في مرضه يوم الخميس ثم لما حصل لبعضهم شك هل ذلك القول من جهة المرض أو هو قول يجب اتباعه ؟ ترك الكتابة اكتفاءً بما علم أن الله يختاره والمؤمنون من خلافة أبي بكر (منهاج ج ۱ ص ۵۱۷)

ایک اور روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ لکھوانے کا ارادہ فرما چکے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ رہنے دو خدا نہ کرے کہ ابو بکر کی خلافت کے بارے میں کسی کو اعتراض و اختلاف ہو دے معاذ اللہ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر (رواہ احمد تاریخ الخلفاء ص ۶۲) معروف خفی عالم حضرت علامہ صدر الدین علی بن علی (۷۹۲ھ) نے حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد کی رو سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت نص خفی سے ثابت ہے اور یہ حدیث ان میں سے ایک ہے۔ (دیکھئے شرح عقیدہ طحاویہ ص ۴۰۳)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ ربہ الباری (۱۰۱۴ھ) بھی لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد اور آپ کی عملی تعلیم سے صحابہ کرام نے آپ کو خلیفہ قبول فرمایا ان کو معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ آپ کی خلافت پر راضی ہیں اور آپ نے عزم کیا تھا کہ اس بات پر تحریر بھی لکھ دی جائے لیکن جب آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ اہل اسلام حضرت ابو بکر کی خلافت پر متفق ہو جائیں گے اور اللہ کی منشاء بھی یہی ہے تو پھر آپ نے تحریر نہ لکھی

فانه دل المسلمين على استخلاف ابی بکر بالفعل والقول واختاره

لخلافته اختيار راض بذلك وعزم على أن يكتب بذلك عهدا هنالك
ثم علم أن المسلمون يجتمعون عليه فترك الكتابة اكتفاء بإرادة الله
تعالى (شرح الفقه الأكبر ص ۹۷)

حضرت امام سفیان بن عیینہ (۹۸ھ) نے یہی بات بہت سے اہل علم سے بھی نقل فرمائی
حضرت ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں

وقد حكى سفيان بن عيينه عن اهل العلم قبله انه ^{صلی اللہ علیہ وسلم} اراد ان
يكتب استخلاف ابى بكر رضى الله عنه ثم ترك ذلك اعتمادا على
علمه من تقدير الله تعالى ذلك كما هم بالكتابة فى اول مرضه حين
قال واراساه ثم ترك الكتابة وقال يا بى الله والمؤمنون الا اباكر
وذلك بسبب استخلافه ابابكر فى الصلوة (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۳۸۵۱)

سو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ میں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے لئے ایک نبی
لکھ دوں بتاتا ہے کہ آپ حضرت ابو بکر کی خلافت بلا فصل چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ
نے اس پر مختلف پیرائے میں اشارے دئے ہیں۔

☆..... سائلین کو اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آنے کی اطلاع دینا

حضرت جبیر بن معطم کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بیمار تھے ان دنوں ایک عورت آپ کے پاس
آئی اور کوئی بات کرنا چاہی آپ نے اسے پھر آنے کے لئے فرمایا وہ کہنے لگی کہ اگر میں پھر آؤں اور
آپ نہ ملیں تو میں کیا کروں آپ ﷺ نے اس پر فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر حضرت ابو بکرؓ

ہاں چلی آتا
ان لم تجدنی فاتی ابابکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۲)
حضرات کی کتاب تلخیص الشافی کے ج ۳ ص ۳۹ میں بھی یہ واقعہ منقول ہے
(نوٹ) شیعہ یہ بات واضح ہے کہ وہ خاتون حضور ﷺ سے کوئی دینی مسئلہ پوچھنے کے لئے نہ آئی
بلکہ وہ دینی ہوتا تو آپ اسے اسی وقت مسئلہ بتا دیتے اور اس کی مشکل کا حل نکل آتا یہ اس
مرح کا ایک معاملہ تھا کہ جس میں سربراہ کے پاس آنے کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت حضور
ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف آنے کا حکم دے کر کیا یہ اشارہ نہیں دے دیا تھا کہ
میرے بعد جانشین ابو بکر ہوں گے؟ اگر آپ کے ذہن مبارک میں کسی اور کا نام ہوتا تو آپ کبھی
یہ نہ فرماتے کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی آتا۔ آپ کا یہ ارشاد حضرت ابو بکر کی
خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کی خبر دے رہا ہے۔ حضرت امام شافعی (۲۰۴ھ) اس حدیث پر
رہاتے ہیں

فی هذا الحديث دليل على ان الخليفة بعد رسول الله صلى الله

عليه وسلم أبو بكر (الاستيعاب ج ۲ ص ۲۴۹ لابن عبد البر)

علامہ امیر الدین علی بن بلبان (۷۹۳ھ) نے اس حدیث پر درج ذیل باب باندھا ہے اور بتایا ہے
کہ اس سے حضرت ابو بکر کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

ذكر الخبر الدال على أن الخليفة بعد رسول الله كان أبو بكر

الصدیق رضی اللہ عنہ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۱۰)

علامہ ابو جعفر احمد الشہیر بالحب الطبری (۶۹۴ھ) نے بھی اس روایت پر یہ باب باندھا ہے اور
انہوں نے بھی اس سے ابو بکر صدیق کی خلافت مراد لی ہے۔

ذكر اختصاصه بالحوالة عليه بعد وفاته تنبيهاً على خلافته وأنه

القائم بعده (رياض النضر ج ۱ ص ۱۷۲)

حکیم الامت حضرت مولانا اثر ف علی گھاؤمی فرماتے ہیں

اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت پر اشارہ ہے (بالجہ قریب بصر امت سہ ۱۶)
و عظماء الصیام من غیر انصرام ص ۱۶

امام ابن حزم (۴۵۸ھ) نے تو اس بیان سے حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو ائمہ میں ثابت کیا ہے

وهذا نص جلی علی استحلاف ابی بکر (الفصل فی الملل والایہام)
والتحل ج ۳ ص ۱۷۶۔ منہاج السنہ ج ۱ ص ۴۹۶

حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ حضور ﷺ کے مرض الموت کے آخری دنوں کا ہے

والظاهر والله اعلم انها انما قالت ذلك له عليه السلام في مرض الذي مات فيه صلوات الله وسلامه عليه (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۲۸)
سو آنحضرت ﷺ نے بتا دیا تھا کہ آپ کے بعد لوگ کس کی طرف رجوع کریں اور بچے سر کے سلسلے میں وہ کن کے پاس آیا کریں حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ مجھے قبیلہ بنو سہم کے لوگوں نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ پوچھو ہم اپنی زکوٰۃ آپ کے بعد کس کو بھیجا کریں آپ کے بعد اس کا ذمہ دار پھر کون ہوگا حضرت انس کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ اپنی زکوٰۃ حضرت ابو بکر کو بھیجیں

فقالوا سل لنا رسول الله ﷺ الى من ندفع صدقاتنا بعدك؟ قال فاتيتهم فسالته فقال الى ابى بكر فاتيتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع اليه فسله فان حدث بأبى بكر حدث فإلى من؟ فاتيتهم فسالته فقال الى

عن فاتیبتہم فاخبرتهم فقالوا ارجع الیہ فسلہ فان حدث بعمر حدث
فاتی من فاتیبتہ فسلتہ فقال الی عثمان فقالوا ارجع الیہ فسلہ فان
حدث بعثمان حدث فالی من فاتیبتہ فسلتہ فقال ان حدث بعثمان
حدث فقتبا لکم الدھر تبأ (متدرک حاکم ج ۳ ص ۸۲)

حدث بعمر بعد اپنی زکوٰۃ ابو بکر کو بھیجنا میں نے جا کر ان کو خبر کر دی انہوں نے کہا کہ
میرے بعد چھس کہ اگر ابو بکر نہ رہیں تو پھر کس کو ہم بھیجا کریں انس بن مالک نے
حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عمر کے پاس بھیجنا..... الحدیث

ابو ہاشم عینی نے معجم میں سہل بن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کے پاس آیا
کہ میں نے آپ سے بیعت کی بعد ازاں اس نے پوچھا کہ اب اگر میں کسی کام کے لئے آؤں تو میرا
ہم کو ناپورا کرے گا آپ نے فرمایا ابو بکر۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر ابو بکر نہ ہوں تو ان کے بعد کس
کے پاس جاؤں آپ نے فرمایا عمر کے پاس آنا۔

فسالہ إن اتی علیہ أجلہ من یقضیہ فقال أبوبکر ثم سالہ من
یقضیہ بعدہ قالی عمر رضی اللہ عنہ الحدیث (عمدۃ القاری بشرح
البخاری ج ۱۶ ص ۱۷۹)

نہم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۶ھ) لکھتے ہیں
ثواب النبوت میں ایک شخص کا واقعہ مذکور ہے کہ جس کو حضور ﷺ نے چند
دنوں کے بوجھ کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ابو بکر
کے بعد عمر اور عمر کے بعد عثمان تجھے دیتے رہیں گے
اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ کسی نے چند اونٹ حضور ﷺ کے ہاتھ فروخت کئے
اور حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابو بکر ان کی

قیمت دے گا اور اگر ابو بکر پر حادثہ پڑ جائے تو عمر دے گا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۰۵)
حضرت شاہ صاحب قدس سرہ حضرت جبیر بن مطعم سے مروی حدیث پر لکھتے ہیں
یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے خلافت حضرت صدیق
کی طرف راجع ہوگی کیونکہ بیعت المال میں تصرف اور پیغمبر کے وعدوں کو پورا کرنا
خلیفہ کے خواص میں سے ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۰۳)

اس سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کو مختلف وجوہ
میں بیان فرمایا ہے اور سوال کرنے والوں کو بھی آپ نے اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی طرف
رجوع کرنے کا حکم دیا تھا کیا اس میں حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کا بیان
بیان نہیں ہے؟

☆..... حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کی اقتداء کا نبوی حکم

☆..... حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے
تم لوگوں میں کب تک (زندہ) رہوں سو تم ان کی (آپ نے ایک جانب اشارہ کیا) پیروی کرنا
میرے بعد ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۵۵۳)

یہ کون ہیں؟ جن کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں
واشارہ الی ابی بکر وعمر (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷ مسند احمد ج ۶ ص ۵۵۸)
آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی جانب اشارہ کیا
آپ ﷺ نے فرمایا

اقتدوا بالذین بعدی ابوبکر وعمر (مسند الامام الطحاوی ج ۲ ص ۲۴۳)

نہایت میں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا
 وانہما جبل اللہ الممدود عن تمسک بہما تمسک بالعرۃ الوثقی
 لانفساء لہما (مرقات ج ۱ ص ۲۱۶)

یعنی کہ یہ دونوں اللہ کی لمبی (پھیلائی ہوئی مضبوط) رسی ہیں سو جس نے ان دونوں
 سے تمسک کیا اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں
 ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہؒ اس پر لکھتے ہیں
 أخبر انہما من بعدہ وأمر بالاعتداء بہما فلوکانا ظالمین أو کافرین
 فی کونہما بعدہ لم یأمر بالاعتداء بہما فانہ لا یأمر بالاعتداء بالظالم
 فان الظالم لا یكون قدوة یؤتم بہ بدلیل قوله تعالی لا ینال عہدی
 ان الظالمین قدل علی ان الظالم لا یؤتم بہ والائتمام هو الاعتداء فلما
 أمر بالاعتداء بمن بعدہ والافتداء هو الائتمام مع اخبارہ انہما یكونان
 بعدہ دل علی أنہما إمامان بعدہ (منہاج السنہ ج ۸ ص ۳۶۳)

بنا غیر کے شارح حضرت علامہ علی بن احمد عزیزی (۱۰۷۰ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں
 ای اقتدوا بالخلیفتین الذین یقومان من بعدی لحسن سیرتہما
 وفيہ إشارة الی الخلافة وان أبابکر مقدم علی عمر (السراج المنیر ج ۱
 ص ۲۶۷)

ان دونوں خلفاء کی پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے ان کی اچھی سیرتوں کی وجہ
 سے اور اس میں خلافت کا اشارہ کیا گیا اور حضرت ابو بکر کو حضرت عمر پر مقدم
 کر کے بتایا گیا کہ حضرت ابو بکر پہلے خلیفہ ہوں گے

بنا غیر کے شارح علامہ عبدالرؤف مناوی (۱۰۳۱ھ) بھی لکھتے ہیں

وایما لکونہما الخلیفتین بعدہ (فیض القدیر ج ۲ ص ۷۲)

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۶ء) نے یہاں ایک بڑے گہرے نکتے کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور بتایا کہ حضور ﷺ کے ارشاد افتدو میں خلافت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں۔

مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی جو میرے بعد میرے قائم مقام ہوں گے اس لئے کہ صلہ تخصیص اور تعین کیا کرتا ہے موصول کی۔ اور حضور ﷺ کے قائم مقام ہوئے بغیر صرف ان دو حضرات کا وجود ان دونوں کا مخصص اور معین نہیں ہو سکتا اور صلہ کو ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے ذریعہ سے مخاطبین موصول کو پہچان لیں تو معلوم ہو گیا کہ (افتدوا کا حکم سننے سے پہلے) مخاطبین رویائی قلب اور اس جیسی باتیں سن چکے تھے اور (امرا افتدوا میں) افتداء سے مراد امور خلافت میں افتداء ہے کیونکہ افتداء کو متعلق کرنا ایسے لفظ کے ساتھ جو خلافت کی جانب اشارہ کرتا ہو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں افتداء سے وہ افتداء مراد ہے جو رعیت خلیفہ کی کرتی ہے اسی حدیث میں تعلیم قرآن وغیرہ کو دوسروں کے حوالہ کیا گیا ہے پس ان کی افتداء سے جو مراد ہے وہ تعلیم اور فتویٰ کی افتداء سے الگ ہے اور وہ استخلاف کے سوا اور کچھ نہیں اس لئے یہ حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے کہ قوم پر ان کی انقیاد و اطاعت بجمہت خلافت واجب ہے (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۱)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے آپ کی اس خواہش کا پتہ چلتا ہے کہ حضور اپنے بعد کس کو اور کس ترتیب سے اپنا جانشین دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے جس بات کی تمنا فرمائی تھی کہ تعالیٰ نے اسی طرح آپ کی تمنا پوری کی پہلے حضرت ابو بکر آپ کے جانشین ہوئے پھر حضرت عمر نے خلافت کی اور اس کا حق ادا کر دیا فجزاھما اللہ احسن الجزاء

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے بعد کنوئیں سے ڈول کھینچنا

عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جب مرتبہ حضور ﷺ نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک توبہ پختا پانی نکال رہا تھا اتنے میں ابو بکر اور عمر آئے اور ابو بکر نے ڈول لیا ایک دو ڈول کھینچے وہ بھی کمزوری کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے ابو بکر کے ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہو کر چرسہ سانس گیا پھر میں نے تو ایسا طاقت ور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کرے (یعنی تپا پانی کھینچا اور لوگوں کو پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھلانے کی جہ میں لے گئے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹)

بہشت میں حضور ﷺ کے ہاتھوں حضرت ابو بکر صدیق کا ڈول لینے اور ان کے ہاتھوں پھر نبی کریم ﷺ کا ڈول لینا اور اس سے ایک بڑی مخلوق خدا کا نفع پانا میں بھی اس جانب اشارہ ہے حضرت ابو بکر صدیق حضور اکرم ﷺ کے پہلے جانشین ہوں گے اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق کے خلیفہ ہوں گے۔ حضور ﷺ نے صراحتاً تو حضرت ابو بکر کے بارے میں نہیں فرمایا حضرت عمر کا حضرت ابو بکر کے ہاتھوں ڈول لینا ضرور بتایا ہے ظاہر ہے کہ اس میں نہ نمر کی خلافت کا ہی اشارہ نہیں بلکہ حضرت ابو بکر کی خلافت اور خلافت بلا فصل کا بھی اشارہ ہے نیز اس میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق سے پہلے تھے حضرت علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) اس پر لکھتے ہیں

فیه اشارۃ الی ان الخلافة بعده ﷺ لابی بکر رضی اللہ عنہ
لتقدیمہ علی عمر وغیرہ یدل علی انه افضل منه (عمدة القاری بشرح

البخاری ج ۱۶ ص ۱۹۱

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

فيه اشارة الى ان عمر ولي الخلافة بعهد من ابى بكر بخلاف ابى بكر فان خلافته لم تكن بعهد صريح من النبی ﷺ ولكن وقعت عدت اشارات الى ذلك فيها ما يقرب من الصريح قوله فاستحالت اى تحولت فى يد عمر رضى الله عنه (عمدة القارى ج ۲۴ ص ۱۵۶)

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں

اس حدیث میں صریح اشارہ شیخین کے خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر کی خلافت کی قوت اور کثرت فتوحات کا بھی بیان ہے (تفسیر آیت استخلاف ص ۱۷)

☆..... حضور ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب شخصیت حضرت ابو بکرؓ تھے

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ آپ! مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا ابو بکرؓ سے۔ پوچھا پھر کس سے۔ ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے۔ پھر آپ نے اس کے بعد اور بھی نام لئے۔

ای الناس احب اليك قال عائشة فقلت من الرجال قال ابوہا قلت

ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

شرح مسلم حضرت امام نووی (۶۷۷ھ) اس پر لکھتے ہیں

هذا التصريح بعظيم فضائل ابى بكر وعمر وعائشة رضى الله عنهم وفيه دلالة بينة لاهل السنة فى تفضيل ابى بكر ثم عمر على جميع

المصاحبة (نودی ج ۲ ص ۷۳) (۲۷۳)

جی اس میں حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بڑے فضائل کی تصریح تو
ہی ساتھ ہی اہل سنت والجماعت کے اس عقیدے کی کھلی دلیل موجود ہے کہ حضرت ابوبکر
ؓ سب سے افضل ہیں ان کے بعد پھر عمر فاروق ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے
ہیں کہ ہم لوگ زمانہ نبوی میں یہ بات عام طور پر کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ
میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں

كنا نتحدث في زمن رسول الله ﷺ ان رسول الله ﷺ قال خير
الناس ابوبكر ثم عمر (مسند الامام الطحاوی ج ۵ ص ۲۱۱)

نوریدؓ حضرت علی مرتضیٰ نے بھی یہ بات برسر منبر فرمائی ہے عبدخیر ہمدانی کہتے ہیں
سمعت علیا يقول على المنبر ألا أخبركم بخير هذه الامة بعد نبیہا
ﷺ قال فذكر ابا بكر..... الحديث (الفتح الربانی ج ۲۲ ص ۱۸۰)

بک مرتبہ حضرت علی نے خطبہ میں پوچھا کہ حضور ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بہتر
وہاں ہے؟ وہب شوائی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ ہیں آپ نے فرمایا نہیں
بہتر ابوبکر ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں۔

من خير هذه الامة بعد نبیہا فقلت انت يا امير المؤمنين قال لا خير
هذه بعد نبیہا ابوبكر ثم عمر رضی اللہ عنہما (الفتح الربانی ج ۲۲ ص
۱۸۱)

بم آپ نے فرمایا کہ یہ تو عطاء الہی ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اس کو بہتر بنا دیتا ہے
قال يجعل الله تعالى الخير حيث احب (ایضاً ص ۱۸۲)
آپ کے صاحبزادے امام محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ

میں نے حضرت علی مرتضیٰ سے پوچھا کہ سب لوگوں میں حضور ﷺ کے نزدیک کون بہتر ہے
 آپ فرمایا کہ ابو بکر۔ میں نے پوچھا کہ پھر کون۔ فرمایا کہ عمر۔ میں ڈرا کہ اب اگر میں پوچھوں گا تو
 وہ عثمان کا نام لیں گے اسلئے خود ہی کہہ دیا کہ ان کے بعد پھر آپ۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ ملے
 مسلمانوں کا ایک فرد ہوں ﴿ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸)
 حضرت علی مرتضیٰ کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بھی اس بات کو جانتے تھے کہ حضرت
 ابو بکر سب صحابہ میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کے منظور نظر تھے ان کے بعد پھر حضرت عمر
 چاہتے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ آپ حضرت عثمان اور حضرت علی کو نہ چاہتے
 ہوں۔ نہیں۔ ہر گز نہیں۔ حضور ﷺ سب کو چاہتے تھے اور آپ نے ان سب پر اپنی خوشی اور
 محبت کی خبر بھی دی ہے تاہم ان میں اولیت کا شرف حضرت ابو بکر کا ہی نصیب رہا اور وہی یہ نعمت
 عظمیٰ پائے ہوئے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ نے یہ بات اپنے بیٹے سے کہی ہے اب آپ ہی بتائیں کہ کیا اس میں ذرا بھی
 شک کیا جاسکتا ہے کہ آپ یہ بات دل سے نہیں کہہ رہے تھے یہ صرف زبانی خراج تھا آپ اپنے
 بیٹے سے بھی خوف محسوس کرتے تھے کہ کہیں یہ جا کر لوگوں کو نہ بتا دے اسلئے آپ نے ان کے
 سامنے بھی یہ بات تقیہ کے طور پر کہی تھی؟ نہیں ہر گز نہیں..... آپ کا کھل کر اپنے بیٹے کو
 حضرت ابو بکر کا خیر الامت بتانا واضح کرتا ہے کہ حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے ہاں سب سے اونچا
 مقام رکھتے تھے اور آپ کی ساری امت سے آپ بہتر و برتر تھے جب حضرت ابو بکر صدیق نے
 خلافت کے لئے حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ کو آگے کرنے کی کوشش کی تو حضرت عمر نے
 کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے کون آگے ہو سکتا ہے اس وقت وہاں موجود سب حاضرین پکار اٹھے
 کہ اے ابو بکر آپ ہم میں سب سے بہتر سب سے افضل اور حضور ﷺ کے سب سے محبوب
 تھے کسی ایک نے بھی حضرت عمر فاروق کے اس بیان سے اختلاف نہ فرمایا

انت خیرنا وافضلنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(منہاج ج ۲ ص ۵۱ و ج ۶ ص ۲۵۵)

ولم یفکر ذلک احد (منہاج ج ۲ ص ۵۱ و ج ۶ ص ۲۵۵)
پھر اسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء عظام سے یہ بات بالکل درست نقل کی ہے کہ
حضرت ابو بکر صدیق کو فضائل میں کچھ ایسے خصوصی امتیازات حاصل ہیں جن میں کوئی دوسرا
نہیں ہے
ان فضائل الصدیق خصائص لم یشرکہ فیہا غیرہ (منہاج ج ۸ ص ۴۱۷)

حضور ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ رحم دل والے حضرت ابو بکرؓ تھے

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کی ایک خصوصی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ
بری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر ہیں
(مسند الامام الطحاوی ج ۱ ص ۲۴۵ - جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰)

أرحم امتی بامتی ابو بکر (مسند الامام الطحاوی ج ۱ ص ۲۴۵ - جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰)
حضور اکرم ﷺ نے اپنے تمام صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق کے لئے أرحم کی امتیازی صفت
بانا فرمائی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ آپ کی امتیازی صفت تھی اور آپ کی أرحم کی شان سب
نے دیکھی بھی ہے تاہم اس میں آپ کی خلافت کا اشارہ بھی ملتا ہے آپ کی شان رافت و رحم سے
نذبت کا کیا تعلق ہے؟ اسے استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم

الغالبہ کی درج ذیل تحریر میں دیکھئے آپ لکھتے ہیں
حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو سب سے زیادہ رحم کرنے والا فرمایا۔ رحم کون کرتا
ہے؟ بڑا چھوٹے پر یا چھوٹا بڑے پر؟ راعی رعایا پر یا رعایا راعی پر؟ باپ بچوں پر یا بچے
باپ پر؟ ظاہر ہے کہ بڑا ہی چھوٹوں پر رحم کرے گا جسے کوئی قوت اور اختیار حاصل

نہ ہو وہ کیا کسی پر رحم کرے گا بالادست ہی زبردستوں کے لئے رحم یا ظالم ہوئے
ہیں احادیث سے یہی پتہ چلتا ہے کہ رحم کی محنت چھوٹوں پر کی جاتی ہے۔ حضرت
انس بن مالک نے حضور ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۳۲)
جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے جو بڑے ہیں ان کی عزت نہ کرے،
ہم میں سے نہیں

حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (ایضاً ص ۳۲)
تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا

پھر یہ دعا بھی کسی سے بھولی نہیں ﴿اللهم لاتسلط علینا من لا یرحمنا﴾
اے اللہ ہم پر وہ حکمران مسلط نہ کرنا جو ہم پر رحم نہ کر سکیں

ان روایات کی روشنی میں جب ہم سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ بیان
پڑھتے ہیں ﴿ارحم امتی بامتی ابوبکر﴾ تو کسی کو انکار کی گنجائش نہیں رہتی
کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے اس مقام کی خبر دے رہے ہیں جب
حضور ﷺ کی امت ان کے ہاتھ میں ہوگی ان کا نظام ان کے سپرد ہوگا آپ اپنے
زبردستوں پر رحم کا معاملہ کریں گے کیا یہ آپ کی خلافت کی خبر نہیں؟ حضور ﷺ
نے اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی خلافت کی خبر دی ہے امت کا اگر ایک فرد بھی
حضرت ابو بکر صدیق کی رعیت سے باہر ہو تو آپ حضور ﷺ کی ساری امت (ایک
ایک فرد) کے لئے رحم نہیں ٹھہرے سو ﴿ارحم امتی بامتی ابوبکر﴾ میں
صرف آپ کی خلافت کی خبر نہیں خلافت بلا فصل کا پتہ دیا گیا ہے۔۔ (خلفائے
راشدین ج ۱ ص ۱۶۲)

حضرت ابو بکر کے گھر کے سوسب کے دروازے بند کرنے کا حکم نبوی

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ
 لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۲)
 ابو بکر کے دروازہ کے سوسب کے دروازے بند کر دئے جائیں
 ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسجد کے راستہ میں کھلنے والی سب کی کھڑکیاں بند
 کر دی جائے سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔

حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مسجد صرف نماز باجماعت کے لئے نہ تھی اس میں بہت سے
 دیگر دینی معاملات بھی حل کے لئے لائے جاتے اور یہاں ان مشکل معاملات اور دینی سوالات کا
 حل پیش کیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ جس آدمی کی ان کاموں کے سلسلے میں بار بار ضرورت رہتی ہو اور
 اسے بار بار آنا پڑتا ہو اس کو یہ حق ملنا چاہیے کہ اس کے گھر کا دروازہ مسجد میں کھلتا ہو حضرت ابو بکر
 صدیق کو چونکہ اس سلسلے میں اکثر آنے جانے کی ضرورت پیش آتی تھی اسلئے آپ ﷺ نے
 صرف ان کے گھر کے دروازے کھلے رکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔
 حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس حدیث پر لکھتے ہیں

یہ حدیث دلالت کرتی ہے صدیق کی خلافت پر اور علماء نے اس دلالت کی دو وجہ
 بیان کی ہیں کہا گیا ہے کہ اس وجہ سے کہ خلیفہ کو بکثرت مسجد میں داخل ہونے کی
 ضرورت واقع ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان میں امر و نہی کرے اور ان
 میں فیصلے کرے اور پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ مقدمات کے فیصلے مسجد کی
 سوا اور کسی جگہ نہیں کرتے تھے اور کہا گیا کہ اس لئے یہ حکم دیا تھا کہ اس سے خلافت
 کی طرف لوگوں کی رغبتوں کا انسداد مقصود تھا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۴۰۴)

حضرت امام محمد بن اور یس المعروف ابو حاتم الرازی (۲۷۷ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں
 فيه دليل على ان الخليفة بعد رسول الله ﷺ كان ابوبكر
 المصطفى ﷺ حسم عن الناس كلهم اطماعهم في ان يكونوا خلفاء
 بعده غير ابى بكر بقوله سدو عنى كل خوخة فى المسجد غير
 خوخة ابوبكر - الحديث. (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان ج ۹ ص ۵)
 حضرت علامہ علی بن احمد العزیزی (۱۰۷۰ھ) بھی لکھتے ہیں

استثناها تكريما له و اظهار الفضله وفيه ايماء بانه الخليفة بعده
 السراج المنير ج ۱ ص ۲۵)

حضرت ابو بکر کے دروازے کو کھلا رکھنا آپ کی عزت و تکریم اور فضیلت کے اظہار
 کے لئے ہے اور اس میں اس بات کا بھی اشارہ دیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر آپ کے بعد
 خلیفہ ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں یہ بات کھول دی کہ حضور ﷺ کی نگاہ میں حضرت ابو بکر کس بلند
 مرتبہ پر فائز ہیں حضرت ابو بکر کے دروازہ اور ان کی کھڑکی کھلے رکھنے میں کیا اس طرف اشارہ
 نہیں کہ حضور ﷺ کے ہاں ان کو کس قدر تقرب حاصل ہے اور آپ ان سے کتنے مانوس ہیں
 اور خود ان پر کس قدر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور یہ بات ایک روایت میں موجود ہے آپ نے فرمایا
 فسدوها الا ماكان من بيت (فى الاصل باب) ابى بكر فانى لا اعلم
 أحدا كان أفضل عندى فى الصحبة منه (المقصد العلى فى زوائد ابى يعلى
 الموصلى ج ۳ ص ۱۶۸)

حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں یہ روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے
 هذا مرسل له شواهد كثيرة (البدایہ ج ۵ ص ۲۲۹)

حضور ﷺ کے ارشادات و اشارات ہی تھے جس کی وجہ سے صحابہ کرام کے ہاں یہ بات مان
 گئی کہ حضور ﷺ کے بعد سب سے افضل و محترم شخصیت سوائے صدیق کے اور کوئی نہیں ہے
 حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ

كنا نقول في زمن النبي ﷺ لانعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم
 عثمان - الحديث (سنن ابو داود ج ۲ ص ۲۳۶)

ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں ہی یہ کہتے تھے کہ ہم حضرت ابو بکر کے برابر کسی کو نہ
 سمجھتے تھے اور ان کے بعد اگر کسی کا درجہ تھا تو وہ عمرؓ تھے

آپ فرماتے ہیں

كنا نقول ورسول الله ﷺ حي افضل امة النبي ﷺ بعده ابوبكر

ثم عمر ثم عثمان (ايضا)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ یہ بات حضور ﷺ کے کانوں میں بھی پڑتی تھی مگر کبھی آپ نے ہر
 لوگوں کو ایسا کہنے سے نہیں ٹوکا تھا

يسمع ذلك رسول الله ﷺ فلا ينكره (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۷۷)

یعنی یہ بات حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی عام تھی ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اس سے واقف ہی
 ہوں گے آپ کا اس پر نہ ٹوکنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس میں خود حضور ﷺ کی رضا بھی
 شامل تھی۔ یہ بات صرف حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی نہیں کہتے حضرت ابو ہریرہؓ بھی اس حقیقت
 کو بیان کرتے ہیں

كنا معشر اصحاب رسول الله ﷺ نرى عليه وسلم ونحن
 متوافرون نقول افضل هذه الامة بعد نبيها ابوبكر ثم عمر ثم

عثمان (صواعق محرقة ص ۶۸)

اگر کسی دوست کو حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ کی اس بات سے اتفاق نہ ہو تو پھر حضرت علی مرتضیٰ کے اس ارشاد سے اختلاف نہ کرنا چاہیے آپ کا ارشاد ہے
 کان افضلہم فی الاسلام (شرح منج البلاغۃ ج ۱ ص ۳۸۶)
 حضرت ابو بکر اسلام میں تمام صحابہ سے افضل تھے

ابن مزاحم نے اپنی کتاب وقعتہ الصفین میں حضرت علی مرتضیٰ کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا ہے:
 آپ نے حضرت امیر معاویہ کو لکھا تھا اس میں حضرت ابو بکر کے بارے میں آپ کا عقیدہ آپ
 کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے

فکان افضلہم فی اسلامہ وأنصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ من بعدہ
 الخ (واقعة الصفین ص ۶۲ بیروت)

اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کی باتوں پر سب سے زیادہ
 دھیان رکھنے والے حضور ﷺ کے خلیفہ (حضرت ابو بکرؓ) تھے۔

حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے امت کے جلیل القدر علماء نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے اسے دیکھیں
 حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

سدوا عنی کل خوۃ..... إشارة إلى الخلافة ای لیخرج منها إلى
 الصلوة المسلمین (البدایہ ج ۵ ص ۲۳۰)

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) اس حدیث پر لکھتے ہیں

قال العلماء هذا إشارة إلى الخلافة لانه يخرج منها إلى الصلاة
 بالمسلمین وقد ورد هذا اللفظ من حدیث انس ولفظه سدوا هذه

الابواب الشارعۃ فی المسجد الا باب أبی بکر (تاریخ ص ۶۱)

علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی خلافت کا واضح اشارہ پایا جاتا ہے

کہا کہ آپ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں کھڑکی کی راہ سے آتے تھے حضرت انس
کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابو بکر کے دروازہ کے سوا مسجد میں نہ آتے تھے
دروازے بند کر دو

مرث علامہ حافظ محبت الدین الطبری (۶۹۴ھ) لکھتے ہیں

في قوله عليه السلام سدو عني كل خوخة الا خوخة ابي بكر دليل
على حسم اطماع الناس كلهم من الخلافة الا ابابكر وهذا القول
رحمه لا ينهض في الدلالة وانما بانهضام القرائن الحالية اليه
حصلت وذلك بارتقائه المنبر في حال المرض وموجهة الناس بذلك
وتعريفهم بحق ابي بكر وبفضله بذكر الخلّة وذلك تنبيه على انه
ال خليفة من بعده وكان هذا القول كالتوصية لهم به لانه قرب الموت
ولذلك فهمه الصحابة من القال وال حال (رياض النضرة ج ۱ ص ۱۲۸)
حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک میں تمام لوگوں کے لئے خلافت کے متعلق ان
کی خواہش و طمع کو ختم کرنے کی واضح دلیل ہے سوائے حضرت ابو بکر کے۔ اور پھر
صرف یہ ارشاد ہی مقصد پر دلالت نہیں کرتا بلکہ دوسرے قرائن بھی موجود ہیں
کہ حضور ﷺ نے ہماری کی حالت میں منبر پر تشریف لا کر لوگوں کو حضرت ابو بکر
مدین کی فضیلت و شرف کو بیان فرمایا اور ان کے احسانات کو ذکر فرمایا یہ سب باتیں
اس بات پر تنبیہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر ہی خلیفہ ہیں اور یہ حضور
ﷺ کے وصال کے قریب ہونے کی وجہ سے صحابہ کے لئے بطور وصیت کے ہیں

اسی لئے انہوں نے حضور ﷺ قال و حال سے اس بات کو سمجھ لیا۔

شرح بخاری حضرت علامہ بدر الدین العینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ بعض محدثین نے

دروازہ سے خلافت مراد لی ہے اور اس کی ہندش کا معنی اس کے حاصل اور طلب کرنا ہے۔
 دیا جاتا ہے گویا آپ ﷺ بتانا چاہتے ہیں کہ تم میں سے سوائے ابو بکر کے کوئی بھی خلافت نہیں
 نہ کرے ان کے لئے خلافت کا حصول اور طلب میں کوئی مضائقہ نہیں ہے نیز محدثان
 نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر کی خلافت کے لئے
 موجود ہے۔

و ادعی بعضهم ان الباب کنایۃ عن الخلافة والامر بالسد کنایۃ عن
 طلبها کانه قال لا یطلبن احد الخلافة الا ابابکر فانه لا حرج علیہ
 فی طلبها والی هذا مال ابن حبان فقال بعد ان اخرج هذا الحدیث
 فیہ دلیل علی ان الخلافة له بعد النبی علیہ الصلوۃ والسلام لان
 حسم بقوله سدوا عنی کل خوۃ فی المسجد اطماع الناس کلهم
 عن ان یكونوا خلفاء بعده (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۷۶ - فتح الباری شرح
 البخاری ج ۷ ص ۱۷)

☆..... ایک شبہ اور اسکا ازالہ

روایات سے یہ بھی تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کے دروازے کو بھی کھلا
 رکھنے کا حکم دیا تھا تو پھر اس سے صرف حضرت ابو بکر کی خصوصیت تو نہیں رہی؟
 اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے لئے دروازہ اور کھڑکی کے کھلا رکھنے کا
 حکم دینے اور حضرت علی مرتضیٰ کیلئے دروازہ کھلا رکھنے رہنے میں ایک بدیہی فرق پایا جاتا ہے۔
 معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت ابو بکر کے گھر کا دروازہ مسجد سے باہر تھا جبکہ آپ کے گھر کی کھڑکی کا

راستہ مسجد سے بالکل لگا ہوا تھا بلکہ اس کے اندر تھا اس کے برعکس حضرت علی مرتضیٰ سے
 میں آنے جانے کے لئے مسجد میں سے آنے کے علاوہ اور کوئی دروازہ نہیں تھا اگر اسے نہ ہوتا
 جاتا تو ان کا گھر میں داخل ہونا ہی مشکل ہو جاتا یہی وجہ تھی کہ حضور ﷺ نے ہایہ و نفی
 ہونے کی حالت میں مسجد سے گزرنے سے منع فرمادیا تھا مگر حضرت علی مرتضیٰ کو اس صورت
 مستثنیٰ رکھا گیا کیونکہ آپ کا وہاں سے گزرے بغیر گھر جانا مشکل تھا
 اس کے برعکس حضرت ابو بکر صدیق کے لئے ایسا کوئی مسئلہ نہ تھا اس کے باوجود آپ ﷺ نے
 ان کے دروازہ اور کھڑکی کو کھلا رکھنے کا حکم دیا اور ان کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرادیا تھا
 شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

وقال الطحاوی فی مشکل الآثار بیت ابی بکر کان له باب من خارج
 المسجد وخوخة الی داخله وبیت علی لم یکن له باب الا من داخل
 المسجد قلت فلذلك لم یأذن النبی ﷺ لاحد ان یمر من المسجد
 وهو جنب الا لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنه لان بیته کان فی
 المسجد رواہ اسماعیل القاضی فی احکام القرآن وقال الخطابی
 رواہ بطلان وغیرہما فی هذا الحدیث اختصاص ظاہر لابی بکر
 رضی اللہ عنه وفيه اشارة قوية الی استحقاقه للخلافة (عمدة القاری
 ج ۱۶ ص ۱۷۶)

شیخ الاسلام شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حقیقت میں ان دونوں روایتوں میں کسی قسم کا کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے
 کہ دوسرے صحابہ کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم اور حضرت علی مرتضیٰ کے
 دروازے کو کھلا رکھنے کی اجازت اس ابتدائی دور کا واقعہ ہے جب مسجد نبوی نئی تھی

تغیر ہوئی تھی حضرت علی کا مکان بھی اس مسجد سے ملحق تھا اور اس مکان کا دروازہ مسجد کی طرف اس طرح کا تھا کہ حضرت علی مسجد میں سے گزر کر اپنے مکان میں آتے جاتے تھے اور بطریق صحت منقول ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کے سامنے فرمایا کہ اس مسجد میں کوئی جہنی نہ آئے البتہ مجھے اور تمہیں اس مسجد سے گزر کر اپنے گھر میں آنے کی اجازت ہے

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں

فكان يدخل في المسجد وهو جنب وهو طريقه ليس له طريق غيره
(مسند الامام الطحاوی ج ۴ ص ۲۸۳)

حضرت علی کے لئے دئے گئے حکم کا اہمائی دور کا ہونا اس سے واضح ہے کہ اس پر حضرت حمزہ نے آنحضرت ﷺ سے اپنے لئے اجازت چاہی تھی تو آپ کی جانب سے انہیں اس کی اجازت نہ مل سکی تھی اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت حمزہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے جو ۳ ہجری میں ہوا تھا

رہی وہ حدیث جس میں حضرت ابو بکر کے علاوہ اور گھر کی کھڑکیوں اور روشن دھنوں کو بند کرنے کا حکم منقول ہے تو آپ کا یہ ارشاد اس آخری زمانہ کا ہے جب آنحضرت ﷺ مرض وفات میں تھے اور انتقال سے دو یا تین دن پہلے آپ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا (مظاہر حق ترتیب جدید ج ۵ ص ۶۵۲)

اور یہ بات صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس بھی بتاتے ہیں

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ قال في مرضه الذي مات فيه
سدوا عني كل خوخة في المسجد غير خوخة ابي بكر (مسند الامام
الطحاوی ج ۴ ص ۲۷۸ الہدایہ ج ۵ ص ۲۳۰)

مرحوم حضرت امام تہجدی فرماتے ہیں
 بعد الکلام فی مرضہ الذی توفی فی آخر خطبہ خطبہا ولا خلاف
 بأن ذلک تعریض بأن ابابکر هو المستخلف بعده (مرقات ۱/۱۱۱)

۲۸۶

حضرت علیؓ نے دور آخر میں حضرت ابو بکر کیلئے یہ اجازت مرحمت فرما کر آپ کی خلافت پر
 بطور اشارہ مرحمت فرمادیا تھا اور بتا دیا تھا کہ حضرت ابو بکر آپ کے جانشین ہوں گے۔
 مگر انا چند مثالوں سے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت علیؓ اپنے
 لئے اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے؟ اگر آپ علیؓ کو حضرت ابو بکر کی امامت و قیادت میں ذرا سا
 بیگناہ ہو تا تو سان نبوت کبھی اس طرح ان کے حق میں نہ بولتی۔ حضور علیؓ کا مختلف
 حالات و مواقع میں حضرت ابو بکر صدیق کو باقی تمام صحابہ سے افضل و تربتانا ظاہر کرتا ہے
 آپ اپنے بعد اپنے دوست اور زندگی بھر کے ساتھی کو اپنا جانشین بنانا پسند فرماتے تھے کیونکہ
 نبیؐ تھے جو آپ علیؓ کے سب سے زیادہ قریب اور مزاج شناس تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق کا زمانہ خلافت اگرچہ بہت مختصر رہا اور ایک ایسے نازک وقت میں آپ نے
 مہاوں کی باگ دوڑ سنبھالی کہ جہاں ذرا سی بے احتیاطی تک سے اہل اسلام بٹلائے آزمائش
 پہنچتے مگر آپ پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اتری اور آپ کی قیادت نے ان نازک ترین مراحل
 میں یہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو انتشار و افتراق سے چھایا بلکہ تاریخ ساز کارنامے سرانجام دے
 دیئے دنیا کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دیا کہ پیغمبر جس کی تربیت فرماتا ہے وہ پیغمبر کے بعد پیغمبر
 نہایت کو کس طرح سنبھالتا ہے اور کس طرح اس کے لئے دین کی نہ صرف یہ کہ حفاظت
 کرتا ہے بلکہ اس کی اشاعت میں بھی اپنا سب کچھ تنج دیتا ہے خود صحابہ کرام نے جب آپ کی قوت
 اہل اور حمت دینی دیکھی تو ان سب کا سر فخر سے بلند ہو گیا اور ان کے دل سے حضرت ابو بکر

صدیق کے لئے بھد دعائیں نکالیں اور آپ کو زبردست اور بھرپور خراج تحسین پیش فرما دیں
مری نظریں بھی ہیں اس کے رستے میں عقیدت سے
کھڑے ہیں بالو ب جس کے لئے کزنوں کے لشکر تک

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ برحق ماننے کے دینی اثرات

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نہ صرف خلافت بلکہ خلافت بلا فصل کو اگر تفہیم نہ کیا جائے تو
کے وہ عقلمند نتائج سامنے آئیں گے جنہیں کوئی مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا
آپ تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ سوچ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ
خلافت کے جو اشارے دیے ہیں وہ ہر گز ان کے حق میں نہ تھے کسی اور کے لئے تھے اگر سب
بات صحیح ہے تو پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی یہ خلافت خلافت نہ رہے گی ایک بغاوت کچھ
گی اور پھر یہ بغاوت بھی ایک دو سال کے لئے نہیں مسلسل ۲۲ سال ۸ ماہ ۲۵ دن تک جاری
جائے گی اور اس بغاوت میں ایک دو افراد نہیں وہ ہزاروں افراد بھی تھے جن کی تعلیم و تربیت
سرور عالم ﷺ نے فرمائی تھی۔ کیا آپ اس نتیجے سے کسی صورت اتفاق کر سکتے ہیں؟ ہر گز
سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ برحق تسلیم نہ کریں تو کیا
پورے دین پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ ہمیں یہ کیسے اطمینان ہوگا کہ یہ دین جو ہم تک پہنچا ہے
طریقے سے پہنچا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی خیانت و دیکڑ و بیوفت نہیں ہوئی ہے۔
کی حتمیت اور اس پر اعتماد کا اظہار اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم حضرت ابو بکر صدیقؓ کو
برحق جانیں اس کے بغیر اس دین پر اعتماد ممکن نہیں رہتا۔

جو لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت بلا فصل کے منکر ہیں اور اس پر نہایت سخت الزام

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی تاریخ ساز اور جلیل القدر خدمات.....

حضرت انور ﷺ کی رحلت سے اہل اسلام جن نازک مراحل میں داخل ہوئے اس سے اسلامی تاریخ کا طالع علم باوقاف نہیں ان نازک ترین لحظات میں حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کے خلیفہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی نصرت آپ کے ساتھ رہی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے مشکل ترین معاملات کو نہایت آسانی سے حل فرمایا اور مسلمانوں کی جمعیت کو باقی رکھائی لے بھی اسے بکھرنے نہ دیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ جب تک زندہ رہے اسلام کے پرچم کو بلند کئے رکھا۔ ہم یہاں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں ان میں آپ کی غیرت اسلامی حمیت دینی علمی اور فکری بصیرت اور ہمت و جرات کی ایک بلکی سی جھلک دیکھئے۔

☆..... حضور اکرم ﷺ کی تدفین کا معاملہ :

حضور اکرم ﷺ کی رحلت پر سب سے پہلا مسئلہ یہ تھا کہ پہلے حضور ﷺ کی تدفین ہو پائے مسلمانوں کا کوئی امیر مقرر کیا جائے کہ جس کی نگرانی میں پھر یہ سارے امور طے پائیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے خلافت کے نظام کو اولیت دی کہ اس نظام کے تحت جو امور بھی طے پائیں گے اس میں برکت بھی ہوگی اور مسلمانوں کی اعتبار سے حفاظت بھی ہوگی چنانچہ جب حضرت ابو بکر صدیق کو سب مسلمانوں نے حضور ﷺ کا جانشین بنالیا اس کے بعد سب نے وہی دستور ﷺ کی تدفین کا مسئلہ بھی بڑے اطمینان سے حل ہو گیا چونکہ اس موقع پر بعض مذاہب اہل ملت نے مختلف آراء سامنے آنے لگے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ فرما کر ایک

بے انتشار کو ختم کر دیا کہ اس بات کی خبر اور اس کا علم میرے پاس ہے

فجاء ابوبکر فقال ان عندي من هذا خبرا وعلمنا سمعت النبي ﷺ يقول (الوفاء باحوال المصطفى ص ۸۱۳)

میں نے حضور ﷺ سے ایک بات سنی ہے جو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اللہ اپنے نبی کی روح اس جہ میں قبض فرماتا ہے جہاں اس کو دفن ہونا محبوب ہوتا ہے اسلئے آپ ﷺ کو وہیں دفن فرمایا جائے

جہاں آپ کا دصال مبارک ہوا ہے

ما قبض الله نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه (شامل ترمذی ص ۳۰)

قالوا يا صاحب رسول الله اين يدفن قال في البقعة التي قبضه الله عزوجل فيها لم يقبضه الا في احب البقاع اليه (رياض ج ۱ ص ۱۴۲)

قال ابوبكر عهد الى رسول الله ﷺ انه ليس من نبى يموت الا دفن حيث يقبض (ايضا ص ۲۰۹)

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ خدا کے رسول جہاں انتقال فرماتے ہیں وہ وہاں ہی دفن کئے جاتے ہیں (موطا امام مالک ص ۱۵۴)

ابن عبد آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بھی حضور ﷺ کو آپ کی اسی خواہگاہ میں دفن کر دو

ادفنه في موضع فراشه (شامل ترمذی ص ۲۸ مسند احمد ج ۱ ص ۱۳)

پانچ سب صحابہ کرام نے آپ کے اس بیان پر اپنی رائے ترک کر دی اور حضور ﷺ کو اپنے گھر نماز حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ میں دفن کیا گیا۔

بدا حضرت علی مرتضیٰ نے بھی اسکی تائید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں

انه ليس في الارض بقعة اكرم على الله من بقعة قبض فيها نفس

نبیہ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ص ۸۱۳۔ سراج المنیر ج ۲ ص ۲۷۲)

اللہ کے نزدیک روئے زمین پر اس جگہ سے افضل کوئی مقام نہیں جہاں اس کے نبی کا وصال شریف ہوا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند ان کے حجرہ میں گرے ہیں چونکہ حضرت ابو بکر صدیق تاجیر میں بہت اونچا مقام رکھتے تو آپ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا تذکرہ کیا حضرت ابو بکر نے اس کا کوئی نہیں دیا خاموش رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا اور حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ اکر مدفن اور روضہ بنا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ

هذا احد اقمارك وهو خيرها (موطا امام مالک ص ۱۵۴)

اے عائشہ یہ تمہارے حجرہ کا پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے

پھر بعد میں جب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی آخری آرام گاہ بھی یہیں بنی تو یہ تینوں چاند حضرت عائشہ کے حجرہ مبارکہ میں آ گئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کس قدر خوش قسمت اور اللہ کے ہاں اعلیٰ منزلت پائی ہیں کہ ان کا گھر حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ بنا اسلئے کہ یہ جگہ اللہ کے ہاں بھی سب سے زیادہ مقدس و محترم ہے اور اللہ نے اپنے محبوب اور سب سے آخری پیغمبر ﷺ کے بدی آرام لئے اسی حصہ زمین کو منتخب فرمایا جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا گھر ہے حضرت عائشہ سمجھتی فرماتے ہیں کہ

فهذا اصل الاجماع على تفضيل البقعة التي ضمت اعضائه على

جميع الارض حتى الكعبة (شرح شفا کل ج ۲ ص ۵۸۹)

یہ (مذکورہ) حدیث اجماع امت کی اصل ہے کہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ کعبۃ اللہ

بھی وہ جگہ افضل ہے جہاں حضور اقدس نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کے اعضاء شریفہ لگے ہوئے ہیں

یہ سب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اکابر علماء دیوبند کا بھی وہ اجماعی عقیدہ نقل کر دیا جائے جسے وقت کے بیل القدر محدث حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی نے سب علماء دیوبند کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھا تھا اور جس پر سب اکابر علماء دیوبند نے دستخط فرمائے ہیں

پس اس بقعہ مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں

فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التي ضم أعضائه ﷺ أفضل مطلقا حتى من الكعبة ومن العرش والكرسي كما صرح به فقهاؤنا (المهند على المفند ص ۳۵)

وہ حصہ زمین جو حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و لرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۳۵)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کا بیان ملاحظہ فرمائیے

وأجمعوا على أن الموضع الذي ضم أعضائه الشريفة ﷺ أفضل بقاء الارض حتى موضع الكعبة كما قاله ابن عساكر والباقي

وابوالوليد سليمان ابن خلف الحافظ الفقيه والقاضي عياض (فتح المبین ج ۳ ص ۴۱۹)

یہاں اللہ کے سب سے محبوب رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں حضرت ابوبکر صدیق ہیں حضرت عمر فاروق ہیں اور قرب قیامت یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہو کر ان دونوں کو دو پیغمبروں کے مابین جگہ پانے کا شرف دیں گے۔

جس کے ان کے سامنے کام زیادہ اور باتیں کم تھیں۔ آج بعض اوقات ہم یہ سنتے ہیں کہ فلاں صاحب نے نوے منٹ تقریر کی، فلاں شخص نے چھ گھنٹے کا خطبہ، صدارت پڑھا اور فلاں نو گھنٹے مسلسل خطابت دکھاتا رہا، تو ہمیں زیادہ تعجب نہیں ہوتا، ممکن ہے ہمیں قرون اول کے رہنماؤں کے متعلق بھی ایسا ہی گمان ہو کہ وہ بڑے فصیح و بلیغ عرب تھے۔ لہذا وہ بھی اس طرح گھنٹوں کے متعلق خطابت کے کمالات دکھایا کرتے ہوں گے۔ لیکن واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں نمونہ تھے۔ نبویؐ زندگی کا۔ اور خود نبویؐ زندگی میں ہمیں کوئی طویل خطبہ نہیں ملتا۔ خلفائے راشدین بھی اس معاملے میں حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلے۔ وہ اپنی عملی زندگی میں خلا کو تقریری حاشیوں سے پر کرنے کے قائل نہ تھے، بے ضرورت اور غیر مفید گفتگوؤں کے لئے ان کے پاس وقت ہی نہ تھا۔ اسی لئے وہ جو کچھ بھی کہتے۔ وہ ”ماقل و دل“ کا نمونہ ہوتا۔

جی تھوڑے وقت اور کم سے الفاظ میں اپنے مطالب سمجھا دیتے۔ اس کے باوجود ان کے چند جملوں میں خطابت کے تمام شرائط سمٹ کر آجاتے تھے جناب صدیق اکبرؓ کے خطبہ خلافت کو بھی اسی نگاہ سے دیکھنا چاہئے کہ ایک سو فی صد عملی رہنما تھوڑے وقت میں چند ایسے بنیادی حقائق کو سمجھا رہا ہے جن کے بغیر نہ کوئی اعلیٰ سوسائٹی بن سکتی ہے۔ نہ کسی ستھرے نظام مملکت کا تصور کیا جاسکتا ہے پھر مخاطب وہ امت ہے جسے نبوی تربیت نے ذہن رسا و خاشا ہے ایسا ذہن رسا جو ذہانت و بیان کا محتاج ہی نہیں ہوتا۔

اب جناب صدیق اکبرؓ کے اس خطبے کو سنئے جو آپ نے انتخاب خلافت کے بعد پہلی مرتبہ دیا۔ ہم اس کے ایک ایک ٹکڑے کو نقل کر کے الگ الگ بتائیں گے کہ معاشرتی زندگی کے لئے یہ کس قدر ضروری اور اساسی باتیں ہیں

نعمان اسحاق بن یسار نے حضرت انس بن مالک سے یہ خطبہ صدیقیوں نقل کیا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اسلامی اور غیر اسلامی نظام زندگی میں سب سے بڑا بنیادی

فرق یہی ہے کہ اسلام میں اس کا آغاز و انجام سب کچھ ہدایت خداوندی سے وابستہ ہوتا ہے اور غیر اسلامی نظام میں خدا سے بے تعلقی ہوتی ہے۔ حمد خداوندی کے بعد آپ نے پہلی بات فرمائی کہ:

﴿ أَيُّهَا النَّاسُ فَانِي قَدُولِيَّتْ عَلَيْكُمْ وَ لَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ﴾

اے لوگو! میں تمہارا والی اور امیر بنایا گیا ہوں لیکن میں تم سے برتر نہیں ہوں۔

ایک اسلامی معاشرے میں جس انداز کا نظام مملکت ہونا چاہئے اس کا بنیادی تصور یہ ہے کہ اس میں قانون کے آگے ہر فرد یکساں ہے کوئی کسی سے برتر و بہتر نہیں امیر یا خلیفہ بننے سے کوئی شخص قانون سے بالاتر نہیں ہو جاتا۔ وہ صرف افراد مملکت کی نگرانی کی خدمت انجام دیتا ہے ورنہ اس میں اور عوام میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں ذرا سی حکومت ہاتھ آجائے تو انسان کا دماغ اڑنے لگتا ہے اس میں تعلیٰ آجاتی ہے وہ اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وہ رعوت ہے جو انسانی معاشرے کو حاکم و محکوم کے دو طبقوں میں بانٹ دیتی ہے۔ اور یہ خلیج زیادہ وسیع ہوتی جا رہی ہے اسی قدر سوسائٹی میں گھن لگتا جاتا ہے۔ جناب صدیق اکبرؑ نے اسی حقیقت کو واضح گاف کیا ہے کہ اسلامی معاشرے میں آقا و غلام، بادشاہ و رعایا اور حاکم و محکوم کا کوئی تصور نہیں۔ یہاں سب بھائی بھائی ہیں۔ اور سب مساوی حقوق رکھتے ہیں۔ ذرا بتائیے ایک اعلیٰ سوسائٹی کا کیا اس سے بھی کوئی بہتر تصور ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

﴿ فَاِنْ أَحْسَنْتَ فَأَعْيُنُونِي وَ اِنْ زَغْتْ فَقَوْمُونِي ﴾

اگر میں اچھے کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو ذرا یہ ذہن میں رکھنے کہ ایک فرماں روا یہ باتیں اس عہد میں کر رہا ہے جب کہ فرماں روائی کا مطلب قیصری و کسری، جبر و استبداد تھا۔ افراد مملکت کو ضمیر کی یہ آزادی اور کس نے دی ہے؟ اب تو یہ مسلم ہو گیا ہے کہ اعلیٰ معاشرہ وہی ہے جہاں حریت ضمیر کی نعمت حاصل ہو اور اپنی ہی

صحیح و عاقلانوں کو جبر و استبداد سے منوانے کا فرعون جندہ نہ ہو، یورپ کے بادشاہوں میں آج بھی اصول تسلیم شدہ ہے کہ بادشاہ غلطی نہیں کرتا لیکن صدیق اکبر کی راست بازی اور فلاح و منجلی کو دیکھئے وہ کیسی صاف گوئی سے فرما رہے ہیں کہ غلطی مجھ سے بھی ہو سکتی ہے لہذا جب بیا کروں تو مجھے سیدھا کر دو اور امداد نیک ہی کاموں میں کرو.... پھر فرمایا:

﴿ الصدق امانة والكذب خيانة ﴾ سچائی امانت اور دروغ خیانت ہے
 ایک ایسی صحیح حقیقت ہے جو ہمیشہ تسلیم شدہ رہے گی اور کبھی اس میں ترمیم و اضافہ نہ ہو سکے گا
 یہ ایسا اخلاق درس ہے جو ہر اعلیٰ سوسائٹی کی جان ہے جس معاشرے میں صدق کی محافظت کی جائے اس کے سنور نے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور جس سوسائٹی میں دروغ پایا جائے اس کی بربادی میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ پھر آپ نے فرمایا

﴿ الضعيف فيكم قوى عندى حتى ارجع عليه حقه ان شاء الله

والقوى فيكم ضعيف حتى اخذ الحق منه ان شاء الله ﴾

یہاں تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے، تاکہ اس کا حق اسے واپس دلوادوں انشاء اللہ۔ اور جو تم میں طاقت ور ہے وہ بے زور ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق اگلوں، انشاء اللہ۔

یہاں ذرا غور سے کام لیجئے۔ ایک اعلیٰ معاشرے کا تصور کیا ہو سکتا ہے؟ یہی کہ اس میں عدل کے نفاذ پورے ہوتے ہوں کوئی طاقتور، کمزور کا حق نہ چھین سکے۔ اور اگر ایسا کرے تو بے بس نظموں کی رادار سی ہو، اور اس کا غضب کیا ہوا حق اسے واپس دلوادیا جائے۔ وہ مملکت اور سوسائٹی کیا جہاں قانون کمزوروں کو تو اپنی گرفت میں لے لے اور طاقتوروں سے چشم پوشی کر جائے؟ جہاں ان ظالموں کا ظلم دور نہ کیا جائے اور مظلوم کمزوروں کی کوئی حمایت نہ کی جائے؟ یہی تو ہے ان مخصوص صفت جو ایک ریاست کو عادلانہ ریاست اور ایک معاشرے کو اعلیٰ معاشرہ بناتی ہے۔

یہی ہے وہ اصل فریضہ امیر و خلیفہ، جس کا اعلان جناب صدیق اکبرؓ نے اپنے پہلے خطبہ خلافت میں فرمایا۔

یہاں آگے چلنے سے پہلے ایک اور نکتے کو بھی سمجھ لیجئے وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا فریضہ بیان کرتے ہوئے دو جگہ لفظ ”انشاء اللہ“ فرمایا ہے۔ ہمارے ہاں اس لفظ کا استعمال عزم، ناپختگی اور ارادے کے ڈھیلے پن کی غمازی کرتا ہے۔ یعنی کوئی وعدہ مشکوک ہو یا ارادہ پختہ نہ ہو ”انشاء اللہ“ کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں فی الجملہ آزادی حاصل ہو گئی یا یہ کہ اب اتنی زیادہ پابندی نہیں رہی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ انشاء اللہ کا مفہوم نہیں۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اپنی طرف سے تو تکمیل کار کی ہر ممکن کوشش ہو اور کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر اچانک مشیت الہی کوئی ایسی رکاوٹ پیدا کر دے جس کو دور کرنا اپنے بس کی بات نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اسے کوتاہی، غفلت، بے اعتنائی یا ترک کوشش نہیں کہا جائے گا۔ انشاء اللہ کا صرف یہی مفہوم ہے، نہ کہ ارادے کا ڈھیلہ پن۔ یہ تم قرآنی بھی ہے کہ وَلَا تَقُولَنَّ لِسَيِّئٍ اَتَيْ فَاَعِلْ ذَلِكَ غَدًا اِنَّ يَشَاءَ اللّٰهُ لَيَعْنِي ”بغیر اللہ کے یہ دعویٰ مت کرو کہ میں فلاں کام کل ضرور کروں گا۔“ یہ لفظ انسان کے اذع اور تکبر دور کرنے کے لئے نہ کہ ارادے کو کمزور کرنے کے لئے ہے

اس کے بعد جناب صدیق اکبرؓ نے زندگی کا ایک ایسا گریبتایا جس کے بغیر کوئی معاشرہ پنپ نہیں سکتا۔ ارشاد فرمایا :-

﴿ لَا يَدْعُ قَوْمَ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِلَّا خَذَلَهُمُ اللّٰهُ بِالذَّلِّ ﴾

ترجمہ :- جو قوم بھی جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ بیٹھے اُسے اللہ ذلت میں

ڈال دیتا ہے۔

جہاد سے مراد قتال و جنگ نہیں۔ جہاد کہتے ہیں سعی و بلیغ اور انتہائی کوشش کو..... جان و مال،

اجابت، نسب، علم، عزت، وقت، دل، دماغ، ہاتھ، پاؤں غرض جس چیز کو بھی آپ اعلیٰ اقتدار سے لئے پوری طرح لگا دیں گے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہو گا۔ مردہ قوموں میں یہ صلاحیت بھی مردہ ہو جاتی ہے اور وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر رہتی ہیں۔ اور جاندار قوموں میں یہی اہتمام اجابت مائل ہوتا ہے۔

اس کے بعد حضرت صدیقؑ نے معاشرے کی بقاء کے لئے ایک اور اعلیٰ اخلاقی درس دیا :-

﴿ وَلَا يَشِيعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ الْأَعْمَهُمُ اللَّهُ بِالْبَلَاءِ ﴾

ترجمہ :- جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے، اس میں وباؤں اترتی ہیں۔

اسی سوسائٹی کے لئے بے حیائی کی باتوں سے زیادہ اور کوئی چیز تباہ کن نہیں ہوتی، آپ نے اس سے قوم کو خبردار کیا۔

اس کے بعد حضرت صدیقؑ نے ایک ایسی بات فرمائی جو ایک خدا پرست کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ خدا پرست بھی ایسا جس کے دل کے کسی گوشے میں ہو س اقتدار اور سودائے حکومت کی کوئی رمتی موجود نہ ہو۔ فرماں روا الیٰ ان ملک اپنی اطاعت کس طرح کراتے ہیں۔ اور اپنی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تعمیل کیوں کر کراتے ہیں؟ اور اس مقصد کیلئے کید و مکر اور ظلم و جور کے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں فنِ تاریخ کے مبتدی طالب علم سے بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن بدنام صدیق اکبرؑ کیا چاہتے ہیں۔ اسے بھی سنئے۔ فرماتے ہیں :-

﴿ أَطِيعُونِي مَا اطَعْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِذَا عَصَيْتُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَلَا

طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ۔ ﴾

ترجمہ :- جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا رہوں تم بھی میری اطاعت کرو۔ اور اگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری

اطاعت درست نہیں۔

اللہ اکبر! طاعت الہی کی پابندی کی شرط کے ساتھ حریت ضمیر کا یہ کتنا شاندار پروانہ ہے۔ آئی دنیا کوئی ”چارٹر“ پیش کیا جاسکتا ہے جو قانون کی بالائری کی تائید میں اور شخصیت پرستی کی نفی میں اس سے زیادہ واضح اور مبنی بر صداقت ہو؟ کیا ایک معاشرے کے جمہوری نظام کو اعلیٰ ترین منزل پر پہنچانے کے لئے اس سے برتر ہدایت و اصول کی تلاش بھی ممکن ہے؟ یہی ہے ایک اسلامی ریاست کی وہ اساس جس کی طرف دنیا کی متمدن قومیں خود بخود کشاں کشاں چلی آرہی ہیں۔ صرف یہ ہے کہ جنہوں نے قانون الہی کی اساسی برتری کو ابھی تسلیم نہیں کیا ہے انہوں نے بھی نفس قانون کی بالائری کو مان لیا ہے۔ اگرچہ ابھی تک عملاً ان کے ہاں اس کے کئی گوشے عیاں ہیں۔ جناب صدیق اکبرؒ نے اپنے اس اعلان میں ایک بڑی بنیادی حقیقت کی پرچم کشائی فرمائی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک اچھا معاشرہ غیر مسلم قوم کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک اعلیٰ اسلامی سوسائٹی بنیادی طور پر اس سے مختلف ہوتی ہے۔ وہاں اطاعت صرف قانون کی ہوتی ہے جو انسان ہی وضع کرتے ہیں اور یہاں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہوتی ہے اور امیر یا خلیفہ اسی کی اطاعت کراتا ہے اور خود بھی اسی کا پابند رہتا ہے!

اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؒ نے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی :-

﴿ قَوْمُوا إِلَىٰ صُلُوتِكُمْ بِرَحْمَتِ اللَّهِ ﴾

ترجمہ :- اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے گا۔

ممکن ہے یہ کسی نماز کا وقت ہو، یا شکرانے کی نماز ادا کرنی مقصود ہو، لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ یہ صرف دو رکعت کی امامت نہ تھی۔ صلوٰۃ تو اہل اسلام کے اجتماعی نظام کا ایک عملی نمونہ اور اس کی لگاتار ٹریننگ یا تربیت یا مشق ہے۔ جس میں ایک ذہنی ہم آہنگی کے لئے منتشر قوتوں کو یکجا و منظم کیا جاتا ہے۔ بلند و پست کی تفریق کو ختم کیا جاتا ہے۔ اطاعت امیر کی عادت ڈالی جاتی

غلطی کرے تو اسے لقمہ دے دیا جاتا ہے اور ان تمام قدروں کو صرف مسجد کی چار
 آردہ کی تک محدود نہیں رکھا جاتا بلکہ ساری انفرادی و اجتماعی زندگی پر پھیلا ہوا مقصود ہوتا ہے۔
 فرض نظام صلوٰۃ تمام روحانی و سیاسی اقدار کا جامع ہے۔ یہی اسلام کی عمرانی زندگی کی ابتداء اور یہی
 بناء ہے۔ جس کی طرف سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے قوم کو توجہ دلائی ہے۔
 فرض آپ کا یہ پہلا خطبہ خلافت ایک اعلیٰ عمرانی زندگی کے لئے ایسا جامع ہدایت نامہ ہے۔ جس
 سے زیادہ اور کسی امر کی دعوت نہیں دی جاسکتی۔

نام احمد ثنین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نقل کرتے ہیں
 کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اور مسئلہ خلافت طے ہو جانے کے بعد آپ نے جو خطبہ دیا اس
 ثمایہ بھی فرمایا

اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھیو..... میں پیغمبر ﷺ کا خلیفہ تو ہوں لیکن دو باتوں کی
 مجھ سے امید نہ رکھنا ایک وحی کی اور دوسرے شیطان سے عصمت کی..... (اس
 خطبہ کے آخر میں یہ بھی ہے) میں معصوم نہیں ہوں پس تم پر میری اطاعت انہیں
 امور میں فرض ہے جو خدا کی شریعت اور پیغمبر کی سنت کے موافق ہوں ان کے
 خلاف میں کچھ کہوں تو اسے نہ مانو بلکہ مجھے ٹوکنا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۲۹)

نصرت شاہ صاحب قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں

یہ وہ عقیدہ ہے جس پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے جو سراسر انصاف ہے چونکہ
 لوگ پیغمبر ﷺ کی ریاست کے عادی تھے اور اپنی ہر مشکل وحی الہی کی طرف رجوع
 کر کے حل کرتے تھے اور پیغمبر کی معصومیت کے سبب آپ کی ہر بات بلاچوں
 پر قبول کیا کرتے تھے اس لئے اب بدلے ہوئے حالات میں خلفائے رسول ﷺ
 کے لئے یہ ضروری تھا کہ لوگوں کو بتائیں کہ یہ دونوں خصلتیں پیغمبر کے ساتھ

مخصوص ہوتی ہیں انہی میں پائی جاتی ہیں ان کے علاوہ کسی میں نہیں چاہے وہ انسان یا
نائب ہی ہو اور وہ نائب چاہے خود رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہو یا امت سے
انہیں اپنا امیر اور نائب رسول منتخب کیا ہو (ایضاً)

۲..... حضرت اسامہ بن زیدؓ کا لشکر بھیجنے کا مسئلہ :-

حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر ملتے ہی عرب کے بعض قبائل دین اسلام سے منحرف
ہونے لگے، اور طرح طرح بغاوتیں رونما ہوئیں۔ کئی مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے جن میں
ایک مسلمانہ کذاب تھا، جس نے حضور ﷺ کے آخر وقت میں سر اٹھایا، اور اس بدعت نے آپ
بھی ایک خط بھیجا انہی مدعیان نبوت میں اسود عسی بھی تھا۔ اور سجاح نامی ایک عورت بھی نبوت
و غویدار تھی حضرت ابو بکر صدیق کی ایمانی غیرت اور ملی حمیت کیسے برداشت کرتی کہ اسلام پر
کوئی شب خون مارے اور ان کے جیتے جی اسلام کے دامن پر کوئی دھبہ آجائے آپ نے حکم دیا کہ
اسلام کے خلاف جتنی بھی بغاوتیں اور تحریکیں اٹھ رہی ہیں ان کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر
جائے اور جب تک وہ راہ راست پر نہیں آجاتے اس وقت تک ان کے ساتھ کسی قسم کی نرمی
معاملہ نہ برتا جائے آپ نے صرف حکم ہی نہیں دیا بنفس نفیس میدان میں اتر آئے۔

کون نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس بات
کی وصیت فرمائی تھی کہ اسامہ کا لشکر ملک شام کی طرف روانہ کر دیا جائے، ابھی یہ لشکر قریب
ہی تھا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ اس وقت
حالات چونکہ پہلے سے بہت مختلف ہیں اس لئے لشکر کو فی الحال کوچ کرنے سے روک دیا جائے
اور حالات کے قابو میں آجانے پر یہ لشکر روانہ کیا جائے مگر آپ نے صحابہ کرام کے اس مشورہ کو

قبول نہ فرمایا بلکہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اسامہ کے لشکر کو کسی صورت میں
والا نہیں ہوں کیونکہ یہ حضور ﷺ کا حکم ہے اگرچہ مجھے جنگل کے درندے چیر پھاڑ کر رہ دیں
لو انی علمت أن السباع تاكلني في هذه المدينة لانفذ جيش
أسامة كما قال ﷺ امضوا جيش أسامة فلن يصيبنا الا ما كتب الله
لنا (رياض ج ۱ ص ۱۴۹)

حضرت امام سیوطی لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
واللہ۔ اگر مجھے جانور اچک کر لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہو گا کہ میں
حضور اکرم ﷺ کے دئے کسی حکم میں تبدیلی کر لوں (تاریخ الخلفاء ص ۷۴)
یہ فرما کر آپ نے حضرت اسامہ کو روانگی کا حکم دے دیا اور خود بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے
اور کہا کہ جاؤ اللہ ہماری مدد کرے گا

امض فان الله سيعيننا (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۱۹)
بعض ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضرت اسامہ کی بجائے کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو اس معاملے
میں زیادہ تجربہ کار ہو حضرت عمر فاروق ان کی یہ درخواست سنانے لگے تو آپ نے حضرت عمر
فاروق کی داڑھی پکڑی اور فرمایا اے عمر کچھ تو سوچ کیا کہہ رہا ہے اسامہ کو تو حضور ﷺ نے امیر
دعائل بنایا ہے اور تم لوگ کہہ رہو کہ میں اسے ہٹا کر کسی دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دوں ایسا
نہیں ہو سکتا

استعمله رسول الله صلى الله عليه وسلم وتامرني ان اعزله (تاریخ
طبری ج ۲ ص ۴۶)

یہ فرما کر آپ چلنے لگے حضرت اسامہ نے عرض کی کہ آپ سواری پر آجائیں یا پھر مجھے اجازت
دیں کہ میں سواری سے اتر آؤں آپ نے فرمایا نہ تو سواری سے اترے گا اور نہ میں سوار ہوں گا

میں پیدل اس لئے چل رہا ہوں کہ اللہ کے رستے میں چلنے کا جو اجر ہے وہ مجھے مل جائے اور میرے
قدم بھی اللہ کی رُو میں مٹی سے آلودہ ہو جائیں

يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَتَرْكَبَنَ أَوْ لَا نَزِلَنَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا نَزِلَنَ
وَاللَّهُ لَا أَرْكَبُ وَمَا عَلَيَّ أَنْ أَغْبِرَ قَدَمِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ (ایضاً)

یہ درحقیقت حضور اکرم ﷺ کے اس فعل مبارک کی اتباع ہے جو حضور ﷺ نے حضرت سہیل
بن جبہ کو یمن کی جانب روانہ کرتے ہوئے اختیار کیا تھا کہ حضرت معاذ سواری پر تھے اور عمر
رضی اللہ عنہ پیدل ساتھ تھے تشریف لے جا رہے تھے۔ چنانچہ آپ پیدل چلتے رہے اور ساتھ ساتھ
انہیں قیمتی نصیحتیں بھی فرماتے تھے

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے یہی مسئلہ آپ کے سامنے آیا اللہ تعالیٰ نے
آپ کی اس مازک موڑ پر مدد فرمائی اور آپ اپنے موقف پر پوری ہمت اور ثبات قدمی کے ساتھ
بے رعبہ عالمہ بن خلدون لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلے اسامہ کے کمر
کو روکا نہ کیا تھا

وكان أول ما اعتصمه انفاذ بعث أسامة (مقدمہ ابن خلدون ص ۶۵)

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) بھی لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے کیا

والله لا اهل راية عقدها النبي ﷺ وكان انفاذه من اعظم المصالح
التي فعلها ابو بكر رضي الله عنه في اول خلافته (منهاج السنن ج ۶ ص
۳۱۹)

اس سے حضرت ابو بکر کے عزم و ارادہ کی پختگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ جو لوگ اس گمان میں تھے
کہ حضور ﷺ کے بعد اس امت کی زمام کار سنبھالنے والا کوئی نہ ہو گا انہیں یہ دیکھ کر سخت ہلا
ہوئی اور ان کے مکروہ عزائم آپ کے اس فرمان پر دھڑے دھڑے رہ گئے۔ پھر سب

دیکھا کہ حضرت اسامہ جس مہم پر تشریف لے گئے تھے تقریباً چالیس یا ستر دن کے بعد آپ ان اہم مہم میں پوری طرح کامیاب ہو کر لوٹے یہ حضرت ابو بکر تھے جنہوں نے صحابہ کرام نے ہر اہم مہم سے باہر نکل کر اس قافلہ کا نہایت جوش و خروش سے استقبال کیا اور سب نے آپ کو راج تحمین پیش فرمایا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

واشار علیہ غیر واحد ان یرد الجیش خوفا علیہم فانہم خافوا ان یطمع الناس فی الجیش بموت النبی ﷺ فامتنع ابو بکر من رد الجیش وامر بانفاذہ فلما راہم الناس یغزون عقب موت النبی ﷺ کان ذلك مما اید الله به الدین وشد به قلوب المؤمنین وأذل به الکفار والمنافقین وکان ذلك من کمال معرفۃ ابی بکر الصدیق وایمانہ ویقینہ وتدبیرہ (منہاج السنہ ج ۵ ص ۴۸۹)

۳..... انبیاء کرام کی وارثت کا مسئلہ :-

حضور ﷺ کے ترکہ کا مسئلہ سامنے آیا کہ جس طرح ایک شخص کے انتقال کے بعد اولاد میں اس وراثت جاری ہوتی ہے تو کیا حضور اکرم ﷺ کے انتقال پر بھی ایسا ہوگا؟ جب حضرت ابو بکر کو ان کی اطاعت ملی تو آپؐ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی وراثت کا مسئلہ عام لوگوں سے بالکل جدا ہے کیونکہ خود جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمائی ہے کہ انبیائے کرام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہو کرتی خدا کا نبی جو کچھ بھی چھوڑ کر جاتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

قال ابو بکر ان رسول الله ﷺ قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۶)

منصب نبوت کی تقدیس اس مسئلہ میراث سے خوب ظاہر ہوئی اور یہ بہت بڑی خدمت دین پاک کی تھی جو خداوند قدوس نے حضرت صدیق اکبرؓ سے لی۔

حضور اکرم ﷺ کی سب سے پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے پاس اس مسئلہ کی تفصیل موجود نہ تھی اسلئے آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں کسی کو بھیجا اور اس موضوع پر گفتگو کی حضرت ابو بکر صدیق نے ان سے بھی یہی بات فرمائی کہ انبیاء کرام کی میراث ان کی اولاد میں جاری نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے حضور ﷺ کے اہل بیٹک اس سے مستفید ہوتے رہیں گے اور میں ہر وہ کام کروں گا جس کو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے ایسا نہیں ہوگا کہ حضور ﷺ نے کوئی عمل یا امر فرمایا ہو اور ابو بکر اس پر عمل پیرا نہ ہو

لأنورث ما تركنا صدقة انما ياكل آل محمد في هذا المال واني ادع
امرا رايث رسول الله يصنعه فيه الا صنعته (مسند احمد ج ۸ ص ۸)

يقول ان النبي ﷺ لا يورث - ولكني اعول من كان رسول الله ﷺ
يعول وانفق على من كان رسول الله ﷺ ينفق (مسند احمد ج ۱۹ ص ۱۹)

واني والله لأغير صدقات النبي ﷺ عن حالها التي كانت عليه في
عهد النبي ﷺ ولأعملن فيها بما عمل رسول الله ﷺ فيها (دلائل
النبوة ج ۷ ص ۲۸۰)

واما الذي شجر بيني وبينكم من هذه الاموال فاني لم آل فيها عن
الحق ولم اترك امرا رايث رسول الله ﷺ يصنعه فيها الا صنعته
(مسند احمد ج ۱ ص ۱۸)

اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں ہوا تو میں
اس میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر و عمل کو نہیں چھوڑا جس پر

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عمل کرتے دیکھا (جو عمل آپ کرتے رہے میں وہی کروں گا)

عصا و اباب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ صورت حال معلوم ہونے پر کچھ دم بخود ہی ہو گئیں۔ جب بات پوری طرح آپ پر کھل گئی تو آپ کی ناراضگی جاتی رہی اور پھر یہ مسئلہ کتب بھی نہ آیا حضرت علی مرتضیٰ نے بھی اپنے دور خلافت میں اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہ دیا۔ اپنے اسی طرح تسلیم کئے رکھا جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے واضح فرمادیا تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق کے اس بیان کو معروف امامی شیعہ عالم ماباقر مجلسی نے بھی نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق نے پہلے حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس بیان فرمائی پھر آپ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراء کی منقبت بیان کی پھر کہا

و کے تو را از حق خود بیروں نمی گرداند بخدا سوگند کہ من از رائی رسول خدا تجاوز نہ کرده ام و آنچه کرده ام باذن او کرده ام و خدا را گواہ میگردم کہ شنیدہ ام از رسول خدا کہ گفت ما گروہ انبیاء میراث نمی از اریمنہ طلاء و نہ نقرہ و نہ خانہ و نہ عقار و نیست میراث ما..... و ایں را با اتفاق مسلمانان کرده ام و دریں امر منفرد و تنها نبوده ام (حق الیقین ص ۱۲۶)

(ترجمہ) اے رسول خدا کی صاحبزادی۔ آپ کو کوئی بھی آپ کے حق سے محروم نہیں کر سکتا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کے فرمان سے ذرا بھی تجاوز نہیں کیا ہے اور جو کچھ بھی کیا ہے ان کے حکم سے ہی کیا ہے اور میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء میراث چھوڑ کر نہیں جاتے نہ سونا چاندی اور گھر زمین ہماری وراثت بنتی ہے ہماری وراثت پیغمبرانہ علم ہوتا ہے اور جو کچھ ہماری خوراک ہوتی ہے اس

میں ولی امر ہمارے بعد ہمارا جانشین ہوتا ہے اور اس سے متعلق وہی فیصلہ کرتا ہے سو میں نے بھی اسی طرح فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ آپ (حضرت فاطمہ الزہراء) نے مجھ سے طلب کیا ہے وہ مسلمانوں کے بیت المال میں جائے گا اہل اسلام اس سے سامان حرب خریدیں گے اور کافروں سے (بوقت ضرورت) جہاد کریں گے۔ اور یہ فیصلہ میں نے مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے اس فیصلہ میں میں اکیلا نہیں ہوں۔

حضرت علی مرتضیٰ کے خطبات پر مشتمل کتاب نہج البلاغۃ کے شارح علامہ میثم بن علی عراقی (۶۷۹ھ) نے تسلیم کیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق دوبارہ ان سے گفتگو کے لئے آئے حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح حضور ﷺ آپ کا خیال رکھتے تھے ابو بکر بھی اسی طرح خیال رکھے گا اور اس پر خدا کو گواہ بنایا تو ان کی بات سن کر حضرت فاطمہ الزہراء راضی ہو گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق سے اس بات پر عہد بھی لے لیا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق جب فدک کا غلہ وصول کرتے تو اہلبیت کی ضرورت کے مطابق ان کو اس کا حصہ پہنچا دیتے یہ سلسلہ حضرت امیر معاویہ تک اسی طرح چلتا رہا۔

ولك على الله ان اصنع بها كما كان يصنع فرضيت بذلك واخذت
العهد عليه به وكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها ما يكفيهم ثم فعلت
الخلفاء بعده كذلك الى ان ولي معاوية (شرح نہج البلاغۃ ج ۵ ص ۱۰۷ خط
نمبر ۴۴)

حضرت علی مرتضیٰ کے دور خلافت میں جب آپ سے فدک کے موضوع پر گفتگو کی گئی کہ آپ اپنا حق کیوں وصول نہیں کر لیتے تو آپ نے فرمایا

انی لاستحی من الله ان أرد شیئاً منع منه ابوبکر وأمضاه عمر ()
شرح نہج البلاغۃ لابن حدید ج ۴ ص ۹۴)

مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اس چیز کو واپس لے لوں جس کو حضرت ابو بکر نے نہیں لوٹایا اور حضرت عمر فاروق اس فیصلے پر عمل کرتے رہے۔

فَقَالَ اِنِّى لِأَسْتَحْيِى مِنْ اللّٰهِ اَنْ اَنْقُضَ شَيْئًا فَعَلَهُ اَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ
(ریاض ج ۱ ص ۱۹۱)

قال على ابن ابى طالب انى أستحى من ربى أن أخالف أبابكر
(فضائل ابی بکر ص ۴۷۱ طالع العشاری (۴۲۶ھ) كنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۲)

مجھے حضرت ابو بکر کی مخالفت کرنے سے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔
ایک مرتبہ اسی طرح کے ایک دوسرے موقع (مسئلہ کالہ) پر حضرت عمر فاروق نے بھی فرمایا
مجھے اس مسئلہ میں حضرت ابو بکر کی مخالفت کرنے پر اللہ سے شرم آتی ہے
انى لاستحى من الله ان أخالف أبابكر (المصنف لابن ابی شیبہ۔
موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۴۴)

حضرت امام حسین کے پوتے حضرت زید بن علی (۱۲۱ھ) سے ایک مرتبہ کسی نے باغ فدک
کے بارے میں کہا تو آپ نے اس کی تردید فرمادی حافظ عمر بن شبہ کہتے ہیں

ان زيدا هذا الامام الجليل قيل له ان ابابكر انتزع من فاطمة فدك
فقال انه كان رحيمًا وكان يكره ان يغير شيئًا تركه رسول الله ﷺ
(صواعق محرقة ص ۵۳)

جليل القدر امام حضرت زید سے کہا گیا کہ حضرت ابو بکر نے حضرت فاطمہ سے باغ
فدک چھین لیا تھا تو آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر تو بہت رحم دل انسان تھے (آپ
ایسا نہیں کر سکتے تھے بلکہ) آپ تو ان تمام چیزوں میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے
چھوڑا تھا کسی بھی تبدیلی کو پسند نہیں فرماتے تھے

آپ فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق کا فیصلہ صحیح تھا اگر یہ غلط نہ ہو سکتا۔
تو میں بھی یہی فیصلہ کرتا

قال زيد وايم الله لو رجع الامر الى لقضيت فيه بقضاء ابي بكر
شرح صحيح البخاري لابن المحيد ج ۴ ص ۸۲) اما انا فلو كنت مكان ابي بكر
لحكمت بمثل بما حكم به ابو بكر في فذلك (دلائل النبوة للإمام ابن
ج ۷ ص ۲۸۱- ابتدایہ ج ۵ ص ۲۹۰)

حضرت ابو بکر صدیق کی فہم و فراست نے اس بڑے مسئلہ کا حل اس طرح پیش فرمایا کہ غزوہ
پر اگر مارا غصہ ہوئی بھی تو وہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی اور کبھی کسی کے دل میں پھر کوئی غم
باقی نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔ اور سب سے راضی ہو۔

☆..... جمع قرآن کی سعادت کا شرف پانا

حضور اکرم ﷺ پر اللہ کا کام تمہارا اترتا رہا اور آپ اسے لکھواتے رہے اور پھر فرماتے کہ
پڑھ کر سناؤ تاکہ کوئی غلطی نہ رہ جائے آپ کو وہ نازل شدہ حصہ سنایا جاتا اور پھر قرآن پکڑ کر
لوگوں کو بتایا جاتا تھا قرآن کریم کے کاتبین کی تعداد چالیس کے قریب بتائی جاتی ہے جن میں
خلفائے راشدین کے علاوہ حضرت اہلی بن کعب حضرت زید بن ثابت حضرت مغیرہ بن شعبہ
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم و جمعین جیسی بلند پایہ شخصیات تھیں

حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن کریم کے جتنے نسخے لکھے گئے ان کی کیفیت یہ تھی کہ یا تو وہ منزل
اشیاء پر لکھے گئے تھے کوئی آیت چمڑے پر..... یا درخت کے پتے پر..... یا کسی ہڈی پر..... زیادہ گھڑ
نئے نہیں تھے کسی صحابی کے پاس کوئی سورت تھی کسی کے پاس قرآن کا کوئی حصہ تھا بعض مقام

صحابہ کرامؓ کے ساتھ تفسیری جملے بھی لکھے ہوئے تھے۔ تاہم قرآن کریم شریف سے ان کے نسخے اب تک اصل صورت میں محفوظ تھا حضور ﷺ نے اپنی عمر کے آخری سال میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دو مرتبہ اس قرآن کا دور فرمایا تھا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۸) ابوبکر صدیقؓ (۲۲۳) اور آپ ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام قرآن کریم کے حافظ تھے یہاں پر صدیق خود ان حفاظ میں سے ایک تھے اور بہت اچھے حافظ قرآن تھے (تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

صدیق خود ان حفاظ میں سے ایک تھے اور بہت اچھے حافظ قرآن تھے (تاریخ الخلفاء ص ۵۲) حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں جو مختلف فتنے اٹھے ان واقعات و حالات میں سے ایک جنگ یمامہ بھی ہے یہ فتنہ ارتداد اور مرتدین کے خلاف اہل اسلام کی جنگ تھی اور یہ مسلمانوں کے لئے بڑا سخت معرکہ تھا اس جنگ میں بہت سے صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا جن میں قرآن کریم کے حفاظ کی بھی ایک بڑی تعداد تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور مرتدین کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا

اس جنگ میں چونکہ ان صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی تھی جو حفاظ اور قراء تھے اس لئے حضرت عمر فاروق کو فکر پیدا ہوئی کہ اگر خدا نخواستہ جنگوں میں حفاظ صحابہ یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہو گئے تو قرآن کریم کا کوئی حصہ کوئی آیت کوئی سورت نقل ہونے سے کہیں رہ نہ جائے چنانچہ آپ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور انہیں اپنی بے چینی اور فکر سے مطلع کیا اور کہا کہ آپ حکم فرمائیں کہ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے حضرت ابو بکر نے انہیں کہا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو حضور ﷺ نے نہیں فرمایا تاہم حضرت عمر فاروق کا اصرار بڑھتا رہا اور غرض کیا کہ واللہ یہ عمل بہتر ہی بہتر ہے حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ آخر کار مجھے بھی اس پر اطمینان ہو گیا اور اس کام کے لئے میرا بھی شرح صدر ہو گیا اور آپ بھی حضرت عمر فاروق کی آواز سے متفق ہو گئے

واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللہ صدری لذلك

ورایت فی ذلک الذی رای عمر (صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۵)۔ مسند امام احمد ج ۱
(ص ۲۳)

چنانچہ آپ نے حضرت زید بن ثابت جو نوجوان اور سمجھ دار تھے نیز انہیں کاتب وحی ہونے کا
شرف بھی ملا تھا کوبلایا اور ان سے فرمایا کہ

انک رجل شاب عاقل لانتھمک فی دینک قد کنت تکتب الوحی
لرسول اللہ ﷺ فتتبع القرآن فاجمعہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۵)۔ مسند
احمد ج ۱ ص ۱۹)

اے زید۔ یقیناً تم ایک سمجھ دار اور نوجوان شخص ہو ہم تمہارے دین اور دیانت داری
کو کسی بھی تہمت سے متہم نہیں کر سکتے اور تم حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی وحی کی
کلمات کی خدمت سرانجام دیتے رہے ہو اسلئے تم قرآن کریم کی آیات تلاش کرو اور
اسے جمع کرنا شروع کرو۔

حضرت زید کہتے ہیں حضرت ابو بکر نے مجھے جس ذمہ داری کو اٹھانے کا حکم فرمایا اس کی جگہ اگر
مجھے ایک پہاڑ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو زیادہ آسان تھا اور مجھے اس پر کچھ تامل تھا
اور میں نے بھی وہی بات کہی جو حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمائی تھی تاہم حضرت ابو بکر کا
اصرار بڑھتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ یہ کام خیر اور نیکی کا
ہے۔ چنانچہ پھر میں اس خدمت میں لگ گیا اور جہاں جہاں لکھا ہوا یا زبانی طور پر قرآن محفوظ تھا
اسے جمع کرنے لگ گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے جمع قرآن کا حکم دیتے ہوئے حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن
ثابت کو اس بات کی بھی تاکید فرمائی تھی کہ جو شخص تمہارے پاس قرآن کی کوئی آیت سورت
وغیرہ لے کر آئے تو دو گواہ بھی ساتھ ہوں تاکہ ہر آیت پورے اطمینان اور وثوق کے ساتھ

معنی میں لکھی جائے۔ حضرت علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ تھا کہ وہ دونوں میں سے کسی ایک کو ہی دین کہ یہ آیت حضور ﷺ کے سامنے آپ کے حکم سے لکھی گئی تھی (الرحمن ج ۱ ص ۱۵)

امرو بکر الصدیق عمر ابن الخطاب وزید بن ثابت فقال اجلسا علی باب المسجد فلا یاتینكما احد بشئی من القرآن تنكرانه یشهد علیه رجلا ن الا اثبتماہ (موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۲۵)

انقدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاهدين علی شئی من کتاب اللہ فاكتباه (ایضا ص ۲۱)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں

حضرت زید بن ثابت خود حافظ قرآن تھے لہذا وہ اپنی یادداشت سے پورا قرآن لکھ سکتے تھے اس کے علاوہ سینکڑوں حفاظ اس وقت موجود تھے ان کی ایک جماعت بنا کر بھی قرآن کریم لکھا جاسکتا تھا نیز قرآن کریم کے مکمل نسخے حضور ﷺ کے زمانے میں لکھ لئے گئے تھے حضرت زید ان سے بھی نقل فرما سکتے تھے لیکن انہوں نے احتیاط کے پیش نظر ان میں سے کسی ایک طریقہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان تمام ذرائع سے بیک وقت کام لے کر اس وقت تک کوئی آیت اپنے صحیفوں میں درج نہیں کی جب تک اس کے متواتر ہونے کی تحریری اور زبانی شہادتیں نہیں مل گئیں اسکے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے قرآن کی جو آیات اپنی نگرانی میں لکھوائی تھیں وہ مختلف صحابہ کے پاس محفوظ تھیں حضرت زید نے انہیں یکجا فرمایا تاکہ نیا نسخہ ان سے بھی نقل کیا جائے چنانچہ یہ اعلان عام کر دیا گیا کہ جس کے پاس قرآن کریم کی کوئی آیت لکھی ہوئی موجود ہیں وہ حضرت زید کے پاس لے آئے (فتح الباری ج ۹

ص ۱۱) اور جب کوئی شخص ان کے پاس قرآن کریم کی کوئی لکھی ہوئی آیت لے کر آتا تو وہ مندرجہ ذیل چار طریقوں سے اس کی تصدیق کرتے تھے سب سے پہلے اپنی یادداشت سے اس کی توثیق کرتے تھے

۲..... حضرت عمر حافظ قرآن تھے جب کوئی شخص کوئی آیت لے کر آتا تو حضرت زید اور حضرت عمر دونوں مشترک طور پر اسے وصول کرتے تھے لہذا حضرت زید کے علاوہ حضرت عمر بھی اپنے حافظہ سے اس کی توثیق فرماتے تھے۔

۳..... کوئی لکھی ہوئی آیت اس وقت قبول نہ کی جاتی تھی جب تک دو قبل اقتدار گواہوں نے اس بات کی گواہی نہ دے دی ہو کہ یہ آیت آنحضرت ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھی۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ گواہیاں اس بات پر لی جاتی تھیں کہ یہ لکھی ہوئی آیت آنحضرت کی وفات کے سال آپ پر پیش کر دی گئی تھی اور آپ نے اس بات کی تصدیق فرمادی تھی کہ یہ ان حروف سبعہ کے مطابق ہے جن پر قرآن کریم نازل ہوا ہے (الاتقان ج ۱ ص ۶۰) علامہ سیوطی کی اس بات کی تائید متعدد روایات سے بھی ہوتی ہے

۴..... ان لکھی ہوئی آیتوں کا ان مجموعوں سے مقابلہ کیا جاتا تھا جو مختلف صحابہ نے تیار کر رکھے تھے (البرہان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۲۳۸) امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ اس طریق کار کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کی کثامت میں زیادہ سے زیادہ احتیاط سے کام لیا جائے اور صرف حافظہ پر اکتفا کرنے کے بجائے بعینہ ان آیات کو نقل کیا جائے جو آنحضرت ﷺ کے سامنے لکھی گئی تھیں۔ حضرت زید بن ثابت نے اس زبردست احتیاط کے ساتھ آیات قرآنی کو جمع کر کے انہیں کاغذ کے صحیفوں پر مرتب شکل میں تحریر فرمایا لیکن ہر سورت علیحدہ صفحے میں لکھی اسلئے یہ

نسخہ بہت سے صحیفوں پر مشتمل تھا اصطلاح میں اس نسخہ کو ام کما جاتا ہے اور اس کی خصوصیات یہ تھیں

..... اس نسخہ میں آیات قرآنی تو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مرتب تھیں لیکن سورتیں مرتب نہ تھیں ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی
..... اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے

..... اس میں صرف وہ آیتیں درج کی گئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی

..... اس کو لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتب نسخہ تمام امت کی اجماعی تصدیق کے ساتھ تیار ہو جائے تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیا جاسکے (علوم القرآن ص ۱۸۶)

ابن ابی شیبہ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں
حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت ﷺ کے زمانے کی تمام قرآنی دستاویزات کو جو اس وقت تک متعدد صورتوں میں تھیں بڑے اہتمام سے یکجا کر لیا نئے سرے سے لکھوایا اور قرآن پاک آنحضرت ﷺ کی اختیار کردہ ترتیب کے مطابق یکجا جمع ہو گیا (آثار التنزیل ج ۱ ص ۲۴۹)

نہیں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا کہ حضرت عثمان غنی کے دور میں قرآن کریم کے جمع کی بامقصد پیش آئی تھی اور اس کا طریقہ کار کیا تھا اس وقت یہ بات عرض کرنی مقصود ہے کہ حضور ﷺ کے بعد قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کی خدمت اور اس کی سعادت کا شرف سب سے پہلے کسی کو حاصل ہوا ہے تو وہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور اس خدمت میں حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت ان کے ساتھ رہے اور ان کی بھرپور معاونت آپ کو حاصل

رہی ہے تاہم اس کا سرا حضرت ابو بکر کے سر ہی رہا۔ حضرت علی مرتضیٰ النعمان سے اس کا
چشم دید گواہ ہیں آپ نے اس پر حضرت ابو بکر صدیق کو زبردست خرائشیں کیں۔
خدا سے ان کے لئے رحمتیں نازل فرمانے کی پر خلوص دعا کریں کہ میں آپ سے فرمایا
رحمة الله على امي مكر هو اول من جمع كتاب الله (عمدة القاری ج ۲ ص ۱۶)

ابو بکر پر اللہ کی رحمتیں ہوں جمع قرآن کے باب میں ان کا اجر سب سے زیادہ ہے
کیونکہ پہل انہوں نے ہی کی تھی (التقان ج ۱ ص ۱۵۵ احوال کتاب المصاحف
المی داؤد س۔ صدیق اکبر ص ۳۷۳)

حضرت امام سیوطی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا

اعظم الناس اجرا في المصاحف ابوبكر ابن ابي بكر كان اول من
جمع القرآن بين اللوحين (تاریخ اختلاف ص ۷۷۔ عمدة القاری بشرح النجاشی
ج ۲ ص ۱۶)

قرآن کے سلسلہ میں تمام لوگوں سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں
کیونکہ آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع فرمایا ہے

حضرت امام ابو نعیم الدیلمی (۴۳۰ھ) اور غلام ابن اثیر جزیری (۶۳۰ھ) آپ کے بارے
میں لکھتے ہیں

انه اول من جمع القرآن (معروفہ النصاب ج ۱ ص ۵۸۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۳۱)

اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے آنحضرت ﷺ کے حیات مبارکہ میں
قرآن کا عمل اسلئے نہ ہو سکا کہ ابھی وحی خداوندی کا سلسلہ جاری تھا کسی نئی آیت اور نئے علم
آنے کا یا کسی آیت کے منسوخ التلاوت ہونے کا احتمال موجود تھا جب حضور اکرم ﷺ کا حال

نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرقی و مغرب میں شائع ہو گیا (الغیر)
(ج ۳ ص ۸۷)

قرآن کریم کی خدمت اور اس کی حفاظت کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس کا پورا پورا اعتراف حضرت
ابو بکر کے احسان مند ہے اور ہمیشہ رہے گی اللہ تعالیٰ ان پر اپنی سب سے بڑی رحمتیں نازل فرمائے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ مانعین زکوٰۃ کے مقابلہ پر

حضور اکرم ﷺ کے وصال پر جن لوگوں نے اسلام اور اسلامی قوانین سے بغاوت کی رہائی
ان میں سے ایک وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور مختلف جہودت
سہارا لے کر اس سے جان چھڑانی چاہی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ نے
کی پروا کئے بغیر ان کے ساتھ مقابلہ کی ٹھان لی تاہم بعض صحابہ اس معاملہ میں حضرت صدیقؓ
رائے سے متفق نہ تھے، ان کا کہنا تھا کہ ایسے پر آشوب وقت میں، جب کہ اندرون ملک میں متفرق
قبائل سے بغاوت کے شعلے بلند ہو رہے ہیں، لڑائی میں پیش قدمی کرنا مناسب نہیں جبکہ وہ لوگ
کلمہ بھی پڑھتے ہیں حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ میں قتال کے سب سے زیادہ حامی حضرت عمرؓ اور حضرت
علیؓ ہو سکتے تھے مگر یہ دونوں بھی حالات کی نزاکت سے متاثر تھے، اور لڑائی کو مصلحت نہ سمجھتے
تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ... یہ سختی کا وقت نہیں۔ اس وقت
تالیف سے کام لیجئے، حضرت عمرؓ کی اس بات پر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا ﴿اجلاد من
الجاهلیۃ و خوار فی الاسلام﴾ یعنی ”اے عمرؓ! تم جاہلیت میں تو بڑے تند خوئے، مگر
اسلام میں آکر ایسے نرم ہو گئے۔“ سنو!

﴿تم الدین وانقطع الوحی ینقص و اناحی﴾

جی "دین کا مل ہو چکا، وحی کا اثر ٹائیڈ ہو چکا، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میری زندگی میں اس کی ترمیم ہو جائے۔" ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے زمانہ میں آتے رہیں گے تو اس باب میں دیتے تھے اور آج انہوں نے اس کو روکا تو میں ان سے خطاب کیا۔

حضرت صدیق نے کسی کی کچھ نہ سنی، اور کسی مخالفت و ملامت کی کچھ پرواہ نہ لی، اور غم، یار، برہنہ سواری لاوا، میں خود قتال مرتدین کیلئے جاتا ہوں

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر اس مقصد کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے تو نبیؐ پر سوار ہو گئے تو حضرت علی مرتضیٰ نے گھوڑے کی لگام تھام لی اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین..... کہاں کا ارادہ ہے؟ میں آپ سے وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو حضور ﷺ نے ہجرت میں آپ سے فرمایا تھا کہ تلوار نیام میں کیجئے اب آپ خدا کے لئے اپنے آپ کو کسی نین میں نہ ڈالئے اور مدینہ لوٹ چلئے اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو خدا کی قسم اسلام کا نظام کبھی باقی نہ رہے گا (تاریخ الخلفاء ص ۸۰)

ثم سيفك لا تفجعنا بنفسك وارجع الى المدينة والله لئن اصبنا بك

لا يكون بعدك نظام ابدا (رياض ج ۱ ص ۱۴۸)

تو عمر فاروق جو پہلے مرحلے میں آپ کی رائے سے متفق نہ تھے آپ کی اس جرات ایمانی اور شہادۂ استقامت پر پکار اٹھے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق پر خدا کا کوئی خاص کرم ہے ورنہ یہ ہر کائنات کی بات نہ تھی

(یہ موضوع پوری تفصیل کے ساتھ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ)

پانچ قتال مرتدین کے لئے آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں فوجیں تیار کیں اور انہیں ناصح سے سرفراز فرما کر روانہ کیا، پھر جو فوج جس طرف جاتی تھی حضرت ساتھ

ساتھ رہتی، اقبال ہر کام پر ہمتا ہر طرف سے تھوڑے ہی دنوں میں فتح و کامرانی کی خبر پھیل گئی اور اس سبب میں ان ار تدا اور بغاوتوں کی وجہ سے جو ایک مملکت و بادشاہت کو تھمے وہاں ہر سال جرات مندانہ فیصلے کی وجہ سے ایک دم فنا ہو گئی، ایک سال کے اندر ہی اندر مدعیان نبوت پر راہی جہنم کر دیئے گئے۔ مرتدین کا بھی قلعہ و قلعہ ہو گیا، ماحین زکوٰۃ کا گروہ بھی زور و استقامت ہوا۔ ادھر حضرت اسامہ بن زید کا شکر بھی دشمن کی طاقتور فوجوں کو تہ و بابا کر کے بڑی کامیابی سے ساتھ واپس آگیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فعمر وافق ابا بکر علی فقال اهل الردة مانعي الزكاة وكذلك سائر الصحابة واقراولئك بالزكاة بعد امتناعهم منها (منهاج السنة ج ۲ ص ۳۳۸)

جب مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق کے عزم و ہمت اور استقلال و استقامت کا نتیجہ دیکھا سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کہنے لگے کہ کیا یہ وہی معرکہ تو نہیں ہے جس کی بجز کوئی قرآن کریم کی آیت (یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ) (پہلا سورہ) میں دی گئی ہے کیا یہ حضرت ابو بکر صدیق اور ان کی افواج نہیں جن کو آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ﴿بقوم یحبہم ویحبونہ﴾ فرمایا، جنی یہ جماعت خدا کی محبوب اور محبت جماعت ہے اور پھر یہ راز بھی سب کی سمجھ میں آگیا کہ ان لڑائیوں کے بارے میں حضرت صدیقؓ نے اختلاف کیوں ہوا؟ اور اپنے مخلص دوستوں کی ملامت کیوں سننا پڑی؟ اس لئے کہ انہ مذکورہ میں اس جماعت کا طریق امتیاز اس چیز کو قرار دیا گیا تھا کہ ﴿لا یخافون لومة لائم﴾ یعنی ”وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پروا نہ کریں گے۔“

حضرت صدیقؓ کے اس کارنامے کی ہر صحابی نے اپنے اپنے طریقوں میں تعریف و توصیف کی حضرت ابو ہریرہؓ نے جب یہ کہا کہ ﴿فراینا ذلک رشدا﴾ تو ساتھ ہی فرمایا:-

﴿قام فی الردۃ مقام الانبیاء﴾

حضرت صدیق مرتدوں کے معاملہ میں اس مقام پر کھڑے ہوئے جو انہوں نے
 سے ہونے کا تھا۔
 حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا:-

لَا يَأْخُذُكَ ذَلِكَ فِي الْإِبْتِدَاءِ ثُمَّ حَمْدُنَا عَلَى الْإِنْتِهَاءِ وَرَايُنَا رَشِيدًا
 لَوْلَا مَا فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ لَأَلْحَدَ النَّاسُ فِي الزَّكَاةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رياض الجن)

(۱۳۸)

ترجمہ:- ہم نے شروع میں تو ان کی کاروائی کو ناپسند کیا تھا مگر آخر میں ہم سب نے
 ان کی شکرگزاری کی اور ہم نے آپ کو درست راہ پر ہی پایا۔ اور ابو بکر اس وقت
 جرات سے کام نہ لیتے تو لوگ ہمیشہ کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے میں یت و لعل سے کام
 لیتے اور کج روی پر اتر آتے۔

بہرہ یک معرکہ نہیں اس کے سوا کئی اور اہم واقعات تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور جس
 نے حضرت ابو بکر صدیق کی سیرت و سوانح پر نظر کی ہے وہ جانتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق
 نے تاریخ کے انتہائی اہم اور نازک موڑ پر کس جرات و ہمت سے اسلام کا پرچم بلند کئے رکھا اور
 ان تعلیمات و قوانین کو اسی شکل میں محفوظ رکھنے کی کوشش کی جس شکل میں وہ پہلے سے چلا
 تھا اگر آپ ان حالات میں ذرہ بھر بھی نرمی دکھاتے تو اسلام کو جو نقصان پہنچتا ہم اور آپ اس
 انہرغی نہیں کر سکتے۔ ہندوستان کے معروف عالم اور مؤرخ جناب مولانا قاضی الطھر مبارک
 نامہ دوم لکھتے ہیں

محمد صدیقی کی ابتداء قندہ ارتداد کی شدید عرانی کی حالت میں ہوئی جس میں بہت
 سے عرب خصوصاً مشرقی سواحل اور صحراؤں کے قبائل اسلام سے منحرف ہو گئے

تھے حضرت ابو بکر نے نہایت جرات و بہادری سے کام لیتے ہوئے مرتدوں کا فوج کشی کرائی اور اس فتنہ عظیم کا کلیہ استیصال فرمایا خلافت صدیقی کا بیشتر زمانہ انال مرتدین میں صرف ہوا اور ہندوستان و فارس کی طرف توجہ کی فرصت نہیں ملی البتہ ان ممالک میں غزوات و فتوحات کی سلسلہ جتنابی کی لہراء یوں ہوئی کہ ابدائے خلافت ہی میں ہندوستان کے جاٹ اور رسیاجہ نے مشرقی عرب کے ارد گرد و انحراف میں مرتدوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کیا اور اپنے آدمیوں کی طرح اپنے اسلحہ سے بھی ان کی مدد کی اور جب اسلامی فوج فتح یاب ہوئی تو یہ جاٹ اور رسیاجہ بھاگ کر اپنے ملک چلے آئے دوسری اہم بات جو عہد صدیقی کے آخر میں ہوئی یہ کہ عربوں میں فارس کی حکومت سے فکر لینے کا حوصلہ پیدا ہونا شروع ہوا اور جو لوگ اس حکومت کے خلاف ہزاروں سال سے کچھ سوچ نہیں سکتے تھے اس دور میں وہ اس کے خلاف معمولی معمولی جمعیت کے ساتھ اقدام کرنے لگے اور خلافت کی سطح سے دور رہ کر رضا کارانہ اور فدائیانہ طور پر شمالی عرب سے متصل ایرانی سرحدوں پر حضرت ثنی بن حارثہ شیبانی حرہ کی سمت سے اور حضرت سید بن قطنہ غبلی ابلہ کی طرف سے اپنی جماعت کے ساتھ حملہ آور ہوتے اور ایرانیوں سے پھیر چھاڑ کر کے عرب کے صحراؤں میں چلے آتے تھے بعد میں حضرت ابو بکر نے ثنی بن حارثہ اور ان کی جمعیت کو حضرت خالد بن الولید کی ماتحتی میں ایران کے جہاد پر روانہ کر دیا حضرت ابو بکر کے بعد ثنی نے حضرت عمر کو لکھ کر ایران کے اندرونی حالات کی خبر دی اور حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے نتیجہ میں ۱۱ ہجری میں قادسیہ فتح ہوا باغیہ و دیگر عربوں میں باب مملکت الفرس کھل گیا بعد میں ایران کا یہی دروازہ مشرقی ممالک میں ان کے اثر و نفوذ کا ذریعہ بنا اور وہ اسی راہ سے

ایک طرف جنوب مشرق میں مکران اور سندھ تک پہنچے تو دوسری طرف ہمالیہ
مشرق میں بلاد ماوراء النہر میں سمرقند و بخارا کو اپنے زیرِ تصرف لائے اس طرح
خاروقی میں ہندوستان کی فتوحات کے ابتدائی اسباب عمدہ صدیقی ہی سے پیدا ہوئے۔
تھے۔ الخ (خلافت راشدہ اور ہندوستان ص ۵۲)

ہوئے میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے بڑے ہی نازک مراحل پر مسلمانوں
کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی اور جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو مسلمانوں کے غائب رہ پائے
ہونے والے سارے فتنے دم توڑ چکے تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) کے اس
پاناسے کس کو اختلاف ہو سکتا ہے کہ

بایں دانست کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر معضلے کہ پیش
آمد صدیق اکبر آن راحل کرد و مسلمین را از حیرت و تردد خلاص
ساخت این معنی مکرر واقع شد تا آنکہ تقدم وے رضی اللہ عنہ در علم
و تربیت انبیاء روشن گشت و شبہ نماند (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۹۲)

جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیق اکبر نے اسے حل
کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہا کیا ایسی باتیں بار بار واقع ہوئیں ہیں یہاں
تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیت
انبیاء کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا

حضرت ابو بکر صدیق کی وفات حسرت آیات :

آنحضرت ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی دنیا تاریک

ہو چکی تھی اپنے محبوب ترین ہستی اور رسول پاک کی جدائی کا غم اندر ہی اندر آپ کو کھاتے چہرہ
 تھا آپ کی طبیعت دن بدن کمزور ہو رہی تھی آپ پیشک حضور کی امت اور آپ کے صحابہ کرام
 تسلیاں دیتے رہے اور ان کے دل کا وہ جھہلکا کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن خود وہ محبوب
 جدائی میں اندر سے ٹوٹ چکے تھے اور دل بے قرار کو کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ اثری دونوں میں آپ
 سخت بیمار ہو گئے بعض نے اس کی وجہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا قرار دیا ہے تو بعض نے اس
 کی وجہ کسی زہر آلود گوشت کا کھانا بتایا ہے۔ سخت بخار کی حالت میں بھی آپ مسجد نبویہ
 تشریف لاتے رہے اور نماز کی اہمیت فرماتے رہے

جب بیماری اپنے پورے عروج پر جا پہنچی تو بعض صحابہ کرام نے آپ سے کہا کہ ہم کسی طبیب
 کو بلا کر آپ کے اس مرض کا علاج کیوں نہ کرالیں آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ
 طبیب دیکھ چکا ہے انہوں نے پوچھا کہ طبیب نے کیا کہا ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا
 کہ اس نے کہا اِنِّی فَعَال لِّمَا ارِیدُ ﴿۱﴾ میں جو چاہتا ہوں کر ڈالتا ہوں۔ (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۴)

حضرت ابو بکر صدیق بہت پہلے حضور ﷺ کے ایک خواب کی رو سے یہ سمجھ چکے تھے کہ
 حضور ﷺ کی وفات سے دوڑھائی سال بعد اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے شیخ عبدالغنی النابلسی
 (۱۱۳۲ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن ابو بکر صدیق سے فرمایا

یا ابابکر رایت کانی انا وانت نرقی فی درجۃ فسبقتک بمرقاتین
 فقال یا رسول اللہ یقبضک اللہ تعالیٰ الی رحمۃ وأعیض بعدک
 سنتین ونصفاً (تعبیر الانام فی تعبیر المنام ص ۷)

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک بلندی کی جانب جا رہے ہیں تو میں تم
 سے دو زینے آگے بڑھ گیا ہوں یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ یا رسول اللہ

اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پہلے اپنے پاس بلا لیں گے اور میں آپ کے بعد

ڈھائی سال زندہ رہوں گا
پانچ آپ سفر آخرت کے لئے گویا پہرے رکاب ہو چکے تھے تاہم آپ اس فکر میں تھے کہ یہ سب
ہونے کے بعد مسلمانوں کی زمام کار کس کے ہاتھ رہے اور کون اس بوجھ کو اٹھائے گا آپ نے
زیادہ اس کے لائق اور سب پر فائق حضرت عمر فاروقؓ کی ذات گرامی تھی تاہم
آپ نے بڑے صحابہ کو بلایا اور ان سے اس بارے میں ان کی رائے دریافت کیں۔ بعض دوستوں
نے حضرت عمر فاروقؓ کے مزاج کی سختی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب ذمہ داری آئے گی تو
خود ہی نرم ہو جائیں گے اور ایک سوال کے جواب میں پورے یقین سے فرمایا کہ
أُبرئى تخوفوننى اقول اللهم أستخلفت عليهم خير خلقك (طبقات

ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۹)

کیا تم مجھے اپنے رب سے ڈراتے ہو میں خدا تعالیٰ سے جا کر یہ کہہ دوں گا کہ میں نے
تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر بنایا ہے جو ان میں سب سے بہترین ہے
جب آپ کی رائے اس باب میں پختہ ہو گئی تو پھر آپ نے صحابہ کرام کے مجمع میں جا کر اس کا
اعلان فرمایا سب مسلمانوں نے آپ کی بات قبول فرمائی پھر آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا اور
ان سے یہ وصیت نامہ لکھوایا

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما اوصى به ابوبكر الصديق اوصى فى مرضه عند آخر عهده
بالدنيا خارجا منها واول عهده بالآخرة داخلا فيها حين يصدق
الكاذب ويودى الخائن ويومن الكافر انى استخلفت بعدى عمر بن
الخطاب فان عدل فذلك ظنى به ورجائى فيه وان بدل وجار فلا

اعلم الغیب ولکل امری ، ما اکتسب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب
 ینقلبون (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۱۔ طبقات کبری ج ۳ ص ۱۴۹)

یہ وصیت نامہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی آخر زندگی کا ہے جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا ہے
 اور آخرت میں داخل ہونے کی یہ پہلی منزل ہے جہاں جھوٹا سچا ہو جاتا ہے غائب
 امانت دار ہو جاتا ہے کافر ایمان لے آتا ہے سنو میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو
 خلیفہ بنایا ہے اگر وہ عدل و انصاف سے کام کریں گے تو ان کے بارے میں میرا تین
 یہی ہے اور ان سے امید بھی یہی ہے اور اگر وہ بدل گئے اور ظلم کیا تو میں عالم الغیب
 نہیں ہوں ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ ضرور پائے گا اور عنقریب ظلم کرنے والے دیکھ
 لیں گے کہ کیسی جگہ ان کو نوٹ کر جانا ہے

بعد ازاں آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں اگر تم
 نے میری اس نصیحت و وصیت کا خیال رکھا تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ آپ نے فرمایا
 اے عمر..... یقین جانو کہ اللہ کا ہر وہ حق جو رات میں ہے وہ اسے دن میں قبول نہیں
 فرمائے گا اور جو حق دن سے متعلق ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہیں کرے گا
 یعنی ہر عمل اس کے وقت پر کرنا چاہیے اور اللہ نفل کو اس وقت تک قبول نہ کرے
 گا جب تک تم فرض ادا نہ کرو۔

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دراصل ترازو انہی لوگوں کی بھاری ہے جن کی
 ترازو قیامت کے دن حق کی پیروی کی □ سے بھاری ہوگی اور حق بھی یہی ہے کہ
 کل قیامت کے دن جس ترازو میں حق کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہی بھاری ہونا
 چاہیے اس کے برعکس اتباع باطل کی □ سے بہت سے لوگوں کی ترازو ہلکی ہوگی اور
 جس ترازو میں باطل کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہلکا ہی ہونا چاہیے

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں ہنگامی اور فرائض کی کیا مثالیں ہوتی ہیں تاکہ مؤمن میں خوف بھی ہو اور امید بھی ہو مگر ہاں مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی چیز کی تمنا اور اس کی رغبت کرنی چاہیے جو اس کا حق ہو اور ای طرح اس کو اللہ تعالیٰ سے نہیں کرنا چاہیے کہ پھر وہ خود ہی اپنے ہاتھوں اس میں واقع ہو جائے (یعنی اہل دنیا کرے تو اسے چاہیے کہ اس سے بچے بھی)

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اہل دوزخ کا ذکر ان کے بدترین اعمال سے ساتھ کیا جب تم ان کو یاد کرو گے تو کہو گے میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں گا اور اللہ نے اہل جنت کا ذکر ان کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کیونکہ ان کے جو برے اعمال تھے اللہ نے ان سے دور گذر فرمایا جب تم ان لوگوں کو یاد کرو گے تو کہو گے میرا عمل ان جیسا کہ ان ہے اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو ایسا غائب جو تم کو حاضر کی نسبت زیادہ محبوب ہو موت کے سوا اور کچھ نہ ہوگا (یعنی موت تم کو سب سے زیادہ محبوب ہوگی) در آخر کیجئے تم موت کو رد نہیں سکتے (کتاب الزہد والرقائق ص ۱۲۸ از عبد اللہ بن مبارک۔ صفحہ الصفوحۃ ج ۱ ص ۱۳۸۔

ریاض ج ۱ ص ۲۶۰۔ معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۶۰)

آپ نے حضرت عمر فاروق کو وصیت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا

اے عمر..... خدا کی قسم میں سویا نہیں کہ پریشان خواب دیکھتا اور نہ شبہ میں پڑا کہ توہمات میں الجھتا میں یقیناً سیدھے رستے پر ہوں میں بہک نہیں گیا ہوں میں نے کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے اور میں تم کو بھی اللہ سے ڈرتے رہنے کی

وصیت کرتا ہوں (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۲۹)

آپ نے حضرت عمر فاروق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اے عمر..... اللہ پاک کی فرمانبرداری کرنے میں اللہ سے ڈرنا اور اس کی اطاعت کرنا اور اطاعت کرنے میں انتہائی تقویٰ سے کام لینا تقویٰ قابل حفاظت امر ہے اس کے بعد یہ ہے کہ خلافت پیش کی جا رہی ہے اس کو وہی آدمی اپنے ذمہ لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے پس جس نے حق بات کا حکم دیا اور خود باطل کا کام کیا اور جس نے بھلی بات کا حکم دیا اور خود منکرات پر عمل پیرا ہوا وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے چھانا اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور کسی کام پر قوت بغیر اللہ کی امداد کے نہیں ہے (حیاء الصحابہ ج ۲ ص ۱۲۳)

آپ نے حضرت عمر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

اے عمر..... میں نے تمہیں خلیفہ مقرر کیا ہے اس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے بعد قائم مقام ہو کر کیا تھا اور اس لئے بھی کہ تم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے تم نے حضور ﷺ کا ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل و عیال پر ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ ان کے اہل کے پاس جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد چاکھچا ہوتا تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور ﷺ کے طریقہ پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سو ہونے لگا

حضرت ابو بکر صدیق نے ارشاد فرمایا

اے عمر..... جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں وہی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دو گے تو وہ پھر برور کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو ان لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن سے بیعت پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پتہ کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ اور یہ بات جانو کہ ہمیشہ لوگ تم سے خائف رہیں گے جب تک کہ تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہے گا یہ میری وصیت ہے اب میں تم کو سلام کہتا ہوں ھذہ وصیتی واقراء علیک السلام (آخر جہ ابویوسفؒ - ازالہ ص ۱۲۴ ج ۳)

پھر اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر مسلمانوں اور حضرت عمر فاروق کے حق میں دعا فرمائی اور فرمایا
اے میرے اللہ..... میں نے اس کو (یعنی حضرت عمر کو) مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا اور میں ایک ایسا عمل بجا لایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور میں نے پورا غور و خوض کیا اور مسلمانوں میں جو سب سے بہتر دیکھا اس کو ان پر والی بنادیا اور سب کاموں میں میں نے اے اللہ آپ کے سپرد کیا اے اللہ آپ غیب کے بہت جاننے والے ہیں میں نے اس بات میں حضرت عمر کی کوئی طرف داری نہیں کی اور میں دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ ان کے محافظ رہیں کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور ان کے والی (یعنی حضرت عمر) کی بھلائی کے واسطے آپ اصحاب (رہنمائی) فرماتے رہیں اور ان کو خلفائے راشدین میں سے بنائیے کہ وہ اپنے پیغمبر

ﷺ اور صالحین کی سیرت کی پیروی کریں اور ان کی رعیت کے کاموں کو سنبھالیں۔
(ازالۃ الکلاء ج ۳ ص ۱۵۰)

حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق کو جب خلافت کے لئے منتخب کر دیا اور ان کی نصیحتیں فرما کر ان کے لئے خوب دعائیں فرمائیں تو اس کے اثرات و ثمرات پوری دنیا میں پھیلے تھے یہ حضرت ابو بکر صدیق کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تہیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۷۷۲ھ) لکھتے ہیں

وكان مافعله ابوبكر رضى الله عنه من تعيين عمر وفضله
واستحقاقه للأمر مالم يحتج معه الى الشورى وظهر اثر هذا الراي
المبارك الميمون على المسلمين (منهاج السنن ج ۲ ص ۱۳۲)

بعد ازاں آپ نے اپنی عزیز ترین صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو بلا کر ان کو کچھ وصیتیں کیں پھر ان سے کہا کہ

مجھے کفن دینے کے لئے نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں یہ دو میری استعمال شدہ چادریں ہیں انہیں دھو کر مجھے کفن پہنا دینا مجھے نئے اور عمدہ کپڑوں میں کفن دینے سے نہ میں بڑھ جاؤں گا اور پرانے کپڑوں میں کفن دینے پر نہ میں گھٹ جاؤں گا آپ نے حضرت عائشہ سے پوچھا رسول اللہ کو کتنے کپڑوں میں کفنا یا گیا تھا بولیں تین کپڑوں! حضرت ابو بکر نے انہی دو کپڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

بس میرے یہ دونوں کپڑے ہیں ایک تیسرا کپڑا بازار سے خرید کر مجھے کفن دے دینا حضرت عائشہ نے کہا اباجان! ہم تین نئے کپڑے بازار سے خرید سکتے ہیں فرمایا۔
بیٹی مردوں کی نسبت زندہ لوگ نئے کپڑوں کے زیادہ مستحق ہیں یہ کفن کے دونوں کپڑے لہو اور پیپ کے لئے ہیں (یعنی خراب ہونے کے لئے)

الحی احوج الی الجدید من المیت وانما هذا للمهلة (مؤلا لانا ما کس ۱۱۲۹)
 حضرت ابو بکر کے گھر کے کام کاج کے منتظم معیقب بن فاطمہ الدوسی لیتے ہیں کہ میں نے اس
 دولت میں حاضر ہوا تو میں نے سلام کیا اس وقت آپ خلافت کے معاملے میں مصروف تھے اس
 سے فارغ ہو کر مجھ سے فرمایا تم ہمارے گھر کے منتظم ہو بتاؤ میرا تمہارا کیا حساب ہے میں نے
 عرض کیا میرے بچیس درہم آپ کے ذمہ باقی ہیں وہ میں نے معاف کئے فرمایا چپ دست ہو
 میرے توشہ آخرت کو قرض سے مت تیار کرو میں یہ سن کر رونے لگا تو فرمایا آنسو نہ بہا اور غریب
 میں صبر کرو میں امید کرتا ہوں کہ میں اس جگہ جا رہا ہوں جو میرے لئے زیادہ بہتر اور پائے در
 ہے اس کے بعد حضرت عائشہ کو بلا کر بچیس درہم دلوا دیئے۔ (ازالہ الخفاء)

حضرت ابو بکر صدیق کی حالت دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ پر ایک عجب حال طاری تھا آپ
 بچے والد کے سر ہانے بیٹھی ہوئی تھیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھے

وکل ذی ابل موروث وکل ذی سلب مسلوب

وکل ذی غیبة یؤوب وغائب الموت لایؤوب

یروث والے کو ایک روز اپنا مال وارث کے سوچنا ہے اور ہر لوٹنے والے کو خود لٹنا ہے اور ہر
 غائب ہونے والا واپس آجاتا ہے لیکن موت کے ہاتھوں غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا
 حضرت عائشہ صدیقہ نے اس وقت یہ شعر بھی پڑھا

لعلک ما یغنی الثراء عن الفتی اذا حشرت یوما وضاق بها الصدر

نبی اکبر کی قسم یہ زمین (یعنی مکان) جو ان کو اس وقت بے پروائی نہیں دے سکتی جس دن کہ
 ہانگے میں بول رہی ہو اور سینہ روح کے روکنے سے تنگ آگیا ہو۔

حضرت ابو بکر صدیق نے یہ سن کر آنکھیں کھولیں اور کہا کہ بیٹی یہ بات ایسی نہیں ہے بہم
 قیمت دیا ہے جو اللہ نے فرمائی ہے

وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ماكنت منه تحيد (پ ۲۶ سورہ ق)
(ترجمہ) اور موت کی سختی (قریب) آپہنچی یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے توبہ کرتا تھا
حضرت عائشہ صدیقہ نے شدت غم کی وجہ سے ایک شعر پڑھا

وابيض يستقى الغمام بوجهه شمال اليتامى عصمة للارامل

وہ نورانی صورت جس کے چہرے کا واسطہ دے کر یتیموں سے بارش مانگی جائے جو یتیموں کی
اور بیواؤں کے محافظ تھے۔

تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ بیٹا۔ یہ شان تو رسول اللہ ﷺ کی تھی ابو بکر اس کا مستحق نہیں
ہے۔ فقال ابوبکر ذاك رسول الله ﷺ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۸)

آپ نے پوچھا کہ بیٹی آج کون سادن ہے عرض کیا کہ پیر کا دن ہے ارشاد فرمایا کہ بیٹی
میں رات کو سفر آخرت پر چل دوں تو رات ہی کو دفن کر دینا دن کا انتظار نہ کرنا میں چاہتا ہوں
جتنا جلدی ہو سکے میں حضور ﷺ کے پاس پہنچ جاؤں

فان احب الايام والليالي الى اقربها من رسول الله ﷺ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۲)
مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق کا آخری وقت
تو ان کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیے
کچھ روح کی غذا عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ سنو۔

جو شخص یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو افق مبین میں
پہنچا دے گا لوگوں نے کہا کہ یہ افق مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان
ہے عرش کے سامنے اس میں باغ سرسبز اور درخت ہیں اس کو روزانہ سورہ ق
ڈھانپ لیتی ہیں سو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالیٰ اسے اس مکان میں داخل
فرمائے گا اور وہ کلمات یہ ہیں (اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے)

(ترجمہ) اے اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو ان کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے ان کے دو گروہ بنائے ایک فریق جنت کے لئے ایک فریق دوزخ کے لئے۔ اے اللہ آپ مجھے جنت کے لئے تجویز کر لیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے میرے اللہ آپ نے مخلوق کو مختلف گروہوں پر پیدا کیا اور پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنادیا اور بعض کو سعید تو مجھے سعید بنادیتے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنائیے اپنی نافرمانیوں سے۔ اے اللہ بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اس کے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں سو آپ مجھ کو ان لوگوں میں داخل کر لیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول رکھا ہے اے اللہ بیشک کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیت کو اس امر سے متعلق کر دیتے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کر دیتے اے اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے سو آپ میری حرکات اپنے سے تقویٰ کیلئے بنادیتے اے اللہ آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنادیتے اے اللہ آپ نے پیدا کیا جنت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کیلئے آپ نے اہل بنادئے تو مجھے آپ اپنی جنت کے رہنے والوں میں سے بنادیتے اے اللہ آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا تو ان کے سینوں کو اس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا تو ان کے سینوں کو گراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت نہ داخل ہو سکے سو میرے سینہ کو آپ

اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے اس لئے آپ ہی نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو رکھا سو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمائیے اور مجھے اپنا تقرب دائمی بخش دیجئے۔ اللہ کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر ہاں ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ ہی کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔۔۔ (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۱۳۴ بحوالہ احیاء العلوم - موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۷۱)

(نوٹ) اگر کوئی دوست اس دعا کو عربی میں پڑھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت شاہ ولی اللہ کتاب ازالۃ الخفاء جلد سوم ص ۱۳۴ میں اسے دیکھ لے۔)

۲۲ جمادی الثانی دو شنبہ کا دن گذرا سورج غروب ہو گیا ابھی عشاء کا وقت نہیں آیا تھا کہ آسمان ہدایت کا یہ اولین روشن ستارہ اس دار فانی سے دار باقی پہنچ گیا آخری وقت میں حضرت ابو جبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی

رب توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین

اے میرے پروردگار تو مجھ کو مسلمان اٹھا اور صالحین کے ساتھ مجھے ملا دے اور اسی الفاظ پر آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ دعا پڑھی

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي

فی عبادی وادخلی جنتی (پ ۳۰ الفجر)

(ترجمہ) اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چل

یہ طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش (اوسر چل کر) تو میرے (فام) بندوں میں شامل ہو جا (کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے) اور میری جنت میں راض ہو جا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کتنا خوب ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں اے ابو بکر جب اس دنیا سے تمہاری رخصتی کا وقت آنے کا تو اس ان حضرت جبریل امینؑ تم سے یہی کہیں گے

اما ان الملك سيقولها لك عند الموت (تاریخ الخلفاء ص ۷۷)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو شہادت کی موت نصیب ہونا

حضرت عمر فاروقؓ کے ایک بیان سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو غار ثور میں جہاد پر لے جانور نے کاٹا تھا آنحضرت ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت سے اس کا اثر ختم ہو گیا اور آپ کی وہ تکلیف جاتی رہی تاہم اللہ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ آپ کو شہادت کا مرتبہ لے کر فرمائے سو آپ کے انتقال کے وقت اس زہر کا اثر عود کر آیا اور اس نے اپنا کام کر دکھایا اور آپ کو وفات کا سبب یہ زہر بھی بنا حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں

فنفل رسول الله ﷺ فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب

موتہ (مشکوٰۃ ص ۵۵۶۔ ریاض ج ۱ ص ۱۰۵۔ ازالۃ ج ۱ ص ۲۳۹)

ایک دوسری روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک یہودی نے آپ کو کھانے میں زہر ملا کر خود قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا حضرت حارث بن کلدہ طبیب بھی آپ کے شریک تھے اسلئے آپ نے حضرت حارث دونوں پر اس زہر نے اثر کیا تھا حضرت حارث کی بیٹائی جاتی رہی اور سال نہ گزرا

تھا کہ دونوں کا ایک ہی روز انتقال ہو گیا (طبری ج ۲ ص ۱۱۶)

فقال الحارث ارفع يدك يا خليفة رسول الله والله ان فيها لسنه سنة وانا وانت نموت في يوم واحد قال فرفع يديه فلم يزالا عليهما حتى ماتا في يوم واحد عند انقضاء السنة (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۱۱)
مستدرک ج ۳ ص ۶۷

(نوٹ) حضرت ابو بکر صدیق کے لئے آخری وقت میں زہر کے اثر کا لوٹ آنا ایسا ہی ہے جیسے حضور اکرم ﷺ کو کھانے میں دئے جانے والے زہر کا اثر آخری وقت لوٹ آیا تھا۔ حضرت کہتے ہیں کہ ایک یہودیہ عورت حضور ﷺ کے پاس بحری کا گوشت لے کر آئی جس میں زہر تھا آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا جب پتہ چلا کہ آپ کو زہر دیا گیا ہے تو اس عورت کو گرفتار کیا اور اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میرا مقصد آپ کو قتل کرنا تھا (ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے کہا میں نے دراصل آپ کا امتحان کرنا تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ پر اثر نہ کرے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو آپ سے ہم لوگ چھٹکار لیا لیں گے۔)۔..... الحدیث

حضرت انس کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ اس زہر کا اثر آپ ﷺ کے مسوڑھوں میں دیکھتا رہتا تھا۔ (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۷۵)

حضور ﷺ پر ان دنوں زہر کا اثر تو تھا مگر یہ اثر شدید نہ تھا اور نہ ہی آپ اسے شدت سے محسوس فرماتے تھے تاہم بالکل آخری لمحات میں بڑی شدت سے اس کا اثر محسوس ہونے لگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ جو آخری دنوں اور آخری لمحات میں آپ کے ساتھ ساتھ رہیں ان دنوں بھی کہ رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں فرمایا کرتے تھے کہ اے عائشہ میں ہمیشہ اس زہر ملے گوشت کھالینے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جسے میں نے

میں نے ان کو دیکھا تھا کہ اس وقت مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میرا اندر و نہ کٹ گیا ہے
یہاں موصوفہ الذی مات فیہ یا عائشۃ ما زال اجد الم الطعام الذی اکل

بخیر فہذا اوان وجدت انقطاع ابھری من ذلك السم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۹۶)

ص ۱۳۷- تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۶
آرمین تو قسمیں کھاؤں کہ حضور ﷺ شہید ہوئے ہیں تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے
کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ شہید نہیں ہوئے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۷)

نن اأحلف تسعا ان رسول الله ﷺ قتل قتلا أحب الی من ان
أحلف واحدة انه لم یقتل وذلك ان الله اتخذه نبیا واتخذه شهیدا

(ابن ابی حاتم ج ۵ ص ۲۲۷)

آرمین تو قسمیں کھاؤں کہ حضور ﷺ شہید ہوئے ہیں تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے
کہ میں ایک قسم کھاؤں کہ آپ شہید نہیں ہوئے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کو نبی بنایا ہے اور شہید بنایا ہے (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۳۹۷)

تجارت فرماتے ہیں

فتوفی رسول الله ﷺ شہیدا (البدایہ ج ۴ ص ۲۱۰)

تجارت فرماتے ہیں

كان المسلمون ليرون ان رسول الله ﷺ مات شهيدا مع ما اكرمه

الله به النبوة (البدایہ ج ۴ ص ۲۱۱)

نور الشریعہ اس پر فرماتے ہیں کہ

اس حقیر دنیا سے اب کس بات کی امید رکھی جائے کہ یہاں حضور ﷺ کو زہر دیا گیا
حضرت ابو بکر صدیق کو زہر دیا گیا حضرت عمر فاروق کو شہید کیا گیا ایسے ہی حضرت
عثمان کو شہید کیا گیا حضرت امام حسن کو زہر دیا گیا اور حضرت امام حسین کو شہید کیا
گیا (مسند رک ج ۳ ص ۶۷)

تابعی جلیل حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال پر
منورہ کانپ اٹھا اور ہر جانب ایک کرام مچ گیا تھا (تاریخ الخلفاء)
آپ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ ابھی حیات تھے ان کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو انہوں نے
فرمایا کہ یہ حادثہ بڑا زبردست ہے اور سخت مصیبت کا وقت ہے۔ آپ کے والد محترم حضرت
ابو قحافہ آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد ۷۹ سال کی عمر میں (۱۴ محرم ۱۴ ہجری) کو انتقال کرے
تھے۔

☆..... جلیل القدر صحابہ کرام کا حضرت ابو بکر صدیق کو خراج تحسین پیش کر:

حضرت علی مرتضیٰ کو جب آپ کے انتقال کی خبر پہنچی تو انا اللہ پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکلے
آئے اور فرمایا کہ الیوم انقطعت خلافة النبوة آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے اور آپ
آپ کے گھر کے دروازے پر تشریف لائے یہاں لوگ غزوہ کھڑے تھے حضرت علی مرتضیٰ
نے وہیں کھڑے ہو کر آپ کی شان میں ایک نہایت ہی عمدہ اور بہترین خطبہ دیا جو اپنی بک
نصاحت و بلاغت کا شاہکار تو ہے ہی۔ آپ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق کی عظمت کا اعتراف
و اعتراف بھی ہے۔ (حضرت علی مرتضیٰ کا یہ تعزیتی خطبہ آگے ملاحظہ کریں) ایک عجیب و
تھاسب کے سب خاموش کھڑے آپ کا خطبہ سن رہے تھے جب آپ نے عقیدت و محبت سے

ہر پور غلبہ ختم فرمایا تو سب سامعین بے تحاشا اس طرح روئے کہ چیخیں نکل گئیں اور سب نے ایک آواز کہا کہ اے حضور ﷺ کے داماد آپ نے حضرت ابوبکر کے بارے میں جو کچھ بھی فرمایا ہے سچ ہی فرمایا ہے

قالوا صدقت یا ختن رسول اللہ ﷺ (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۶۳)
آپ کی سب سے چیتی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کو اس طرح خراجِ عقیدت پیش فرمایا ہے

نضر اللہ وجهک وشکرک صالح سعیک فلقد کنت للدنیا مذلا
باعتراضک عنها وللآخرة معزا باقبالک علیہا ولئن کان اجل بعد
رسول اللہ ﷺ رزؤک واعظمہا فقدک ان کتاب اللہ لیعد بالعزاء
عنک حسن العوض منک فانما انتجز من اللہ موعدک فیک بالصبر
علیک واستعیضہ منک بالدعاء لک فانما للہ وانا الیہ راجعون
وعلیک السلام ورحمة اللہ توذیع غیر قالیۃ لحياتک ولا زاریۃ علی
القضاء فیک - (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۶۵)

اے میرے باباجان!..... اللہ آپ کو سرسبز و شاداب کرے اور آپ کو آپ کی بہترین
کوششوں کا بدلہ عطا فرمائے آپ نے دنیا سے منھ موڑا تو اس کو ذلیل کر دیا اور
آخرت کا رخ کیا تو آپ نے اس کو عزت بخش دی اگرچہ حضور ﷺ کے بعد آپ کا
حادثہ وفات سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہر حال اللہ کی کتاب ہم کو حکم کرتی ہے کہ
ہم صبر کریں اور یہ صبر ہی آپ کی وفات کا سب سے اچھا عوض ہے اور میں اللہ سے
امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ کو میرے صبر کا بدلہ دے کر اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ انا للہ وانا
الیہ راجعون۔

اے اباجان... آپ اپنی اس بیٹی کا آخری سلام قبول کیجئے جس نے آپ کی زندگی میں کبھی آپ کے ساتھ پر خاش نہیں رکھی اور اب آپ کے فوت ہو سنہ ۹۳۱۳ (صدیق اکبر ص ۹۳۱۳) فرع نہیں کر رہا ہے

حضرت عمر فاروق بھی تشریف لے لائے اور آپ کے جسد مبارک کے پاس کلمہ استہدیٰ

کہا
اے خلیفہ الرسول ﷺ آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو نعت منہ و مشقت میں مبتلا کر دیا آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کے گرد تک پہنچ سکے۔

حسب وصیت حضرت ابو بکر صدیق کو ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا اور کے پینے نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ پھر ہزاروں صحابہ کرام نے حضرت عمر فاروق کی امامت میں نماز جنازہ ریاض الجنۃ میں ادا فرمائی پھر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت نبی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے رات کے وقت آپ کو قبر میں اتاراجو اور حضور ﷺ میں سپرد خاک کر دیا۔

یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ تھا اور یہ آپ کا خواب میں دیکھا اور تھا جو اس حجرہ مقدسہ میں داخل ہوا وہاں آپ کے لئے قبر اس طرح بنائی گئی کہ آپ مبارک حضور اکرم ﷺ کے شانہ مبارک کے برابر رہے جہاں ساتھ ہی آپ کے سرور دو عالم سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے آرام فرماہیں وفات کے وقت حضرت ابو بکر صدیق کی عمر ۶۳ سال کی تھی نے صرف دو برس قیامت میں اور اذن خلافت کی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون فرمادیا
تعالیٰ عنہ وارضاه

آنحضرت ﷺ کی طرف سے بعد از موت اپنے قریب دفن ہونے کی پیش گوئی

سیدنا حضرت ابو بکر اور سیدنا حضرت عمر جس طرح حضور ﷺ کی حیات مبارک میں آپ کے قریب اور ساتھ رہے اور آپ نے بھی ہمیشہ جس طرح ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا حضور ﷺ کی خواہش ہوئی کہ اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ کے یہ دونوں ساتھی آپ کے بالکل قریب قریب رہیں آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا مانگی ہوگی اور اللہ نے آپ کو یہ بشارت دی کہ ایسا ہی ہوگا چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں یہ صرف یہ کہ بعد از موت اپنے قریب رہنے کا اشارہ دیا بلکہ آپ نے اس کی پیش گوئی بھی فرمادی کہ اللہ کے بتلائے بغیر نہیں ہو سکتی تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

يَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَتَزُوجُ وَيُولَدُ لَهُ وَيَمُكُثُ خَمْسًا
وَارْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِیْ فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ

مَرْيَمَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ بَيْنَ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)

(ترجمہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے آپ شادی کریں گے ان کے ہاں اولاد ہوگی آپ پینتالیس سال زمین پر رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن ہونگے پھر قیامت کے دن میں اور عیسیٰ ایک مقبرے

سے اٹھیں گے ابو بکر اور عمر کے درمیان سے۔

تقریباً ابو بکر اور حضرت عمر کے قیامت کے دن بالکل قریب بلکہ ساتھ ہی اٹھنے کی خبر میں اس بات کی پیش گوئی موجود ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی قبریں حضور ﷺ کے بالکل قریب قریب ہوں گی اور یہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ ہی آرام فرمائیں گے۔ حضور ﷺ نے اس کی خبر اہم

الو مین حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی دے دی تھی آپ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے
یا رسول اللہ انی اری اعیض بعدک فتان لی ان ادفن الی جنبک
فقال وانی لک بذلک الموضع وما فیہ الاموضع قبری وقبر ابی بکر
وعمر وعیسیٰ بن مریم (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰۔ والی عساکر ج ۲۰ ص ۱۵۴)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول مجھے لگتا ہے کہ (آپ مجھ سے پہلے دنیا سے روانہ
ہو جائیں گے اور) میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی اگر اجازت ہو تو میں (جب فوت
ہو جاؤں تو) آپ کے پاس ہی دفن ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو ابو بکر
اور عمر اور عیسیٰ بن مریم کے علاوہ اور جگہ نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں یہ پیش گوئی
فرمادی تھی کہ وہ جب بھی فوت ہوں گے ان کی قبر حضور ﷺ کے قریب ہی ہوگی۔ نیز یہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کی پیشگوئی قادیانیت کے دام ترویج
میں آئے ہوئے لوگوں کے لئے نہایت ہی قابل غور و فکر ہے وہ ایمان داری سے بتائیں کہ کیا ان
پیشوا اپنے دعویٰ میں کاؤب ثابت نہیں ہوا؟

حضرت ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے کسی کام کے سلسلے میں مدینہ
منورہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چلا گیا جب آپ باغ میں داخل
ہوئے تو میں دروازہ کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ آج میں حضور کا دربان ہوں حالانکہ آپ نے
مجھے اس کا حکم نہ دیا تھا حضور ﷺ جب فارغ ہوئے تو وہاں ایک کنویں کی میڈھ پر بیٹھ گئے اور
اپنے پیر کنویں میں لٹکائے اتنے میں حضرت ابو بکر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہا
میں نے کہا کہ شہر میں پہلے اجازت لے لوں پھر داخل ہونا میں نے جا کر حضور ﷺ سے ان کے

لئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ ان کو جنت کی تمنا ہے
 دے دو حضرت ابو بکر اندر تشریف لے آئے اور جا کر حضور ﷺ کی واپس آجائے۔
 نبیوں نے بھی اپنے پیر کنویں میں لڑکا دئے پھر پچھو دیر بعد حضرت عمر فاروقؓ تو ایسا کرنا
 نے ان سے کہا کہ ٹھہرو پہلے اجازت لے لوں چنانچہ آپ کو اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا
 تا کہ جنت کی خوشخبری دے دو چنانچہ وہ اندر تشریف لے آئے اور حضور ﷺ سے بائیں جانب
 بیٹھ گئے اب یہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اتنے میں حضرت عثمان غنیؓ تشریف لے آئے میں نے
 ان سے بھی کہا کہ پہلے اجازت لے آؤں حضور ﷺ نے ان کو اجازت دی اور جنت کی خوشخبری
 دے دی ہوئے ایک آزمائش میں مبتلا ہونے کا بھی ذکر فرمایا ﴿وبشره بالجنة معها بلاء﴾
 بصیبتہ بلکہ حضرت عثمان اندر تشریف لے گئے مگر اب اس کنویں پر ان کے لئے بیٹھنے کی جگہ نہ
 تھی چنانچہ وہ دوسری جانب حضور ﷺ کے سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ اور اپنے پیر کنویں میں
 بیٹھ گئے۔ (الحديث)

عبدالامت رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ
 میں نے اس واقعہ سے یہ تعبیر نکالی ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبریں
 یک جگہ ہونگی (کیونکہ حضور ﷺ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ ساتھ ہی ایک جگہ بیٹھے ہوئے
 تھے) اور حضرت عثمانؓ اکیلے ایک علیحدہ جگہ میں دفن ہوئے (کیونکہ آپ ان سے قوی دور
 رہے بیٹھے تھے)

قال ابن المسيب فتأولت ذلك قبورهم اجتمعت ههنا وانفرد عثمان

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۵۲)

حضرت امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے یہ روایت حضرت انس بن مالک سے بھی نقل فرمائی ہے
 ابن مسعودؓ امام الطحاوی ج ۱ ص ۲۴۳ طبع دہلی

چنانچہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ پیش گوئی اسی طرح پوری ہوئی جس طرح آپ نے فرمائی۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ پیش گوئی کا جو حصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے وہ بھی اسی طرح پورا ہو کر رہے گا جس طرح حضرات شیخین کریمین کے بارے میں فرمایا ہو کر رہا

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی جنت کے ٹکڑے میں آرام فرما ہونے کی سعادت

حضور اکرم ﷺ کے بالکل قریب بلکہ ساتھ ہی آپ کی آخری آرام گاہ کا ہونا خود اپنی جگہ یہ بہت بڑی فضیلت اور سعادت ہے یہ شرف صرف آپ اور آپ کے دوست حضرت عمر فاروق کے نصیب میں آیا ہے حضرات شیخین اش شرف پر جتنا بھی تاذ کریں کم ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہ ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

مابين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة ومنبري على حوضي
(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷۵)

حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں مابين قبری ومنبري کے الفاظ بھی ملتے ہیں (مسند الامام طحاوی ج ۷ ص ۵۵)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو ٹکڑا ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے

جامع صغیر کے شارح حضرت علامہ علی بن احمد العزیزی (۱۰۷۰ھ) لکھتے ہیں

المراد بالبيت بيت عائشة رضي الله تعالى عنها الذي صار في قبره
(السرارج المنير ج ۴ ص ۱۹۵)

حضور ﷺ کے ارشاد بییتی میں بیت سے مراد حضرت عائشہ کا گھر ہے نہ ماں
حضور اکرم ﷺ کی قبر اطہر ہے۔

معروف محدث امام ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) ارشاد نبوی ﷺ مابین بییتی پر لکھتے ہیں کہ
والمراد فی بیت بیت سکناہ وقیل قبرہ لما جاء فی حدیث آخر
مابین قبری ومنبری ولا منافاة بینہما لان قبرہ فی بیتہ (مرقات
ج ۲ ص ۵۹۰)

یہاں بیت سے مراد وہ گھر ہے جس میں آپ ﷺ رہائش پذیر تھے اور بعض نے
کہا کہ مراد قبر ہے اور ان دونوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ قبر نبوی
آپ کے گھر میں ہے

پھر آپ نے حضرت امام مالک (۱۷۹ھ) اور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ
) کے حوالہ سے یہاں ایک بڑی عجیب اور لطیف بات فرمائی ہے کہ

الروضة قطعة نقلت من الجنة وستعود اليها وليست كسائر الارض
تفنى وتذهب قال ابن حجر وهذا عليه الاكثر وهى من الجنة الان
حقيقة وان لم تمنع نحو الجوع لاتصافها بصفة دار الدنيا)
مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۹۰

یہ روضہ جنت سے لایا جانے والا ٹکڑا ہے اور پھر جنت میں واپس لوٹ جائے گا اور یہ
ٹکڑا زمین کے دوسرے ٹکڑوں کی طرح نہیں ہے کہ ختم ہو جائے حافظ ابن حجر
عسقلانی فرماتے ہیں کہ اکثر کا یہی قول ہے اور یہ ٹکڑا حقیقت میں جنت کا ہے اور گو
جنت میں کسی کو بھوک پیاس نہیں لگے گی لیکن زمین پر یہ جگہ بھوک پیاس کو نہیں
روکتی کیونکہ یہاں اس ٹکڑے کو زمین کی صفت اور تاثیر عطا کر دی گئی ہے

آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ

جس طرح کعبۃ اللہ میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے (حجر اسود) جو جنت سے لایا گیا ہے اور

پھر قیامت کے دن یہ دوبارہ جنت میں چلا جائے گا۔ اسی طرح مسجد نبوی میں بھی

ایک ایسا ٹکڑا ہے جو حقیقت میں جنت کی زمین کا ایک ٹکڑا ہے (اور درود نہ مقدم

ہے جس میں حضور اکرم ﷺ اور حضرات شیخین آرام فرما ہیں) (ایضاً)

اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق (اور حضرت عمر فاروق) کس قدر عزیز

قسمت ہیں کہ ان کو جنت کے ایک ٹکڑے میں آرام کرنے کی سعادت قیامت تک عطا ہو

ہو رہی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خود ان کے محبوب آقا حضور اکرم ﷺ ان کے رب

ساتھ موجود ہیں جو اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں اور وقت آئے گا کہ اللہ کے ایک اور عظیم

القدر رسول سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے دوسری جانب آرام فرمائیں گے۔

فیدفن فی الحجرة الشریفة الی جنب عمر فیبقی هذان الصدايگان

الکریمان مصحوبین بین هذین النبیین العظیمین علیهما الصلاة

والسلام ورضی اللہ عنہما الی یوم القيامة (مرقات ج ۱ ص ۶۸)

انسانی تاریخ میں کبھی کسی کو یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی اور نہ آئندہ ہوگی جو حضور ﷺ کے

جلیل القدر صحابی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو حاصل ہوئی ہے۔ محدث شہیر

حضرت امام مام علی قاری نے کس قدر عمدہ اور محبت بھرے لفظوں میں حضرات شیخین کو خزانہ

عقیدت پیش کیا اور ان کو مبارک باد دی ہے اسے دیکھئے

فہنیئنا للشیخین حیث اکتفا بالنبیین (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۳۶)

پس حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو مبارک ہو کہ وہ خدا کے دو جلیل القدر پیغمبروں

کے درمیان میں ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق کا روضہ مبارکہ کی مٹی سے نصابی تعلقی تھا

حضرت یحییٰ بن کار و ضہ اطہر میں آرام فرماتا اور ان کے بدن کا روضہ مبارکہ کی مٹی سے ان پر ہوتا ہے کہ اس مبارک مٹی سے ان کا خاص طور پر تعلق رہا ہے۔ حضرت امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ

لوحلفت حلفت صادقاً باراً غیر شک ولا مستثن ان الله تعالى
ما خلق محمداً ﷺ ولا ابابکر ولا عمر الا من طينة واحدة ثم ردهم

الى تلك الطينة

اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہوگی بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کیلئے
کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمد ﷺ
کو اور نہ ابو بکر کو اور نہ عمر کو مگر ایک مٹی سے پھر اسی مٹی کی طرف ان سب کو لوٹا دیا۔
امام سمہودی نے امام ابن سیرین کے اس بیان کو ایک اور بات پر منطبق فرمایا انہوں نے کہا کہ
دن کی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔

لکیم امت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۱ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ
فقیر کہتا ہے (کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان کا ہو) اس کلمہ کا صحیح محمل یہ ہے کہ
طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں آپ کو دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل کی
یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہو گئی اور اس اثر کے معنی اسی کے مشابہ ہیں جو کہ حدیث
میں آیا ہے کہ (ابتداءً خلقت میں) ارواح فوجوں کے دستے تھے (یعنی جھنڈ کے
جھنڈ) تو جو ردھیں آپس میں باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک
دوسرے سے میل جول رکھنے لگیں یعنی وجود خارجی سے پہلے ان کی ارواح ایک محل

میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں رہیں۔ (ازالہ حج ۳ ص ۱۷)
مفت اسلام اسٹاذ المترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی ایک سوال سن
میں لکھتے ہیں

حدیث میں حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ایک ہی مٹی سے بنے
ہونے اور پھر ایک ہی مٹی میں دفن ہونے کا بیان ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں
دونوں بزرگوں کی وہ فضیلت نکلتی ہے کہ اس میں ان کا کوئی سیم اور برابر نہیں
خطیب بغدادی (۴۶۲ھ) نے کتاب المتفق والمفترق میں حضرت عبداللہ بن
مسعود سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

ما من مولود الا وفي سرته من تربته التي خلق منها حتى يدفن فيه
وانا وابوبكر وعمر خلقنا من تربة واحدة وفيها ندفن
ہر چہ کے ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اس
میں وہ دفن ہو جائے اور میں اور ابو بکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنے ہیں اور اسی مٹی
دفن ہوں گے

مولانا احمد رضا خان نے اپنے فتاویٰ افریقہ میں بھی یہ حدیث نقل کی ہے بلکہ اس
کے ساتھ حکیم ترمذی کی نو اور الاصول سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں
ويأخذ التراب الذي يدفن في بقعة وتعجن به نطفته فذلك قوله
تعالى منها خلقناكم وفيها نعيدكم (فتاویٰ افریقہ ص ۸۵)
فرشتہ وہاں کی مٹی لیتا ہے جہاں اسے دفن ہونا ہوتا ہے اسے نطفہ میں ملا کر گوندھتا
ہے یہ ہے اللہ کا ارشاد کہ ہم نے تمہیں زمین ہی سے بنایا اور اسی میں پھر تمہیں ہم
سے جانیں گے

مشہور پیشوا ملا مقبول دہلوی نے اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ

نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس نطفہ میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے چنانچہ وہ فرشتہ لا کر اس نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اسی مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک کہ اس میں دفن نہ ہو جائے..... (ترجمہ مقبول ص ۶۲)

پس اس یقین سے چارہ نہیں کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا خیر طبیب ایک ہی پاک مٹی سے اٹھایا گیا تھا (عبقات ص ۴۱)

واللہ نے حضرت ابو بکر صدیق کو اسی پاک مٹی میں لولہ دیا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی جگہ مقدس ہرگز نہیں ہے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق کی ایک بہت بڑی فضیلت جو آپ کے انتقال کے بعد سامنے آئی وہ ان کا آنحضرت ﷺ کے برابر دفن ہونا ہے جس طرح کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر مبارک کو ملا ہوا رکھنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ عظیم الشان بزرگی ہے (حضور ﷺ کے لئے) اس کا ذکر کیا حضرت ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **ورفعنا لك ذكرك** کی تفسیر میں۔ آنحضرت ﷺ کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیق و فاروق تمام اصحاب میں ممتاز ہیں یہ حضرت صدیق کی اس اعانت کی شرح ہے جو تحمل بار نبوت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت ﷺ کی کرتے رہے ہیں

یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو

تیرہ سال گزرے ان میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی
ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے اور دس سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت
فرمائی تعلیم علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمہ اسلام کا اعلان کبھی صلح کے
ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص جس نے حضور ﷺ
کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرف ہوا
افضل ہے اس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسر نہیں ہوئی اسی طرح ہر
شخص نے قرن اول میں حضور ﷺ کی اعانت کی ہے اور ان واقعات کو دیکھا اور ان
واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور ان برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے
ہر اس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ محبتیں نہ
دیکھی ہوں اسی وجہ سے قرآن کریم و حدیث شریف میں ہر جگہ مہاجرین اولین کی
شان میں تعظیم و تکریم وارد ہوئی ہے (لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ الْآخِرُ الْآيَةِ) اور یہی وجہ ہے کہ مہاجرین اولین خلافت کے مستحق
ہوئے ان کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں اور صدیق اکبر اس امر میں منفرد ہیں اور ان
کی فضیلت سب پر ثابت ہے

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ان اعانتوں اور خدمتوں کا شاہد حضور ﷺ کا کلام مبارک ہے جو
آپ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور بروایت مستفیضہ ابو ہریرہ و ابو سعید خدری و انسا
عباس و ابن مسعود و جندب (رضی اللہ عنہم) کی سندوں سے ثابت ہے کہ ہم پر کسی
کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دے دیا ہو بجز ابو بکر صدیق کے کہ ان
کے ہم پر بہت احسانات ہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ قیامت کے دن ان کو دے گا اور کسی
کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکر کے مال نے پہنچایا اور اگر میں

لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنانا تو ابو بکر کو خلیل بنانا یاد رکھو کہ تمہارا ساتھی (یعنی خود رسول) اللہ کا خلیل ہے دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکر ہے اور حضرت جندب کہتے ہیں کہ میں نے اس خطبہ کو حضور ﷺ کی وفات سے پانچ رات پہلے سنا ہے اور ابو سعید خدری نے یہ کہا ہے کہ یہ کلام حضور ﷺ کے اپنی وفات کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا اور میان دنیا کے اور درمیان اس عالم (آخرت یا نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے اور یہ کلمات مبارکہ (ان امن الناس الحديث) ان واقعات کا اجمال اور ان مفصل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالیٰ کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے

یہاں ایک باریک نکتہ اور ہے جس کو پہچاننا چاہیے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا وجود نہیں ہے بلکہ حقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ حضرت صدیق ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب ہو گئے اور جو چاہتے تھے مل گیا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیتا ہے (ازالہ ج ۳ ص ۶۹)

نہ دنوں حضرت ابو بکر صدیق بیمار تھے آپ نے دریافت کیا کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں اس وقت سے اب تک مجھ کو بیت المال سے کتنا وظیفہ ملا ہے؟ حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ چھ یا نو ہزار درہم ہوئے ہیں فرمایا کہ میری فلاں زمین فروخت کر کے یہ رقم واپس بیت المال میں لگا کر دی جائے چنانچہ اس کی تعمیل کر دی گئی۔

پھر آپ نے پوچھا کہ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد میرے مال میں کس قدر اضافہ ہوا ہے؟ پوچھا کہ ایک غلام ہے جو بچوں کو کھلاتا ہے ایک اونٹنی ہے جو پانی لانے کے لئے استعمال میں آتی

ہے بعض روایتوں میں ایک غلام ایک لوٹنی اور دو اونٹیاں بتایا گیا آپ نے فرمایا کہ میرا مال میرے بعد یہ تمام چیزیں میرے جانشین حضرت عمر کو پہنچا دیتا۔ آپ کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی خدمت میں پہنچائی گئیں تو حضرت عمر انہیں دیکھ کر رو پڑے اور کہا کہ اے اللہ! ابوبکر پر اپنی رحمتوں کی بارش برساے اس نے اپنے بعد والے کے لئے کام بہت دشوار کر دیا

رحمہ اللہ ابابکر لقد اتعب من بعدہ تعباً شديداً (طبقات ج ۳ ص ۱۴۳)

امام دارمی نے حضرت عبداللہ بن العباسؓ کے حوالہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے حضرت ابوبکر کی وصیت کے مطابق جب یہ سامان حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے مذکورہ ارشاد فرما کر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ

وفارق الدنيا تقياً نقياً على منهاج صاحبہ (سنن دارمی ج ۱ ص ۵۵)

حضرت ابوبکر دنیا سے پاک صاف اور تقویٰ و پرہیز کی حالت میں تشریف لے گئے اپنے دوست (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) کے طریقہ پر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کا عہد فرمایا آپ بہت مالدار تھے آپ کے پاس چالیس ہزار سے زیادہ درہم تھے مگر آپ نے اپنا مال اللہ کی خوشنودی اور اپنے محبوب و مرضی کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت پر سب کا سب لٹا دیا آپ جب اس دنیا سے گئے تو اس وقت آپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ ان کے پاس نہ درہم تھا نہ دینار۔ کچھ بھی نہ چھوڑا۔ سب اللہ کی راہ میں دے گئے۔

انہ لما مات ابوبکر مات ترك ديناراً ولا درهما (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۷۵)

یہی حضرت ابوبکر شروع سے آخر تک حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے آپ نے کچھ

حضرت کو اکیلا چھوڑا اور نہ حضور ﷺ نے اپنے دوست اور ساتھی کو بھی یہاں نہ چھوڑا۔
 یہاں تک کہ چلے یہ صرف دو سال تھے جس میں آپ ظاہری طور پر حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔
 حضور ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے تھے آپ جس طرح زندگی بسر فرماتے تھے۔
 آپ کو قبر میں بھی حضور کا ساتھی بنادیں پھر حضور ﷺ نے آپ کو یہاں نہ چھوڑا کہ
 آپ کو بھی دے دی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ روز محشر حضور ﷺ کے ساتھ رہیں
 نہایت زیارت بھی وہ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے

یہ دعویٰ کوثر پر بھی وہ آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے
 حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ساتھ ان
 درجہ میں داخل ہوئے کہ دونوں آپ کے دائیں اور بائیں جانب تھے اور حضور ﷺ نے
 بیان کیا تھا اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح
 رہیں گے

رہو آخذ بایديهما وقال هكذا نبعت يوم القيامة (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)
 حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار (ایضاً ص ۲۰۸)
 آپ حوض کوثر اور غار میں میرے ساتھی ہیں

بیادیت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں

تہ انشی وصاحبی فی الغار (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۳۷۱۔ ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۷)
 یہاں حضرت عبداللہ بن عباس اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضور
 ﷺ اور حضرت ابو بکر زندگی میں بھی کبھی ایک دوسرے سے دور نہ رہے اور بعد از دو سال
 ایک دوسرے سے دور نہ ہوئے اور کل قیامت میں بھی وہ ایک دوسرے سے دور نہ ہوئے
 ساتھ ساتھ رہیں گے

فلن يفترقا حيين ولن يفترقا ميتين ولن يفترقا غدا عند الله تعالى
(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۷)

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو حضور ﷺ کے ساتھ زندگی بھر رہا اور کسی روز اپنے نبی سے محبوب کا دامن نہ چھوڑا ہو اسے حضور ﷺ اپنے قریب نہ بلائیں اور اپنے ساتھ ساتھ نہ لے جائیں؟ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ روضہ اہل بیت رکھ دینا اور آواز دینا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا خادم آپ کے ساتھ دفن ہونے کا رکھتا ہے اگر اجازت مل جائے تو مجھے حجرہ مقدسہ میں دفن کرنا ورنہ عام مسلمانوں کے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر کیا ہوا اسے مفسر کبیر حضرت امام فخر الدین رازی (۷۶۰ھ) سے سنئے آپ نے

ہیں

لما حملت جنازته الى باب قبر النبي ﷺ ونودي السلام عليك
يا رسول الله هذا أبو بكر بالبواب فاذا الباب قد انفتح واذا بهاتف
يهتف من القبر ادخلوا الحبيب الى الحبيب (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۷۴)
جب حضرت ابو بکر کے جنازہ کو حضور ﷺ کے روضہ اطہر کے دروازہ کے قریب
رکھا گیا اور آپ کو سلام پیش فرما کر کہا گیا کہ ابو بکر دروازہ پر حاضر ہے تو روضہ اطہر کا
دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر مبارک سے آواز آئی کہ حبیب کو اپنے حبیب کے پاس
پہنچا دو۔

☆..... بارگاہ ایزدی میں حضرت ابو بکر صدیق کی قدر.....☆

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی حیات مبارکہ پر نظر کرنے سے یہ بات بہت کھل کر سامنے آتی

ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی مقبولین میں سے ایک تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فیض و انعام تھا آپ کو شروع سے پاک طبیعت پر رکھا گیا اور آپ کی طبیعت ہر اس بات سے بالا کرتی تھی جس سے کسی طرح بھی شرف انسانیت کو داغ لگ جائے آپ ہر اس ظاہری اور باطنی باتوں اور کاموں سے طبعاً متنفر تھے جن سے شرف انسانیت مجروح ہو جائے اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی کہ سرور دو عالم ﷺ آپ کے چمکنے کے دوست اور جانی کے ساتھی تھے یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھا کہ آپ کو شروع سے اپنے محبوب کا دوست اور ساتھی بنادیں کہ جو نبی اللہ کا نبی اپنی نبوت کا اعلان کرے تو اس کا یہ ساتھی تصدیق میں اتنا آگے بڑھ جائے کہ رب العزت اس کا نام صدیق رکھے اور جبرئیل امین کی معرفت حضور ﷺ کو اس کی خبر دے اور خود پیغمبر بھی اپنے لسان مبارک سے اسے یہ لقب عطا کر دے اور اسے اس نام سے بلائے اور قیامت تک یہ اس کے نام کا حصہ بن جائے۔

آئیے ہم قرآن کریم کی روشنی میں دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ساتھی اور سب سے عزیز دوست سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کو کس کس طرح یاد فرمایا ہے اور کن کن عنوانوں سے ان کی تریف فرمائی ہے اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتایا کہ خدا کے ہاں حضرت ابو بکر کا مقام و مرتبہ کس قدر اونچا ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے صاحب رسول ہونے کی شہادت

..... ہجرت کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کفار غار ثور کے بالکل قریب آگئے حضرت ابو بکر صدیق کو فکر پیدا ہوئی کہ اگر انہوں نے ہمیں دیکھ لیا اور تلاش کر لیا تو کہیں یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ معاذ اللہ بد سلوکی نہ کریں آپ کہتے ہیں

ونحن في الغار لو ان احدهم ينظر الى قدميه لابصرنا تحت قدميه
قال فقال يا ابا بكر ما ظنك باثنين الله ثالثهما (مسند احمد ج ۸ ص ۸۷)
طبقات ۲۹ ج ۳)

اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری

الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانی اثنين اذهما
في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته
عليه وايده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة
الله هي العليا والله عزيز حكيم (پ ۱۰ التوبة ۴۰)

(ترجمہ) اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول پاک ﷺ کی) مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ
آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جبکہ
دو آدمیوں میں سے ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جبکہ آپ اپنے
صحابی سے فرما رہے تھے تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ
تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے
قوت دی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) بچی
کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا اور اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تالیف لطیف ﴿ازالة الخفاء عن
خلافة الخلفاء﴾ کے مترجم حضرت مولانا اشتیاق احمد دیوبندی مرحوم لکھتے ہیں

یہ آیت حضرت صدیق اکبر کے عدیم المثال فضائل پر دلالت کرتی ہے اس آیت
میں حضور ﷺ کے حق میں ثانی اثنين (یعنی دو میں سے دوسرا) فرما کر صدیق اکبر
کے بے نظیر اخلاص اور عدیم المثال کردار کی طرف توجہ فرمائی ہے کیونکہ لفظ

بنائے انہیں سامنے آنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو ثانی فرمایا کیا ترتیب
 میں صدیق اکبر کو کیوں قرار دیا گیا ترتیب بیان میں اس کا عکس بھی ہو سکتا تھا
 یعنی اول آنحضرت ﷺ اور ثانی حضرت صدیق اکبر۔ اور ظاہر قیاس بھی اسی کا
 منہ ضعیف ہے کہ بخلاف مرتبہ اولیت کا حق حضور ﷺ کا تھا یہ ترتیب بیان دعوتِ فلر
 دیتی ہے اور غار میں داخل ہونے کا نقشہ قاری کو مستحضر کرنا چاہتی ہے کہ احادیث
 میں نور کتب سیر میں جو کچھ منضبط ہے وہ آنکھوں کے سامنے آجائے کہ غار میں اول
 حضرت ابو بکر صدیق داخل ہوئے آپ کے لئے جگہ بنائی اس میں جس قدر سوراخ
 تھے سب کو اپنی چادر پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کیا پھر حضور ﷺ کو اندر بلایا اور
 ایک سوراخ جو بند نہ ہو سکا تھا تو ذاتِ اقدس کی حفاظت کے لئے اس پر اپنی اڑی
 رکھ لی اور اپنے زانو کو آپ کا تکیہ بنایا کہ آپ کچھ آرام فرمائیں پھر اڑی میں سانپ
 نے کاٹا تو محبوب کی راحت کو پھر بھی مقدم رکھا الغرض غار میں داخل ہونے کے
 وقت سے حضور ﷺ ثانی تھے اس لئے آپ کو ثانی اثنین فرمایا گیا جس سے کمالات
 بلاغت کے ساتھ اول اثنین کی جانب تعریض مقصود ہے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ
 نے حضور ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے ﴿لَا تَحْزَنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ آنحضرت
 ﷺ کا ارشاد فرماتا ہی معیت کے تحقق کے لئے رہبان قاطع تھا پھر حق تعالیٰ کا آپ
 کے قول کو نقل کرنا تو اس امر کی قطعیت کو بہت ہی مؤکد کر رہا ہے اس وقت اللہ
 تعالیٰ کی خصوصی معیت رسول اللہ ﷺ کے فیضِ صحبت سے صدیق اکبر کو بھی
 حاصل ہوئی۔ (ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۹۲ حاشیہ)

ان آیت کریمہ میں حضرت ابو بکر صدیق کا مقام و مرتبہ بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پھر
 ان آیت کا شانِ نزول بھی خاص اسی واقعہ ہجرت سے متعلق ہے جس سے حضور اکرم ﷺ اور

حضرت ابو بکر صدیق دو چار ہوئے تھے۔

یساں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کا صاحب کے نام سے یاد فرمایا کہ آپ صحابی رسول تھے اور ہیں خود سیدنا حضرت ابو بکر صدیق نے بھی اپنے آپ کو اس مصداق بتایا ہے ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جو سورۃ بقرہ کی تلاوت کرے ایک شخص نے کہا کہ جی میں تلاوت کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پڑھو چنانچہ نبی وہ اس آیت ﴿ اذ یقول لصاحبه ﴾ پر پہنچا تو آپ رو پڑے اور فرمایا کہ بخدا یہ صاحب نبی ذکر قرآن کی اس آیت میں ہوا ہے وہ خود میں ہی تو ہوں۔

فلما بلغ ﴿ اذ یقول لصاحبه لا تحزن ﴾ بکی وقال انی واللہ صاحبہ رواہ ابن ابی حاتم (تفسیر طبری ج ۶ ص ۷۵-۳۔ موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۴۶۔ ازالہ ج ۲ ص ۱۰۶)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت علی مرتضیٰ کی شان میں نہایت ہی محبت بھرے الفاظ کہے اور آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا جب یہ بات حضرت علی مرتضیٰ کو معلوم ہوئی تو فرمایا کہ حضرت ابو بکر کی شان کیا کچھ کم ہے؟ وہ تو اواہ (رحیم المزاج) ہیں غار میں حضور ﷺ کے صاحب و ساتھی رہنے کا شرف پائے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ پر جان و مال لٹانے میں ان سے آگے کوئی نہیں ہو سکا ہے

انہ لاواہ وانہ لصاحب رسول اللہ فی الغار وانہ لاعظم الناس غناء
عن نبیہ فی ذات یدہ (متدرک حاکم۔ موسوعۃ ج ۱ ص ۸۴)
شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

ومن اعظم مناقبه قول اللہ تعالیٰ الا تنصروه فان المراد بصاحبه هنا ابوبکر بلامنازع والاحادیث فی کونہ کان معہ فی

الغار كثيرة شهيرة ولم يشركه في المنقبة غيره (الاسلام في ۲۰۰)

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ

اجمع المسلمون على ان صاحب المذكور ابوبكر (س) الخلفاء

تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں جیسا کہ نفس واقعہ سے بھی ظاہر و باہر ہے (تاریخ الخلفاء)۔
 جلیل القدر عالم حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں
 مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر ہیں اور
 جو شخص آپ کی صحبت کا انکار کرے اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے گی (صواعق
 محرقة ص ۲۳۱)

یہ بات صرف حافظ ابن حجر نہیں کہتے آپ سے بہت پہلے اکابر علماء یہ بات علی الاعلان کہہ چکے
 ہیں حضرت امام سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) دوسری صدی کے معروف محدث اور امام ہیں حضرت
 ابو حنیفہ کے معاصر ہیں آپ کا یہ ایمان افروز بیان دیکھیں جسے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے
 بذمہ معروف کتاب منہاج السنۃ میں نقل کیا ہے

قال سفیان بن عیینہ وغیره ان الله عاتب الخلق جميعهم في نبيه
 الا ابابكر وقال من انكر صحبة ابي بكر فهو كافر لانه كذب القرآن
 (منہاج ج ۸ ص ۳۸۱)

حضرت علامہ علی بن محمد الجزری (۶۳۰ھ) علماء سے نقل کر چکے ہیں
 ان قال قائل ان ابابكر لم يكن صاحب رسول الله ﷺ كفر

فان القرآن العزيز قد نطق انه صاحبه (اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۱۳)
 شارح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ بدر الدین العینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں
 من انكر صحبة ابي بكر فقد كفر لانكاره كلام الله وليس ذلك
 لسائر الصحابة (عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۷۳)
 حضرت علامہ حافظ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

اجمع المسلمون على ان المراد بالصاحب هنا ابوبكر ومن ثم من
 انكر صحبته كفر اجماعاً (صواعق مخرقة ص ۶۶)

مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہاں صاحب سے مراد حضرت ابو بکر کی ذات گرامی ہے اور
 جس نے بھی آپ کی صحبت نبوی کا انکار کرے تو اجماعی طور پر اس کی تکفیر کی جائے
 گی۔

شارح جامع صغیر حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں
 من انكر صحبة الصديق كفر لانكاره النص الجلي (فيض القدير ج ۱ ص
 ۱۱۹)

سویں صدی کے مجدد اور محدث حضرت امام ماہ علی قادری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

اجمع المفسرون على ان المراد بصاحبه في الآية هو ابوبكر وقد
 قالوا من انكر صحبة ابي بكر كفر لانه انكر النص الجلي (مرقات
 شرح مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۶)

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن کی آیت اہما میں حضرت ابو بکر مراد ہیں اور وہ
 سب فرماتے ہیں کہ جس نے بھی حضرت ابو بکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کیا
 وہ کافر ہوگا کیونکہ اس نے نص جلی (یعنی آیت قرآنی) کا انکار کیا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ابو بکر سے فرمایا کہ
ابو بکر کو ہمیشہ سکون و اطمینان رہے گا کیونکہ اللہ نے ان پر سکینت و سلوان کو لازم
کر دیا ہے (تاریخ الخلفاء ۷۷)

ان سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بارگاہ ایزدی میں صدیق اکبر کا مقام کس قدر بلند ہے کہ آپ ہم
رقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سکینت میں ہیں

حضرت ابو بکر صدیق اور ان کی جماعت کے حزب اللہ ہونے کی شہادت

قرآن کریم کی سورہ المائدہ کی آیت کریمہ ﴿ ۵۶۳۵۴ ﴾ ملاحظہ فرمائیے اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں

يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم
يحبهم ويحبونه فان حزب الله هم الغالبون

یہ آیت کریمہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور ان کی جماعت کی تعریف میں نازل ہوئیں ہیں اور
ان آیت کی حقیقت اس وقت سامنے آئی جب حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت کی ابتداء میں
اسلام دشمن گروہ پوری قوت سے اٹھنے کی تیاری کر رہے تھے کہ آپ کی غیرت ایمانی نے ان تمام
تحرکات کا پوری قوت سے نہ صرف یہ کہ مقابلہ کیا بلکہ انہیں ختم کر کے ہی چھوڑا تا کہ کسی اور کو
بُجھ سے اسلام کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ ہو۔ یہ وہ اللہ کا گروہ تھا جسے اللہ نے چاہا اور جس
نے اللہ سے محبت کی اس جماعت کے رئیس اور امیر کون تھے۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ امام طبری نے حضرت علی مرتضیٰ سے نقل کیا ہے

بقوم يحبهم ويحبونه بابي بكر واصحابه رضى الله عنهم (منہاج)

(المنہج ج ۷ ص ۲۱۲)

وہذا نقل الذعلبی ان علیا فسر هذه الایة بانہم ابوبکر واصحابہ
(منہج ج ۷ ص ۲۱۲)

حکیم الامت حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۱ھ) لکھتے ہیں کہ
مصدق اس وعدہ کا حضرت ابوبکر صدیق کی فوج ہے جو مرتدوں سے جماد اکبر
کے لئے نکلی تھی پھر جس نے اللہ کی مدد سے بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے
اتنے بڑے کام کو انجام دیا۔۔۔۔۔۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ من یتول اللہ ورسولہ
والذین۔۔۔۔۔۔ الایۃ میں خلیفہ راشد سے محبت کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بات ثابت
ہو چکی ہے کہ صدیق اکبر اس آیت کے مصداق ہیں (لہذا اس آیت میں ان سے
محبت کرنے کا حکم واضح ہوا) اور خلیفہ راشد سے محبت رکھنا اس طرف اشارہ ہے کہ
اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے وقوع کی
دلالت ہے۔۔۔۔۔۔ اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ آیت انما ولیکم اللہ میں گواہان
عام ہیں مگر چونکہ مصداق آیت کے صدیق اکبر ہیں اور آیت کے مصداق کا حکم
آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہذا صدیق اکبر مسلمانوں کے ولی اور کارساز ہوئے
۔۔۔۔۔۔ (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۳۶)

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ہم آپس میں اس پر گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکر اور ان کے
اصحاب کے بارے میں ہے۔۔۔۔۔۔ امام ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور حضرت حسن سے بھی یہی منقول
ہے (ازالۃ ج ۲ ص ۵۷)

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) اس آیت پر لکھتے ہیں

فارتد من ارتد بعد وفاة النبی ﷺ فقاتلہم ابوبکر الصدیق رضی

والله اعلم من اطاعه من المهاجرين والانصار ومن آمن بال
الاسلام من سائر القبائل وام تأخذهم في الله لومة لائم حتى
يهدوهم جميع من بقى منهم الى الاسلام ولذلك قال الحسن البصري
رحمه الله في تفسير الآية ... قال ابو بكر واصحابه (دلائل
النبوة ج ۱ ص ۳۶۲)

فرمان کریمؐ کی اس آیت میں جس جماعت سے اللہ نے محبت فرمانے کی خبر دی ہے وہ جنت سے
برمدیق کا تیار کردہ لشکر اور جماعت ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ جماعت سے تو محبت فرمائے
مگر جماعت کے امیر و سربراہ سے محبت نہ کرے۔ وہ جماعت کس قدر خوش نصیب ہوگی
یاد رہے اسی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمائی اور ان کی بدولت پوری جماعت کو اللہ نے اپنی
جنت سے سرفراز فرمایا اور ان کی قرآن کریم میں تعریف فرمائی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان تصدیق کی تعریف

... حضور اکرم ﷺ نے جب اللہ کی توحید کا پرچم بلند فرمایا اور اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو
تین لوگوں نے آپ کی تصدیق میں ذرا دیر نہیں لگائی نہ کوئی سوچ بچار کے لئے دقت مانگا آپ
نے ان کی شان سے تصدیق فرمائی اللہ کو ان کی یہ ادبیت پسند آئی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
فرمائی

والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (پ ۲۴ المز آیت
نمبر ۳۳)

اور جو آیت لے کر آئے اور جس نے اس کو سچ مانا وہی لوگ ہیں ڈرنے والے

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ نے اللہ کی قسم کھاکر فرمایا کہ

قسم ہے اللہ کی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی مبعوث فرمایا اور ابو بکر سے ان کی رسالت کی تصدیق کی تو یہ آیت (مذکورہ) نازل ہوئی (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۲)

حضرات مفسرین حضرت علی مرتضیٰ سے نقل فرماتے ہیں کہ یہاں تصدیق کرنا اسے مراد حضرت ابو بکر کی ذات گرامی ہے علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں
عن علی والذی جاء بالصدق محمد ﷺ وصدق به ابو بکر
رضی اللہ عنہ (تفسیر طبری ج ۱ ص ۴)

والذی صدق به هو ابو بکر وهذا القول مروی من علی علیہ السلام
وجماعة من المفسرین رضی اللہ عنہم (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۴۳)
بعض حضرات نے اس سے حضرت علی مرتضیٰ کی ذات مراد لی ہے تاہم رازی فرماتے ہیں کہ
بات زیادہ مناسب نہیں ہے۔ ہاں اس بات پر سب متفق ہیں کہ جس نے اسلام میں سبقت لی

وہ سب سے افضل ہے چاہے وہ حضرت ابو بکر صدیق ہوں خواہ حضرت علی مرتضیٰ ہوں۔
زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر لئے جائیں اس لئے کہ جس وقت حضور ﷺ
کی بعثت ہوئی تھی حضرت علی چھوٹے بچے تھے آپ ان بچوں کی طرح تھے جو گھرانہ
ہوتے ہیں اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ ان کی تصدیق کچھ اس قدر شان و شوکت پر
دکھائے گی اور نہ اس سے اسلام کی قوت اور شوکت بڑھے گی (کیونکہ اولاد گھر کے آئی بڑے
پٹر پئے بھی ہیں) کہ حضرت ابو بکر تو وہ عمر میں بڑے آدمی تھے اور ان کا پوری قوم میں ایک
بھی تھا ان کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا ظاہر ہے کہ اسلام کی قوت و شوکت میں اضافہ کا باعث
ہے اس لئے یہاں حضرت ابو بکر کی ذات مراد لینا اولیٰ ہے۔

فحمل هذا اللفظ الى ابى بكر اولى (ایضا)
 مشہور شیعہ عالم علامہ طبرسی نے بھی اس سے حضرت ابو بکر صدیق کی ذات کو اولیٰ ہے اور اس

یعنی ہیں
 الذى جاء بالصدق رسول الله ﷺ وصدق به ابو بكر
 (تفسیر مجمع البیان ج ۳ ص ۶۵)

قرآن کریم نے حضرت ابو بکر صدیق کی شان تصدیق کی اس طرح تعریف فرمائی ہے۔
 وہ یقین کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے اور یہ وہ سچائی ہے جسے ماننا بھی پڑا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن
 ہی آنے والے لوگوں کو بتا دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے حضور ﷺ کی کس شان سے تصدیق
 فرمائی تھی اور اللہ کے ہاں ان کی یہ تصدیق کس قدر قبولیت کا شرف و مقام رکھتی ہے۔

..... حضرت ابو بکر صدیق کے صاحب فضیلت ہونے کی شہادت

..... ہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر منافقین کی طرف سے لگائے گئے بہتان غصیمہ نے
 قرآن کریم نے خبر دی ہے اور اللہ نے ان کے اس الزام کی نہ صرف سختی سے تردید فرمائی بلکہ
 انکے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ کی برات بیان کی اور پراپیگنڈہ باز لوگوں کو دنیا و آخرت
 میں غلاب الیم کی وعید بھی سنائی ہے اس بہتان سے چونکہ حضرت مسیح بھی متاثر ہوئے تھے
 اور ابھی اس پروپیگنڈے میں محفوظ نہ رہ سکے اور حضرت ابو بکر صدیق پہلے سے ان کی بہت
 شاندار فرماتے تھے چونکہ آپ کو اس واقعہ سے دکھ پہنچا تھا کہ انہوں نے میری کسی بھی بات کا
 ٹھٹھکا نہ کیا سو آپ نے حضرت مسیح کی مالی امداد سے ہاتھ ہٹالیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر قرآن
 کریم کی یہ آیت اتاری۔

وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُوتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينِ
وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى وَالْيَتَامَى
اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پ ۱۸ النور ۲۲)

(ترجمہ) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہل قربات
کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ لکھنا
اور چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ
تمہارے قصور معاف کر دے بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

اللہ رب العزت نے اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق کے صاحب فضیلت ہونے کی گواہی دی
ہے اور بتایا کہ آپ صاحب فضل ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب وسعت بھی ہیں اور غریبان
خدمت اور ان کی خبر گیری آپ کا شیوہ رہا ہے چونکہ آپ بڑے ہیں اسلئے ان سے درگزر کیجئے
ان کو معاف کرو کیجئے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے نہ صرف انہیں معاف کر دیا بلکہ اس کے
بعد انہیں دو گنا دینے لگے۔ مفسر کبیر حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں

نزلت هذه الآية في ابي بكر حيث حلف ان لا ينفق على مسطح
وهو ابن خالة ابي بكر وجعل له مثلي ما كان له قبل ذلك
اليوم (تفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۱۶۲)

مفسر شمیر حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

هذه الآية نزلت في الصديق رضي الله تعالى عنه حين حلف ان
لا ينفع مسطح بن اثانة بِنَافِعَةَ ابدا بعد ما قال في عائشة (تفسیر ابن
کثیر ج ۴ ص ۲۸۴)

حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی (۱۲۹۱ھ) لکھتے ہیں

انہ صابر یعطیہ ضعفی ماکان یعطیہ اولاً (روح المعانی ج ۹ ص ۲۱۱)
حضرت ابو رزازی نے اللہ کے ارشاد ﷻ اولوا الفضل سے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت پر مبنی
مذہب فرمایا ہے آپ لکھتے ہیں

هذه الآية تدل على انه رضى الله عنه كان أفضل الناس بعد رسول
الله ... واعلم أن الله تعالى وصف ابابكر في هذه الآية بصفات
عجيبة دلت على علو شأنه في الدين (ایضاً ص ۱۶۳)

پہرمت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ
کہ اولوا الفضل والسرعة میں تعریض ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف
ہے سیاق و سباق (انداز کا ام اور واقعات پیش آمدہ) اور سبب نزول کی شہادت سے
اور ظاہر یہ ہے کہ فضل سے دینی فضیلت مراد ہوگی تاکہ تکرار لازم نہ آئے (کیونکہ
دینی فضیلت لفظ السرعة سے مفہوم ہو رہی ہے) (ازالہ ج ۲ ص ۱۸۱)
پاک اور جگہ لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعة یساہ حضرت صدیق
کی مراد ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا جیسا کہ قاعدہ تعریض کا ہے۔ (ازالہ ج ۱ ص ۱۴۶)
نبی امت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے (قصہ افک کے متعلق) حضرت مسطحؓ کی امداد کرنے کا
ازد فرمایا تھا کیونکہ حضرت صدیق کے قریبی عزیز بھی تھے اور حضرت صدیق ان
کی مالی امداد بھی کرتے تھے اسلئے یہ آپ نے قسم کھائی کہ اب سے مسطح کی امداد نہ
کروں گا تو حق تعالیٰ نے آیت ولا یأتل اولوا الفضل منکم میں حضرت صدیق کو
امداد سے منع فرمایا کہ روزی ہمد کرنے کی قسم نہ کھانا چاہئے گو بظاہر اس آیت میں

حضرت صدیق پر نغیر ہے کہ اصحاب فضل کو یعنی جن کو فضیلت و جہ حاصل ہے اور اصحاب وسعت کو یعنی جن کو خدا نے مالی وسعت دی ہے اپنے قرابت و ارادہ ماجر مسکینوں کی امداد و بند کرنے کی قسم نہ کھانا چاہیے اس میں حضرت صدیق نے یہ اتریف بھی ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ نے دینی فضیلت بھی عطا کی ہے اور دنیوی وسعت بھی عنایت کی ہے (و عظم۔۔ المسبر بالصبر ص ۲۸)

مشہور شیعہ عالم علامہ طبرسی نے تسلیم کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے حق میں اترتی ہے نزالت فی ابی بکر و مسطح بن اثاثہ (تفسیر مجمع البیان ج ۳ ص ۱۲۳) سو حضرت ابو بکر صدیق کی دینی فضیلت اور افضلیت کا اعلان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اب اگر کوئی اس اعلان سے اختلاف کرتا ہے تو اسے غور کرنا چاہیے کہ کیا اس نے اس قرآنی اعلان سے اپنے دل میں کوئی وجہ تو پیدا نہیں کیا ہے؟

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ مکلف بالفروع مؤمن ہی ہوتا ہے کافر نہیں جو ایمان ہی نہ لایا۔ اسے فروع کا مکلف کیسے بنایا جاسکتا ہے اسے پہلے ایمان کی دعوت دی جاتی ہے یہ نہیں کہا جاتا۔ تراویح کی جماعت مستحب ہے اسے اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت ابو بکر صدیق کو نہ تعالیٰ نے (ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة) میں قسم نہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی۔ نہ تعلق فروع سے ہے اس سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر و ولایت ایمان سے پوری طرح مایمال تھے اور قرآن کی یہ آیت ان کے حق میں ایک وزنی اور آسمانی شہادت ہے

﴿.....والدین سے حسن سلوک کی تاکید میں اتری آیات کے مصداق

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیت ﴿ووصینا الانسان بوالدینہ﴾

حسننا.....الی آخر الایة (پ ۲۶ الاحقاف ۱۵-۱۶) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
 میں نازل ہوئی ہے (ازالہ ج ۳ ص ۶۱)
 ان عسا کر نے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق کی مدح میں نازل ہوئی ہیں
 (نقل الامام السیوطی فی التاریخ ص ۵۸)

اس آیت میں آپ کو کہا گیا ہے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک فرمائیں (جو مسلمان
 ہوئے ہیں) پھر ان کے واسطے سے سب مسلمانوں کو مانہا پ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی
 گئی ہے آپ کی فردغ میں ایک اصلاح تھی یہ بھی آپ کے ایمان کی ایک آسانی شہادت ہے

☆.....اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت ابو بکر کو شریک مشورہ رکھنے کا حکم

..... مفسر قرآن جبر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس قرآن کریم کی سورہ آل عمران کی آیت
 نمبر ۱۵۹

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ترجمہ) اور ان سے کام میں مشورہ کر لے
 کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابو بکر و عمر سے مشورہ کیا کرو (یعنی یہاں ہم سے مراد ابو بکر و عمر
 ہیں) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت ابو بکر و عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے حضرت عبدالرحمن
 بن عوف اشعری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابو بکر و عمر سے فرمایا

لَوْ اجْتَمَعْتُمْ فِي مَشُورَةٍ مَا خَالَفْتُكُمْ (فتح الربانی ج ۲ ص ۱۸۲)
 جب تم دونوں کسی مشورے پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہارے خلاف نہ کروں گا (ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۳۳)

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا

وإذا اتفقتما على شئ لم يخالفكما (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۵۲)

لولا انكما تختلفان على ما خالفكما (منہاج ج ۶ ص ۱۳۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ حضرت ابو بکر سے مشورہ کر لیا کریں۔
اتانی جبرئیل علیہ السلام فقال یا محمد ان الله تعالى امرک ان تستشير ابابکر (ریاض ج ۱ ص ۱۶۱)

☆..... اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مال خرچ کرنے والے

جبرائیل..... آپ پچھلے صفحات میں تفصیلاً پڑھ آئے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کو کرنے کے بعد اپنا سب مال جس طرح اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے وقف کر دیا اس کی بڑی کہیں اور نہیں ملتی قرآن کریم نے اس طرح اس کا تذکرہ فرمایا ہے

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ بن الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعدا الله الحسنی (پ ۷ ص ۲۷۰ الحدید آیت ۱۰)

(ترجمہ) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (اللہ کے راستے میں) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ

لوگ درجہ میں ان لوگوں سے جو بعد میں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد میں خرچ کیا

اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) امام بکلی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان میں اتری ہے

نزلت هذه الآية في ابي بكر لانه كان اول من انفق المال من
رسول الله ﷺ في سبيل الله (تفسير كبير ج ۲۹ ص ۱۵۱) والبيان
ص ۱۷۳ (۱۷۳)

عظیم امت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں
محمد بن فضیل کلبی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
میں نازل ہوئی ہے اسلئے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور انہیں
نے ہی سب سے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا مال صرف کر دیا (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۸)
ابوہریری خود بھی لکھتے ہیں کہ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے
لئے اپنا مال لانے والے ابو بکر کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں

ومعلوم ان صاحب الانفاق ابوبکر (تفسير كبير ج ۲۹ ص ۱۹۱)

حضرت امام حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں

ولاشك عند اهل الايمان ان الصديق ابابكر رضى الله عنه له الحظ
الاوفر من هذه الآية فانه سيد من عمل بها من سائر امم الانبياء فانه
انفق ماله كله ابتغاء وجه الله عز وجل ولم يكن لاحد عنده نعمة
يجزيه بها (تفسير ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۷)

ان بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل ایمان کے نزدیک اس آیت کریمہ میں فضیلت کا
بڑا حصہ حضرت ابو بکر صدیق کا ہے اسلئے کہ اس پر عمل کرنے والے تمام پیغمبروں
کی امت کے سردار آپ (یعنی حضرت ابو بکر) ہیں آپ نے اپنی انگی کے دنوں
میں اپنا کل مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا جس کا بدلہ جز اللہ کے اور کسی سے
مطلوب نہ تھا

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں
 وكان الصديق رضى الله تعالى عنه معروفا بالمعروف له الفضل
 والابادى على الاقارب والاجانب (تفسير ج ۳ ص ۲۸۴)
 حضرت ابو بکر کی نیکیاں فضائل اور سخاوت بہت معروف تھی کیا اپنے اور کیا
 دوسرے سب ہی اس سخاوت سے فیض پاتے تھے آپ کا سب کے ساتھ سلوک عام

تھا
 سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کے انفاق پر ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان کو انعام پایا
 دینے کی بشارت سنائی ہے

☆..... حضرت ابو بکر صدیق دو جنتیں لے اڑے

☆..... سورہ رحمن کی یہ آیت دیکھئے

ولمن خاف مقام ربه جنتن (پ ۷۷ الرحمن ۴۶)

(ترجمہ) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اس
 کے لئے دو باغ ہیں

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق نے قیامت کا ذکر فرمایا اور اس دن
 اعمال کے تانے اور جنت و جہنم اور فرشتوں کی صفوں کا نیز آسمانوں کے لپیٹے جانے اور پہاڑوں کے
 ریزے ریزے ہو جانے اور سورج کے بے نور ہو جانے اور ستاروں کے بکھیرے جانے پر غور
 و فکر کیا تو فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان سبزیوں میں سے کوئی سبزہ ہوتا اور کوئی چوپایہ آکر
 مجھے چر لیتا اور میں پیدائے ہوتا ہوتا تو اس پر یہ آیت اتری۔ (لباب النقول ص ۲۰۳ از ۱۱)

جید علی ازالہ ج ۲ ص ۲۷۵ (۲۷۵)
 اللہ تعالیٰ حاتم نے عبد اللہ ابن شاذب نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق کی توفیق
 میں اتری ہے (ایضاً)
 اتنا سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے مؤمنوں کو حضرت ابو بکر صدیق کے
 لئے دو جنتیں تیار فرمانے کی خبر دی ہے اور ان کا مقام بتایا ہے کہ آپ خدا کے نزدیک کس قدر
 اونچا مرتبہ پائے ہوئے ہیں

☆ حضرت ابو بکر کے لئے رحمت الہی اترنے کی بشارت

مشہور مفسر اور تابعی حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت
 ابو بکر صدیق کی شان میں ہے (صواعق محرقة ص ۲۳۳)

هو الذى يصلى عليكم وملائكته ليخرجكم من الظلمات الى النور
 وكان بالمؤمنين رحيماً (پ ۲۲ الاحزاب ۴۳)

(ترجمہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت
 بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے اور اللہ
 تعالیٰ مؤمنین پر بہت مہربان ہے۔

حضرت امام مجاہد سے مروی ہے کہ جب آیت (ان الله وملائكته يصلون على النبي)
 اتری تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ جو خیر بھی اللہ نے آپ پر نازل کیا ہم اس میں
 آپ کے شریک ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اخرجہ الترمذی وحسنہ
 والحاکم وصححه (لباب النقول ص ۷۵ للامام السیوطی۔ ازالہ ج ۲ ص ۲۰۸)

اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت ابو بکر پر اپنی رحمت اتارنے کی خبر دی ہے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی رائے کی آسمانی تصویب

حضرت جناب بن المنذر نے حضور ﷺ سے گزارش کی تھی کہ یہود کے کھجوروں کے بل ٹکاٹ دے جائیں تو یہ ان کے لئے اور حسرت کا سامان ہو گا وہ جلد ہتھیار ڈال دیں گے کچھ مہلہ اس کام میں لگ گئے اور چار سو کے قریب درخت کاٹ ڈالے حضرت ابو بکر صدیق نے اسی وقت حضور ﷺ سے کہا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہو گا اب کھجور کے درختوں کو ہم کیوں کاٹیں اب کاٹنے سے لوگوں کو ردک دینا چاہیے حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کی رائے مان لی قرآن کریم نے اس کاٹنے سے رکنے کو بھی اذن الہی کہا ہے۔

ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على أصولها فبإذن الله وليخزي
الفاستقين (پ ۸۲ الحشر ۵)

جو کھجوروں کے درخت کے تنے تم نے کاٹ ڈالے یا انکوان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو
دونوں باتیں (خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے
اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق کی رائے کی آسمانی تصویب تھی (خلفائے
راشدین ج ۲ ص ۱۵۷)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے اتقی اور مخلص ہونے کی قرآنی شہادت

﴿..... قرآن کریم کی پارہ ۳۰ ﴿سورہ اللیل﴾ کی تقریباً تمام آیات حضرت ابو بکر صدیق کی

یہاں میں اتری ہیں حضرت علامہ آکوسی لکھتے ہیں کہ یہ مور کا بیان ہے کہ یہ مور تھوڑا سا
مدینہ کی شان میں اتری ہے

فالجہور علی انہا نزلت فی شان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
روح المعانی ج ۱۵ ص ۳۶۵
حضرت امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں

نزلت هذه السورة فی ابی بکر وانفاقه علی المسلمین (تاریخ
ج ۳ ص ۱۷۹)

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ

حضرت ابو بکر نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف کی غلامی سے مال دے کر آزاد کرایا تو
اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا فاما من اعطی وصدق بالحسنى نازل
فرمائی۔ (لباب النقول ص ۲۳۰)

ابو جعفر محمد ابن جریر (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر مسلمان ہو جانے والے مقلوم غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد
کر دیا کرتے تھے ایک دن ان کے والد ابو قحافہ نے (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے)
نے ان سے فرمایا ابو بکر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور عورتوں کو خرید کر آزاد کر دیا
کرتے ہو اس کے بجائے یہ بہتر ہے کہ تم مضبوط اور طاقت ور جوانوں کو آزاد کیا کرو
کہ وہ تمہارے کام آئیں اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے جواب دیا کہ باجاں میں یہ
کام دنیوی مفادات کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس سے صرف اللہ کی رضامندی
مطلوب و مقصود ہے (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲)

عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ہمارے خاندان والوں کا بیان ہے کہ فاما من اعطی

وانتقی کی پوری آیات آپ ہی کی شان میں نازل ہوئیں ہیں (ایضاً۔ تفسیر طبری ج ۱۲ ص ۶۱۳)

حضرت عروہ بن زہر کہتے ہیں
سورہ الدلیل کی آخری پانچ آیتیں حضرت ابو بکر کے حق میں اس لئے نازل ہوئیں کہ
انہوں نے ان سات غلاموں کو جن پر ان کے مالک ہر طرح کے ظلم کرتے تھے
خرید کر آزاد کر دیا تھا (الحاوی ج ۱ ص ۳۲۶)

بزاز نے لکھا ہے کہ سورہ الدلیل کے اخیر تک وما لاحد عنده من نعمة تجزى
کی آیتیں آپ ہی کی شان میں وارد ہیں۔۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۸ لباب النقول ص ۲۳۰)

ماہی جلیل حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ
وما لاحد عنده من نعمة..... الا یہ حضرت ابو بکر صدیق کی تعریف میں
اتری ہیں اسلئے کہ آپ اللہ کے لئے اپنے مال سے غلاموں اور کمزوروں کو آزاد کر لیا
کرتے تھے (ازالہ ج ۲ ص ۳۱۳۔ روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۷۱ ۳ تفسیر طبری ج ۱۲ ص ۶۲۰)

علامہ محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) فاما من اعطى وانتقى کے تحت لکھتے ہیں
ان هذه الاية نزلت فى ابى بكر الصديق رضى الله عنه (تفسیر طبری ج ۱۲ ص ۶۱۳)

شیعہ عالم علامہ طبری نے بھی تسلیم کیا ہے کہ فاما من اعطى والی آیات حضرت ابو بکر کی
شان میں اتری ہیں جب آپ نے بہت سے وہ غلام خریدے جو مسلمان ہو گئے تھے اور پھر
انہیں آزاد کر دیا جن میں حضرت بلال عامر بن فہیرہ وغیرہم ہیں

”ان فی ابی بکر لانه اشتوی المالیک الذی اسلمہ الیہ
 ویراہ بن فہیوہ وغیرہما واعتقہم (مکمل بیان ص ۱۰۰)
 دینی ترجمہ کی اس سورت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو سب سے زیادہ تقیٰ بنو بکر
 کہنے والا بھی بتایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وسيجنبها الاتقى الذی یوتی مالہ یتزکی (پ ۳۰ الیل)
 (ترجمہ) اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں اتقی سے مراد حضرت ابو بکرؓ ذات رقبہ
 (جلد ۲ ص ۳۱۵)

حضرت امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں کہ یہاں اتقی سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہیں
 اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۸۵)

پ آگے لکھتے ہیں

ان المراد من هذه الاتقى هو افضل الخلق فاذا كان كذلك وجب ان

یکون المراد هو ابوبکر (ایضا)

لنظرات تقی سے مراد یہاں افضل الخلق (بعد الانبیاء) ہیں جب بات یہی ہے تو ضروری

ہے کہ اس سے مراد حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوں

نفس شہیر حافظ ابن کثیر (۷۷۷ھ) نے بھی اپنی تفسیر میں یہی بات بیان فرمائی ہے (دیکھئے تفسیر

ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۱)

حافظ ابن حجرؒ کی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

قال ابن الجوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر ففيها التصريح بانه

اتقی من سائر الامة والاتقی هو الاکرم عندالله تعالی لقوله ان
اکرم عندالله اتقاکم والاکرم عندالله هو الافضل فنتج انه افضل
من بقية الامة (صواعق محرقة ص ۲۶)

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ
حق میں ہازل ہوئی ہے پس اس آیت میں اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت ابو بکرؓ
ساری امت سے اتقی ہیں اور اتقی اللہ تعالیٰ کے ہاں اکرم ہوتا ہے اللہ کا ارشاد ہے تم
میں سب سے زیادہ کرامت والا وہ ہے جو جو تم میں سے اتقی ہے اور اکرم اللہ کے ہاں
افضل ہوتا ہے پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابو بکرؓ ساری امت سے افضل ہیں۔
محدث شہیر حضرت ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

وسيجنبها الاتقی وفسر بان المراد منه ابوبکر (مرقات ج ۱ ص
۲۸۶)

شارح جامع صغیر حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں

الاتقی بان المراد منه ابوبکر (فیض القدر ج ۲ ص ۲۵)

حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) ان تفسیری روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وهذا صریح فی ان الراد بالأتقی أتقی الاتقیاء علی الاطلاق لا

مطلق التقی وأتقی الاتقیاء علی الاطلاق بعد النبیین ابوبکر

الصدیق رضی الله تعالی عنه قال ودل علی فضله جمیع الامة قال

تعالی ان اکرمکم عندالله اتقاکم وقال القرطبی فی تفسیره قال ابن

عباس الاتقی ابوبکر الصدیق (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۳۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى وَقَالَ تَعَالَى إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ . (النور: ۱۸۱)
 آیتوں سے بڑھ کر کیا فضیلت اور دلیل افضلیت (حضرت ابو بکر صدیقؓ) کی ہو سکتی (امام)
 الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۴۳
 مگر آن کریمؐ کی یہ سورت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی منقبت و عظمت کی دلیل ہے اور اس میں اللہ
 تعالیٰ نے ان کے مقام و مرتبہ کی خبر دی ہے۔

☆ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تائید و حمایت میں الہی شہادت

☆ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابو بکرؓ کی تائید اور ان کی حمایت میں نازل ہوئی ہے۔
 لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ (پ ۴ آل
 عمران ۱۸۱)

(ترجمہ) بے شک اللہ نے سنی ان کی بات جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار
 یہ بات متعدد روایات سے مروی ہے ان میں سے بعض تو ان کی موافقت پر دلالت کرتی ہیں اور
 بعض ان کے قول کی تصدیق پر۔ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ کو ایک یہودی کے پاس کسی کام کے لئے
 بھیجا اور اس کو ایک خط بھی لکھا اور آپؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا (اگر کوئی خاص بات پیش
 آجائے تو) مجھ پر پوری بات ظاہر کر دینا اور واپس آجانا جب اس یہودی نے خط پڑھا
 تو وہ کہنے لگا کہ بیشک تمہارا رب فقیر ہو گیا ہے حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میرا جی چاہا
 کہ اسے اسی وقت تلوار سے ختم کر دوں مگر مجھے یاد آیا کہ آپ ﷺ نے مجھے کہا تھا کہ
 کوئی بات ہو تو پہلے مجھے بتانا اسلئے میں نے ایسا نہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ازالہ

(الغناء ج ۲ ص ۳۳)

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس یہودی نے اپنی بات سے انکار کر دیا اور شاہد
میں نے تو ایسی بات کہی ہی نہ تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کی تصدیق سے منکر
نازل فرمائی (دیکھئے لباب النقول فی اسباب النزول ص ۶۲)

حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے اس یہودی کی بات پر اسے ایک ٹمچ بھیج دیا
”معرفة شیعہ عالم علامہ طبری کا بیان ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت حضرت ابو بکر کی تعریف
اتری ہے

فغضب ابوبکر وضرب وجهه فانزل الله هذه الآية (تجمع البیان ج ۱ ص ۵۲۸)
ہم نے یہاں چند آیات آپ کے سامنے رکھیں ہیں اس کے علاوہ بھی کچھ اور آیات ہیں جن پر
حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی مرتضیٰ کی مدح و شان بیان کی گئی ہیں
وہ آیات خاص انہی بزرگوں کے حق میں اور ان کی تعریف و شان میں اتری ہیں
قرآن کریم کے ان مختلف مقامات میں حضرت ابو بکر صدیق کے مقام قرب و علا اور ان کے
تقویٰ و صداقت جس انداز میں تعریف فرمائی گئیں ہیں انہیں دیکھئے ان آیات پر غور فرمائیے
اندازہ لگائیے کہ آپ اللہ کے ہاں کتنا اونچا مقام و مرتبہ پائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ ان پر
سرف یہ کہ رحمتیں اتارتا رہا بلکہ ان کی تائید و حمایت میں قرآن کی متعدد آیتیں اتریں۔
اگر خدا انخواستہ حضرت ابو بکر صدیق کا ایمان و ایقان اور ان کا تقویٰ و اخلاص میں کوئی کمزوری ہوئی
تو آپ ہی بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں کبھی ان کی تعریف اس طرح فرماتے؟

آئیے اب ہم آقائے نامدار خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی معلوم کرتے جائیں
کہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کس مقام و مرتبہ کا حامل قرار دیا ہے اور آپ انہیں کس نگاہ
محبت سے دیکھتے تھے۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ نگاہ نبوت میں ☆.....

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے بعد آپ نے صحابہ کرام میں سب سے اونچا مقام حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہے اور آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت کے سرخیل اور افضل قرار پائیں خود لسان نبوت نے آپ کو جس بہت سے یاد فرمایا اس میں اپنی امت کو آپ کے عظمت و مقام کی پوری خبر دی تمام صحابہ کرام اس سے اچھی طرح واقف تھے اور صحابہ کی پوری جماعت حضرت ابو بکر کو حضور ﷺ کے انہی ہدایات کی روشنی میں محبت بھری نگاہوں اور عظمت بھرے دل سے دیکھتے تھے اور انہوں نے آپ کو اسی جگہ پر رکھا جس جگہ پر حضور اکرم ﷺ نے آپ کو رکھا تھا آپ نے انہیں اسی طرح رکھنے کی تعلیم و ہدایت دی اور ہمیشہ اسی خواہش کا اظہار فرمایا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کس نظر سے دیکھا تھا آپ انہیں مختلف عنوانات کے تحت پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے ہم اس سلسلہ میں حضور ﷺ کے دیگر ارشادات میں بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عظمت و منقبت دیکھیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

لَو كُنْتُ مَتَخِذًا خَلِيلًا لَاتَخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ اَخِي وَصَاحِبِي (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا تاہم وہ میرے دینی بھائی اور دوست ہیں

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام کا بھائی بنا کیا کم فضیلت ہے وَلَكِنْ اَخُوهُ الْاِسْلَامِ (الفضل (ایضاً))

حضور ﷺ کے ارشاد میں لفظ خلیل کو اگر غلت (پیش کے ساتھ) سے مشتق مانا جائے تو حاصل یہ ہے کہ وہ سچی دوستی و محبت جو محبت کے دل کے اندر تک اس طرح سرایت کر جائے محبوب کو محبت کے ظاہر تو ظاہر باطن یعنی جذبات خیالات اور احساسات تک پر حکمران ہو۔ محرم اسرار بنانے کا تقاضا کرے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میرے لئے یہ جائز ہو تو میں مخلوق میں سے کسی کو اس صفت کے ساتھ اپنا سچا جانی دوست بناؤں کہ اس کی محبت میرے دل کے اندر تک سرایت کر گئی ہو اور وہ میرا محرم اسرار بن جائے تو یقیناً میں ابو بکر کو اپنا دوست بناؤں گا۔ کیونکہ وہ دوستی کی اس صفت کی استعداد اور اہلیت رکھتے ہیں لیکن اس درجہ وصف کی محبت تعلق صرف اللہ رب العزت کے ساتھ ہے کہ اسی کی محبت میرے ظاہر پر بھی حکمران ہو۔ میرے باطن پر بھی۔ اور وہی میرا محرم اسرار ہے ہاں ظاہر دل کی محبت کا میرا جو تعلق ہے مسلمانوں کے ساتھ ہے اس میں ابو بکر کا مقام یقیناً سب سے اونچا ہے۔

اور اگر لفظ خلیل کو غلت (زیر کے ساتھ) سے مشتق مانا جائے تو اس کا حاصل یہ ہے اگر میں کو اپنا ایسا دوست بناتا کہ جس کی طرف میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے وقت رجوع کروں۔ اپنے معاملات و مہمات میں اس پر اعتبار و اعتماد کروں تو یقیناً ابو بکر کو ایسا دوست بناتا لیکن تمام امور و معاملات میں میرا واحد رجوع اللہ کی طرف ہے اور تمام احوال و مہمات میں میرا سہارا اور تکیا اسی کی ذات ہے ہاں اسلامی اخوت و محبت کا جو میرا ظاہری و قلبی تعلق پوری امت کے ساتھ ہے اس میں ابو بکر کا مقام یقیناً سب سے بلند ہے۔

یہ دوسرے معنی اگرچہ سیاق حدیث سے زیادہ قرمت و مناسبت رکھتے ہیں لیکن حضرات محدثین نے زیادہ پہلے ہی معنی کو اوجہ اور اولی قرار دیا ہے (مظاہر حق ج ۵ ص ۶۵۰)

محدث شمیر حضرت مولانا ملا علی قاری (۱۰۱۳ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ

ولعل وجه ما قال صلى الله عليه وسلم لو اتخذت احدا خلیلا

لاتخذت ابابكر خلیلا هو انه صدر عنه ما سبق مشايها اما وقع من
الخليل في ضرب الصنم ومخالفة الاب والله اعلم (مرقات ج ۱ ص ۲۹۱)

شاید یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اگر کسی کو خلیل بناؤں تو ابوبکر و خلیل
بناؤں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر سے بھی ایسی باتیں صادر ہوئیں جو
حضرت ابراہیم (خلیل اللہ سے ظاہر ہوئیں مثلاً بتوں کو ضرب لگانا اور اپنے باپ کی
مخالفت وغیرہ -

اس میں حضور ﷺ نے بتا دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق اس درجہ آپ کے قریب ہیں کہ کوئی بھی
دوسرا آپ کے اتنے قریب نہیں ہے
(نوٹ) یہ بات صرف ملا علی قاری کی اپنی نہیں ہے خود حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک موقع پر
حضرت ابوبکر صدیق کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت قریب قرار دیا اور آپ کو ان سے
مشابہ بتایا ہے غزوہ بدر کے موقع پر جب حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق سے
مشورہ فرمایا اور ان دونوں نے اپنے اپنے طرز میں مشورہ دیا تو اس وقت حضور ﷺ نے حضرت
ابوبکر صدیق کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے مشابہ بتایا اور حضرت عمر
فاروق کو حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام سے مشابہ بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود
کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے دونوں کی باتیں سن کر فرمایا

ان مثلك يا ابابكر كمثل ابراهيم قال فمن تبعني فانه مني ومن
عصاني فانك غفور رحيم او كمثل عيسى قال ان تعذبهم فانه
عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم وان مثلك يا عمر كمثل
نوح قال رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا وقال يا عمر

کمثل موسى قال واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب
الاليم (مسند احمد ج ۳ منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۳۳) وقال الحاكم هذا
حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبي (مستدرک ہام
ج ۳ ص ۲۴)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) ایک اور حدیث میں لکھتے ہیں

استشار النبی ﷺ اصحابه فيهم يوم فأشار عليه ابوبكر
رضي الله عنه بأخذ الفداء وشبهة النبی ﷺ بابراهيم وعيسى)
منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۲۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے سربراہ ملت ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
ہمارے شریک امت ہیں اور یہ خصوصیت جو ان دو نبیوں کو اس امت سے ہے اور کسی کو نہیں
(۲) ☆☆☆..... حضرت ابو بکر صدیق کہتے ہیں کہ

جب میں حضور ﷺ کے ہمراہ غار ثور میں تھا اور مشرکین ہمیں ڈھونڈتے غار پر آپہنچے تو
نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں پر نگاہ ڈالی تو وہ ہم کو دیکھ
گے اس پر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابو بکر تیرا خیال کہاں ہے ان دو شخصوں کا کوئی
بگاڑ لے گا جن کے ساتھ تیرا اللہ تعالیٰ ہے

ماظنك يا ابا بكر باثنين الله ثالثهما (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۲)
اس میں آپ ﷺ نے بتا دیا کہ حضرت ابو بکر صدیق معیت الہی کی دولت پائے ہوئے ہیں
(۳) ☆☆☆..... حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ نے مجھے تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجا لیکن تم نے مجھے جھوٹا جانا اور ابو بکر نے مجھے سچا کہا
اپنے مال اور جان سے میری خدمت کی ہے (ایضاح ص ۵۱۷)

حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں آپ کو کس سے محبت ہے ارشاد فرمایا عائشہ سے۔ انہوں نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابو بکر صدیق سے۔ (ایضاح اص ۵۱۷)

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ احد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ تھے۔ اتنے میں پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی ایک زلزلہ سا آیا آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک پیغمبر کھڑا ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ (ان تین غائبان میں جو سون رہا وہ اسی اشارہ غیبی سے تھا)

انبت احد فانما عليك نبی و صدیق و شهیدان (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)
(نوٹ) شیعہ حضرات کی معروف کتاب احتجاج طبری میں بھی اس کا ذکر موجود ہے (دیکھئے ج ۱ ص ۳۶۲ طبع نجف)

(۱) ☆☆☆..... حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر حضرت ابو بکر صدیق کا احسان ہے باعتبار مال کے بھی اور باعتبار محبت کے بھی۔ اور اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی اخوت کیا کم ہے (بخاری ج ۱ ص ۵۱۷) مسجد میں سوائے ابو بکر کے دروازہ کے اور کسی کا دروازہ نہ کھلے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

(۲) ☆☆☆..... حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا وہ بولی اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶)

(۸) ﷺ..... حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان حضرت ابو بکر کی خلافت کے سوا کسی اور کی خلافت سے راضی نہیں ہوئے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۳)

حضور اکرم ﷺ نے جیسا فرمایا پھر ویسا ہی ہوا۔
(۹) ﷺ..... حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر (مسند امام اعظم ابو حنیفہ ص ۳۱۸)
میرے بعد ابو بکر اور عمر کی پیروی کرنا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷ مستدرک ج ۳ ص ۸۰)
(۱۰) ﷺ..... حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ

ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کا ایک گروہ آیا اور حضور ﷺ سے گفتگو کرنے ہوئے بے ہودہ گوئی پر اتر آیا حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا کہ ابو بکر تم نے سنا ہے کہ طرح کی باتیں کر رہے ہیں حضرت ابو بکر نے عرض کی حضور میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ یہ کس طرح باتیں کر رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر ان کو جواب دو (حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ) حضرت ابو بکر نے ان کا جواب دیا اور خوب جواب دیا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر اللہ تجھے رضوان اکبر کی دولت سے مالا مال کرے گا (اعطاک اللہ الرضوان الاکبر) مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بعض نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ رضوان اکبر کیا مطلب ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ (رضوان اکبر کا مطلب یہ ہے) اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے سب بندوں پر عام تجلی اتارے گا جبکہ ابو بکر کے لئے خصوصی تجلی ہوگی

یتجلی اللہ لعباده فی الآخرة عامة یتجلی لابی بکر خاصة (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۸۲)

(۱۱) ﷺ..... حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا

میں نے کوثر پر میرے ساتھ ہو گئے اور تم میرے غار کے ساتھی ہو۔ (جانب: ۱۱۱)

(۱۱۰) حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

حضرت ابوبکر خدا کے سب نبیوں اور رسولوں کے صحابہ اور صاحب یمن (یعنی یمن) ...
بن شریف کے دوسرے رکوع میں آیا ہے) سے بھی افضل ہیں رواہ الحاکم فی تاریخہ

در السحابہ ص ۱۴۳۔ از امام الشوکانی

(۱۱۱) حضرت سعد بن زرارہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مجھے حضرت جبرئیل نے بتایا ہے کہ آپ کی امت میں حضرت ابوبکر سب سے بہتر ہیں

الخیرنی جبرئیل ان خیر امتک بعدک ابوبکر الصدیق ... رواہ الطبرانی

(در السحابہ ص ۱۴۷)

(۱۱۲) حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مذہب انبیاء و رسولوں کے سوا کوئی شخص ابوبکر سے زیادہ افضل نہیں ہے (تاریخ الخلفاء ص

۲۱)

(۱۱۳) حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ہر صدیق اگرچہ نبی نہیں ہیں لیکن (انبیاء و رسول کے علاوہ) سب لوگوں سے افضل ہیں (

تاریخ الخلفاء ص ۴۶)

(۱۱۴) حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مذہب انبیاء و مرسلین کے سوا اولین و آخرین میں سے تمام پختہ عمر کے جنتی لوگوں کے

(۱۱۵) (مسند الامام العظیمی ج ۶ ص ۳۲۸۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

(۱۱۶) حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

میری امت میں میرے امتیوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمدلی کرنے والے حضرت ہیں۔
 ہیں أرحم امتی بامتی ابوبکر (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۰)
 حضرت ابوالامہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا
 أرحم هذه الامة بعد نبیہا ابوبکر۔ (ریاض ج ۱ ص ۱۳۶)
 حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ایک حدیث میں آپ کے لئے بہت ہی زیادہ نرم و ملول ہے
 آیا ہے

أرأف امتی بامتی ابوبکر (جامع صغیر ص ۶۱)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی اس پر لکھتے ہیں

ای اکثرهم رافة..... ای اشد رحمة..... لان شانه العطف والرحمة والبر
 والقيام برعاية تدبير الحق ومراقبة صنعه فكان يدور مع الله تعالى ،
 التدبير ويستعمل مع الكبير والصغير (فيض القدير ج ۱ ص ۵۸۸)

(۱۸) ﴿٢٠٨﴾..... حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ہر نبی کے دو آسمانی وزیر اور دو زمینی وزیر ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں
 زمینی وزیر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

(۱۹) ﴿٢٠٩﴾..... حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا

یا ابابکر ان الله اعطانی ثواب من آمن به منذ خلق الله آدم الى ان

تقوم الساعة وان الله اعطاک یا ابابکر ثواب من آمن بی منذ

بعثنی الله الى ان تقوم الساعة (ریاض النضرة ج ۱ ص ۱۸۸)

اے ابوبکر حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائیں

میں ان سب کا ثواب اللہ نے مجھے عطا کیا اور میری بعثت سے لے کر قیامت تک جو

لوگ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے تجھے بھی دیا ہے۔
 (نوٹ) یہ اس لئے کہ آپ حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائے تھے
 حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا
 ہر نبی کے کچھ خصوصی امتی ہوتے ہیں میری امت کے وہ مخصوص سنی ابو بکر اور میں (۶۰)
 بطرانی (تاریخ الخلفاء ص ۶۰)

(۲۰) حضرت سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ
 ۳۶۰ خصلتیں ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جب جنت میں داخل کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سے
 ایک خصلت کو ان میں ودیعت فرما دیتے ہیں اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ
 حضور کیا مجھ میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں وہ تمام خصلتیں
 منہ موجود ہیں (رواہ ابن عساکر فی تاریخہ۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۸ للامام السیوطی۔ ریاض الجنان
 ۱۸۵)

(۲۱) حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ
 ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں ابو بکر کے آگے چل رہا ہوں آپ ﷺ نے مجھے
 فرمایا کہ اے ابو الدرداء کیا تو اس آدمی سے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے
 (سنن انبیاء و مرسلین کے بعد اگر کوئی سب سے افضل ہے تو وہ ابو بکر ہیں) (ریاض الجنان ص ۱۲۶)
 ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

سورج طلوع و غروب نہیں ہوتا ابو بکر سے بہتر کسی آدمی پر (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۶)
 (نوٹ) سیدنا حضرت علی مرتضیٰ سے بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (دیکھئے ریاض الجنان)

(۲۲) حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ
 ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر میں ایک آدمی

آئے گا جو میرے (اور انبیاء کے بعد) اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر اور افضل ہے اور ان کی
 تعالیٰ کی جانب سے اس طرح کی شفاعت کی اجازت ملے گی جس طرح انبیاء کو نصیب ہوگا
 چنانچہ تھوڑی دیر گزری کہ حضرت ابو بکر تشریف لے آئے حضور ﷺ نے ان کو دیکھا
 کھڑے ہو گئے اور ان کو بوسہ دیا اور سینے سے چمٹالیا

فما برحنا حتی اطلع ابوبکر فقام النبی ﷺ فقبله والتزمه ..

خرجه الحافظ الخطيب البغدادي (رياض ج ۱ ص ۱۳۷)

(۲۴) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ چلے آ رہے تھے کہ سائے
 سیدنا حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق آگئے اس وقت آپ نے حضرت علی مرتضیٰ
 سے فرمایا کہ

يا علي اتحب هذين الشيخين قال نعم يا رسول الله قال احببنا

تدخل الجنة (کنز العمال ج ۱۳ ص ۸)

اے علی کیا تو ان دونوں سے پیار کرتا ہے حضرت علی نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ
 - آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

(۲۵) ہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ

ایک رات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھی اور آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا اور آسمان
 بالکل صاف تھا (تارے چمک رہے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں اتنی ہوں گی
 جتنے آسمان میں تارے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر

كحسنة واحدة من حسنات ابی بکر (مشکوٰۃ ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۴۹۶)

ارشاد فرمایا..... ہاں اور وہ عمر فاروق ہیں۔ میں نے کہا پھر ابو بکرؓ کی نبیوں کا کیا حال ہے؟
 آپ نے فرمایا یقیناً عمر کی تمام نیکیوں کا مجموعہ ابو بکرؓ کی ایک نیکی سے زیادہ ہے

حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ
 بشری اگرچہ ایک ہے مگر نو سو ساٹھ پیسوں کے برابر ہے (درر فراموش ص ۲۸۲)

(۲۰۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا
 حب اہی بکر و شکرہ واجب علی کل امتی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۸)

حضرت سہیل سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

نحبہ و شکرہ و حفظہ واجب علی امتی (ریاض ج ۱ ص ۱۲۹)

بہر امت پر واجب ہے کہ حضرت ابو بکر سے محبت رکھیں ان کا شکر یہ ادا کریں (اور ان سے
 بارے میں غلط بات کہنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کریں

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات آپ کے سامنے ہیں اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ نبی
 نبوت حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کس طرح دیکھ رہی تھی اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ میں کسی پسندیدہ
 نبی کوئی ایمانی اور روحانی کمی ہوتی تو آپ ہی سوچیں اور فیصلہ کریں کہ کیا حضور ﷺ انہیں اس
 طرح یاد فرماتے اور ان کے بارے میں اپنی امت کو بتاتے؟

حضور اہرم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ آپ کی فضیلت بیان فرمائی نور امت کے دیگر حضرات سے
 آپ کو افضل اور بہتر بتایا بلکہ آپ نے ہر سر منبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جنتی ہونے کی بشارت بھی
 دیا اور آپ کے جنتی ہونے کو مختلف عنوانوں سے بیان فرمایا تاکہ ان کا جنتی ہونا کسی پہلو سے مخفی
 نہ رہے اور جنتی وہی ہوتا ہے جو دولت ایمان لے کر سفر آخرت پر جائے ان روایات کا مجموعہ
 ہمارے آپ کے ایمان و اخلاص کی ایک بڑی قوی شہادت ہے۔ آئیے ہم سالانہ نبوت سے حضرت
 ابو بکر صدیقؓ کے جنتی ہونے کی اور شہادتیں بھی ملاحظہ کریں۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کے جنتی ہونے کی شہادتیں.....

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازے سے اس میں داخل ہو جائے گا۔ اللہ کے بندے ادھر آ۔ پس اگر وہ بہت زیادہ نماز سے رغبت رکھنے والا ہو گا تو اسے الصلاۃ سے پکارا جائے گا۔ اور اگر کوئی بہت زیادہ جہاد کرنے والا اور اس سے رغبت رکھنے والا ہو گا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی خیرات کرنے والا ہو گا وہ خیرات کے دروازے سے جو کوئی روزہ دار ہو گا وہ باب الصیام سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ حضور کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جو سب دروازوں سے بلایا ہو گا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہو گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اے ابو بکر تو ان لوگوں میں سے ہو گا جن کو جنت ہر طرف سے پکارے گی

نعم وارجوا ان تكون منهم يا ابا بکر (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱)

حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اے ابو بکر تم ان میں سے ہو یہ قطعی خبر ہے اور واقعی یہ ہی ہو گا آپ خدا کے بتانے اور کہلوانے سے بولتے اور کہتے ہیں شارح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

ورجاء النبی ﷺ واقع محقق (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۸۳)

(۲)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آج تم میں کون روزہ دار ہے اس پر حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ حضور میں روزہ سے ہوں۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ آج کون ہے جو کسی جنازہ کے ساتھ گیا ہے اس پر حضرت ابو بکر نے پھر عرض کیا کہ حضور میں گیا ہوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا

کہ تاج کسی نے کسی مسکین کو کھلایا ہے حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ حضور میں نے یہ دعوت
مرا ہمارا دیکھی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج تم میں سے اس نے کیا دعا کیا یا دعا کی ہے
حضرت ابو بکر نے کہا کہ میں نے کی ہے حضور ﷺ نے حسب سیاحت انی تو ارشاد فرمایا کہ آج میں
سب تم جمع ہوں وہ جنت میں جائے گا

مااجتمعن فی امرء الا دخل الجنة (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷۰)
(۲) ... حضرت حدیث کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جنت میں ایک پرندہ خاقی اونٹ (جس کے دو کوہان ہوتے ہیں) کی مانند ہے حضرت ابو بکر نے
عرض کیا کہ حضور ﷺ وہ تو بہت ہی عمدہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں وہ بہت عمدہ جانور ہوگا
اور جو ان کو کھائے گا وہ ان سے بھی عمدہ ہوگا اور تم ان ہی میں سے ہو جو ان کو کھائیں گے (مصحف
مصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۲ ورواہ البیہقی کافی تاریخ الخلفاء ص ۷۷)
... حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے جنت کے
پرندوں کا ذکر فرمایا تو حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ پھر وہ تو بہت ہی عمدہ ہوں گے آپ
ﷺ نے ارشاد فرمایا

ومن یاکل انعم منها وانی لارجو ان تاكل منها (الزلالۃ الخفاء ج ۲ ص ۷۷)
اور جو شخص اسے کھائے گا وہ اس سے بھی عمدہ ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے
کھاؤ گے

(نوٹ) اس حدیث میں حضرت ابو بکر کی تعریف اور ان کے جنتی ہونے کی بشارت ہے
(۲) ... حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سب حضور ﷺ کے پاس بیٹھے
ہوئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آئے گا۔ اس پر تھوڑی
الٹھی نہ گذری تھی کہ حضرت ابو بکر تشریف لائے اور آکر سلام کیا اور مجلس میں تشریف فرما

ہو گئے (متدرک حاکم ج ۳ ص ۷۶)

(۵)..... حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے امت کے لوگ داخل ہوں گے۔ حضرت ابو بکر نے اس پر عرض کی کہ حضور کیا تمہارا ہاتھ میرے سر پر آپ کے ساتھ ہو کر وہ دروازہ دیکھتا حضور ﷺ نے اس پر انہیں خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا کہ (تو اطمینان رکھ) بلاشبہ تو میری امت کا پہلا آدمی ہو گا جو اس دروازے سے داخل ہوگا۔
..... اما انك اول من يدخله من امتي (ترجمہ سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۳۳۸۔ متدرک حاکم ج ۳ ص ۷۷)

حضرت امام علی قاری قدس سرہ (۱۰۱۴ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ

وفيه دليل على انه افضل الامة والا لما سبقهم في دخول الجنة وفيه ايضاً انه سبق الامة ايماناً (مرقات ج ۱۱ ص ۲۸۸)

(۶)..... حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ابو بکر صاحب کتاب جنت میں چلے جائیں گے الناس كلهم يحاسبون الا ابابكر (رو: في الكنز۔ تاريخ الخلفاء ص ۵۸۔ در السحابہ ص ۱۴۶)

(۷)..... حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جب میں آسمانوں کی سیر کے لئے گیا تو میں نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ کیا میری امت کا حساب و کتاب ہو گا جبرئیل امین نے کہا کہ آپ کی امت میں سوائے ابو بکر کے سب کا حساب و کتاب ہو گا۔ قیامت کے دن حضرت ابو بکر سے کہا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ تو وہ کہیں گے کہ میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک وہ لوگ بھی میرے ساتھ نہ جائیں جنہوں نے مجھ سے محبت رکھی تھی

بعض اہل حق، بدخل، برعی، من کان یحبنی فی الدنیا (ریاض الجنۃ ص ۱۰۷)
 حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا
 رشتہ میں ۱۲ یعنی درجات والوں کو نچلے درجات والے اس طرح یکمیں کے جیسے زمین میں
 غروب ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہو اور ابو بکر اور عمر بھی انہی (جنت میں اعلیٰ درجات والے
 دوں) میں سے ہیں (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶)
 حضرت سعید بن زید کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دس آدمیوں کا نام سے رشتہ
 ہونے کی بشارت دی ہے۔

ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة الحدیث (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۳)
 حضرت زبیر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اس طرح دعا فرمائی
 اللہم انک جعلت ابا بکر رفیقی فی الغار فاجعله رفیقی فی الجنة
 (ریاض ج ۱ ص ۱۶۴)

اے میرے اللہ آپ نے ابو بکر کو غار میں میرا رفیق بنایا سو اسے جنت میں بھی میرا رفیق بناوے
 چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول بارگاہ ایزدی ہوئی حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے
 ارشاد فرمایا کہ

لکل نبی رفیق ورفیقی فی الجنة ابوبکر (ریاض ج ۱ ص ۱۶۴)

ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق ابو بکر ہے

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

جنت میں ایک ایسا شخص داخل ہوگا کہ وہاں کا کوئی ایسا مکان اور گھر نہ ہوگا جس کے رہنے والے
 اس شخص کو مرحبا اور خوش آمدید نہ کہیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے ہاں تشریف لائیے
 حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ حضور اس دن اس آدمی کی کیا شان ہوگی (حضور ﷺ نے

فرمایا کہ وہ شخص کوئی اور نہیں تم ہی ہو

قال رسول اللہ ﷺ اجل وانت هو یا ابابکر (مجم طبرانی ج ۱ ص ۸۰)
ریاض النضر ج ۱ ص ۱۸۴ الا حسان بتر شیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۸

۴..... شیعہ علماء کی تائیدات

شیعہ کے شیخ الطائفہ علامہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۸۰۴ھ) تلخیص الشافی میں حضرت زید سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ جب ابو بکر آجائیں تو ان کو جنت میں لے کر
کی خوشخبری دینا اور میرے بعد خلافت کی بھی بشارت دینا

امرہ عند اقبال ابی بکر ان يبشره بالجنة وبالخلافة من بعده
(تلخیص الشافی ج ۳ ص ۳۹)

حضور ﷺ کے مذکورہ ارشادات سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب سے افضل امتی اور اعلیٰ درجہ کے جنتی ہیں آپ کے کامل الایمان ہونے اور جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور اس کی گواہی خود لسان نبوت نے دی ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر کی تعریف فرمائیں اور ان کی مدح میں قرآن کریم کی آیات اتاریں اور حضور اکرم ﷺ مختلف مواقع پر مختلف پیرائے میں آپ کی دوسروں پر فضیلت بیان کریں اور آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دیں اور آپ واقعی اس مقام کے حامل نہ ہوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی بات بالکل برحق اور سچی ہے۔ شیعہ علماء اس حدیث کو مبنی بر تقیہ قرار دیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں بھلا حضور ﷺ کو تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

انہوں نے کہ کچھ لوگ اس حقیقت کو ابھی تک تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ آپ سے بارے میں ان حقائق اور شواہد کے باوجود غلط بیانی اور جھوٹ ماننے سے شرم نہیں لیتے خواہ انہیں اپنی اس غلط بیانی کے لئے قرآنی آیات اور نبوی ارشادات کا انکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کو صحابہ کرام کا خراج عقیدت

آئیے ہم اب صحابہ کرام کی زبانی حضرت ابو بکر صدیق کے مناقب سنیں اور دیکھیں کہ یہ حضرات حضرت ابو بکر کی کتنی عزت کرتے تھے اور اپنے دلوں میں ان کا احترام لئے ہوئے تھے اور ان سے مالی محبت رکھتے تھے یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق کو شروع سے دیکھا تھا جو صحابی قبول اسلام کی دولت سے مشرف ہوا اس نے یہی دیکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اس سے پہلے یہ سعادت پا چکے ہیں اور حضور ﷺ نے انہیں اپنے بہت قریب رکھا ہوا ہے سفر و حضر کا معاملہ ہو یا کہیں کسی اہم امر میں مشورہ و رائے کی ضرورت ہو حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر کو ہر جگہ یاد فرمایا اس سے انہیں یہ پوری طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق کو حضور ﷺ کا جتنا قرب حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے آپ حضور ﷺ کے سایہ میں اور سایہ ہمیشہ اصل کے ساتھ ساتھ ہی رہتا ہے جدا نہیں ہوتا چنانچہ ہر وہ شخص جس نے حضور ﷺ کے سامنے اسلام کی دولت پائی اس نے حضرت ابو بکر کی محبت و عظمت بھی اپنے دل میں بٹھالی تھی اور یہ بات ناممکن تھی کہ ایک آدمی مسلمان ہو اور اس کے دل میں حضرت ابو بکر کی محبت و عظمت جگہ نہ پائے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے کتنا خوب لکھا ہے

ومعلوم ان هذا العلم الذی عندهم بفضله وتقدمه انما استفادوه من

النبي ﷺ بأمور سمعوها وعايينوها وحصل بها لهم من العلم ما علموا به ان الصديق أحق الامة بخلافة نبيهم وأفضلهم عند نبيهم وأنه ليس فيهم من يشابهه حتى يحتاج في ذلك الى مناقرة وان يقل احد من الصحابة قط ان عمر أو عثمان أو عليا أو غيرهم أنقص من ابي بكر أو أحق بالخلافة منه وكيف يقولون ذلك وهم راضون من تقديم النبي ﷺ لأبي بكر على غيره وتفضيله وتخصيصه بالتعظيم ما قد ظهر للخاص والعام؟ حتى ان أعداء النبي ﷺ من المشركين وأهل الكتاب والمنافقين يعلمون ان نبي بكر من الاختصاص ما ليس غيره كما ذكره ابوسفيان بن حرب بن احد (منهج السراج ص ۵۲۳)

فقد ظهر لعامة الخلائق ان ابا بكر كان أخص الناس بمحمد ﷺ فهذا النبي وهذا صديقه فاذا كان محمد أفضل النبيين قصبة أفضل الصديقين (ايضا ص ۵۲۴)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ومعلوم ان الله قد جعل للصحابة مؤدة في قلب كل مسلم لاسباب الخلفاء الراشدين رضى الله عنهم لاسيما ابوبكر وعمر فان عمدة الصحابة والتابعين كانوا يودونهما وكانوا خير القرون (منهاج السنة ج ۷ ص ۱۳۷)

آئیے ہم سب سے پہلے حضرت عمر فاروق کی زبان سے حضرت ابوبکر صدیق کے مناقب جنہیں حضور ﷺ نے بہت اونچے درجے کا صاحب الہام بتایا ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق

انقال ہوا تو حضرت عمر فاروقؓ آپ کے گھر آئے اور وہیں کھڑے کھڑے فرمایا:
اے خلیفہ رسول! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو نعتِ نبوت و رسالت سے
ڈال دیا۔ آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی کریمانہ نعت سے
..... جب آنحضرت ﷺ رحلت فرما گئے اور اہل اسلام خلافت کے لئے جمع ہوئے تو ان
میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک امیر ہونا چاہیے اور معاصرین میں سے ایک یہ
ہمیں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ ہم میں سے ایک امیر ہونا چاہیے اور معاصرین میں سے ایک یہ
..... حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ

الستم تعلمون ان رسول الله ﷺ قد امر ابوبکر ان يصلی بالناس
فايكم تطيب نفسه ان يتقدم ابابكر قالوا نعوذ بالله ان نتقدم
ابابكر (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۲۶)

کیا تم کو پتہ نہیں ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر
صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا تھا پس آپ میں سے کون ہے جو اپنے آپ کو
حضرت ابوبکر سے بہتر سمجھتا ہو اور ان سے آگے بڑھنے پر خوش ہو جب انصار نے یہ
بات سنی تو عرض کیا کہ خدا کی پناہ کہ ہم حضرت ابوبکر سے آگے بڑھیں (یعنی وہی
اس لائق ہیں کہ آگے ہوں ہم ان کے پیچھے رہیں گے)

..... ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے آپ
سے زیادہ انصاف پسند حق گو اور خدا کے نافرمانوں کے لئے سخت کسی کو نہیں دیکھا آپ حضور
ﷺ کے بعد بہتر شخصیت ہیں وہاں حضرت عوف بن مالک بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ تم
نہایت اہم ہو خدا ہم نے حضور ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ بہتر شخصیت دیکھی
ہے کہنے لگے کہ وہ کون ہیں۔؟ فرمایا وہ حضرت ابوبکر ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ بات سنی تو
ارشاد فرمایا عوف صحیح کہہ رہے ہیں جبکہ تمہارا کہنا بالکل درست نہیں خدا حضرت ابوبکر کی خوشبو

میں سے بھی زیادہ دل کو بڑھتی تھی

واللہ لقد کان ابو بکر اطیب من ریح المسک (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۴)
 ... ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ میں نے آپ جیسا کہ فرمایا
 دیکھا آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت ابو بکر صدیق کو دیکھا ہے اس نے کہا نہیں
 نے فرمایا کہ اگر تو کہتا کہ میں نے ان کو دیکھا ہے اور پھر بھی یہ بات کہتا تو میں تیری پٹائی کر دوں
 المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۲ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۴۴

... ایک مرتبہ کسی نے اسی طرح کی ایک بات کہی تو آپ نے اس کی پٹائی کرتے ہوئے فرمایا
 کہ ابو بکر مجھ سے اور میرے باپ سے اور تجھ سے اور تیرے باپ سے بہتر ہیں (ایضاً)
 آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے کسی کو بھی یہ کہتے سنا کہ عمر ابو بکر سے افضل ہے تو میں اسے چادر
 کوڑے ماروں گا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۵۲)

... ایک مرتبہ آپ نے حضرت ابو بکر کی مدح و مناقب بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت
 ابو بکر تو ہمارے سردار ہیں اور یہ جو بلال ہیں وہ حضرت ابو بکر کی حسنات میں سے ایک نیکی چر
 و بلال حسنة من حسنات ابی بکر (کنز ج ۱۲ ص ۲۴۴)
 ... حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں

ابو بکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ ﷺ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۶)
 ابو بکر ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور حضور ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ پیارتیہ
 حضرت عمر فاروق نے یہ بات صحابہ کرام کے کھلے مجمع میں فرمائی ہے اور ان میں سے ایک شخص بنا
 نہ تھا جس نے حضرت عمر فاروق کے اس بیان سے اختلاف کیا ہو شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ
 ہیں

ولم ینکر ذلک احد (منہاج السنہ ج ۲ ص ۵۱) ولم یکن ذلک منہم منکر (ایضاً ص ۵۱)

ؐ پیدا حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح بهم (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۲)
حضرت ابو بکر اور پوری زمین والوں کے ایمان کا وزن کیا جائے تو ابو بکر کے ایمان کا پلہ جملہ جائے گا (تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

ؐ آپ کا ارشاد ہے

حضرت ابو بکر سب نیکی کے کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں اور آپ تمام صحابہ میں کھلے طور پر بہتر تر ہیں (ایضاً ص ۵۹۔ ریاض ج ۱ ص ۱۷۵)

ؐ حضرت ابو بکر مکی بیعت کے موقع پر حضرت عمر نے گروہ انصار سے فرمایا
اے اہل اسلام۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو ثانی اثین اذہما فی الغار ہے یعنی ابو بکر۔ جو سب سے (اسلام اور دیگر دینی امور میں) کھلم کھلا سبقت لے جانے والے ہیں (ازالہ ج ۱ ص ۱۴۰)

ؐ آپ فرماتے ہیں۔

کاش میں حضرت ابو بکرؓ کے سینے کا ایک بال ہوتا جس حالت میں انہیں جنت میں دیکھتا ہوں آرزو ہے کہ یہی کیفیت میری بھی ہوتی (ریاض ج ۱ ص ۲۰۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۹)

ؐ آپ نے فرمایا

میرے لئے یہ بات حد درجہ ناگوار تھی۔ خدا کی قسم بغیر کسی گناہ کے میری گردن اڑادی جاتی، یہ بات میرے لئے بہت آسان تھی بہ نسبت اس کے میں ایک ایسی قوم کا امیر بنتا جس میں ابو بکر موجود ہوں

ؐ خبیب بن محض راوی ہیں کہ

میں نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے کہا کہ ”آپ ابو بکر سے بہتر ہیں؟“ آپ نے فرمایا کہ ”خدا کی

مقام ابو بکرؓ کی ایک رات اور ایک دن میری ساری زندگی سے بہتر ہے۔ کیا میں تم کو اس رات اور دن کا حال نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا "ہاں!" فرمانے لگے "رات تو وہ تھی کہ جب حضور ﷺ مکہ سے نکلے تھے اور ابو بکرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ تو کبھی ابو بکرؓ آگے ہوتے تو کبھی پیچھے کبھی دائیں تو کبھی بائیں۔ حضور ﷺ کے دریافت کرنے پر وجہ بتائی کہ مجھے خطر ہے کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ آور نہ ہو اور کہیں کوئی پیچھے سے تعاقب کرنے والا آپ کو تکلیف پہنچائے۔ اور چونکہ مجھے آپ کی بہت زیادہ فکر ہے۔ اس لئے کبھی آگے ہوتا ہوں تو کبھی پیچھے کچھ رات چلنے کے بعد راستہ بند ہو گیا تو آپ نے حضور ﷺ کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا تو غار کے منہ پر پہنچے اور آپ ﷺ کو کاندھے سے اُتار اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! پہلے داخل ہونے دیجئے۔ کوئی گزند پہنچے تو پہلے میری جان کو پہنچے،" آپ محفوظ رہیں تو پھر آپ اندر گئے۔ اسے صاف کیا وہاں چند سوار خ نظر آئے تو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر ان سواروں کو بند کی ٹیم دو سوار بند ہونے سے رو گئے جن میں آپ نے اپنے دونوں پیر لگا دئے پھر حضور ﷺ کو اندر بلایا آپ اندر تشریف لائے اور ابو بکرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ (انج)

..... امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ انہیں حضرت ابو بکرؓ پر ترجیح دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

ابو بکرؓ کی وہ ایک رات جو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی خدمت کرتے گذاری بلحاظ قیمت و فضیلت میری اور میری تمام اولاد کی ساری زندگی سے بہتر ہے (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۸)

..... اور دن کا یہ عالم ہے کہ جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور بہت سے عرب مرد ہو گئے۔ اور بعض زکوٰۃ وغیرہ کے منکر ہو گئے تو میں نے آپؐ کو مصالحانہ مشورہ دیا کہ یہ غشی کا وقت نہیں، اس وقت تالیف سے کام لیا جائے۔ حضرت عمرؓ کی اس بات پر آپؐ نہایت غصہ ہوئے اور

زمانہ: ۳۰۰۰ ع۔ اتم جاہلیت کے زمانے میں تو بڑے سخت تھے مگر اسلام میں اگر ایسے نرم ہو گئے ہوں تو
 حضور ﷺ کی وفات ہو چکی، وحی کا سلسلہ بند ہو چکا۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ دوسری مرتبہ
 دیکھ لیں گے جو حضور ﷺ کے زمانے میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کیوں نہ کر دوں۔
 آپ کے ساتھ ہو کر ان لوگوں سے جنگ کی اور خدا کی قسم ابو بکرؓ کی رائے ہم میں سب
 نے بھی آپ کے ساتھ ہو کر نکال دی۔“ (ازالۃ الخفاء)

اچھی تھی۔ یہ ابو بکرؓ کا دن ہے۔“ (ازالۃ الخفاء)

والذی نفسی بیدہ لذلک الیوم خیر من آل عمر رواہ ابو عمرو
 العدنی (موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۹۰)

مکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب اچھا غلام دے کر حضرت بلال حبشیؓ کو آزاد کر لیا اس
 وقت حضرت عمرؓ پر کیا کیفیت طاری ہوئی اسے آپ کے ان شعروں میں دیکھئے
 ابوبکر حبا فی اللہ مالا واعتق من ذخائره بلالا

لقد واسی النبی بکل فضل واسرع فی اجابته بلالا

پہلے بلالا..... میں جو ایک کلمہ ہے اس سے مراد حضرت بلال ہیں اور دوسرے
 بلالا..... سے جو دو کلمے ہیں مراد بدوں لا کے ہیں۔ معنی اشعار کے یہ ہیں کہ ابو بکر
 نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اپنے ذخائر سے حضرت بلال کو آزاد کرادیا اور نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ہر مال کے ساتھ غم خواری اور ہمدردی کی اور بدوں انکار کے آپ کی
 اجابت میں جلدی فرمائی۔ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کی مدح کرتے ہوئے فرماتے
 ہیں ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۹۰) یعنی ابو بکر ہمارے
 سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا (وعظ۔ السرور ص ۷۷)۔

..... حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد

حضور ﷺ کے صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا جو مقام و مرتبہ شاندار تھا، تاوائف ہوگا آپ جبر الامت کے لقب سے جانے گئے ہیں حضرت ابو بکر محمد بنی سیدنا ان کا یہ بیان دیکھئے جو انہوں نے حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر کی استقامت کو دیکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا

حضور اکرم ﷺ کے وصال پر ہم جس طرح کے حالات سے دوچار ہوئے تھے ان وقت اگر اللہ تعالیٰ ابو بکرؓ ہم کو عطا فرما کر ہم پر احسان نہ فرماتے ہم ہلاک ہی ہو جاتے (فتوح البلدان ص ۱۰۱ للبلذری)

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ

سب سے زیادہ صاحب فراست تین لوگ ہوئے ہیں (۱) حضرت ابو بکر کہ جب انہوں نے گہری نظر کی حضرت عمرؓ میں اور ان کو خلیفہ بنایا..... (۲) وہ عورت (یعنی حضرت شعیب کی بیٹی) جس نے کہا تھا استاجرہ (یعنی اے باجان اس) حضرت موسیٰ (کو ملازم رکھ لیجئے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی..... (۳) عزیز مصر جبکہ اس نے عورت سے کہا اکر می مثولہ اس (یوسف) کو با عزت مقام دو۔ رواہ ابن ابی شیبہ (متدرک ج ۳ ص ۹۰

صواعن محرقہ ص ۸۹ ازالہ ج ۳ ص ۱۲۲)

حضرت امام حاکم اس پر لکھتے ہیں اللہ ان مسعود سے راضی ہو کہ انہوں نے ان تین کو کئے خوب صورت انداز سے ایک جگہ جمع کیا ہے اور اس میں سرفہرست حضرت ابو بکر کو رکھا۔
فرضی اللہ عن ابن مسعود لقد أحسن فی الجمع بینہم بهذا۔

الاسناد صحیح ووافقه الذہبی (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۵۴)

☆..... حضرت امیر معاویہؓ کا بیان

حضرت امیر معاویہؓ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی ہیں آپ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

دنیا نے نہ تو حضرت ابوبکرؓ کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی اور نہ ابوبکرؓ نے کبھی دنیا کی طرف کوئی دھیان دیا البتہ دنیا نے چاہا کہ حضرت عمرؓ ان کی طرف توجہ کریں مگر انہوں نے بھی اس کو دھکار دیا اور کوئی دھیان نہیں دیا

ان الدنيا لم ترد ابابكر ولم يردھا و ارادت ابن الخطاب فلم يردھا
(کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۰)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حضرت ابوبکرؓ سے عقیدت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عمر فاروقؓ کے فرزند ارجمند ہیں ان کا معمول تھا کہ جب سفر سے مدینہ منورہ واپس تشریف لاتے تو گھر جانے سے پہلے آپ مسجد نبویؐ آتے یہاں دو گانہ ادا فرماتے پھر حضور ﷺ کی قبر مبارک پر آتے آپ کو سلام کرتے پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ہدیہ تسلیم کرتے اپنے والد حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرماتے کہ اگرچہ آپ میرے والد ہیں مگر میں حضرت ابوبکرؓ کو پہلے سلام پیش کر لوں (ریاض ج ۱ ص ۲۱۱)

نورانی جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری اس پر لکھتے ہیں

ذکر اعتذار عبداللہ بن عمر فی تقدیمہ اباء فی السلام علی ابی بکر
تنبیہا علی افضلیتہ (ای افضلیتہ ابی بکر) (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمر کا اپنے والد کو پہلے سلام کرنے کے جانے حضرت ابو بکر کی خدمت میں پہلے سلام پیش کرنا ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں حضرت ابو بکر کا مقام اپنے والد معتمد حضرت ابو بکر سے بھی زیادہ تھا اور آپ ان سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے اور یہ اسلئے تھا کہ حضرت ﷺ کے حیات مبارک میں بھی آپ نے یہی منظر دیکھا تھا اور آپ ﷺ نے قیام و ہجر کے دوران سب کو تعلیم و تنبیہ بھی فرمائی تھی

☆..... حضرت انسؓ کی شیخین کریمین کے ساتھ محبت

ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضور قیامت کب آئے گی؟
نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا کچھ نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ
میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ
﴿أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَبْتَ﴾ پس تو قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہو گا جن سے محبت رکھتا ہے
حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد سن کر ہم اتنا خوش ہوئے کہ دیا خوش ہم کو
بات سے نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا

فأنا أحب النبي ﷺ و أبابكر وعمر و أرجو أن أكون معهم بحبي

أياهم و أن لم أعمل بمثل أعمالهم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۱)

میں حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے محبت رکھتا ہوں مجھے امید ہے کہ
اس محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا گو میں ان کے سے اعمال نہ کر سکا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت انس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت و عقیدت تو تھی ہی آپ نے ان دونوں بزرگوں سے محبت کا اعلان فرما کر یہ واضح کر دیا ہے کہ ان دونوں کی محبت ہی دل میں ہونی ضروری ہے تاکہ قیامت کے دن ان کی معیت بھی نصیب ہو حضرت انس نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ دونوں بزرگ اس دن خدا کی رحمتوں اور برکتوں میں ہوں گے اس لئے ان کی معیت ایک مومن کے لئے ایک بڑا انعام ہو گا حضرت علامہ بدر الدین عینی جب اس حدیث پر آئے تو وہ پکار اٹھے کہ ہم بھی ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ کریم سے ان کے ساتھ رہنے کا دعا کرتے ہیں

ونحن ایضاً نحبهہم ونرجو ذلک من اللہ الکریم (عمدۃ القاری ج ۱۶ ص ۱۹۸)
راقم الحروف محمد اقبال عفا اللہ عنہ یہاں اپنے اس عقیدے کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ ان دونوں کی محبت اور عقیدت جزو ایمان ہے اور اس عقیدے پر استقامت اور خاتمہ کے لئے اللہ کے حضور دعا گور ہوتا ہے اور اللہ کریم سے قیامت کے دن ان کے غلاموں میں جگہ پانے کی تہہ دل سے درخواست کرتا ہے ۔

﴿ ونحن ایضاً نحبهہم ونرجو ذلک من اللہ الکریم ﴾

☆..... حضرت عمرو بن العاصؓ کا بیان

حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ

خدا کی قسم ابو بکر اور عمر دونوں نے اس مال کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا تو (کہا جائے گا کہ) دونوں کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی حالانکہ خدا کی قسم نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے اور واللہ اگر وہ

دونوں ایسے شخص ہوتے کہ ان پر حرام ہوتا اس مال میں سے لینا جو ان کے بعد ہمیں
 ملا تو ہم یقیناً ہلاک ہو گئے تھے خدا کی قسم کو تا ہی جو کچھ بھی ہے ہماری طرف سے ہے
 (رواہ ابن ابی شیبہ - ازالہ ج ۲ ص ۵۳۴)

☆..... سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان

شیخ الحدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ قسم کھا کر فرمایا کہ
 اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی آپؐ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی
 کسی نے کہا کہ بس کیجئے اس پر آپؐ نے کہا کہ تم کو کیا معلوم۔ پھر آپؐ نے اسامہ کے لشکر اور ان
 روانہ ہونے کی تفصیل بیان فرمائی (صواعق محرقہ)
 اس میں آپؐ نے بتایا کہ اگر اس نازک موقع پر حضرت ابو بکر صدیق پوری جرات کے ساتھ
 میدان عمل میں نہ آتے اور استقامت و استقلال کا مظاہرہ نہ فرماتے تو منافقین اور مرتدین اسلام
 کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیتے (نعوذ باللہ)

☆..... شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کا خراج عقیدت

دربار نبوت کے خاص شاعر حضرت حسان بن ثابت آپؐ کے بارے میں فرماتے ہیں
 وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد الجبل
 وکان حب رسول الله قد علموا من الخلائق لم يعدل له بدلا
 (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۱۴ - ص ۱۵۰)

اور حضرت ابوبکر بلند غار (یعنی غار ثور) میں دو میں کے ایک ہیں حالانکہ جب (ان کا) دشمنی کا
 پہنچا تو اس نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا..... اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ حضرت
 ابوبکر تو حضرت رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور دنیا جہاں میں (انبیاء و رسل و پیغمبروں) میں
 ان کے برابر اور کوئی نہیں ہے۔

حضرت حسان نے یہ بات حضور ﷺ کے سامنے کہی اور حضور ﷺ اس پر نہ صرف یہ کہ بات
 زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا بلکہ فرمایا کہ اے حسان تو نے سچ بات کہی ہے وہ ایسے ہی ہیں جیسے تو نے
 ان کے بارے میں کہا ہے

فضحك رسول الله حتى بدت نواجذه ثم قال صدقت يا حسان هو
 كما قلت (صفوة الصفوة ج ۱ ص ۱۲۶ الامن جوزی (۵۹۷ھ)۔ الاستيعاب ج ۲ ص
 ۲۴۵ تحت الاصابہ)

حضرت حسان بن ثابت کے حضرت ابوبکر صدیق کی مدح میں کہے گئے یہ اشعار کس نے نہیں
 پڑھے ہوں گے۔

اذا تذكرت شجوا من اخي ثقة فاذا كراخاك ابابكر بما فعلا

خير البرية اتقاها واعدلها الا النبي واوفاها بما حملا

الثاني التالي المحمود مشهده واول الناس حقا صدق الرسل

جب تجھے اپنے قابل اعتماد بھائی کا غم یاد آئے تو اپنے بھائی ابوبکر کو یاد کر لینا کہ اس نے (اسلام اور
 پیغمبر اسلام کے لئے) کیا اور کتنا کچھ کیا ہے وہ مخلوق میں بہتر سب سے زیادہ متقی اور سب سے
 عادل شخص تھا اور حضور ﷺ کے بارے میں جو ذمہ داری اس نے اٹھائی اسے سب سے زیادہ بڑھ
 جڑھ کر پورا کر دکھایا وہ ثانی دشمن اور آپ کے پیچھے پیچھے چلنے والا تھا اور رسول کی سب سے پہلے
 تصدیق کرنے والا تھا

☆..... حضرت عمار بن یاسرؓ کا خراج عقیدت

حضرت عمار بن یاسر نے حضرت ابو بکر صدیق کو اس طرح خراج عقیدت پیش فرمایا ہے
 جزى الله خيرا عن بلال وصحبه عتيقا واخزى فاكها وابا جهل
 عشية هما فى بلال بسوءة ولم يحذرا ما يحذر المرء ذو العقل
 اللہ تعالیٰ عتیق (یعنی حضرت ابو بکر) کو جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے
 اور رسوا کرے فاکہ اور ابو جہل کو جس دن کہ ان دونوں نے پکارا وہ کر لیا تھا بلال کے بارے میں
 سخت ایذا رسانی کا اور دونوں نے اس چیز سے نہ بچنا چاہا جس سے ہر صاحب عقل بچا کرتا ہے (۱)
 (الھاء ج ۲ ص ۵۲۸)

☆..... ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تاثر

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی چہیتی صاحبزادی ہیں جب سے ہوش سنبھالا اپنے والد
 محترم کو دینی کاموں میں ہی مصروف و مشغول دیکھا ہے حضرت ابو بکر کی زندگی کا بڑا حصہ ان کے
 سامنے گذرا ہے آپ ان حوادث کی گواہ ہیں جن سے آپ کے والد بزرگوار ہو کر گزرے تھے
 ان کو معلوم تھا کہ اس قسم کے حالات اچھے اچھوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں حضور ﷺ کے بعد
 حالات پر نظر کرتے ہوئے آپ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے باپ پر ایسے حوادث و مصائب
 ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ
 کر دیتے۔ (ریاض ج ۱ ص ۲۱۱)

حضرت ابو بکر ان حالات میں بھی پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے اور کسی نے بھی یہ نہیں دیکھا کہ ان کی ہمت جواب دے گئی ہے یا کہیں کمزوری آگئی ہے۔
 جبکہ ان کی ہمت جواب دے گئی ہے یا کہیں کمزوری آگئی ہے۔
 حضرت عبداللہ بن شفیقؓ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ امت محمدیہ میں حضورؐ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کی ہمت کیونکر بڑھ کر رہی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کی ہمت کیونکر بڑھ کر رہی ہے؟
 (الانوار ج ۳ ص ۷۰)

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ ائمہ اہل بیت کرام کی نظر میں

آئیے اب ہم سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے بیانات پڑھیں اور دیکھیں کہ یہ گرامی قدر حضرات سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کتنی محبت فرماتے تھے اور ان کے دلوں میں آپ کی کس قدر عقیدت اور عزت تھی

☆..... سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کی نگاہ میں

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ حضور اکرم ﷺ کے داماد ہیں آپ نے جب سے حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اس دن سے یہی دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی ہیں حضور ﷺ کو حضرت ابوبکرؓ سے کتنی محبت ہے اور حضرت ابوبکرؓ کے دل میں آپ کی کس قدر عظمت و عقیدت ہے اور آپ اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنے آپ کو کس قدر فداء کئے ہوئے ہیں پھر حضور ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو اس دین کو حضرت ابوبکرؓ نے کس طرح

سنہ ۱۱ اور اس کی چاروں طرف سے کس قوت سے حفاظت کی تھی اور دو سال کی قلیل مدت میں
اسلام کو کس قدر طاقت ور بنا دیا اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کیا تھا

جب حضرت علی مرتضیٰ کو اس بات کی خبر ملی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا ہے تو بہ
ترپ اٹھے امانت پر جتے ہوئے گھر سے باہر نکل آئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ورنہ
کی زبان پر یہ الفاظ آئے ﴿الْيَوْمَ انْقَطَعَتْ خِلاَفَةُ النَّبِيِّ﴾ آج خلافت نبوت ختم ہو
ہو گئی (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۳)

جس مکان میں حضرت ابو بکر کا جسد مبارک رکھا ہوا تھا آپ اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے
اور غم و دکھ سے بھرے دل سے حضرت ابو بکر صدیق کی محبت و عقیدت سے بھرپور خطبہ لایا
فرمایا جو اپنی جگہ فصاحت و بلاغت کے بے مثل نمونہ ہونے کے علاوہ حضرت صدیق کبریا
حیات طیبہ کا نہایت حسین و جمیل اور ایمان افروز مرقع بھی ہے۔ یہ صرف الفاظ کا جادو نہیں
اور نہ ہی زبانی جمع خرچ تھا آپ دل کی سچائی اور محبت کی گہرائی کے ساتھ یہ بات فرما رہے تھے
سننے والوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو آپ کے اس محبت بھرے بیان سے اختلاف کرتا۔ ہم پر
اس کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں جو حضرات عربی میں یہ خطبہ ملاحظہ کرنا چاہیں وہ اصل کتب
میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی مرتضیٰ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا

”اے ابو بکر! خدا تم پر رحم کرے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب،
مونس، راحت، معتمد، اور ان کے محرم راز و مشیر تھے تم سب سے پہلے اسلام
لائے..... تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے..... تمہارا یقین سب سے زیادہ
مضبوط تھا..... تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے اور..... دین کے معاملے میں
سب سے زیادہ تکلیف اٹھانے والے تھے..... تم حضور ﷺ کی خدمت میں سب

سے زیادہ حاضر باش..... اسلام پر سب سے زیادہ مہربان..... حضور ﷺ
 ساتھیوں کے لئے سب سے زیادہ بابرکت..... رفاقت میں سب سے بہتر.....
 مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ چڑھ کر..... پیش قدمیوں میں سب سے افضل و
 برتر تھے..... تم درجے میں سب سے اونچے..... اور وسیلے کے لحاظ سے حضور ﷺ سے
 سب سے زیادہ قریب..... سیرت میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے
 تم عادت میں مہربانی اور فضل میں صحابہ میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ
 والے..... اور حضور کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے..... پس اللہ
 تعالیٰ تمہیں اسلام اور اپنے رسول کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تم حضور
 کے لئے بمنزلہ چشم و گوش تھے..... تم نے حضور کی تصدیق اس وقت کی جب
 لوگوں نے تکذیب کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کام میں تم کو ”صدیق“ کہا
 والذی جاء بالصدق وصدق به (سچائی لانے والے محمد ہیں اور ان کی تصدیق
 کرنے والے ہیں ابو بکرؓ) تم نے حضور کے ساتھ اس وقت غم خواری کی جب لوگوں
 نے قتل کیا، تم سخت تر حالات میں حضور کے ساتھ اس وقت بھی جم کر کھڑے
 رہے جب لوگ آپ سے ہٹ گئے۔ تم نے سختیوں میں بھی حضور کے ساتھ حق
 صحت حسن و خوبی کے ساتھ ادا کیا تم ثانی اثنین (دو میں کا دوسرا) اور رفیق غار
 (نور) تھے تم پر سکون نازل ہوا تھا تم ہجرت میں حضور کے رفیق تھے اللہ کے دین اور
 امت رسول کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کیا جب لوگ
 مرتد ہو گئے تم نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ سے نہ ہو سکا تم
 نے اس وقت مستعدی دکھائی جب تمہارے ساتھی ست ہو گئے تھے تم نے اس
 وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے..... جب وہ کمزور ہو گئے تھے تو تم قوی رہے تم

نے منہاج رسول کو اس وقت تھا جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزل و آفرقہ کے لئے
 برحق خلیفہ تھے اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ، کفار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور
 رباغیوں کو غیظ تھا تم امر حق پر قائم رہے جب لوگ بزدل ہو گئے اور تم ثابت رہے
 جب وہ ڈگمگائے تم اللہ کے نور کو لئے ہوئے بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے انہوں
 نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ تمہاری آوازاں سب سے زیادہ پست مگر تمہارا
 رتبہ ان سب سے بلند تھا، تمہارا کلام سب سے زیادہ سنجیدہ تھا اور تمہارا عمل سب
 سے زیادہ صحیح تھا۔ تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔ تمہارا قول سب سے زیادہ
 بلاغت والا، تم سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ معاملہ فہم اور عمل کے لحاظ سے
 سب سے زیادہ تھے خدا کی قسم تم دین کے سردار تھے، جب لوگ دین سے ہٹے تو تم
 ان کے آگے آئے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم ان کے پیچھے تھے۔ تم مومنوں
 کے لئے باپ تھے یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے جب بھاری بوجھوں کو وہ
 اٹھانہ سکتے تھے تم نے ان کو اٹھایا جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے ان کو اس کی
 یاد دلانی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں
 جانتے تھے تم نے وہ چیز ان کو سکھائی جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے ان کی ہمت
 بیدار کی (بہادری دکھائی) جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی
 ہدایت کے لئے تمہاری طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو ان کے گمان
 میں بھی نہیں تھی ان کو وہ چیز مل گئی تم کفار کے لئے عذاب کی بارش بن کر آئے اور
 مومنوں کے لئے رحمت، انس اور پناہ تھے، تم نے اوصاف و کمالات کی فضا پیدا کی،
 تم نے ان کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کر لیں۔ تمہاری ہمت کو شکست نہیں ہوئی
 تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا غلغلہ بزدل نہیں ہوا تمہارا دل کج نہیں ہوا

اور متعرف نہیں ہوا تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں ہلا نہیں سکتیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضور تم جسم کے لحاظ سے گو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع تھے اللہ کے نزدیک با عظمت اور لوگوں کی نظروں میں بزرگ تھے تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا نہ کوئی حرف گیری کر سکتا تھا تم سے نہ کوئی (غلط) طمع رکھ سکتا تھا، نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا، تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا تم اس سے حق لیتے تھے۔ دور و نزدیک دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہو تا وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا، تمہاری شان حق، صدق اور نری تھی۔ تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بر دباری اور دور اندیشی تھا اور تمہاری رائے علم و عزم تھا تم نے فساد کا قلع قمع کر دیا اور استہوار ہو گیا مشکل آسان ہو گئی آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہو گیا ایمان قوی ہو گیا اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے، اللہ کا امر غالب ہو گیا اگرچہ کفار کو ہانگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا تم خیر سے کامیاب ہوئے تم اس سے بالاتر ہو کہ تم پر ماتم کیا جائے تمہارا مرثیہ آسمانوں میں پڑھا جا رہا ہے اور تمہاری مصیبت تمام دنیا میں ظاہر ہے قانا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں اور اپنا معاملہ اسی کو سونپتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نہیں ہوا۔ تم دین کی عزت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے۔ مومنوں کے لئے (تھا) ایک گروہ، قلعہ اور دلو الائن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی اور غضب تھے پس اللہ تم کو تمہارے نبی

سے مادرے اور ہم کو تمہارے اہل جہ سے محروم و گمراہ نہ کرے۔
 جب تک سیدنا حضرت علی مرتضیٰ یہ بیان دیتے رہے اور آپ کی مدح و منقبت کرتے رہے
 موجود سب حاضرین خاموش سنتے رہے جو نہی آپ کا بیان پورا ہوا تو سب کی آنکھیں آنسو
 سے بھری ہوئی تھیں سب نے بیک آواز کہا

صدقۃ یا ختن رسول اللہ ﷺ (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۶۳)
 ”ہاں بے شک اے رسول اللہ کے داماد آپ نے سچ فرمایا۔“

علامہ زحشری نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ کی جانب نگاہ ڈالی تو یہ بھی فرمایا

كنت والله يعسوباً اولاً حين نفر الناس عنه و آخراً حين فيلوا...
 كنت كالجبل لا تحركه العواصف ولا تزيله القواصف (الفائق ج ۱ ص ۲۸۲)

اللہ کی قسم آپ دین کے لئے ابتدائی مراحل میں سبقت کرنے والے اور پیشر و تھے
 جس دور میں لوگ دین سے متنفر تھے اور آخری دور میں بھی آپ پیش قدم رہے جبکہ
 لوگ کمزور اور بزدل ہو رہے تھے آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح
 مضبوط رہے جس کو سخت ہوائیں بھی متحرک نہ کر سکیں اور توڑ ڈالنے والی آندھریاں
 اپنی جگہ سے ہلانہ سکیں۔

جب حضرت عمر فاروق کے بعد سیدنا حضرت عثمان غنی کی بیعت ہو گئی تو حضرت
 مرتضیٰ وہاں موجود تھے آپ نے مہاجرین اور انصار کے اجتماع سے خطاب فرمایا جس میں پھر ایک
 مرتبہ آپ نے کھلے عام حضرت ابو بکر صدیق کو خراج عقیدت پیش فرمایا اس خطبہ میں آپ نے
 پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی اور حضور اکرم ﷺ کی شان و عظمت بیان فرما کر کہا کہ

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر نے حضور ﷺ کی جگہ سنبھالی یہ حضرت ابو بکر تھے جنہوں نے اللہ کے دقت بہترین کردار ادا فرمایا..... یہ آپ ہیں جن کے ہاتھوں اللہ نے اپنے نبی کے طریقہ کو زندہ کیا آپ نے کھل کر فرمایا تھا کہ اگر کسی نے اس باب میں ذرہ بھر بھی کوتاہی کی تو میں ان سے اللہ کے لئے لڑوں گا ہم نے حضرت ابو بکر کی بات سنی اور ان کی بات مان کر ان کے ساتھ چلے گئے سو میں ان کی مدح کیوں نہ بیان کروں حضرت ابو بکر تو اپنی اثنین تھے ان کی بیٹی حضرت اسماء ذات النطاقین تھی اللہ کے رسول نے باپ اور بیٹی سے بہت آرام پایا ہے میں حضرت ابو بکر کی مدح کیوں نہ کروں آپ نے ان سات مردوں اور عورتوں کو جو اللہ کے لئے کافروں کے ہاتھوں ستائے جا رہے تھے اپنے مال سے خرید کر آزاد فرمایا حضرت بلال بھی انہی میں سے ایک ہیں آپ نے اپنے مال سے حضور ﷺ کی بہت خدمت کی ہے۔ حافظ ابو القاسم ابن عساکر (۱۷۵ھ) نقل کرتے ہیں

فقام مقامه ابوبكر الصديق فوالله يا معشر المهاجرين ما رایت
خليفة احسن اخذا بقائم السيف يوم الردة من ابى بكر الصديق
يومئذ قام مقاما احى الله به سنة النبى ﷺ فقال والله لو منعوني
عقالا لاجاهدنهم فى الله فسمعت واطعت لابي بكر وعلمت ان ذلك
خير لى خرج من الدنيا خميصا وكيف لاقول هذا فى ابى بكر
وابوبكر ثانى اثنین وكانت ابنته ذات النطاقین يعنى اسماء تنطلق
بعاءة له وتخالف بين راسها ومامعها يعنى رغيفين فى نطاقها
فتروح بهما الى محمد ﷺ وكيف لاقول هذا وقد اشترى سبعة
ثلاثة نسوة واربعة رجال كلهم اودى فى الله وفى رسول الله ﷺ
وكان بلال منهم وتجهز رسول الله ﷺ بماله ومعه يومئذ اربعون

الفا فدفعتها الى رسول الله ﷺ فهاجر بها الى طيبة (رواه ابن
عساکر۔ موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۹۲)

☆..... ایک مرتبہ کسی نے آپ سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے متعلق دریافت کیا تو
نے اس کے جواب میں فرمایا

یہ دونوں بزرگ ستر آدمیوں کے اس وفد میں شامل ہیں جو قیامت کے دن حضور
اکرم ﷺ کے ساتھ ہو کر اللہ کے دربار میں پہنچے گا ان دونوں حضرات کو (ہمارے
ارواح میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیا تھا لیکن یہ نبی کریم
ﷺ کو عطا کئے گئے (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۔ رحماء بینہم ج ۱ ص ۳۰۷)

☆..... ایک مرتبہ آپ نے فرمایا

حضرت ابو بکر مجھ سے چار باتوں میں فضیلت لے گئے ہیں (۱) نماز کی امامت اور قوم
کی پیشوائی میں (کہ حضور ﷺ نے اپنی جگہ پر انہیں نماز کی امامت کے لئے فرمایا)
(۲) ہجرت کرنے میں (۳) غار ثور کی رفاقت نبوی میں (۴) اسلام کے اظہار اور
اس کی اشاعت میں (ریاض ج ۱ ص ۹۰۔ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۶۶ کنز العمال ج ۶ ص
۳۱۸)

☆..... آپ فرماتے ہیں کہ

والذی نفسی بیدہ ما استبقنا الى خیر قط الا سبقنا الیہ ابو بکر
(ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۶)

قسم ہے خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابو بکر پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو
ناکام ہی رہا اور وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے (ابو یعلیٰ۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۹
۔ ازالتہ ج ۱ ص ۲۳۸)

☆..... آپ فرماتے ہیں

خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر و عمر لا یجتمع حبیبی بفض
ابوبکر و عمر فی قلب مؤمن (تاریخ الخلفاء ص ۵۹) ولا یجتمع بغضی
و حب ابی بکر و عمر فی قلب مؤمن (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۱)
حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر و عمر افضل ہیں ، میری محبت اور ان دو

لوں صاحبوں کا بغض کسی مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے اور کسی مؤمن
کے دل میں میری لئے نفرت اور ابوبکر و عمر کے لئے محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

ب حضرت عمر فاروق کی غسل دینے کے لئے چارپائی پر رکھا جا رہا تھا تو حضرت علی مرتضیٰ وہیں
موجود تھے آپ نے اس وقت حضرت عمر فاروق کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے میں یہی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے
دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ اسلئے کہ میں بعثت رسول اللہ ﷺ سے
ستار ہا ہوں کہ آپ فرماتے جئت انا و ابوبکر و عمر یعنی میں آیا اور ابوبکر اور
عمر۔۔ اور میں داخل ہوا اور ابوبکر و عمر۔۔ اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر تو میں اسی کی
پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں کے ساتھ
رکھے گا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۹)

..... ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سب سے بہترین حال میں
نقل فرمایا ہے اور آپ کی مدح و شان بیان کرنے کے بعد پھر فرمایا ۔

حضور ﷺ کے بعد ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے عمل اور
آپ کی سنت کے مطابق کام کئے پھر حضرت ابوبکر نے وفات پائی جیسی بہترین
حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس نبی کی امت میں سب سے افضل تھے پھر
حضرت عمر خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان دونوں کے عمل اور ان کی سنت کے

نبی کی طرح ہوں حسنة من حسنات ابی بکر (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۲۲)

تہا میں نہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔
کسی نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین ضرور بتائیے حضرت علی نے فرمایا کہ وہ ابو بکر میں پھر ہے۔
(الذین ص ۲۶۲)

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ ہم آپ کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ
اللهم أصلحنا بما أصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين
اے اللہ ہماری اس طرح اصلاح فرما جیسے تو نے خلفائے راشدین کی اصلاح فرمائی تھی۔
آپ بتائیے یہ کون لوگ ہیں؟ اس پر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا

هم حبيبای ابوبکر وعمر اماما الهدی وشيخنا الاسلام ورجلا
قریش المقتدی بهما بعد رسول الله ﷺ من اقتدى بهما عصم ومن
اتبع آثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك بهما فهو من
حزب الله (صواعق محرقة ص ۲۰۱ کنز العمال ج ۱۳ ص ۶)

وہ میرے محبوب ابو بکر اور عمر ہیں جو امام ہدایت شیخ الاسلام اور قریشی ہیں حضور
ﷺ کے بعد ان کی اقتداء کرنے والا بچایا جائے گا اور جو ان کے آثار کی پیروی کرے
گا صراط مستقیم کی طرف ہدایت پائے گا اور جو ان سے تمسک کرے گا وہ خدائی
گروہ میں سے ہوگا

نیز خدایدا حضرت علی مرتضیٰ کے بیانات آپ کے سامنے ہیں اندازہ کیجئے کہ آپ کے دل میں
ظہرت ابو بکر صدیق کی کتنی عظمت اور وقعت تھی آپ انہیں کس قدر چاہتے تھے اور ان سے
مُتبع و عقیدت رکھتے تھے آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کے ایمان و یقین اور عمل و اخلاص اور

اللہ و رسول کے لئے جانی و مالی قربانی دینے اور اہل اسلام کی پر خلوص اور انتھک خدمات انجام دینے پر آپ کو جس زبردست اور شاندار لفظوں میں خراج عقیدت پیش فرمایا ہے وہ ان کے لئے آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے جو اپنے دلوں میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے جہاد رکھے ہوئے ہیں اور بزرگمردی کے سمجھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اپنے دل میں اسی جہاد کے لئے ہوئے تھے کاش کہ یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰؓ کے مذکورہ بیانات پڑھیں اور اپنے دل سے ہلکا کر کے آخرت کی بربادی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ پھر عقیدت و محبت کا یہ اظہار کہ حضرت علی مرتضیٰؓ ہی نہیں فرماتے بلکہ آپ کا پورا خاندان اور آپ کی آل و اولاد بھی ہمہ گیر ابو بکر صدیقؓ کے حق میں ہمیشہ ہی کلمہ خیر کہتے رہے اور ان کی ایمانی عظمت بیان کر کے ان کے ساتھ عقیدت کا دم بھرتے رہے اور ہانگ و ہل ان کی فضیلت و افضلیت کا اعلان فرماتے رہے ہیں آئیے ہم ان اسرار الہیہ کی ہدی کے بیانات سے بھی اپنے دلوں کو منور کرتے جائیں۔

سے پہلے آپ کے فرزند ارجمند نواسہ رسول سیدنا حضرت امام حسن کا بیان دیکھیں آپ نے بیان اپنے والد گرامی حضرت علی مرتضیٰؓ کے سامنے اور ہر سر عام دیا ہے۔

☆..... سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت امام حسن بن علیؓ کی نظر میں

سیدنا حضرت حسن بن علیؓ نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

لوگو! میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش پر دیکھا پھر دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ کے شانہ مبارک پر رکھ لیا..... مجمع میں سے کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے

کہ حسن کیا کہہ رہے ہیں علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ پتھر انہوں سے نہیں ہوتا
پہچان کر رہے ہیں (ابو یعلیٰ۔ ازالتحج اص ۴۰۰)

..... حضرت امام محمد بن حنفیہ (۸۱ھ) کی شہادت

حضرت علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت امام محمد بن حنفیہ (۸۱ھ) فرماتے ہیں
مکان افضلہم اسلاما حین اسلم حتی لحق ربہ (صواعق مرقومہ ص ۵۲)
حضرت ابو بکر نے جس دن سے اسلام قبول کیا ہے اس دن سے لے کر اپنے یوم وفات تک
اسلام میں سب سے افضل تھے

پ کے بیٹے حسین بن محمد کہتے ہیں کہ آپ نے کوفہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا
اتقوا اللہ عزوجل ولا تقولوا لابی بکر وعمر ماليسا له باهل ان
ابابکر الصديق رضی اللہ عنہ کان مع رسول اللہ فی الغار ثانی
اثنین وان عمر اعز اللہ به الدین (صواعق ص ۵۵)
اے کوفہ والو! اللہ سے ڈرو اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے بارے میں (غلط)
زبان کھولنے سے اجتناب کرو حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے یار غار اور ثانی اثنین
میں اور حضرت عمر کے ذریعہ تو اللہ نے دین کو عزت دی ہے

..... حضرت امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کا اظہار عقیدت و محبت

یہ سب ایک آدمی امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ حضرت ابو بکر اور

حضرت عمر کو حضور ﷺ کا کس قدر تقرب حاصل تھا آپ نے فرمایا کہ جس قدر اس سب سے زیادہ (روضہ اقدس کو دیکھ لو سب سے زیادہ قریب ہیں)

ماکان منزلة ابی بکر وعمر من النبی ﷺ فقال منزلتهما الساعة (مسند احمد ج ۴ ص ۷۰ تہذیب ج ۳۰۶ - ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۵۲۳)
(نوٹ) ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے جب اسی طرح کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا:
جواب دیا تھا محدث شہیر حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں

وقد روی عن مالک بن انس وقد سأله الرشید کیف كانت منزلة ابی بکر وعمر ومن رسول اللہ ﷺ فی حیاته؟ قال کقرب قبریہما من قبرہ بعد وفاته قال شفیتنی بامالک (مرقات ج ۱۱ ص ۳۹)

ترتیب خلافت بھی ہے یہی ترتیب فضیلت بھی ہے یہی لگتی ہے یہی ترتیب بھلی ابو بکر و عمر..... عثمان و علی

☆..... ایک شخص حضرت امام زین العابدین کے آیا اور اس نے کہا کہ مجھے ابو بکر کے بارے میں کچھ بتائیں آپ نے اس سے پوچھا کہ ابو بکر صدیق کے بارے میں؟ وہ کہنے لگا کہ کیا آپ بھی ابو صدیق کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ

ثکلتک امک قد سماہ صدیقاً رسول اللہ ﷺ والمہاجرون والانصار ومن لم یسمہ صدیقاً فلا صدق اللہ عزوجل قوله فی الدنیا والآخرۃ انہب فأحب ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما (صواعق محرقة ص ۵۲)

تیسری بربادی ہو حضور ﷺ مہاجرین اور انصار نے ان کا نام صدیق رکھا ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا آخرت میں سچانہ کرے چل یہاں سے اٹھ جاؤ
حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سے محبت رکھا کر

حضرت عبداللہ بن حسن بن علی کا بیان

ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی کے پڑپوتے حضرت عبداللہ بن حسن سے دعا کی کہ میں آپ کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کرنی چاہی آپ نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو سب سے افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ آپ یہ بات ثبوت سے کہہ رہے ہیں (اوپر اوپر سے کہہ رہے ہیں اندر سے نہیں) اس پر آپ نے فرمایا

لَا تَلْتَنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ اِنْ كُنْتَ اَقُولُ خِلَافَ مَا فِي نَفْسِي

مجھے حضور ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں (یعنی یہ بات دل سے کہتا ہوں۔)

ایک مرتبہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ وَلَا صَلَّى مِنْ لَمْ يَصِلْ عَلَيْهِمَا

اللہ تعالیٰ ان دونوں پر بے شمار رحمتیں اور سلامتی اتارے اور جو شخص ان دونوں کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحمہ نہ کرے (ازالتہ ج ۱ ص ۴۰۲)

آپ کا ارشاد ہے

وَاللّٰهُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَوْبَةَ عَبْدٍ تَبَرَّأَ مِنْ ابْنِ بَكْرٍ وَعَمْرٍوَانِهِمَا

لِيَعْرِضَانَ عَلَى قَلْبِي فَادْعُوا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِيُقْبَلَ لِيُقْبَلَ لِيُقْبَلَ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ

عَزَّوَجَلَّ (صواعق محرقة ص ۵۶)

اللہ کی قسم جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بیزاری کا اظہار کرے گا اللہ اس کی توبہ قبول نہ فرمائے گا وہ دونوں تو میرے دل میں رہتے ہیں اور میں ان دونوں کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کا قرب نصیب ہو جائے

..... حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا بیان

حضرت علی مرتضیٰ کے بھتیجے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں

ولینا ابوبکر فکان خیر خلیفۃ اللہ وارحمہ بنا واحسنہ علیہ
ازالہ ج ۲ ص ۳۳ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۸۳۔ صواعق ص ۵۳

حضرت ابو بکر صدیق ہم پر والی اور امیر ہوئے پس وہ کتنے اچھے خلیفہ تھے نور پر
آپ کو بہت زیادہ رحم اور مہربانی کرنے والا اور بہت شفقت کرنے والا بنایا

☆..... حضرت امام محمد باقرؑ کا عقیدت و محبت بھر بیان

حضرت امام باقر (ع) سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت ابو بکرؓ کی
فضیلت کو نہ جانتا وہ سنت سے جاہل رہا..... ان سے جب ان دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا

واللہ انی لاتولاہما واستغفرلہما فماریت احدا من اہل بیتی الا
وہو یتولاہما (صواعق محرقة ص ۵۴۔ ازالہ ج ۱ ص ۴۰۵)

میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے
اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے (یعنی سب اہلیت کے ہاں
آپ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور سب لوگ ان سے محبت کرتے
ہیں)

آپ نے فرمایا کہ

اجمع بنو فاطمۃ رضی اللہ عنہم علی ان یقولوا فی الشیخین

احسن ما يكون من القول (صواعق محرقة ص ۵۲)

ہمارے گھرانے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ لوگ حضرات شیخین کے بارے میں اچھی سی اچھی بات کہیں گے (کوئی غلط بات وہ ہرگز کبھی نہیں کہیں گے اور نہ کوئی برے الفاظ ان کے بارے میں استعمال کریں گے)

حضرت امام باقر سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو حضرت ابو بکر و حضرت عمر کو سزا دے رہے تھے تو آپ نے فرمایا

أولئك المراق کہ وہ لوگ بے دین ہیں۔۔ (ازالہ ج ۱ ص ۴۰۶)

آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ

من شك فيهما فقد شك في السنة (صواعق ص ۵۴)

جس نے ان دونوں کی افضلیت میں شک کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سنت (رسول کی حقیقت) میں شک کیا فرمایا کہ ان کا بغض نفاق کی علامت ہے

(ازالہ ج ۱ ص ۴۰۶)

آپ فرماتے ہیں

من لم يعرف فضل أبي بكر وعمر فقد جهل السنة (صواعق ص ۵۶)

جس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت سے بے گانہ اور

لاعلم ہے

آپ سے کثیر نے پوچھا کہ کیا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے آپ کی کچھ حق تلفی کی ہے آپ نے فرمایا کہ

ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ما ظلمانا من حقنا
ما يزن حبة خردلة قال قلت افاتولاها جعلني الله فداك قال نعم يا

كثير تولهما في الدنيا والاخرة (صواعق ص ۵۴)

اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے
نذیر ہوا انہوں نے ایک رائے کے دانے کے برابر بھی ہماری حق تلفی نہیں کی۔ کون
نے پوچھا کہ میں آپ پر قربان جاؤں کیا میں ان سے دوستی رکھوں فرمایا ہاں اسے
دنیا اور آخرت میں ان سے دوستی رکھ

حضرت امام محمد بن علی فرماتے ہیں

میں نے ایک دفعہ والد ماجد سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کون افضل
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ کا نام لیا حضرت علیؓ خود ارشاد فرماتے
ہیں کہ جو شخص مجھ کو حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا اس کی سزا دوسرے ہیں۔
آپ نے سالم سے فرمایا کہ

تولهما وأبرأ من عدوهما فانهما كانا امامي هدي (صواعق محرقة ص ۵۳)
تو ان دونوں سے دوستی رکھ اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کر کیونکہ یہ
دونوں امام ہدایت ہیں

☆..... حضرت محمد بن عبد اللہ بن حسن کا بیان

حضرت امام حسن بن علی کے پوتے محمد بن عبد اللہ بن حسن سے جب حضرات شیخین کے بارے
میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے ان کے مقام و مرتبت کے بارے میں پوچھنے
بین حالانکہ میں تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو حضرت علیؓ مرتضیٰ سے افضل سمجھتا ہوں
انظر الى اهل بلادك يسالوني عن ابى بكر وعمر انهما عندى افضل

من علی (فضائل ابی بکر لابی طالب العشری ص ۹ صواعق ص ۵۳)

حضرت امام جعفر صادق کا اظہار عقیدت و محبت

حضرت امام جعفر صادق (۱۴۸ھ) سے حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے

ہما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما
رحمہ اللہ یوم القیامۃ (احقاق الحق ج ۱ ص ۱۶ از قاضی نور اللہ شوستری)
یہ دونوں بزرگ امام تھے عادل تھے قاسط تھے دونوں حق پر تھے اور حق پر ہی دنیا سے
رفعت ہوئے ان دونوں پر قیامت تک خدا کی رحمتیں نازل ہوں
شرف سائق شیعہ مبلغ سید محمد مہدی علی خان مرحوم اس پر لکھتے ہیں
اس بیان سے چند فائدے حاصل ہوئے

۱۔ اول حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا امام اور خلیفہ برحق ہونا اسلئے کہ اگر ان
کی خلافت برحق نہ ہوتی اور وہ معاذ اللہ غاصب ہوتے تو امام جعفر صادق ان کو امام
کہہ کر کیوں پکارتے۔

۲۔ دوم ان کا عادل اور منصف ہونا اور اس سے وہ تمام مطاعن اور اعتراضات
جو شیعہ کی طرف سے کئے جاتے ہیں سب باطل اور غلط ہوئے اسلئے کہ اگر ان کے
عدل و انصاف میں کچھ بھی فرق ہوتا تو امام ان کو عادل اور منصف نہ فرماتے

۳۔ سوم ان کا حق پر ہونا اور حق پر مرتے دم تک قائم رہنا
۴۔ چوتھا قیامت کے دن مستحق رحمت الہی ہونا اور کوئی شخص جو ایمان اور

پر ہیزگاری میں کامل نہ ہو مستحق رحمت الہی نہیں ہوتا
اہل انصاف ذرا انصاف کو دخل دیں اور غور کریں کہ اس سے زیادہ اور فضیلت
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی کیا ہوگی جو زبان سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی
ثابت ہوئی اور جس سے امامت اور خلافت اور معدلت اور استحقاق رحمت الہی الی النور
نسبت غولی ظاہر ہوا (آیات بینات ج ۱ ص ۱۴۸)

حضرت امام جعفر صادق نے اس کے بعد حضرت سالم سے فرمایا کہ

ایسب الرجل جدہ ابوبکر جدی لانا لکنی شفاعۃ محمد ﷺ ان لم
اکن اتولاہما وأبرأ من عدوہما (صواعق ص ۵۳)

اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا سنو..... ابو بکر صدیق میرے ملا ہیں
مجھے میرے جد امجد محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں
اور ان کے دشمن سے یزید نہ ہوں

(نوٹ) امام جعفر صادق حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے کے نواسے ہیں ان کی والدہ ام
قاسم بنت محمد بن ابو بکر الصدیق کی صاحبزادی ہیں۔
آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ما أرجو من شفاعۃ علی شیئا الا وأنا ارجو من شفاعۃ ابی بکر مثلاً
ولقد ولدنی مرتین (صواعق محرقة ص ۵۳)

جیسے میں حضرت علی سے شفاعت کی امید رکھتا ہوں ویسے ہی حضرت ابو بکر سے بھی
شفاعت کی امید رکھتا ہوں انہوں نے مجھے دو دفعہ جنا ہے۔

ایک مرتبہ آپسہ مار تھے سالم بن اظہر عیادت و ملاقات کے لئے آیا تو آپ نے ان کے سامنے
فرمائی

اللهم انى احب ابا بكر وعمر وأتولاهما اللهم ان كان فى نفسى غير
هذا فلا تنالنى شفاعه محمد صلی اللہ علیہ وسلم (صواعق ص ۵۳)

اے اللہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے محبت کرتا ہوں اور ان سے واقف
رکھتا ہوں اے اللہ اگر اس کے سوا میرے دل میں کوئی اور بات ہے تو مجھے رسول اللہ
ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو

عبدالجبار ہمدانی کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے ان سے کہا

من زعم انى امام مفترض الطاعة فانا منه برىء ومن زعم انى أبرأ
من ابى بكر وعمر فانا منه برىء (صواعق ص ۵۶)

جو لوگ میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ میں ایسا امام ہوں کہ جس کی اطاعت فرض
درجے کی ہے ان کو بتادو کہ ان کی اس بات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور جو لوگ
میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت علی سے اظہار
بیزاری کرتا ہوں تو (یہ بھی جھوٹ ہے) ان کی اس بات سے بھی میرا کوئی تعلق
نہیں ہے

☆..... حضرت امام زید بن علی (۱۲۱ھ) کا ارشاد

آپ فرماتے ہیں

لمن يتبرأ منهما ما أعلم والله ان البراءة من الشيخين البراءة من
على فتقدم أو تأخر (صواعق ص ۵۳ ریاض ج ۱ ص ۲۵۸)
میں نہیں جانتا کہ شیخین سے کون اظہار بیزاری کرتا ہے خدا کی قسم شیخین سے

اظہار ہیزیاری کرنا حضرت علی سے ہیزیاری کا اظہار ہے خواہ کوئی پہلے کرے تو اظہار
میں کرے

آپ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ

انه كان رحيمًا وكان يكره ان يغير شيئًا تركه رسول الله ﷺ
(ایضا)

حضرت ابو بکر تو بہت رحم دل انسان تھے اور جو چیزیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑیں
ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی کو پسند نہیں کرتے تھے
شیعہ عالم مرزا اتقی لکھتے ہیں

کوفہ کے مشہور لوگوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اللہ آپ پر
رحم فرمائے آپ ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا
میں ان دونوں کے بارے میں کلمہ خیر اور بہتر بات کے سوا اور کوئی بات نہیں کہتا اور
میں نے اپنے خاندان والوں سے بھی ان کے بارے میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں سنا
(تاریخ التواتر، ص ۲ ص ۵۹۰)

شیعہ عالم جمال الدین ابن عتبہ (۶۸۷ھ) کے بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ لوگ جو آپ کے ہاں
آئے تھے آپ کے مرید و معتقد تھے جب انہوں نے آپ کی یہ بات سنی تو آپ کو برا بھلا کہا اور اپنا
تعلق ختم کرنے کا اعلان کر دیا اور حضرت زید نے کہا کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے پس اس دن
سے ان کا نام رافضہ اور رافضی رکھا گیا (دیکھئے عمدۃ الطالب ص)
شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) بھی لکھتے ہیں

لما سئل عن ابی بکر وعمر فترحم علیہما رفضہ قوم فقال لهم
رافضتمونی فسموا رافضة لرفضہم ایاه (منہاج السنہ ج ۱ ص ۳۴)

حضرت امام عبداللہ محض کا ارشاد

حضرت عبداللہ محض کے بیٹے جو انفس زکیہ کے نام سے ملقب و مشہور تھے ان سے باب
 یحییٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ
 لہذا عندی افضل من عندی (صواعق محرقة ص ۵۲)
 میرے نزدیک وہ دونوں حضرت علی سے افضل ہیں

اہل بیت ہدی کے بیانات آپ کے سامنے ہیں ان کے ہوتے ہوئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ
 حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے آل و اولاد حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں ایک سخت موقف
 رکھتے تھے اور ان سے اپنے آپ کو دور سمجھتے اور کہتے تھے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

یہ کرام کے یہ بیانات اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کی عظمت و محبت ان کے
 دلوں میں بھرپور طریقہ پر موجود تھی اور وہ نہ صرف یہ کہ آپ کو کامل الایمان اور افضل الامت
 سمجھتے تھے بلکہ اپنے معتقدین و متوسلین کو بھی آپ سے عقیدت و محبت رکھنے کی تعلیم دیتے تھے۔
 رسول اللہ اہل بیت ہدی سے ذرا بھی تعلق رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ ائمہ کرام کے
 وفاداری کی روشنی میں اپنے دل کے اندھیروں کو دور کریں اور اپنے غلط عقیدے سے فوراً توبہ
 کریں اور ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنے دلوں میں بھی ان کی محبت و عظمت لائیں

لَا رِبَّ إِلَّا الْإِسْلَامُ وَمَا اسْتَطَعْتَ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

آئیے اب ہم سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے اہل بیت اور ان کے حالات پر ایک سرسری نظر
 ڈالتے ہیں کہ آپ کے خاندان نے کس قدر اور کس طرح عظمتیں اور نعمتیں پائی ہیں اور
 ان کے ہاں اس خاندان کو پیغمبر اسلام کی خدمت و نصرت اسلام کی اشاعت و حفاظت اور
 علم و فنون کی حمایت و اعانت کے لئے کتنا شرف قبولیت ملا ہے۔

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج و اولاد

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ازواج

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی میں پانچ شادیاں کیں تھیں آپ کی ازواج کے نام ایضاً
(۱) ام بکر (۲) قتیلہ بنت عبد العزی (۳) حضرت ام رومانؓ (۴) حضرت اسماء بنت عمرؓ
حضرت حبیبہ بنت خاریجہؓ

ان میں سے اول الذکر (ام بکر) مسلمان نہیں ہوئیں چنانچہ آپ نے انہیں اپنے سے جدا
اور طلاق دے کر فارغ کر دیا جہاں تک قتیلہ کا تعلق ہے چونکہ انہوں نے بھی اسلام قبول نہ
کیا تھا اسلئے آپ نے انہیں بھی طلاق دے دی تاہم حافظ ابن حجر کا خیال ہے کہ چونکہ دو بچے
زندہ رہی ہیں اسلئے شاید انہیں قبول اسلام کی دولت نصیب ہوئی ہو (واللہ اعلم بالصواب)
حضرت اسماءؓ اور حضرت عبداللہؓ دونوں قتیلہ کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔

☆..... حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا

(۳) حضرت ام رومان کا تعلق فراس خاندان سے تھا زمانہ جاہلیت میں ان کی شادی عبداللہؓ
حادث سے ہوئی تھی ان کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے ساتھ
نکاح کر لیا جب انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ تصدیق رسالت
محمدی کر چکے ہیں تو یہ نیک خاتون بھی بلا تامل اسلام کے حلقہ میں داخل ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے

آپ حضرت ابو جبر صدیق کی شان تصدیق سے اس قدر متاثر تھیں کہ وہ سمجھتی تھیں کہ آپ کی تصدیق بھی غلط نہیں ہو سکتی اس طرح آپ اسلام کے ابتدائی دنوں میں اسلام لائے والی خواتین میں سے ایک ہوئیں اور حضور ﷺ کی مصاحبت کے شرف سے محفوظ ہو گئیں آپ نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کا شرف بھی حاصل ہوا اور حضور ﷺ کے کہہ والوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی سعادت بھی ملی آپ بہت نیک خاتون تھیں حضور ﷺ کے دور میں ہی مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہو گیا تھا ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ہوگی کہ آپ ان کے داماد بھی تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی لخت جگر ہیں علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں۔

اسلمت ام رومان بمكة قديما وبايعت وهاجرت الى المدينة مع اهل رسول الله ﷺ وولده واهل ابى بكر حين قدم بهم فى الهجرة وكانت ام رومان امرأة صالحة وتوفيت فى عهد النبى ﷺ بالمدينة (طبقات الكبرى ج ۸ ص ۲۱۶)

ہجرت کے موقع حضرت عائشہ ان کے ساتھ تھیں حضرت عائشہ جس اونٹ پر سوار تھیں وہ ہل کر بھاگ کھڑا ہوا تو ام رومان نے چلا کر کہا کہ۔ اے میری دامن اے میری بیٹی۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس وقت اونٹ بدکا تو میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ اس کی لگام چھوڑ دو تو میں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ اللہ کے حکم سے رک کر کھڑا ہو گیا اور اللہ نے فلاں نے ہمیں محفوظ رکھا (البدایہ ج ۳ ص ۲۲۱)

حضرت ام رومان کے لئے اس سے بڑی شرافت اور سعادت اور کیا ہوگی کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ کی خوش دامن (ساس) ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی بیٹی ہیں اور خاتم النبیین ﷺ آپ کے داماد ہیں۔ ذلك فضل الله يؤتيه من

بِشَاءِ وَاللّٰهِ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

حضرت ام رومان پوری خوش دلی سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے میں مصروف رہیں۔
اللہ ﷺ خود اپنے دوست اور صدیق حضرت ابو بکر کے ہاں آتے جاتے تھے تو ان کی
زیارت سے بہت خوشی محسوس کرتی تھیں اور اپنی وسعت کے مطابق ان کا کرامت الیہ
تعالیٰ نے انہیں محبت و خلوص بھر اول عنایت فرمایا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ اپنے والدین کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں ابھی جمی ہی تھی کہ میری
دیکھا کہ میرے والدین دین پر پوری طرح کاربند ہیں (تہذیب الامم ج ۲ ص ۱۸۲)
حضرت ام رومان کے دل میں خدا اور اس کی رسول محبت سب سے زیادہ تھیں آپ عبادت
ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت اور ان کے حقوق کا خیال
خیال رکھتی تھیں اور اپنے شوہر سے اسلام اور عبادت کی ادائیگی کے طریقے سیکھتی رہیں۔
حضرت ام رومان کا انتقال حضور ﷺ کی حیات مبارک میں مدینہ منورہ میں ہوا اور حضور
خود ان کی قبر میں اترے تھے ونزل رسول اللہ ﷺ فی قبرھا (طبقات ج ۸ ص ۶۰)
اور ان کے لئے دعا مغفرت فرمائی اور کہا کہ

اللّٰهُمَّ لِمَ يَخْفُ عَلَيْكَ مَا لَقِيَتْ اُمُّ رُومَانَ فَبِكَ وَفِي رَسُولِكَ (الاصحاب ج ۴ ص ۵۱)

اے اللہ تجھ سے مخفی نہیں تیرے راستے میں اور تیرے رسول ﷺ کے لئے ام
رومان نے کتنی تکلیفیں اٹھائیں
حضور ﷺ نے ان کو جنت کی بشارت بھی سنائی ہے آپ نے ارشاد فرمایا

مَنْ سَرَّهَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى امْرَاةٍ مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ فَلْيَنْظُرْ اِلَى اُمِّ رُومَانَ (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۱۶)

فرض یہاں عورتوں میں حور عین کو دیکھنے کی تندرستی تھی۔
 اس کو اس دنیا میں ہی لسان نبوت سے جنتی ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء بنت عمیس قبیلہ بنی خثعم سے ہیں آپ ان خواتین میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا آپ بہت ہی شریف بہت نیک و نڈار خاتون تھیں

حضرت اسماء بنت حمزہ بن عبد المطلب کی سالی اور حضرت علی مرتضیٰ کی بھانجی تھیں ان کا بہنوئی حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار سے ہوا ان دونوں نے مسلمانوں کے ساتھ ہجرت کی جب ہجرت بھی کی تھی بعد ازاں انہوں نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی ۸ ہجری میں جب غزوہ موتہ پیش آیا تو اس میں حضرت جعفر طیار شہید ہو گئے جس سے حضرت اسماء بہت غمزدہ ہوئیں اس کے کچھ عرصہ بعد ان کا نکاح حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ ہوا یہ نکاح نبی کریم ﷺ نے پڑھایا ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے حضرت اسماء کا شمار بلند مرتبہ صحابیات میں ہوتا ہے۔ تاہم ان کا سعد نقل کرتے ہیں

اسلمت اسماء بنت عمیس قبل دخول رسول اللہ ﷺ دار الارقم
 بكة وبايعت وهاجرت الى ارض الحبشة مع زوجها جعفر بن ابي طالب (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۱۹)

درمان اشیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء قديما وهاجرت الى الحبشة مع زوجها جعفر بن ابي

طالب (اسد الغابہ ج ۷ ص ۱۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء قبل دخول دار الارقم وبايعت ثم هاجرت مع جعفر الى الحبشة (الاصابع ج ۳ ص ۲۳۹)

ایک مرتبہ آپ نے حضور ﷺ سے بطور شکایت عرض کی کہ کئی لوگ ہم پر ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ ہم اولین ہاجرین میں سے نہیں ہیں اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ایسی بات نہیں۔ بلکہ اور لوگوں نے تو ایک مرتبہ ہجرت کی اور تم نے دوبارہ ہجرت کر کے پناہ پلایا ہے یعنی ایک ہجرت حبشہ کی جانب ہے جبکہ دوسری مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

لکم ہجرتین ہاجرتم الى النجاشی و ہاجرتم الى (طبقات ج ۸ ص ۲۲۰)

جب حضور اکرم ﷺ سفر آخرت پر روانہ ہو گئے تو حضرت فاطمہ الزہراء پر غم و اندوہ کا پہلو ٹوٹ پڑا تھا حضرت اسماء بھی کچھ کم غمزدہ نہ تھیں تاہم آپ نے صبر و ضبط کا دامن نہ چھوڑا اور حضرت فاطمہ کی دلجوئی اور خدمت میں جگہیں رہیں آپ حضرت فاطمہ الزہراء کے ساتھ یہ محبت کرتی تھیں اور حضرت فاطمہ بھی آپ کو بہت چاہتی تھیں اکثر آپ ان کے گھر آتے اور حضرت فاطمہ الزہراء کے پاس بیٹھتیں جب حضرت فاطمہ الزہراء سخت بیمار ہوئیں تو سب سے اسماء ہی آپ کی خدمت اور تیمارداری میں رہیں علامہ ہارون بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت اسماء کے قبور سے امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ بغیر شوہر کی اجازت کے حضرت فاطمہ کے پاس رہیں سو یہ بات کدو طرح نہیں مانی جاسکتی کہ حضرت ابو بکر صدیق حضرت فاطمہ کے ان ایام سے بلا افسوس گئے تھے اور انہیں خبر نہ ہوئی ہو کہ حضرت اسماء اور حضرت فاطمہ کے آپس میں تعلقات کتنا دوستانہ اور خیر خواہانہ ہیں۔

امام زین العابدین نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ

ہوئیں حضرت اسماء آپ کے پاس تھیں تو ان سے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ یہ کنسی بات
 آ رہا ہے کیا میرے جنازہ کو بلا پردہ اٹھایا جائے گا؟ حضرت اسماء نے کہا کہ بائبل نہیں میں نے وہ
 جہ میں اس کا ایک نیا طریقہ دیکھا ہے حضرت فاطمہ نے کہا کہ بتاؤ وہ کیا ہے۔ تو حضرت
 نے بھور کی تازہ چھڑیاں اسواف (حرم مدینہ) سے کٹوا کر منگوائیں اور چار پانی پر پنجہ بست
 طرح تیار کر دی حضرت فاطمہ نے دیکھا تو بہت ہی خوش ہوئیں اور حضور ﷺ کی وفات کے
 بعد ان کے چہرے پر پہلی مرتبہ یہ خوشی دیکھی گئی (دیکھئے مستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۶۲)

(نوٹ) شیعہ کے معروف عالم اور ان کے محدث ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون میں
 حضرت اسماء کی جانب سے حضرت فاطمہ کی تیماری داری اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے (دیکھئے ص
 ۷۲ اور بیان پیغام عباس بامیر المؤمنین۔ و در بیان ساختن اسماء صورت نعش برائے فاطمہ ص
 ۱۷۵)

حضرت فاطمہ الزہراء نے اس بات کی وصیت بھی فرمائی کہ ان کو حضرت اسماء غسل دیں قالت
 فاطمة فاذا مت فغسلتني أنت (دیکھئے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ج ۱ ص ۵۰۴)
 چنانچہ حضرت اسماء نے حسب وصیت آپ کو غسل دیا ان کے ساتھ حضور ﷺ کے خادم
 اور ان کی اہلیہ حضرت سلمیٰ تھیں اور حضرت علی مرتضیٰ بھی ان کی معاونت فرما رہے تھے
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے گھر والے آپس میں کتنے قریب
 تھے اور ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں نہ صرف یہ کہ برابر کے شریک تھے بلکہ اس کی وصیت
 بھی فرماتے تھے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء حضرت ابو بکر صدیق سے ناراض
 ہوں اور ان کی اہلیہ حضرت اسماء کا ان کے گھر آنا جائز ہے اور ان سے اتنے قریبی تعلقات تک
 قائم رہیں؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اسماء حضرت فاطمہ الزہراء کے گھر آئیں اور حضرت
 ابو بکر صدیق کو اس کی خبر تک نہ ہو؟

پھر اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے ان کے کفن کے لئے اپنی ایک قمیص مبارک بھیجی۔ پھر آپ ان کی قبر میں بھی اترے تھے آپ کے ساتھ اور کون لوگ تھے جنہوں نے حضرت علیؑ کی والدہ کو قبر میں اتارا وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عباس تھے محدث امام طبرانی (۲۶۰ ص ۱۰۸) کہتے ہیں کہ

ادخلها اللحد هو والعباس وابوبكر الصديق (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۵۷- جمع الفوائد ج ۲ ص ۴۰۸)

ان کو حضور ﷺ حضرت عباس اور حضرت ابو بکر نے قبر میں اتارا۔ سو جو لوگ ان دونوں خاندانوں کے بارے میں نفرت کی خبر دیتے ہیں یقین کیجئے وہ جھوٹ کی بات ہیں سچ یہ ہے کہ یہ سب حضرات آپس میں ایک دوسرے سے بہت محبت رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد حضرت اسماء نے حضرت علی مرتضیٰ کا نکاح کیا حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے محمد بن ابی بکر کی عمر اس وقت تقریباً تین سال کی تھی اور اپنی والدہ کے ساتھ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ ہی کے پاس آگئے اور انہی کے زیر سایہ پرورش پاتے رہے

حضرت علی مرتضیٰ سے بھی ان کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی جس کا نام بھی رکھا۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت ۴۰ ہجری میں ہوئی ان کی شہادت کے جلد بعد ہی حضرت اسماء انتقال ہو گیا تھا

حضرت اسماء سے ساٹھ کے قریب احادیث مروی ہیں اور ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت عمر فاروق حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو موسیٰ اشعری جیسے صحابہ اور

القدر اور فقہاء بھی شامل ہیں۔

حضرت حبیبہ بنت خارجه رضی اللہ عنہا

حضرت ابو بکر صدیق کی یہ اہلیہ محترمہ حضرت حبیبہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنی عارض بن خزرج سے تھیں آپ اسلام کے شرف سے مشرف ہوئیں اور حضور اکرم ﷺ سے بیعت کی سعادت

بھی پائی

اسلمت حبیبہ وبایعت رسول اللہ ﷺ (طبقات کبری ج ۸ ص ۲۶۹)

ہجرت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے نکاح میں آئیں حضرت ابو بکر صدیق کے انتقال کے پچھ ماہ بعد ان کے گھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے انتقال سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا کہ میرے بعد میرا جواں ہے اس کے وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں حضرت عائشہ نے حیرت و تعجب سے پوچھا کہ میری ایک بہن حضرت اسماء تو مجھے معلوم ہے مگر یہ دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ حبیبہ بنت خارجه کے پیٹ میں ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے

انما ہی أسماء فمن الاخری قال ذو بطن ابنة خارجه أراها جاریة

(موطا امام مالک ص ۵۳۳)

حضرت ابو بکر صدیق کا یہ ارشاد ﴿أراها جاریة﴾ بطور الہام کے ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں ایک بات ڈال دی اور آپ نے قبل از وقت حضرت عائشہ صدیقہ کو اس کی تاکید فرمائی اور پھر یہ واقعہ اسی طرح ظاہر ہوا

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ عالم الغیب تھے اور ہر چیز کو پہلے سے جان لیتے تھے۔ ایسا نہیں۔ علم

غیب خاصہ خداوندی ہے۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں خود حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کو واضح کر دیا ہے تاکہ کوئی شخص ان کے بارے میں کسی طرح کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے آپؓ نے فرمایا

وذو بطن ابنة خارجة قد ألقى في نفسى انها جارية فاحسنوا اليها
(المصنف لعبد الرزاق ج ۹ ص ۱۰۱)

حضرت ہشام بن عروہ کی روایت میں ﴿قد ألقى في نفسى﴾ (کہ میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی) (طبقات لابن سعد ج ۳ ص ۱۲۵) اونچے درجہ کے محدثین نے اسے اعلیٰ درجہ کی فراست بھی کہا ہے۔۔

حضرت امام ابو جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری (۶۹۳ھ) نے اس واقعہ پر ﴿فراست و کرامتہ﴾ کا باب باندھا ہے (دیکھئے ریاض ج ۱ ص ۱۸۹) اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کس اونچے درجہ کے صاحب الہام اور صاحب کرامت تھے۔ اور خدا کے ہاں ان کا مقام کس قدر بلند تھا۔ اس کی تفصیل ہم اپنی دوسری کتاب ﴿معارف الہام﴾ میں کر آئے ہیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی جنوبی افریقہ میں ہو چکا ہے

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد.....☆

آپؓ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

(۱)..... حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ

آپؓ شروع سے اسلام والوں میں سے ہیں آپؓ ہجرت کے موقع پر اپنی جان کی پروا کئے بغیر حضور ﷺ کی خدمت کرتے رہے آپؓ غزوہ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

چہ حجے اور وہاں زخمی بھی ہوئے اور اسی زخم سے اپنے والد کے دور خلافت کی ابتداء میں وفات
پائی حضرت سعید بن زید کی ہمشیرہ عاتکہ آپ کی اہلیہ تھیں آپ اپنے والد کی زندگی ہی میں وفات
پائی تھے اور حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

(۱) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ

نبیؐ کی والدہ کا نام ام رومان تھا آپ جلیل القدر صحابی اور حضرت عائشہ صدیقہ کے حقیقی بھائی
تھے اور بڑے بہادر تھے مختلف مواقع پر آپ نے داد شجاعت دی ہے تیر اندازی اور شمشیر زنی میں
بنابر تھے..... کان شجاعا رامیا حسن الرامی (اسد الغابہ ج ۳ ص ۶۲۳) صحیح بخاری
نہ ان سے مروی روایت موجود ہے

بغداد کے قریب ایک علاقہ میں ان کا انتقال (۵۵ ہجری میں) ہوا تاہم آپ کی تدفین مکہ
شرفہ میں ہوئی۔ حافظ ابن عبدالبر (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

أشلم وحسن اسلامه وصحب النبي ﷺ في هدنة الحديبيه)

استيعاب ج ۲ ص ۴۰۰ تحت الاصابہ

مناظر ابن کثیر (۷۷۷ھ) لکھتے ہیں

اسلم يوم الحديبيه وحسن اسلامه وصحب رسول الله ﷺ وقد

اشتهر بالشجاعة وله مواقف محموده ومشهوده بعد اسلامه (البدایہ

ج ۶ ص ۳۶۶)

(۲) حضرت محمد بن ابی بکرؓ

ابن حضرت اسماء بنت عیس کے بطن سے تھے آپ کا زیادہ تر وقت حضرت علی مرتضیٰ کے سایہ
ناظمت میں گزرا ہے حضرت علی مرتضیٰ نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے آپ کہا کرتے
تھے کہ میں میرا بیٹا ہے جو حضرت ابو بکر کے صلب سے ہے

(۴) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

رت عبد اللہ آپ کے حقیقی بھائی تھے آپ کی ولادت ہجرت نبوی سے تقریباً ۲ سال پہلے
معظمہ میں ہوئی آپ ان گنے چنے لوگوں میں سے ایک تھیں جنہوں نے شروع شروع میں اسلام
کو قبول کرنے کی سعادت پائی تھی آپ سے پہلے صرف سترہ لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا آپ
اٹھارویں تھیں

علامہ ابن اثیر جزری (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

اسلمت اسماء بعد سبعة عشر انسانا (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸)

آپ حواری رسول حضرت زبیر بن العوام کی اہلیہ تھیں جو حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی اور حضرت
خدیجہ کے حقیقی بھتیجے تھے ہجرت کے موقع پر آپ نے حضور اکرم ﷺ کی حد درجہ اعانت
وانصرت فرمائی اور حضور ﷺ سے بھرپور دعائیں لیں ہیں۔ ہجرت کے بعد پہلا چچہ جو مسلمانوں
کے گھر پیدا ہوا وہ ان کا گھر تھا اور وہ چچہ حضرت عبد اللہ بن زبیر تھے۔ حضرت اسماء نے بڑی سادہ
اور درویشانہ زندگی گزاری ہے تاہم ان کی سخاوت و فیاضی کے سب قائل رہے حضرت اسماء دینی
معاملہ میں بہت غیرت مند خاتون تھیں اور کمال درجہ کی عابدہ اور زاہدہ تھیں اور ایک بڑی عمر
پائی تھیں حدیث کی کتابوں میں ان سے پچاس سے زیادہ روایتیں ملتی ہیں آپ اپنے بیٹے حضرت
عبد اللہ کی شہادت کے چند روز بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ علامہ محمد ابن سعد (۲۳۰ھ)
نے آپ کا تعارف اس طرح کر لیا ہے

اسلمت قدیما بمكة وبايعت رسول الله ﷺ وهي ذات النطاقين
اخذت نطاقها فشقته باثنين فجعلت واحدا لسفرة رسول الله
والاخر عصاما لقربته ليلة خرج رسول الله ﷺ وابوبكر الى الغار
فسميت ذات النطاقين تزوجها الزبير بن العوام..... (طبقات کبریٰ ج ۱)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ

(زبان پر بار خدایہ کس کا نام آیا ہے)

آپ کو رحمت عالم حضور اکرم ﷺ کی اہلیہ محترمہ اور ام المؤمنین ہونے کا شرف عظیم حاصل ہے بعثت نبوی کے چار سال بعد آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ہے آپ چھوٹی عمر میں رحمت عالم ﷺ کے گھر تشریف لائیں اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی ماں ہونے کا شرف پایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے انتہا کمالات اور طرح طرح کی خوبیوں سے نوازا تھا آپ کی شان میں آیات قرآن نازل ہوئیں حضور اکرم ﷺ کو آپ سے یحیٰ محبت تھی اور آپ بھی حضور ﷺ پر اپنی جان چھڑکتی تھیں حضور اکرم ﷺ جب دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ہی کے گھر میں تھے آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں تھا اور آپ کے حجرہ کو حضور ﷺ کی لدی آرام گاہ بننے کا شرف نصیب ہوا آپ کو قرآن و حدیث اور فقہ و تاریخ پر بہت ہدایت حاصل تھی اور بڑے بڑے صحابہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور دینی علم میں رہنمائی لیتے تھے آپ کا انتقال رمضان المبارک (۵۸ھ) کی سترہ تاریخ کو ہوا شیخ الحدیث سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

(۱) حضرت ام کلثوم..... آپ حضرت حبیبہ بنت خراجه کے بطن سے تھیں ابھی آپ پیدا نہ ہوئیں تھیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی پہلی شادی طلحہ بن عبید اللہ بن غنم سے ہوئی ان کی شہادت کے بعد عبدالرحمن بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ نے آپ سے نکاح کر لیا آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے ہمراہ حج کرنے کی شہادت کا شرف بھی پایا ان عائشہ حجت باختہا ام کلثوم (طبقات ج ۸ ص ۲۳۸) آپ کا شمار مشہور تابعات

میں ہوتا ہے ان سے طلحہ بن۔ عی مغبہ بن حکیم اور جابر بن حبیب نے روایت بھی کی ہے
(نوٹ) یہ وہ نہیں جو حضرت عمر فاروق کے نکاح میں گئی تھیں وہ زوجہ عمرؓ حضرت عثمان
صاحبزادی تھیں جو حضرت سیدہ فاطمہ کے بطن سے تھیں حضرت اسماء کے بطن سے نہ تھیں۔

☆..... بیعت الایمان اور خوش قسمت خاندان

حاصل یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کا پورا خاندان بڑا خوش قسمت خاندان تھا آپ کے والد بن خوی
آپ کی ذات بابر کات آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد کو حضور ﷺ کی خدمت میں آنے اور اسلام
قبول کرنے کا شرف نصیب ہوا ہے اور یہ پورا خاندان دینی اعتبار سے ایک منفرد خاندان بنائے
کے اس گھر کو بیعت الایمان کہنا بالکل جابج ہے۔ حکیم الامت حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ

یہ فضیلت کہ چار پشت نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں
حضرت ابو بکر کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی..... ان کے ماں باپ دونوں اسلام
لائے اور صحابہ مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز ان کے (اسلام پر) مجتمع
نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں والدین کے ساتھ بہتر سلوک کی ان کو وصیت
فرمائی اور ان کے بعد والوں پر بھی ان کو لازم کر دیا موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ
ایک نسل کے چار آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے۔
۱۔ ابو قحافہ..... ان کے بیٹے ابو بکر صدیق..... ان کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر
..... اور (حضرت ابو بکر پوتے) ابو عقیق بن عبدالرحمن ان ابی بکر (ازالہ ج ۳ ص ۶۱)

حافظ ابو نعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) لکھتے ہیں

ما نعلم اربعة في الاسلام ادركوا هم وابناء هم النبي ﷺ الا مولاه
 الاربعة ابوقحافة وابنه ابوبكر وابن ابنه عبدالرحمن بن ابي بكر
 وابوعتيق بن عبدالرحمن بن ابي بكر (معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص ۵۱)
 ہر اسی خاندان کی چار نسل نے حضور ﷺ کی نہ صرف یہ کہ زیارت کا شرف پایا بلکہ آپ
 بن لائے اور آپ کی باتیں اور ارشادات سننے کا شرف بھی حاصل کیا ہے حضرت ابوبکر کے
 حضرت ابوقحافہ۔ پھر ان کے بیٹے حضرت ابو بکر صدیق۔ پھر ان کی بیٹی حضرت اسماء بھیران
 کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر اس شرف سے مشرف ہوئے ہیں امام ابو جعفر احمد لکھتے ہیں
 کلہم رأوا النبی ﷺ وآمنوا بہ وسمعوا کلامہ ورووا عنہ وہم
 ابوبکر وابوہ ابوقحافہ وابنتہ اسماء وابنہا عبداللہ بن الزبیر (ریاض ج ۱ ص ۷۷)

ہر ان میں سے تین حضرات کو توروایت کی سعادت بھی ملی ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ

از..... شورش کاشمیری مرحوم

ہوں مرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر جس کی عفت کی گواہی دی کلام اللہ نے جس کو عطا تھا پیمبر نے حمیرا کا لقب جسے نرزدوں نے سیل دیکراں کے روپ میں جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتمام یوم الکونین کی سیرت کا نورانی ورق ائم گنہ گاروں کا شورش کون ہے ان کے سوا	عائشہ کے سیکڑوں احسان ہیں اسلام پر جس کی غیرت کے نشان ہیں دامن لایم پر مہر و مہ کی رونقیں قربان اس کے نام پر اپنی سطوت کے علم لہرائے روم و شام پر آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پر جسے صیقل جگمگاتی ہو دل صمصام پر خواجہ کونین کی رحمت ہے خاص دعام پر

سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل و خصائل ☆ اور حالات و واقعات

☆..... حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ آسمانوں میں

حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات کو مجھے معراج ہوا اور میں آسمانوں کی سیر کرتے ہوئے گیا تو میں نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان

ذوالنورین (رواہ ابن عساکر۔ ازالتہ ج ۲ ص ۱۴۸)

محدث ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت نقل کی ہے۔ نیز دارقطنی اور خطیب نیز ابن عساکر نے حضرت ابو الدرداء سے بھی روایت نقل کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ میں نے عرش میں ایک سبز رنگ کا جوہر دیکھا جس کا سفید نور سے لکھا ہوا تھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق

(ازالتہ ج ۱ ص ۱۳۴۔ ریاض ج ۱ ص ۱۶۷)

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی (۸۰۷ھ) نے حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے

خرج بی الى السماء الدنيا فما مررت بسماء الا وجدت فيها اسدي
 محمد رسول الله وابوبكر الصديق من خلفي (المشهد العلی فی زواجر المانی
 بطی الموصلی ج ۳ ص ۱۶۸)
 حضرت امام حسن بھری بھی نقل کرتے ہیں
 مکتوب علی ساق العرش او فی ساق العرش لاله الا الله محمد
 رسول الله وزیراء ابوبکر الصديق وعمر الفاروق (مرقات ج ۹ ص
 ۳۱۷)

﴿ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کتب سابقہ میں ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ
 میں حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلہ ازد
 کے ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ پرانی کتابوں کا عالم تھا اور کتب (سہویہ)
 پڑھا ہوا تھا اس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا
 ہوں کہ تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ میں سمجھتا
 ہوں کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم تیمی ہو میں
 نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ تو اب ایک بات تمہاری مجھے معلوم نہیں..... میں نے کہا
 وہ کون سی بات ہے؟ کہنے لگا تم اپنا پیٹ مجھے دکھاؤ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا کہ مجھے
 علم صادق میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے
 کام میں ایک جوان اور ایک اڑھیر عمر والا مدد دے گا جو ان بڑا جفاکش اور مشکلات حل

کرنے والا ہو گا اور اڈھیر گورے رنگ کا اور دبلا ہو گا اور اس کے شکم میں ایک ہونگا اور اس کی بائیں ران میں ایک علامت ہوگی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھاؤ تو میں کیا نقصان ہے جو بات مجھے معلوم نہیں وہ کم از کم معلوم ہو جائے گی۔ میں سنا ہوں اس کے سامنے کھول دیا اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ تل میری ٹانف کے اوپر چسپا کرنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (اڈھیر عمر والے) تھی ہو..... (رواہ ابن عساکر ج ۱ ص ۱۲۲)

(نوٹ) یہاں جو ان سے مراد حضرت عمر فاروق کی ذات گرامی قدر ہے)

حضرت کعب کہتے ہیں کہ

حضرت ابو بکر ملک شام تجارت کے سلسلے میں گئے تو وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اس خواب کے بارے میں عیسیٰ ابن مریم سے دریافت کیا عیسیٰ نے سن کر پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو آپ نے کہا کہ مکہ کا۔ اس نے کہا کہ کے کس خاندان سے ہو؟ آپ نے کہا کہ قریش سے۔ اس نے کہا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا تاجر ہوں عیسیٰ نے لگا کہ اللہ نے تمہیں جو خواب دکھایا ہے وہ سچا ہے ایک تمہاری قوم میں مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر رہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ بنو گے۔ حضرت ابو بکر نے اس خواب کو خفیہ رکھا یہاں تک کہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ سے پوچھا کہ آپ جو فرما رہے ہیں اس کی دلیل کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ حضرت ابو بکر نے یہ سنتے ہی آپ سے معاف کیا اور آپ کی دونوں مقدس آنکھوں کے درمیان ایسہ دیا اور کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اخرجہ ابن عساکر۔ ریاض ج ۱ ص ۸۲۔ ازالۃ الکھوض)

ص ۲۲۰) آپ کا حضور ﷺ پر ایمان لانا صرف آپ کے دعوت نبوت پر نہ اس سے پہلے چلا کہ تھی جو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر اتار دی تھی
 غایہ وہ حقیقت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کے یہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کچھ
 بوہرہ بستے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق نے ان میں کے سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو
 لوگ کھانا کھا رہے ہیں حضرت عمر فاروق نے ان میں کے سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو
 دیکھا تو اس سے کہا
 ما تجد فیما تقرأ قبلك من الكتب قال خلیفة النبی ﷺ صدیقہ)

از التاج ص ۱۲۴)

کہ تم نے اگلی کتابوں میں کیا پڑھا ہے اس نے کہا کہ میں نے یہ پڑھا ہے کہ حضور

ﷺ کا خلیفہ ان کا صدیق ہو گا

ایک مرتبہ بادشاہ روم ہر قل نے ایک نصرانی سے جو کسی کام کے سلسلے میں مدینہ آیا ہوا تھا پوچھا
 کہ تجھے مدینہ چھوڑے ہوئے کتنا وقت گزرا ہے اس نے کہا کہ پچیس روز ہوئے ہیں ہر قل نے
 پوچھا کہ بتاؤ مسلمانوں کا سردار اس وقت کون ہے؟ کہا کہ سردار عرب کا نام ابو بکر ہے انہوں نے
 ایک لشکر ترتیب دے کر تمہارے ملک کی جانب روانہ کیا ہوا ہے اور میں نے ان لوگوں کو اچھی
 طرح دیکھا ہے یہ لوگ بڑے چست و چالاک مستعد اور مضبوط ہیں ہر قل نے پوچھا کہ کیا
 نے خود ابو بکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے خود بھی ان کو دیکھا ہے بلکہ انہوں نے
 انہوں نے مجھ سے ایک چادر چادر ہم میں خرید کر اپنے شانوں پر ڈالی تھی وہ تو ایک معمولی آدمی کی
 طرح بلا کسی امتیاز کے صرف دو کپڑوں میں بازار میں آتے ہیں لوگوں کے حقوق کی نگرانی کرتے
 ہیں کمزور لوگوں کے حقوق قوی لوگوں سے دلاتے ہیں ہر معاملہ میں قوی اور ضعیف ان کی نگاہ
 میں یکساں ہیں

ہر قل نے کہا کہ اچھا ذرا ان کا حلیہ تو بتاؤ وہ کیسے لگتے ہیں؟ کہا کہ ان کا قد لانا بلند اور کمر اور
 رخسارے ہلکے اور پتلے ہیں انگلیوں کے جوڑ کشادہ اور آپ کے اگلے دانت نہایت خوبصورت ہیں
 ہر قل یہ بات سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ یہ تو وہی محمد کے خلیفہ ہیں جو ہم نے اپنی کتابوں میں
 دیکھا ہے کہ آپ کے بعد امر خلافت ایسے ایسے شخص کے سپرد ہو گا نیز ہماری کتابوں میں یہ
 موجود ہے کہ اس شخص کے بعد جو دوسرا شخص منصب خلافت پر ہو گا وہ سیاہ چشم اور قد بلند
 رنگ شیریں کے مانند ہو گا اور اس شخص کے ہاتھ میں فتح اور دشمنوں کی جلا وطنی ہو گی۔ ان
 کہا کہ جی ہاں میں نے اس آدمی کو بھی مدینہ میں ابو بکر کے ہمراہ ہی دیکھا ہے اور وہ کی دانت ان
 جدا نہیں ہوتا ہے (فتوح الشام ص ۳۸ اردو)

☆..... پتہ پتہ نام ہمارا جانے ہے

علی بن عبد اللہ ہاشمی رقی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ہندوستان کے بعض شہروں
 گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور
 رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق

مجھے شبہ ہوا اور میں نے سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے سو میں نے ایک شگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس
 بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی اس بستی میں اس گلاب کے بہت درخت
 رواہ ابن عساکر..... وابن النجار (ازالہ رج ۱ ص ۱۳۵)

عبدالمنعم بن مغلبون مرقی سے مروی ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا تو لوگوں نے اتنا
 ایک گرجا پر یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی

۱۰ الخلف خلف يشتم السلف واحد من السلف خير من السلف
 الخلف صاحب الغار نال كرامة الافتخار اذا ثنى عليه الملك الجبار
 لا يقول في كتابه المنزل على نبيه المرسل ثانی اثین ان یسیر
 الغار یا عمر ما کنت والیا بل کنت والدا یا عثمان قتلک مقبورا
 یزددک مقبورا وانت یا علی امام الابرار والذواب عن وجه رسول
 الله ﷺ الکفار۔ فهذا صاحب الغار وهذا احدا الخیار وهذا غیث
 الامصار وهذا امام الابرار فعلى من ینتقصهم لعنة الجبار
 وہ بہت ہی برے خلف ہیں جو سلف کو برا کہیں اور ایک شخص سلف میں سے ہزار خلف
 سے بہتر ہے۔ اے صاحب غار تم نے قابل فخر بزرگی پائی ہے تمہاری تعریف اللہ
 جبار نے کی ہے

جیسا کہ وہ اس کتاب میں جو اس نے اپنے نبی مرسل پر اتاری فرماتا ہے ثانی
 اثین اذ هما فی الغار اے عمر..... تم والی نہ تھے بلکہ (اپنی رعیت پر) والدہ کی
 طرح مہربان) تھے۔ اے عثمان..... تم کو لوگوں نے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا اور
 تم کو دفن بھی نہ دیکھ سکے اور تم اے علی ابرار کے پیشوا اور حضور ﷺ کے سامنے
 سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔ پس وہ (یعنی حضرت ابو بکر) صاحب غار ہیں اور
 حضرت عمر (نیکوں میں سے ایک ہیں اور) حضرت عثمان (ملکوں کے فریاد رس ہیں
 اور) حضرت علی (ابرار کے پیشوا ہیں اب جو بھی ان کو برا کہے اس پر جبار (اللہ تعالیٰ)
 کی لعنت۔

قرآن کہتے ہیں کہ میں نے اس گر جا کے راہب یا خادم سے جس کے دونوں ابرو بڑھاپے کی وجہ
 سے ٹلک گئے تھے پوچھا کہ یہ تحریر تمہارے گر جا کے دروازہ پر کب سے ہے اس نے کہا

من قبل ان يبعث نبيكم بالفي عام (ازالہ حج ۱۳۳۳ حوالہ لکن عسکری)
تمہارے نبی کی بعثت سے دو ہزار برس پہلے سے ۔

۱۶..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نظر آئینہ رسالت پر

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی نظر سب سے اول اللہ تعالیٰ پر پڑتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ہمیشہ آئینہ رسالت میں دیکھتے تھے یعنی آپ کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ذات نہیں بایں طور ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بھجے ہوئے ہیں اور اس کے سب سے مقرب اور محبوب بندے ہیں جو انسانوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم کرانے کے لئے تشریف لائے۔ نبی الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے پوچھا گیا اہل عرفت ربك بمحمد ام عرفتم محمدًا
بربك کہ آپ نے حق تعالیٰ کو محمد ﷺ کے واسطے سے پہچانا یا محمد ﷺ کو خدا کے واسطے
سے پہچانا تو آپ نے فرمایا عرفتم محمدًا برہی کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کو خدا
کے واسطے سے پہچانا۔ (وعظ۔ ذم النبیان ص ۴۵)

یاد رکھئے اسکا معنی ہر گز یہ نہیں کہ خدا درخواست آپ کا دل حضور ﷺ کی محبت سے خالی تھا آپ
کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عقیدت نہ تھی۔ نہیں ہر گز نہیں۔ آپ ا
حضور خاتم الانبیاء کے سچے عاشق اور محبت صادق تھے اور آپ کو جی جان سے چاہتے تھے آپ
میں فانی الرسول اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی صحابہ کرام تو اس کے گواہ تھے ہی مگر ان
کی شہادت فیروں نے بھی دی ہے۔ آپ کس طرح آقائے دو جہاں کے حضور اپنی جان نچھاورا
کرتے تھے اسکی بھی ایک جھلک دیکھئے

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق آقائے دو جہاں کے حضور میں

ہو نام معالجہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اور وہاں سے آپ سے
محبت کرتے تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیق کی حضور کے ساتھ محبت نہ صرف آپ سے
بلکہ ہی قائم نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ اس وقت بھی ایک بچے عاشق اور بھائی... تھے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اعلان نبوت بھی نہ فرمایا تھا۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں
حضرت صدیق اکبر نے قبل از اسلام رسول اللہ ﷺ کی کچھ خدمت کرنا چاہی جبکہ
حضرت خدمتہ الکبریٰ سے آپ کا نکاح ٹھہرا تو حضرت خدیجہؓ بڑی امیر تھیں تجارت
کے ذریعہ سے مال بڑھاتی تھیں یہاں تک کہ بہت سے غلام اور جانور آپ کے پاس تھے
اور حضور ﷺ کے یہاں مال زیادہ نہ تھا لیکن حضور ﷺ کا خاندان ہمیشہ سے معظم اور
میں سمجھا جاتا تھا۔ تو صدیق اکبر نے چاہا کہ اس وقت کچھ آپ کی خدمت میں روپے
سے کر دوں تاکہ حضرت خدیجہؓ کے سامنے آپ کی بات ہلکی نہ ہو اگر خرچ نہ ہو اتوات
میں ہو جائے گی اس وقت صدیق اکبر بہت مالدار تھے مگر ساتھ ہی یہ خیال کرتے تھے کہ
میری اس خدمت کو آپ کیونکر قبول کرنے لگے۔ آپ کو غیرت و حیاء اسکے قبول سے
بٹ ہوگی کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ آپ قبول فرمائیں وہ تدبیر یہ کی کہ عرض کیا حضور
ﷺ... آپ کے دادا صاحب نے غالباً میرے دادا کے پاس کچھ امانت رکھی تھی وہ
لے لیجئے اس طریقہ سے روپیہ دیا اور آپ نے روپیہ قبول فرمایا تو دیکھئے حضرت صدیق
اکبر ابھی اسلام بھی نہیں لائے تھے مگر چونکہ آپ کو حضور ﷺ سے محبت تھی اس
نے خدمت کا یہ طریقہ خود بخود ان کو سکھلا دیا (وعظ۔ سنت ابراہیم ص ۲۰)

آپ فرماتے ہیں

صدیق اکبرؓ ہر حال میں جاٹا رہے تھے جناب رسول اللہ ﷺ پر۔ قبل از اسلام بھی دو سنی تھے آپ سے۔ اور بعد از اسلام بھی۔ مگر فرق اتنا تھا کہ قبل از اسلام جاٹا رہے تھے طبعاً۔ اور بعد از اسلام جاٹا ہوئے دیناً۔ (حسن العزیز ج ۳ ص ۷۵)

صحابہ کرام بالخصوص حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے آقا کی جس طرح خدمت کی ہے اور اپنے محبوب کی راحت کا جس طرح خیال رکھا ہے اسکی مثال ملنی مشکل ہے حضرت صدیق اکبرؓ کا حضور ﷺ سے یہ قلبی لگاؤ اور آپ کی راحت کا یہ خیال اعلان نبوت سے بہت پہلے کا ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت کس قدر موجزن تھی۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ ایک دور موقع پر اس واقعہ کو بیان فرما کر کہتے ہیں۔

دیکھئے حضرت صدیق اکبرؓ نے کس تدبیر سے حضور ﷺ کو راحت پہنچائی وہاں تو یہی مقصود تھا کہ حضور ﷺ کو مجھ سے راحت پہنچے حضرت صدیقؓ کو نبوت سے پہلے ہی حضرت ﷺ سے محبت تھی (وعظ۔ اصل العبادہ ص ۹)

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حضور ﷺ سے سچی محبت

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کس طرح کا تعلق تھا اور آپ کے دنا میں حضور کی کتنی عظمت اور محبت تھی نیز آپ نبوی ادب و احترام میں کس قدر آگے آگے رہے اس کا تذکرہ پچھلے صفحات میں آپ کے سامنے آچکا ہے۔ آپ کی زندگی جس نے بھی دیکھی اور پڑھی ہے وہ یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عشق اور محبت میں آپ تمام صحابہ سے ہر ادا میں آگے رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے خود ان کے عشق و محبت کے مناظر اور

ملاحظہ فرمائے ہیں اور ان کو دعائیں بھی دی ہیں دعوت اسلام کا منہ نہ بند کیا گیا ہے۔
جس کا میدان ہو آپ نے ہمیشہ اپنے محبوب کی فکر کی ہے ان کا خیال یہ نہیں رہا کہ
جب اور جب تک اس بات کا پوری طرح یقین نہیں ہوا کہ آپ شریعت و عافیت سے سب سے زیادہ
محبت کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کو سب سے زیادہ محبت حضور اکرم ﷺ سے ہی تھی آپ کا بیمار سائب
بستہ رسالت سائب کے لئے تھا اب جو حضور ﷺ کا ولدادہ ہوتا آپ اس کے دل والا ہو جاتے
اور بنو حضور ﷺ سے ذرا بھی دور ہوتا آپ بھی اس سے فاصلہ پر ہو جاتے اگر کوئی حضور ﷺ
کے بارے میں سخت لب و لہجہ اختیار کرتا تو پھر آپ سے رہا نہیں جاتا اور سخت سے سخت توبہ
منجنیہ چاہے وہ کوئی اپنے گھر کا ہی کیوں نہ ہو

فرزید میں آپ کے صاحبزادہ عبدالرحمن مشرکین کی طرف سے لڑ رہے تھے کہ دفعۃً حضرت
پہرستان کی توار کی زد میں آ گئے لیکن حضرت عبدالرحمن نے باپ کا پاس اور ادب رکھتے ہوئے
جنگ نہ لیا تھا۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد جب انہوں نے حضرت ابو بکر سے اس بات
پر یہ تو آپ نے فرمایا :

نہ ان کی قسم! اگر تم میری تلواری کی زد میں آ جاتے تو دس سنا اسلام کی خاطر تم کو قتل کر ڈالتا۔“

پہلی باتیں کیا یہ وہ لوگ نہیں تھے جو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے پر ہر چیز کو بیچ بکھینے

مخبر قرآن کریم نے انہی لوگوں کی تعریف میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

لَتَجِدَنَّ قَوْمًا يُمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ هُمُ الْمَفْلُحُونَ (پ ۲۸)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو

نہ دیکھیں گے کہ ایسے آدمیوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف
 ہے گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں
 اللہ نے ایمان محبت کر دیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض
 سے مراد نور ہے) اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں
 جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ
 سے راضی ہوں گے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے
 والا ہے۔

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے حق میں اتری ہے۔ بیان کیا گیا
 ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر کے والد نے اسلام لانے سے پہلے دور میں
 حضور ﷺ کے بارے میں سخت باتیں کہیں تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق کو سخت
 غصہ آیا اور انہوں نے اپنے والد کو اس زور سے مارا کہ وہ نیچے گر گئے جب حضور ﷺ
 کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا واقعی ایسی بات ہوئی ہے حضرت ابو بکر
 صدیق نے عرض کیا کہ ہاتھ تو کیا ہے اگر اس وقت میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو وہ
 بھی استعمال کر لیتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (لباب النقول ص ۲۰۸۔ روح المعانی
 ج ۱۴ ص ۲۳۰۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۸۵)

امام سیلی غزوہ بدر کے تذکرہ میں بیان کرتے ہیں کہ
 حضرت ابو بکر بہت رقیق القلب ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ پر
 جانثاری کی حد تک شفقت فرماتے تھے (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۳۵۲)
 جب آپ ہجرت مدینہ کے لئے اپنے محبوب آقا کے ہمراہ جا رہے تھے تو آپ کبھی آگے ہو جاتے
 اور کبھی پیچھے چلتے کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے حضور ﷺ نے جب یہ بات دیکھی تو ان

ہو چکا کہ ابو بکر ایسا کیوں کرتے ہو آپ نے فرمایا
کہ حضور..... جب میں آپ کے پیچھے چلتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ میں آپ سے
میں آگے آگے چلتا ہوں تو اس اندیشہ سے پھر ڈر جاتا ہوں کہ کوئی آپ کو پیچھے سے
تکلیف نہ دے اسلئے پھر میں پیچھے ہو جاتا ہوں..... (البدایہ ج ۳ ص ۱۸۰ از ابی
الحاء ج ۲ ص ۵۱۳)

اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ کے دل میں حضور ﷺ کی کتنی محبت تھی اور آپ حضور ﷺ کی
تکلیف کے اندیشہ کے پیش نظر کس قدر تڑپ جاتے تھے اور اسی فکر میں کبھی آگے اور کبھی پیچھے
ہو کر آپ کے لئے اپنے آپ کو بطور ڈھال بنالیتے تھے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں
سب سے زیادہ چاہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر ہیں آپ کی
یہ حالت تھی کہ (حضور کی) محبت میں کہ جب آپ غار پر پہنچے تو حضرت ابو بکر نے
یوں عرض کی کہ پہلے مجھے جانے دیجئے شاید کوئی موزی (ایذا دینے والی چیز) ہو جب
غار میں پہنچے تو اس میں بہت سے سوراخ تھے آپ نے کپڑے بچھا کر ان کو بند کیا
دو سوراخ باقی رہ گئے اور کوئی چیز بند کرنے کو رہی نہیں تو آپ نے دونوں پاؤں اس
میں اڑائے اور کہلایا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تشریف لے آئے۔ کیا حد
ہے اس عشق و محبت کی۔ (وعظ۔ المربع فی الربیع ص ۱۳)

حضرت ابو بکر کو اپنے والد حضرت ابو قحافہ کے مسلمان ہو جانے پر کس قدر خوشی ہوئی ہوگی اسے
آپ سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے تاہم آپ چونکہ یہ دیکھ آئے تھے کہ حضور ﷺ کو اپنے چچا
نواہ ابو طالب کے اسلام کی بہت تڑپ تھی اور ان کے مسلمان ہو جانے پر حضور ﷺ کو حد
ابو قحافہ کی ہوئی تو آپ نے اپنے والد کے قبول اسلام کے موقع پر قسم کھا کر فرمایا کہ اے میرے

آقا۔ مجھے اپنے باپ ابو قحافہ کے اسلام لانے کی خوشی کی بہ نسبت خوالا الطالب کے اسلام لانے پر بہت خوشی ہوتی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے اسلام لانے پر آپ کو سب سنا، خوشی حاصل ہوئی اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے لوہی میں جانتا ہوں کہ (تو نے سچ کہا ہے۔

والذی بعثک بالحق لاننا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب منی باسلام ابی المنس بذلك قرۃ عینک قال صدقت (ریاض ج ۱ ص ۵۵)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر کو حضور اکرم کی خوشی اپنی ہر خوشی سے زیادہ پیاری تھی اور آپ کی راحت و خوشی کی خاطر اپنی ہر راحت اور خوشی قربان کر دیا کرتے تھے۔

عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی بات مانی جائے حضرت ابو بکر صدیق نے جس دن سے حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنے کا وعدہ کیا آخر تک آپ اپنے وعدہ پر پوری استقامت کے ساتھ چلے رہے حضور ﷺ کی زندگی میں بھی آپ کے حکم کی تعمیل کو اپنا فریضہ سمجھا اور حضور ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے پر بھی آپ کی ہدایت اور حکم پر ذرہ بھر آنچ نہ آنے دی اور فرمادیا کہ ابو بکر حضور ﷺ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اگرچہ اسے جنگل کے ورندے ہی کیونکہ اچھ کر لے جائیں

حضور اکرم ﷺ آپ کے دوست بھی تھے تاہم آپ نے ہمیشہ حضور ﷺ کو رسالت کے مقدر آئینہ میں دیکھا اور کبھی کوئی ایسی بات یا کام نہ کیا جس سے کسی طرح بھی ادب نبوی پر حرف آتا۔ آپ حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو آپ کی خدمت کو سعادت جانتے آپ آرام فرماتے تو پاس بیٹھ کر آپ کا خیال فرماتے آپ کو اس وقت تک نہ اٹھاتے جب تک آپ خود نہ اٹھ جائیں

وکان لا یوقظ رسول اللہ ﷺ من منامہ حتی یرقیظ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۴)

حضرت ابو بکر صدیقؓ فنا فی الرسول تھے۔

پیدا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جس قسم کا تعلق تھا اس کا بیان
اس کے اور کیا کیا جائے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی محبت میں گم کر دیا تھا اور آپ
ﷺ کے اتنے قرب کی دولت نصیب ہو گئی تھی کہ آپ کے ہوتے ہوئے انہیں اپنے
ہونے کا تصور بھی نہیں رہا حکیم الامت حضرت تھانوی کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا مفتی محمد
صاحب امرتسریؒ فرماتے ہیں

حضرت عمرؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو کان بعدی نبی لکان
عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ایک شخص نے (حضرت تھانوی سے)
عرض کیا کہ اس سے تو ان کی (یعنی حضرت عمرؓ کی) حضرت ابو بکر صدیقؓ پر فضیلت
معلوم ہوتی ہے (حضرت تھانوی نے) فرمایا کہ اس کا اصل جواب تو یہ ہے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ ان میں صفت نبوت کی استعداد قریب تھی اس سے
حضرت ابو بکرؓ پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ جائز ہے کہ ان میں اور کمال اس سے بھی زیادہ
ہو اور مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے فرمایا کہ یہاں لفظ بعدی فرمایا اور حضرت
ابو بکر صدیقؓ معی تھے بعدی نہ تھے (الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۹۳)

نیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

یہ راز ہے اسکا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے تو اس
پر ظاہر ایہ شبہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا مستحق حضرت
عمرؓ کو فرمایا حالانکہ حضرت ابو بکرؓ ان سے افضل تھے اس لئے انکا استحقاق زیادہ معلوم ہوتا ہے
تو انکار از ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت

ابو بکر تو حضور کے اندر فناء ہو گئے تھے وہ من بعدی میں داخل ہی نہ تھے وہ آپ کے بارے
تھوڑا ہی تھے وہ تو عین ہو گئے تھے یہ □ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ان
مستحق نہیں کہا کیونکہ وہ تو معنی تھے ان کو من بعدی کیسے کہا جاسکتا تھا

میری راز ہے اسکا کہ حضرت صدیق اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اتنے پریشان
نہیں ہوئے جتنے حضرت عمر پریشان ہوئے۔ پریشانی تو بعد سے ہوتی ہے جو فناء ہو چکا
ہے وہ بعید نہیں ہوا کرتا وہ تو ہر وقت مشاہدہ کر رہے تھے پھر کیسی پریشانی۔ حضرت
ابو بکر کی تو بڑی شان ہے..... حضرت صدیق اکبر کو اس سے بڑھ کر حضور کا مشاہدہ تھا
انکو ظاہر ابعد تھا مگر بعد باطنی نام کو نہ تھا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جزو
مثل تھے۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کا سارا مال لے لیا کیونکہ وہ فانی ہو چکے تھے

(وعظ۔ احکام المال ص ۲۹)

حضرت ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں

آپ ﷺ نے صدیق اکبر کیلئے یہ نہیں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابو بکر
ہوتے ان میں بعدیت اور غیریت کا مرتبہ ہی نہ تھا اور یہ ایسی بات ہے جس کا محض ان
نکات پر مدار نہیں بلکہ نصوص قرآنیہ اور حضور ﷺ کے برتاؤ وغیرہ اسکے لئے کافی
و لائل ہیں قرآن میں ہے ان اللہ معنا غار ثور تک جب دشمن تلاش کرتے کرتے پہنچ
گئے حضرت صدیق اکبر نے ان کو چلتا پھرتا دیکھا تو وہ گھبرائے اور حضور ﷺ سے
عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ کافر نگاہ ڈالیں تو ہم کو دیکھ لیں گے اس
وقت حضور ﷺ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا غم مت کرو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ
ہے معنا میں حضرت صدیق اکبر بھی داخل تھے جس سے حضور ﷺ کے ساتھ ان کا
کامل اتحاد صاف صاف معلوم ہوتا ہے (وعظ۔ تحقیق انشکر ص ۲۸)

ہر مصلحتی اکبر اس معیت تمامہ اور فنائیت کاملہ کی دولت رکھنے سے باخبر، انہی میں سے ایک
 مہاجر کا حد درجہ ادب و احترام فرماتے تھے۔ حضور کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ
 سے سر جھکا کر بیٹھتے اور جب کوئی بات حضور ﷺ فرماتے تو آپ کہتے کہ یہ سنا یا آپ
 زبان ہول۔ اے اللہ کے رسول ﷺ۔ جب آپ دیکھتے کہ آپ کی بیٹی حضور ﷺ سے باخبر
 اور اپنی آواز میں بات کر رہی ہیں تو آپ انہیں فوراً ٹوکتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی
 مہاجرادی ہیں لیکن وہ چونکہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ بھی ہیں تو آپ ہمیشہ اس رشتہ کو بہت
 بچھ اور اسی کو اہمیت دیتے اور خود اپنی بیٹی کو ام المؤمنین کہہ کر بلاتے تھے۔ ہجرت کے موقع
 پر جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو آپ حضور ﷺ پر کپڑے کا سایہ کر کے کھڑے
 ہو گئے

بجٹی ابابکر حتی اصاب الشمس رسول اللہ ﷺ فاقبل ابوبکر
 حتی ظل علی رسول اللہ ﷺ بردائه فعرف الناس رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلك (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۵)
 بتائے تھا کہ آپ سورج کی تیز شعاعوں سے محفوظ رہیں اور آپ کو تکلیف نہ ہو حکیم الامت
 حضرت مولانا شرف علی تھانوی نے آپ کے ادب رسول کو اس طرح بیان فرمایا ہے
 حضور ﷺ جب اول اول مدینہ طیبہ تشریف لائے تو قبائلی قیام فرمایا تھا اہل مدینہ آپ
 کو بہت کم جانتے تھے نادیدہ عاشق تھے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر آرہی تھی
 نئے نئے لڑ گئے تھے کہ ہمیشہ استقبال کو جاتے تھے لیکن ناکام آتے تھے جس روز تشریف
 لائے تو ایک یہودی نے جو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا دور سے دیکھا اور پکار کر کہا کہ یا اہل

المدينة مزاجدکم اے اہل مدینہ تمہارا نصیبہ آگیا چنانچہ سب آئے اور حضور ﷺ نے قبا میں قیام فرمایا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی دوازی میں سفید بال زیادہ تھے اسلئے جو لوگ آتے تھے وہ صدیق اکبرؓ کو پیہر سمجھتے۔ آتا ان سے مصافحہ کرتا۔ (امثال عبرت ۸۲) چونکہ صدیق اکبرؓ وجہ اسکے کہ قوی (طاقت) میں حضور ﷺ کے برابر نہ تھے عمر میں بڑے معلوم ہوتے تھے اسلئے لوگوں نے انہیں کور سول اللہ ﷺ سمجھ کر مصافحہ کرنا شروع کر دیا (حسن العزیز ج ۱ ص ۱۵) حضرت صدیق اکبرؓ کا ادب دیکھئے کہ انہوں نے کسی سے یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ سے مصافحہ کرو آپ خود سب سے مصافحہ کر لیتے تھے لوگ مصافحہ کرتے رہے جب آفتاب اونچا ہوا اور دھوپ کے اندر تیزی ہوئی اور آپ پر دھوپ آئی اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ پر ایک کپڑے کا سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ آقا ہیں اور یہ خادم ہیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵۹) لیکن اس معلوم ہونے پر ان صحابہؓ نے پھر دوبارہ اٹھ کر مصافحہ نہیں کیا۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کا غایت ادب تھا کہ آپ دقایہ ہو گئے حضور ﷺ کے کہ آپ کو تکلیف نہ پہنچے (ادکام الجاہ ص ۵۳)

☆..... ایک شبہ اور اسکا ازالہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ عمل ادب کس طرح ہوا؟

الجواب: کجاہ میں مٹاتا ہوں حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ عمل ادب کیوں کر ہے؟ بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھکے ماندے تشریف لائے تھے اگر تمام مجمع سے آپ مصافحہ کرتے اور علیحدہ علیحدہ سب کا حال پوچھتے تو آپ کو ضرور تکلیف ہوتی اور آپ

ذات مقدس ہیں کہ جن کی راحت کیلئے غار میں حضرت صدیق اکبرؓ نے سانپ سے کڑا لیا لیکن حضورؐ کی راحت رسانی کے واسطے حرکت تک نہیں فرمائی پس ایسے محبوب کی اس قدر تکلیف صدیق اکبرؓ جیسے جانثار محبت کو کیسے گوارا ہوتی۔ چنانچہ لوگ آتے رہے اور آپؐ سے مصافحہ کرتے رہے

یہ تو ظاہری حکمت اس مصافحہ کی ہوئی اور ایک باطنی راز ہے وہ یہ ہے کہ محبت کا خاصہ ہے کہ محبت میں فناء فی المحبوب کا مضمون پیدا کر دیتی ہے اور فناء کا خاصہ ہے من وجہ اتحاد۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ دکھلادیا کہ حضرت صدیق اکبرؓ ایسے محبت ہیں کہ لوگ ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ان سے مصافحہ کرتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(ترجمہ) میں آپ کا ہو گیا آپ میرے ہو گئے میں مثل بدن ہو گیا آپ مثل جان ہو گئے تاکہ اسکے بعد کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ میں اور آپ دو ہیں (امثال عبرت ص ۸۲) ان واقعہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کا کمال فہم بھی واضح ہے آپ فرماتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا کمال فہم دیکھئے کہ انہوں نے مصافحہ سے انکار نہیں کیا بلکہ برابر مصافحہ کرتے رہے اور چونکہ حضورؐ سفر سے تھکے ہوئے تھے تشریف لائے اس طرح مصافحہ کی زحمت سے حضور ﷺ کو چھایا..... آج کل ظاہری تعظیم و تکریم ہی کو خدمت سمجھا جاتا ہے اصلی خدمت تو راحت پہنچانا ہے خواہ اس میں خود قلب پر کوئی بار ہی کیوں نہ ہو۔ محبت کے تو یہی معنی ہیں خدمت تو صحابہ نے کر کے دکھلادی ہے (حسن العزیز نا ا ۱۵)

نور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد تو آپ کی گویا دنیا ہی اجڑ گئی تھی حضور ﷺ کی یاد میں اکثر دیا

کرتے تھے آپ کی بیماری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ حضور ﷺ کی یاد میں اور آپ کی مجال کے غم میں اندر ہی اندر گھلے جا رہے تھے آپ کہیں جاتے اور وہاں حضور ﷺ کا مقدس ذکر شروع ہوتا تو آپ اپنے محبوب کی یاد میں رو پڑتے تھے حضرت ام ایمن کا گھر ہو یا حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں جانا ہو حضور کا ذکر مبارک چھڑنے کی دیر ہوتی کہ آپ کے آنسو نکل پڑتے تھے آپ خلافت کے دوسرے سال ایک مرتبہ خطبہ دینے کے کھڑے ہوئے اور ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ
 قام رسول الله ﷺ مقامی هذا عام الاول وبکی ابوبکر (مسند احمد ج ۱ ص ۷)
 حضور ﷺ جب پہلے سال خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تھے

کہ حضور کو یاد کر کے رونے لگے ہمت کر کے پھر خطبہ دینا شروع کیا تو اتنا روئے ہوئے کہ کئی بندھ گئی تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ منبر نبوی پر تشریف فرما ہوئے اور ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ حضور کو یاد کر کے رو پڑے

فبکی ابوبکر حین ذکر رسول الله ﷺ (ایضاً)
 شیعہ حضرات کی معروف تفسیر امام حسن عسکری میں سورہ بقرہ کے ایک مقام پر ہجرت نبوی کے سلسلے میں ایک روایت نقل کی گئی ہے اسے دیکھئے اس سے صاف طور پر نظر آئے گا کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں کس طرح فدا کر دیا۔
 - تفسیر حسن عسکری کا یہ بیان دیکھئے

حضور ﷺ ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابو بکر کیا تو راضی ہے کہ اس سفر (ہجرت) میں میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جس طرح پر مجھے قتل کے لئے تلاش کریں اسی طرح تم پر قتل کے بھی درپے ہوں اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے اور میرا رفاقت کے سبب سے تجھ پر طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں پہنچیں ابو بکر نے عرض کی۔
 یا رسول اللہ میں تو وہ ہوں کہ اگر آپ کی محبت میں سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہوں

اور قیامت تک بھی ان میں مبتلا رہوں تو بھی میرے نزدیک اس سے بہتر ہے۔
آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کروں۔ میری جان میرا مال میرے اہل و عیال
سب آپ پر قربان ہیں آپ کو چھوڑ کر کہاں رہوں گا

﴿وہل انا و مالی و ولدی الا فداک﴾ (ماخوذ از آیات بیانات ج ۱ ص ۵۵)
اس سے آپ حضرت ابو بکر کی حضور سے محبت اور آپ پر فدائیت کا اندازہ کر لیں۔

..... حضرت ابو بکر صدیق کا اہل بیت نبوی سے محبت و تعلق

یہنا حضرت ابو بکر صدیق کا حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ بہت ہی گہرا اور خصوصی
تعلق تھا آپ اہل بیت نبوی کا بہت زیادہ احترام فرماتے اور ان کی خبر گیری فرماتے رہتے تھے
حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم تھے اور آپ حضرت ابو بکر کے کابینہ کے
ایک رکن اور آپ کے مشیر تھے آپ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کا بھی خیال فرماتے تھے اور گھر کی
فردت کا خیال رکھتے ہوئے اس کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمار
کا حضرت فاطمہ سے بہت گہرا تعلق تھا اور یہ تعلق آخر تک قائم رہا یہ آپ کی اہلیہ تھیں جنہوں
نے حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی تیمارداری کی اور ان کے پاس آتی جاتی رہیں حضرت فاطمہ کو فکر
اچھ ہوئی کہ ان کا جنازہ اس طرح نہ اٹھے کہ بے پردگی کہیں سے ظاہر ہو تو حضرت اسماء نے
ایک تباکہ فلاں جگہ عورتوں کے لئے اس طرح گوارے بنائے جاتے ہیں تو آپ بہت خوش
ہوئیں اور اپنا جنازہ اسی طرح بنانے کی تاکید فرمائی

حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے وصیت کی تھی حضرت ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماءؑ
میں غسل دیں چنانچہ آپ نے ہی ان کو غسل دیا تھا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف

حضرت ابو بکر الصديق کا اہل بیت نبوی سے گہرا تعلق تھا بلکہ یہ دونوں گہرا سے گہرا ایک دوسرے کے بہت قریب تھے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں ہمیشہ اور ہر لمحے شریک رہتے تھے۔

یہ بات کس سے پوشیدہ ہوگی کہ حضرت علی مرتضیٰ کو حضرت فاطمہ الزہراء سے شہنائی لئے جن بزرگوں نے ترغیب دی تھی آپ ان میں سے ایک تھے آپ کے علاوہ حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن معاذ تھے یہ حضرت مرتضیٰ کے یاروں میں سے تھے شیعہ شاعر مرزا زین العابدین لکھتا ہے

ہے ترغیب یاران علی دلی بروز و گزشت نزدنی

حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی مالی تنگدستی کا عذر پیش فرمایا مگر ان بزرگوں نے ان کو اس پر راضی کر ہی کر لیا اور جب حضرت فاطمہ الزہراء سے ان کا رشتہ طے ہو گیا تو حضرت علی نے پتھر لاکر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی حضور نے اس رقم کا ایک حصہ حضرت ابو بکر کو دیا بازار جا کر حضرت فاطمہ الزہراء کے لئے سامان خرید لائیں۔ پھر آپ اس نکاح کی مجلس موجود رہے اور آپ نے اور آپ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ نے بھی دوسرے ضرورتیوں میں بھرپور حصہ لیا اور حضور ﷺ کا ہاتھ بٹایا۔

جن دنوں حضرت فاطمہ ہمارے تھیں آپ عیادت کے لئے تشریف لاتے ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ

والله ماتركت الدار والمال والاهل والعشيرة الا ابتغاء مرضات الله
ورسوله ومرضاتكم اهل البيت رواه البيهقي (موسوعة آثار الصحابة
ج ۱ ص ۹۴)

خدا میں نے تو گھر بار مال و دولت اور سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کی خوشی اور

اے اہل بیت تمہاری خوشی کے لئے چھوڑا تھا
 بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء کے جنازہ کی امامت امام
 بھی حضرت ابو بکر صدیق کو حاصل ہوا ہے حضرت جعفر اپنے والد محمد سے نقل کرتے ہیں کہ
 جب حضرت فاطمہ الزہراء کا انتقال ہو گیا اور نماز جنازہ کے لئے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
 شریف لائے تو حضرت ابو بکر نے حضرت علی سے کہا کہ چلے آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے اس پر
 حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ
 میں آگے نہیں بڑھ سکتا آپ آگے بڑھئے اور نماز جنازہ پڑھائیے چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی

ماكنت لا تقدم وانت خليفة رسول الله ﷺ فتقدم ابوبكر وصلى
 عليها (کنز العمال ج ۶ ص ۳۶۶)

امام زین العابدین کے بیان میں یہ بھی منقول ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ نے حضرت ابو بکر
 سے نماز کی امامت کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں کیسے نماز پڑھاؤں
 حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ جی ہاں آپ ہی آگے بڑھئے خدا کی قسم آپ کے علاوہ کوئی بھی
 حضرت فاطمہ الزہراء کی نماز جنازہ نہ پڑھائے گا چنانچہ پھر آپ نے امامت فرمائی۔

قال علی تقدم يا ابابكر قال وانت شاهد يا ابا الحسن قال نعم
 تقدم فوالله لا يصلى عليها غيرك فصلى عليها ابوبكر رضى الله
 عنهم اجمعين ودفنت ليلا (رياض النضر ج ۱ ص ۱۷۶)

مؤرخ علامہ محمد ابن سعد معروف تابعی حضرت ابراہیم نخعی (۹۶ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ
 حضرت ابو بکر نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں پڑھیں

صلى ابوبكر الصديق على فاطمة بنت رسول الله ﷺ فكبر عليها
 اربع (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴)

آپ ہی سوچیں کہ اگر خدا نخواستہ ان دو گھرانوں کے درمیان کوئی بھی غلطی ہوئی اور ایک دوسرے کے دل میں ذرا سا بھی بوجھ ہوتا تو کیا یہ دو گھرانے اس قدر آپس میں قریب ہوتے؟ حضرات کا اس قدر قریب کا تعلق بتاتا ہے کہ ان کے درمیان دشمنی کی کہانی کسی ایسے دشمن سے ہی اڑائی ہے جسے سرے سے ہی اسلام پسند نہیں ہے اور اس آڑ میں وہ اسلام کے دور اول کو ہار دانداریا دینا چاہتا ہے۔

نور خدا ہے کھر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ جھلایا نہ جائے گا۔
حضرت ابو بکر کو حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے بچوں اور حضور ﷺ کے جگر گوشوں سے کس قدر پیار تھا اسے بھی دیکھئے آپ ایک مرتبہ نماز عصر کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے کہ آپ کی نذر حضرت امام حسنؑ پر پڑ گئی جو وہاں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ نے حضرت امام حسنؑ دیکھا تو ان کے پاس آگئے اور ان کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر سوار کر لیا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)۔
اس وقت حضرت ابو بکر کے ساتھ حضرت علیؑ مرتضیٰ بھی تھے اور جب حضرت ابو بکر نے حضرت حسنؑ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تو فرماتے جاتے تھے کہ میرا باپ قربان یہ بیٹا تو علیؑ کا شبیہ نہیں حضور ﷺ کا شبیہ ہے حضرت علیؑ مرتضیٰ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

بابی شبیہ بالنبی لیس شبیہا بعلی وعلی علیہ السلام یضحک)

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۵)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسیٰ نے کشف الغمہ میں عتبہ بن حارث سے یہ روایت نقل کی ہے (دیکھئے کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۵۰)

جب عراق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا تو وہاں سے غنیمت کا مال مدینہ منورہ آیا حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے ساتھ ایک قیمتی طینسان حضرت ابو بکر کے لئے بطور تحفہ ارسال کیا حضرت ابو بکرؓ نے وہ تحفہ اپنی طرف سے حضرت امام حسینؑ کو دے دیا تھا (دیکھئے فتوح البلدان ص ۲۵۲)

للہاذری

آپ کو حضور اکرم کے اقرباء اور عزیز کتنے عزیز تھے اسے دیکھئے اور اندازہ لیتے کہ آپ اپنے آپ
 حضور ﷺ کے اقرباء کے کتنے قریب رکھے ہوئے تھے آپ نے یہ بات قسم لیا کہ ان میں سے
 والذی نفسی بیدہ لقراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب
 الی ان اصل من قرابتی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۶۔۔۔ ص ۵۷۶۔۔۔ منہاج
 ج ۱ ص ۱۸)

حضور اکرم ﷺ کے اقرباء مجھے اپنے اقرباء سے زیادہ عزیز ہیں۔
 حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے گھر والوں کا حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں سے یہ تعلق حضور
 اکرم ﷺ سے سچے تعلق اور پر خلوص محبت کی دلیل اور گواہ نہیں تو اور کیا ہے اور یہ صرف
 آپ یا آپ کے گھر والے ہی نہیں بلکہ آپ عام مسلمانوں کو بھی حضور ﷺ کے مقدس
 گھر والوں کا ادب و احترام اور توقیر و تعظیم اور ان کا خصوصی خیال رکھنے کی تاکید فرماتے رہے تھے
 آپ فرماتے کہ

ارقبوا محمد اصلی اللہ علیہ وسلم فی اہل بیتہ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)
 اے لوگو..... حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھا کرو

حضرت ابو بکر صدیق کا سرتاج نبوت اور
 خاندان نبوت کے ساتھ رشتہ داریوں کا تعلق

(۱)..... اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی چہیتی صاحبزادی اس کے آخری رسول کی
 زوجہ مطہرہ بنے اور وہ آپ کے حرم محترم میں آجائیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ

کے گھر آپ کی زوجہ مطہرہ بن کر آئیں اور سب منوں کی ماں بنیں۔ اس رشتہ کی بناء پر حضرت
 ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے داماد اور حضرت ابو بکر حضور ﷺ کے سر ہونے کے شرف
 سے مشرف ہوئے

(۲)..... حضرت ابو بکر صدیق کی اہلیہ محترمہ حضرت اسماء بنت عیس کی پہلی شادی حضرت ابو
 مرثضیٰ کے بھائی حضرت جعفر (طیار) بن ابی طالب کے ساتھ ہوئی تھی ۸ ہجری میں غزوہ بدر
 پیش آیا تو آپ اس میں شہید ہو گئے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے بعد ازاں ان سے شادی فرما
 آپ کا حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا اکثر آنا جانا رہتا تھا جب حضور
 ابو بکر صدیق کا انتقال ہو گیا تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت اسماء حضرت علی مرتضیٰ کے بھائی میں
 آگئیں۔

(۳)..... حضرت ابو بکر کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی حضرت ام فروہ کی شادی حضرت ابو
 محمد قرع ہوئی تھی حضرت ام فروہ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ محترمہ ہیں۔ پھر یہ بھی
 پیش نظر رہے کہ حضرت ام فروہ کی والدہ حضرت اسماء حضرت ابو بکر صدیق کے بچے
 عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی ہیں۔ حاصل یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے اور پوتی نے
 درمیان یہ شادی ہوئی ہے اور ان سے حضرت ام فروہ پیدا ہوئی ہیں جو امام جعفر صادق کی ماں
 بنیں۔

اس رشتہ کی بناء پر حضرت ابو بکر صدیق امام جعفر صادق کے نانا ہوئے امام جعفر صادق فرما
 کرتے تھے کہ ابو بکر نے مجھے دو بار جنا ہے۔ ولقد ولدنی مرتین (صواعق ص ۵۳)
 اس رشتہ کو شیعہ کے معتبر محدث علامہ کلینی نے اصول کافی میں بیان کر دیا ہے نیز شیعہ عالم
 امام علی بن عیسیٰ اردبیلی نے کشف الغمہ میں بھی اسے ذکر کیا ہے

امہ ام فروہ واسمها قریبہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر وامها

اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر ولذلك قال جعفر عليه السلام
ولقد ولدني ابوبكر مرتين (كشف الغمہ ج ۲ ص ۳۷۸ - عمدۃ الطالب ج ۲ ص ۶۶)
یعنی ابوبکر نے مجھے دوبار جنا ہے (یعنی میں ان کے پوتے اور پوتی کی نواسی ہوں)
اپنے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ابوبكر الصديق جدی هل يسب احد آباءه لا قدمنى الله ان لا
أقدمه (احقاق الحق ج ۱ ص ۳۰ طبع ایران)

حضرت ابوبکر صدیق میرے نانا ہیں کیا کوئی اپنے آباء و اجداد کو برا کہنا پسند کرے گا
اللہ مجھے کوئی عزت نہ دے اگر میں حضرت ابوبکر کو مقدم نہ جانوں
(۴)..... حضرت امام حسن بن علی کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کی پوتی حضرت حفصہ بنت
عبدالرحمن بن ابی بکر کے ساتھ ہوئی ہے

وتزوجت حفصة بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصديق الحسين
بن علی بن ابی طالب (کتاب الحجر ص ۴۴۸ لابی جعفر بغدادی - تاریخ
التواریخ ج ۲۸۲)

(۵)..... حضرت امام حسن کی بیٹی ام الحسن کی شادی حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے حضرت
عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہوئی تھی آپ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے تھے اس شادی کا ذکر
شیعہ حضرات کی کتابوں میں موجود ہے (دیکھئے منتہی الامال ج ۱ ص ۲۴۳ - عمدۃ الطالب ص ۶۸
- تاریخ التواریخ ج ۲ ص ۷۱)

(۶)..... حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور حضرت علی مرتضیٰ کے
پوتے حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) آپس میں خالہ زاد بھائی تھے ان دونوں کی والدہ

آپس میں بہنیں تھیں اور یہ شاہ فارس یزدجرد کی بیٹیاں تھیں۔ شیعہ حضرات کے معجزہ مہر نے اپنی کتاب الارشاد میں (دیکھئے ص ۲۳۷) اور قاضی نور اللہ شوستری نے البیہقین میں..... اور ماباقر مجلسی نے جلاء العیون میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اہل بیت نبوی میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کا بڑا مقام و مرتبہ تھا ان کے کئی بزرگوں نے اپنے بچوں کے نام ان دونوں بزرگوں اور حضرت عثمان غنی کے نام پر رکھے ہیں ان حضرات کے ساتھ قلبی تعلق اور محبت و عقیدت اور ان کی عزت و عظمت کا اقرار اور کیا ہے

دیکھئے خود حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے بچوں میں ابو بکر اور عمر اور عثمان نام رکھے ہیں (کنز العمال لابن قتیبہ - کشف الغمہ وغیرہ) حضرت امام حسن بن علی نے اپنے بچوں کے نام ابو بکر عمر رکھے تھے (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲۸ - نسب قریش ص ۵۰)

حضرت امام حسین بن علی کے بچوں میں ایک کا نام ابو بکر تھا (التنبیہ والاشراف ص ۲۶۳ - مسعودی)

حضرت امام موسیٰ کاظم کی بچوں میں سے ایک کا نام ابو بکر تھا (دیکھئے کشف الغمہ ج ۳ ص ۱۰) اس سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت کے ہاں حضرت ابو بکر صدیق کس قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے ہیں اور ہر زمانہ کے بزرگان اہل بیت نے حضرت ابو بکر صدیق کو مختلف عنوان سے خراج عقیدت ضرور پیش فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم (رحمہم)

☆..... حضرت ابو بکر کا معاملات میں فیصلہ کا طریقہ :-

حضرت ابو بکرؓ کے سامنے کوئی معاملہ آتا تو اس کے فیصلہ کے لئے سب سے پہلے آپؐ قرآن شریف

کو دیکھئے، اگر قرآن میں اس سے متعلق کوئی بات نہ ملتی تو آپ حضور اور مہتممین کو اس سے
فرمانے اگر ان دونوں میں سے بھی کوئی بات نہ ملتی تو آپ اپنے اجداد سے یہ بات نہ ملتی تو آپ
معلوم کرتے کہ اگر انہیں اس مسئلہ میں حضور ﷺ کا کوئی فیصلہ معلوم نہ آتا تو کیا
تو آپ اس پر خدا کا شکر ادا فرماتے اور کہتے

الحمد لله الذي جعل فينا من يحفظ على نبيينا (ازالہ الجہل ج ۲ ص ۱۱۴)

اللہ کا شکر ہے کہ اس میں ہمارے درمیان ایسے حضرات رکھے ہیں جو ہمارے نبی
اکرم کی باتوں اور فیصلوں کو جاننے اور یاد رکھنے والے ہیں
اور اگر آپ کو کہیں سے کوئی بات نہ ملتی تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد فرماتے تھے اور ساری
فرمانے کہ اگر یہ بات درست نکلی تو سمجھنا اللہ کی جانب سے ہے اور اگر اس میں کوئی خطا ہوئی ہے
تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور میں اس پر اللہ سے معافی چاہتا ہوں۔ امام محمد بن سیرین نے آپ
کے طرز عمل کو اس طرح بیان کیا ہے

وان ابابكر نزلت به قضية لم نجد لها في كتاب الله اصلا ولا في
السنة اثرا فقال اجتهد رأيي فان يكن صوابا فمن الله وان يكن
خطا فمني واستغفر الله (طبقات الكبرى ج ۳ ص ۱۳۲)

خاتمہ ابن سعد نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے قریبی ساتھیوں میں اہل الراۃ و اہل الفہم
تھے اور آپ ان سے مشورہ کرتے تھے ﴿ان ابابكر الصديق كان اذا نزل به امر
يريد فيه مشاورة اهل الراۃ و اهل الفہم﴾ (ایضا)

یہاں اہل الراۃ سے مراد فقہاء صحابہ کا وہ طبقہ ہے جن کی نظر دینی مسائل میں بڑی مہارت تھی
اللہ یہ حضرات علم و فہم میں دوسروں سے بہت آگے تھے صحابہ کرام میں خلفائے راشدین کے

ساتھ ساتھ حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو اس باب میں بہت اہمیت تھی۔
 اصیب ہوا تھا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) حضرت عمر فاروق سے متعلق ایک حدیث میں
 سب خلفائے راشدین کو اہل الراۃ بتاتے ہیں آپ لکھتے ہیں

ان القول بالراۃ لم یختص به عمر رضی اللہ عنہ بل علی کان من
 اقوالہم بالراۃ وكذلك ابوبکر وعثمان وزید وابن مسعود وغيرہم
 من الصحابة رضی اللہ عنہم كانوا یقولون بالراۃ وکان رای علی
 فی دماء اهل القبلة ونحوہ من الامور العظام (منہاج ج ۶ ص ۱۱۱)
 ظاہر ہے کہ یہ رائے مذموم نہیں محمود ہے اگر مطلق رائے سے کام لینا جرم ہو تو خود
 راشدین کبھی بھی اسے استعمال میں نہ لاتے شیخ الاسلام لکھتے ہیں

ومعلوم ان الراۃ ان لم یکن مذموما فلا لوم علی من قال به (ایضاً ص ۱۱۲)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے دین
 اہم معاملات میں یہ جو قاعدہ تیار فرمایا ہے بعد میں آنے والے سب مجتہدین نے اس کو اپنا
 طرح آپ تمام مجتہدین کے امام شیخ اور استاذ ہوئے ہیں

بعد ازاں اہم مہمات نزدیک حضرت صدیق آن یود کہ برائے امت آنحضرت ﷺ
 قاعدہ مرتب فرمایا تا در مسائل اجتہاد یہ بھد ام راہ سلوک نمایند و ترتیب اولہ شرعیہ
 چہ اسلوب عمل آرند الی یومنا ہذا اہمہ مجتہدین بر ہمیں قاعدہ عمل می کنند و دے
 رضی اللہ عنہ شیخ و استاذ جمیع مجتہدین شد یو ضیع ایں قاعدہ (ازالہ الخلاء ج ۳ ص ۱۱۴)

حضرت ابو بکر صدیق کے نزدیک یہ ایک بڑا کام تھا کہ حضور ﷺ کی امت کے لئے

ایک قاعدہ مرتب فرمادیں کہ مسائل اجتہاد یہ میں لوگ کس راہ پر چلیں اور مسائل شرعیہ کی ترتیب کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں ہمارے آج کے دن تک تمام مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شیخ اور استاذ تمام مجتہدین کے ہوئے

بہت بھی پیش نظر رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کو حضور اکرم ﷺ کے دور میں بھی مسئلہ حل کے حل کے سلسلہ میں ایک اہم حیثیت حاصل تھی اور آپ ان دنوں بھی صاحب افتاء تھے اور علمی دنیا میں بلند مقام پر فائز تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں کون فتویٰ دیا کرتے تھے آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر۔

بن کان یفتی الناس فی زمان رسول اللہ ﷺ فقال ابوبکر وعمر ما علم غیرهما (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۲۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱)

بہت سلام حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

کان ابوبکر بحضرة النبی ﷺ یفتی ویامر وینبی ویخطب کما کان یفعل ذلک اذا خرج النبی ﷺ (منہاج ج ۷ ص ۵۰۲)

بایک مقام پر لکھتے ہیں

کان یفتی بحضرته وهو یقره علی ذلک (ایضاً ج ۸ ص ۲۰۷)

بہت بھی لکھتے ہیں

وقد ذکر غیر واحد الاجماع علی ان ابابکر اعلم الصحابة کلهم ودلائل ذلک مبسوطة فی موضعها فانہ لم یکن احد یقضى ویخطب ویفتی بحضرة النبی ﷺ الا ابوبکر رضی اللہ عنہ ولم یشتبه علی الناس شئی من امر دینہم الا فصلہ ابوبکر (ایضاً ص ۵۰۱)

حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس کا دینی علم و فہم محتاج میان نہیں تاہم آپ کے پاس سب سے پہلے قرآن و سنت پر نظر کرتے اگر وہاں سے کوئی بات نہ ملے تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سب سے پہلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے قول دینی معاملات میں کس قدر اہمیت کے حامل تھے۔
الاسلام حافظ المنہجیہ (۵۷۲۸) ایک بحث میں لکھتے ہیں

و ثبت عن ابن عباس انه كان يفتي بكتاب الله فان لم يجد فيما سئل
رسول الله فان لم يجد افتى بقول ابي بكر وعمر ولم يكن يفعل ذلك
بعثمان وعلى وابن عباس هو حبر الامة واعلم الصحابة في زمانه
وهو يفتي بقول ابي بكر وعمر مقدما لهما على قول غيرهما (منهاج)
ج ۷ ص ۵۰۳

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

وابن عباس كان مجتهدا مستقلا وكان اذا افتى بقول الصحابة افتى
بقول ابي بكر وعمر لا بقول علي وكان ينكر علي على اشياء (ايضا
ص ۵۲۰)

..... حضرت ابو بکر صدیق کی علم تعبیر میں مہارت

خواب اور اس کی باریکیوں کو سمجھنا اور پھر اس کی تاویل و تعبیر میں اتنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں یہ ایسا علم ہے جسے اللہ تعالیٰ بعض مقربین کو عطا فرماتا ہے انبیاء کرام اس دولت سے بھر پور مالا مال ہوتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے اس کمال کا ذکر قرآن کریم میں موجود

(۲۰۹۵)

۴ اور خود حضور اکرم ﷺ نماز صبح کے بعد معمولاً صبح ۱۱ بجے تک سو جاتے تھے۔
 کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بتاؤ؟ اگر کوئی اپنا خواب بتاتا تو آپ ﷺ اس کی تعبیر فرماتے۔
 (دیکھئے صحیح بخاری)

آنحضرت ﷺ کی امت میں یہ دولت سب سے زیادہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ملی۔
 ربانی نئی خواب دیکھنے والے آپ کے پاس آتے اور اپنے خواب کی تاویل و تعبیر معلوم فرماتے۔
 خود آنحضرت ﷺ نے اپنے بعض خواب حضرت ابو بکر صدیق کے سامنے بیان فرماتے اور آپ
 اس پر اپنی گزارش بھی پیش فرماتے تو آپ ﷺ ان کی بتائی تعبیر کی تائید فرماتے تھے اسی طرح
 آپ حضور ﷺ کی موجودگی میں بھی لوگوں کے خوابوں کی تاویل و تعبیر بتایا کرتے تھے حضرت
 امام سیوطی لکھتے ہیں

وكان الصديق مع ذلك غاية في علم التعبير وقد كان يعبر الرؤيا في
 زمن النبي ﷺ (تاريخ الخلفاء ص ۴۳)

بلہ آپ ﷺ نے حضرت سمرہ بن جندب کو حکم دیا تھا کہ وہ جب بھی خواب دیکھیں تو ان کی
 تعبیر حضرت ابو بکر سے پوچھ لیا کریں۔ أمريت أن أوول الرؤيا أبابكر (ایضاً)
 یہ بات کس سے مخفی ہوگی کہ حضرت امام محمد بن سیرین (۱۰۱ھ) علم تعبیر و تاویل میں بہت اونچے
 مقام پر کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علم میں کمال عطا فرمایا تھا آپ حضرت ابو بکر صدیق
 کے علم تعبیر کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

كان اعبر هذه الامة بعد نبيا ابوبكر (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۳۱)

تاريخ الخلفاء ص ۴۳

حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) بھی لکھتے ہیں۔

كان من أعبر الناس (تاريخ الخلفاء ۱۰۵)

حضرت ابو بکر صدیق کی تعبیر دنیا کے بہت سے واقعات منقول ہیں ہم ان میں سے کچھ یہاں نقل کرتے ہیں انہیں دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس باب میں بھی کس کمال کا علم فرمایا تھا۔

..... محاصرہ طائف کے دوران حضور اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے یہ خواب حضرت ابو بکر صدیق سے بیان فرمایا حضرت ابو بکر صدیق نے یہ خواب سن کر فرمایا کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قلعہ ابھی فتح نہ ہو گا۔ پھر آپ نے دوسرے حضرات سے بھی اس معاملہ میں رائے طلب کی۔ تاہم آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی تعبیر کی رد سے محاصرہ ختم فرما دیا اور مسلمانوں کی جماعت کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا آپ نے جاتے جاتے دعا فرمائی اور بعد میں یہ قلعہ خود خود فتح ہو گیا اور یہاں کے سب لوگ مسلمان ہوئے (سیرت المصطفیٰ ج ۳ ص ۶۳)

..... ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق سے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کالی بحریاں میرے پیچھے پیچھے آرہی ہیں اور ان کے پیچھے سفید چلی آرہی ہیں حضرت ابو بکر صدیق نے اس کی تعبیر میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اہل عرب آپ کا اتباع کریں گے اور اہل عجم اہل عرب کا اتباع کریں گے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تعبیر صبح ایک فرشتہ نے بھی دی تھی (روایت کانما تبعنی غنم سود و تبعها غنم ایضاً فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ تتبعك العرب و تتبع العرب العجم (تطویر الامام ش ۷))

فقال جی ﷺ هكذا عبرها الملك بسحر (متدرک خاتم ج ۲ ص ۴۳) ایک مرتبہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ حضور میں نے خواب دیکھا کہ ایک سائبان سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور لوگ اسے کھا رہے ہیں کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس پر عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر اجازت ہو تو میں اس کی تعبیر بتاتا

آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ تم ہی اس کے اہل ہو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ
 یہ سنا ہوا تو قرآن کریم ہے اور گھٹی اس کی تلاوت ہے اور شہد اس کا مٹھا ہے اس سے وہی
 زیادہ نفع پارہا ہے اور کوئی کم۔۔۔ (الاشارات فی علم العبارات ج ۲ ص ۴۲)
 ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا

میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم دونوں ایک بلندی کی جانب جا رہے ہیں تو میں تم سے دوسرے
 آگے بڑھ گیا ہوں یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ
 تعالیٰ آپ کو پہلے اپنے پاس بلا لیں گے اور میں آپ کے بعد ڈھائی سال زندہ رہوں گا
 یقبضک اللہ تعالیٰ الی رحمۃ وأعیش بعدک سنتین ونصفاً (تعلیم
 الانام فی تعبیر المنام ص ۷)

صحابی رسول حضرت خالد بن سعید اموی کہتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے
 ایک خوفناک خواب دیکھا کہ میں آگ کے گڑھے کے دہانے کھڑا ہوں اور میرا باپ مجھے اس میں
 ڈکھل رہا ہے اتنے میں حضور ﷺ آئے اور انہوں نے مجھے پکڑ کر اس میں گرنے سے بچالیا۔ میں
 اس خواب سے بہت ڈر گیا اور میں نے کہا کہ خدا یہ خواب سچا معلوم ہوتا ہے صبح حضرت
 ابو بکر صدیقؓ سے ملاقات کی اور ان سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ
 اے خالد میں تمہارا خیر خواہ ہوں حضور ﷺ جو دعوت دے رہے ہیں تم اسے قبول کر لو اور میں
 تمہارا ہوں کہ تم اس دین کو قبول کر لو گے اور اس آگ میں گرنے سے بچ جاؤ گے البتہ تمہارے
 باپ کی قسمت میں قبول اسلام نہیں معلوم ہوتا۔ أریدک خیراً هذا رسول اللہ ﷺ
 لتبعہ فانک ستبعہ وتدخل معہ فی الاسلام والاسلام یحجزک ان تدخل فیہا وأبوک
 واقع فیہا (متدرک حاکم ج ۳ ص ۲۷۷) چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت خالد نے قبول اسلام کی
 دولت پائی اور ان کا باپ اس دولت سے محروم رہا۔ انہوں نے

۶۔ ... حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور ﷺ کی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین چاند ان کے حجرہ میں گرے ہیں آپ نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا ذکر کیا حضرت ابو بکر نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ آپ کا مدفن اور روضہ بنا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ
 هذا احد اقمارك وهو خيرها (مؤطا امام مالک ص ۱۵۴ مستدرک ج ۳ ص ۲۷۷) (۲۷۷)
 اے عائشہ یہ تمہارے حجرہ کا پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے

۷۔ ... ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے سے سوراخ سے بواہیل نکلا ہے اور اس نے چاہا ہے کہ پھر سے اس سوراخ میں چلا جائے لیکن وہ جانہ سکا آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ وہ مہل بات ہے جو اپنی جگہ سے نکلتی ہے تو پھر وہ اپنی جگہ پر واپس نہیں جاسکتی (تعبیر الروایا کاں ص ۳۰۷) (۳۰۷)
 ۸۔ ... ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ مجھے خواب میں ایک درخت کے سبز پتے شمار کر کے دئے گئے ہیں آپ نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ تجھ پر ستر لکڑیاں پڑیں گی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اسے اسی ہفتے میں ستر چھڑیاں ماری گئیں

پھر اسی شخص نے دوسرے سال میں وہی ستر پتوں والا خواب دیکھا اور پھر سے حضرت ابو بکر سے اس کی تعبیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ستر ہزار درہم ملیں گے۔ اس شخص نے کہا کہ جناب والا گزشتہ سال میں نے یہی خواب دیکھا تھا اس کی تاویل ستر لکڑی تھی اور اس سال دیکھے گئے اسی خواب کی تعبیر ستر ہزار درہم ہے اس کی تعبیر میں فرق بتائیے آپ نے فرمایا کہ گزشتہ سال تو نے خواب فصل خزاں میں دیکھا تھا اس وقت سب درخت خشک تھے اور پتے گراتے تھے یہاں تاویل وہی تھی اور اس سال موسم بہار ہے اور درختوں کا رخ ترقی کی طرف ہے اس کی تاویل یہ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس خواب دیکھنے والے نے ستر ہزار درہم پائے (تعبیر الروایا کاں ص ۳۰۷)

(۱۲) ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر ﷺ سے ملا ہوں۔
حضرت ابو بکر صدیق نے اس پر فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے پاس زمانہ ایسا نہ گزاریں کہ وہ آپ سے ملے اور آئندہ اس طرح کی حرکت نہ کرنا (تاریخ الخلفاء ۱۰۶)

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی روحانی بلندی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو روحانیت کے جس مقام بلند پر فائز فرمایا وہ اپنی مثال آپ کی روحانیت عجیب شان کی تھی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت و عقیدت اور ان کے ادب و عظمت سے آپ کا قلب ہر وقت معمور رہتا تھا آپ ایک عجیب قلبی شان کے حامل تھے اور اسی امتیازی شان کی وجہ سے آپ دوسرے سب صحابہ سے افضل مانے گئے شیخ
امام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) امام ابو بکر بن عیاش (۱۹۳ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں

وهذا مما يعرف به ان ابابكر رضى الله عنه لن يكون احد مثله فان
اليقين والايمان الذي كان في قلبه لا يساويه فيه احد قال ابوبكر
بن عياش ما سبقهم ابوبكر بصلاة ولا صيام ولكن بشئ وقر في
قلبه (منهاج السنة ج ۸ ص ۴۹۳ ج ۶ ص ۲۲۳)

امام ابن عساکر (۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں

انص رضی اللہ عنہ ان سبقه لغيره بواقر وقر في صدره (شذرات الذهب ج ۱ ص ۲۴)
شیخ ابو نصر سراج طوسی (۳۷۸ھ) نے اپنی مایہ ناز تالیف کتاب الملع فی التصوف میں حضرت ابو
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسے نقل کیا ہے اور اس کے آگے ایک بزرگ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ چیز جو

ان کے دل کے اندر تھی وہ محبت انہی اور خلوص تھا (کتاب الملع ص ۷۷)۔
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

چند بار کتاب میں دیکھا ہے ﴿ان ابابکر لم یفضلکم بکثرة الصیام والصلوة
ولکن بما وقر فی قلبہ او کما قال﴾ یعنی حضرت ابو بکرؓ کی بزرگی صحابہ پر اس وجہ
سے نہیں ہوئی کہ وہ اوروں سے زیادہ نماز روزہ کرتے تھے لیکن اس چیز کی وجہ سے (وہ
سب سے افضل ہوئے) جو ان کے قلب میں القاء کی گئی تھی بزرگی زیادہ نفلوں کی وجہ
سے نہیں بلکہ وہ ایک خاص مناسبت ہے جس کو حقیقت شناس اور اہل نظر پہچانتے ہیں (و
عظ۔ شعبان ص ۷۱)

حضرت حکیم الامت ایک اور وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں

حضرت صدیق اکبرؓ کی نسبت فرمایا گیا کہ ابو بکر کثرت صوم و صلوٰۃ سے نہیں بڑھے بلکہ
انکے قلب میں ایک شے ہے جس کی وجہ سے انکو فضیلت ہے۔ ایک عالم تاریخ سے نقل
کرتے تھے کہ ان کی اہلیہ سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکرؓ گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہ نہ بچہ
نہیں اتنی بات تھی کہ شب کو مراقب ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور تھوڑی دیر میں ایک آب
کرتے تھے جس سے جلے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی غرض حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کوئی
ظاہری وضع یا حالت ممتاز نہ تھی (و عظ۔ الصبر ص ۳۸)

یہ صرف حضرت تھانویؒ کا بیان نہیں ہے اس سے پہلے علامہ ابن عمامہؒ (۸۹ھ) بھی اے
نقل کر آئے ہیں آپ لکھتے ہیں

وجاء انه کان اذا تنفس یشم منه رائحة کبد مشویة

(شذرات الذهب ج ۱ ص ۲۴)

اس سے آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قلبی حالت اور ان کے روحانی مقام کا کچھ اندازہ کر سکتے ہیں

صدقہ میں امت کے پہلے ملہم

اللہ تعالیٰ کے مقبولین میں انبیاء کرام کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ
کرتا ہے اور اپنی بات ان کے دل میں اتارتا ہے پھر اللہ کے یہ بند سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے
عمل کرتے ہیں جو ان کے دل پر اتاری جاتی ہے وقتی طور پر اچھے اچھے لوگ بھی اس بات کا قہر
ہی نہیں پہنچ پاتے مگر جب بات کھلتی ہے تو وہ بھی پھر پکار اٹھتے ہیں کہ یہ اللہ کی بات ہے اور نہ
حق تھا اور اسی کی ضرورت تھی

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ عظام میں جن بزرگوں کو سب سے زیادہ اس عنوان سے اللہ کی بات
دل پر لینے کی سعادت نصیب ہوئی وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے
آپ کو خود لسان نبوت نے اس شان کا حامل قرار دیا ہے اور آپ کے حالات و واقعات اس حقیقت
کے شاہد ہیں تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کو بھی اس دولت عظیمہ سے
وافر حصہ ملا تھا اور بعد کے حالات و واقعات نے اس کی تصدیق بھی کر دی تھی اور خود اس امت
کے محدث حضرت عمر فاروق اعظم نے اس کا براہِ اظہار فرمایا ہے آئیے اسے بھی ملاحظہ کرتے
جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت کے بعد حضرت ابو بکر کو جن مختلف گروہوں کا مقابلہ
کرنا پڑا ان میں سے ایک مانعین زکوٰۃ کا گروہ بھی تھا حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے ساتھ قتال نہ
ٹھان لی جبکہ حضرت عمر اور دیگر صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کے موقف سے شروع میں متفق نہ
تھے تاہم حضرت ابو بکر صدیق اپنے موقف سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور جب حضرت
عمر پر حقیقت کھلی تو پھر آپ نے ان کا پورا پورا ساتھ دیا اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فوالله ما هو الا ان رايت ان الله شرح صدر ابى بكر للقتال فعرفت
انه الحق (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۶)

(ترجمہ) قسم خدا کی بات صرف یہ تھی کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر کو قتال کے
باب میں شرح صدر ہو گیا ہے سو مجھ کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اس پر لکھتے ہیں

اکثر اولیاء اللہ کی حکایات الہام کی منقول ہے اس حدیث میں اس کا اثبات ہے اسی کو
شرح صدر سے تعبیر کیا گیا ہے حقیقت اس کی یہ ہوتی ہے کہ بلا واسطہ نظر و اکساب
کے کسی حقیقت کا قلب میں القاء ہو جاوے سو قصہ مذکورہ میں دونوں حضرات کو
یہی پیش آیا کیونکہ اس منظرہ میں جس قدر کام منقول ہے وہ انتہی معنادار کے لئے
کافی نہیں ہوا حضرت ابو بکر کو الہام ہوا اور ان کے کام فیض سے حضرت عمر کو الہام
ہو گیا اور چونکہ نصوص شرعیہ اس الہام کے موافق تھیں اس لئے اس پر عمل بھی
پاڑ ہوا (الکشف فی عہدات التصوف ص ۳۱۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیق سے بھی باتیں کرتا تھا اور آپ کے دل پر
اپنی باتیں اتارتا تھا۔

(۲)..... جب حضرت ابو بکر صدیق کا سفر آخرت قریب آیا تو آپ نے سب کے سامنے کہا کہ میں
عمر بن الخطاب کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں تم میرا کما سنو اور مانو اس وقت کسی نے بھی آپ کے ان
اعلان سے اختلاف نہیں کیا سب نے حضرت عمر کو آپ کا جانشین تسلیم کر لیا حضرت عمر فاروق
جب اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا الہام تھا جو حضرت
ابو بکر صدیق کے دل پر اتار گیا۔ حضرت عمر نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا

انا عمر ولم احرص على امرکم ولكن المتوفى اوصى الى بذلك والله

اللہم ذلک (اخرجه مالک - التکشف ص ۳۰۸)
 (ترجمہ) میں عمر ہوں مجھے تم پر حاکم بننے کی کوئی خواہش نہ تھی لیکن متوفی (یعنی
 حضرت ابو بکر صدیق) نے مجھے اس کی وصیت فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے
 قلب میں اس کا لقاء (الہام) فرمایا تھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق صاحب الہام والقاء تھے اور اس کی شہادت امت
 کے محدث سیدنا حضرت عمر فاروق دے رہے ہیں۔

(۲) جب حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت حبیبہ
 بنت خارجہ حمل سے تھیں اس وقت آپ نے وراثت کی تقسیم کے متعلق حضرت عائشہ کو بلا کر
 کھانچے بھائیوں اور بہنوں پر شریعت کے مطابق وراثت تقسیم کر دینا اور ان کے ساتھ اچھا
 سلوک کرنا حضرت عائشہ نے کہا اے اباجان یہ میری بہن اسماء ہے یہ دوسری کا ذکر کہاں سے آگیا
 اس وقت آپ نے کہا

ذو بطن ابنتہ خارجہ أراھا جاریة (موط الامام مالک ص ۳۱۴)

(ترجمہ) حضرت حبیبہ کا جو حمل ہے میرا گمان غالب یہ ہے کہ وہ لڑکی ہوگی
 حضرت ابو بکر صدیق کے الفاظ ﴿أراھا جاریة﴾ یہ بطور الہام کے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے
 دل میں یہ بات ڈال دی اور آپ نے اپنی بیٹی کو قبل از وقت اس کی نصیحت فرمادی چنانچہ آپ کے
 ہاں پھر بیٹی کی پیدائش ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا

جو لوگ اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر کو علم غیب تھا وہ غلط کہتے ہیں
 بیٹی کی پیدائش ہوگی یہ آپ کا علم غیب تھا یا آپ نے بطور الہام یہ بات کہی تھی؟ اس کی وضاحت
 خود حضرت ابو بکر نے فرمادی ہے تاکہ آپ کے بارے میں آئندہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے آپ
 نے خود فرمایا کہ یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی ہے کہ اس حمل سے لڑکی کی پیدائش ہوگی

وذو بطن ابنته خارجه قد ألقى في نفسي انها جارية فاحسنو:
اليها (المصنف عبدالرزاق ج ۹ ص ۱۰۱)

حضرت ہشام بن عروہ کی روایت میں (قد ألقى في روعي) (میرے جی میں یہ بات اُلٹی گئی)
کے الفاظ مردی ہیں (ایضاً حاشیہ) محدثین نے اسے اونچے درجے کی فراست اور ظن بھی کہا ہے
حافظ ابن حجر نے ظن کے الفاظ نقل کئے ہیں ما اظنها الا أنشی (الاصابہ ج ۳ ص ۱۶۹)
ان واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق حضور ﷺ کی امت میں ولایت سے
سب سے اعلیٰ ترین مقام پر کھڑے تھے اور روحانیت میں بہت اعلیٰ مقام پائے ہوئے تھے اور آپ
اونچے درجہ کے صاحب الہام بزرگ تھے اور خدا تعالیٰ ان کے دل پر بلا کسی نظر و فکر کے الہام فرما
اتا رہتا تھا اور وہ واقع کے مطابق نکلتی تھیں

☆..... حضرت ابو بکر کا حلم و تواضع

حضرت ابو بکر صدیق روحانیت میں اس قدر اونچا مقام رکھنے کے باوجود بہت متواضع و درجہ
تھے، آپ عامتہ المسلمین میں اس طرح مل کر بیٹھتے تھے کہ کوئی شخص تمیز نہ کر سکتا تھا۔ البتہ
مرتبہ کسی نے آپ پر کسی بات کی تہمت لگائی تو آپ نے فرمایا

”تم نے میرے بے شمار عیبوں میں سے صرف ایک ہی عیب بتایا ہے۔“

انامہ صمعی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص حضرت ابو بکر صدیق کی تعریف کرتا تو آپ فرماتے

اللهم أنت أعلم مني بنفسي وأنا أعلم بنفسي منهم اللهم اجعلني

خير مما يظنون واغفر لي ما لا يعلمون ولا تواخذني بما يقولون

(کنز العمال ج ۲ ص ۲۳۸)

اے اللہ آپ مجھ سے زیادہ مجھے جانتے ہیں اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں وہ بھی جانتا ہوں اے اللہ یہ لوگ میرے بارے میں جو گمان رکھتے ہیں اس سے اچھا مجھے بتادے اور میرے گناہوں کو معاف کر دے اور ان کی بے جا تعریف پر میری پکڑ نہ فرما۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کبر اور غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکا کر چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہ دیکھے گا حضرت ابو بکر نے سنا تو آپ گھبرا گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ حضور میرے مانباپ آپ پر قربان میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹکتا رہتا ہے اور مجھے اس کا خیال نہیں رہتا تاہم اب میں اس کا خیال رکھوں گا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

انک لست تصنع ذلک خیلاً

تم تو اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے نہیں لٹکاتے ہو (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱)

اس میں حضور ﷺ نے خود گواہی دی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق غرور و تکبر سے بہت دور ہیں اور جن باتوں کو خدا اور اس کا رسول ناپسند کرتے ہیں حضرت ابو بکر اس میں ملوث نہیں ہیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس پر لکھتے ہیں

نزع خیلاء از صدر صدیق و اس دلالت می کند بر موافقت قوت عاملہ او با قوت عاملہ پیغمبر و این تلو عصمت است (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۹۰)

حضرت ابو بکر صدیق کی فضیلت میں سے یہ بھی ہے کہ خود بینی یعنی فخر و غرور کو اپنے سینہ سے نکال دینا اور یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوت عاملہ کی موافقت پر پیغمبر کی قوت عاملہ کے ساتھ۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں

حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہیں یہ دیکھنا منظور ہو کہ مردہ زمین پر چل رہا ہے تو میرے ابو بکر صدیق کو دیکھو۔ اللہ اکبر آپ سناں میں حضرت صدیق اکبر کے متعلق کس قدر بلند عبدیت کی خوش خبری فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کس درجہ قوی استحضار حضرت صدیق اکبر کو نصیب تھا کہ جس نے آپ کو اپنی ہستی سے اس درجہ بے خبر کر دیا تھا یعنی جس طرح مردہ بدست زندہ کا حال ہوتا ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر کو تفویض اور تسلیم کا حال غالب ہو کر مقام بن گیا تھا (معرفت الہیہ ص ۴۱۷)

جب حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو ملک شام کا امیر بنا کر روانہ کیا تو گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے حضرت یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ آپ سوار ہو جائیے یا پھر میں نیچے اتر کر پیدل چلتا ہوں آپ نے فرمایا کہ

مَا أَنتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ خَطَاۤیَ هٰذِهِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
(مؤطا امام مالک ص ۲۹۷)

تم نیچے اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا میں توبہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اٹھا رہا ہوں

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو بہت بھلا برا کہا اور سخت زبان استعمال کی وہاں ابو بکرؓ تھے انہوں نے کہا کہ حضور اجازت ہو تو میں اس کا سر ابھی قلم کئے دیتا ہوں آپ نے اسے روک دیا اور فرمایا نہیں۔ یہ حق تو بس حضور ﷺ کے لئے ہے کہ اس ذات مقدس کے بارے میں لڑنے کو لئے والا اس لائق نہیں رہتا کہ اسے زندہ رہنے دیا جائے

فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ مَا هٰی لَاحِدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۸)
اس میں بتایا گیا کہ حضور ﷺ کے بارے میں (تیز) چلنے والی زبان اور لکھنے والے گستاخانہ

اسی نہیں رہتے کہ اسے زندہ رہنے کا حق دیا جائے یہ باتھم اور زبان اس اہل حق نہ کہ اسے زندہ رہنے کے لئے خاموش کر دیا جائے اس سے آپ کے اس عقیدے کا کمال اظہار ہوتا ہے اور یہی رسول ان کے ہاں کس سزا کا مستوجب ہے

حضرت ابو بکر صدیق کی عبادت کا منظر

حضرت ابو بکر صدیق کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے حضور کھڑے رہنے سے خاص شغف تھا ان الدغنه کے کہنے پر جب آپ مکہ مکرمہ واپس آگئے تو آپ نے وہاں ایک جگہ عبادت کے لئے مخصوص کر لی تھی اور آپ وہاں نماز پڑھتے آپ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رو پڑتے تھے (دیکھئے صحیح بخاری)

حضرت ابو بکر جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ان کی توجہ صرف خدا کی جانب ہوتی تھی آپ کا مارا و حیان نماز میں رہتا نماز میں آپ کی توجہ ادھر ادھر نہیں ہو کر تھی آپ اسے مقام نماز کے منافی جانتے تھے ایک مرتبہ حضور ﷺ کسی نزاع کا فیصلہ کرنے کے لئے قبیلہ بنی عمرو بن نوف کے ہاں گئے ہوئے تھے نماز کا وقت آگیا مؤذن نے حضرت ابو بکر سے نماز پڑھانے کی درخواست کی آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور شریک نماز ہو گئے لوگوں نے تالیوں (کہ اس وقت اس کا منع ہونا نہیں آیا تھا) کے ذریعہ آپ کو متوجہ کیا مگر چونکہ آپ کی توجہ صرف خدا کی طرف تھی اس لئے آپ اس آواز پر توجہ نہ دے سکے مگر جب مسلسل آوازیں آنے لگیں تو مڑ کر دیکھا تو پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں آپ نے ہلکا ہلکا حضور ﷺ نے آپ کو منع فرما دیا..... (سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی نماز کا یہ حال تھا کہ جیسے کوئی ستون ہے اور

حضرت ابو بکر کے نماز کی بھی یہی کیفیت تھی۔ حضرت امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ اور اعمال
کے نماز کی خشوع کی بناء پر تھا (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۶)
سالم بن عیسہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ انور ات بھر تمارے ساتھ
عبادت کر کے صبح کرو (تاریخ الخلفاء ص ۹۹) آپ کبھی فرماتے کہ دروازہ بند کر دو تاکہ بدو
تک عبادت کریں۔ حضرت ابو بکر قطع نظر اس سے کہ گرمی ہو یا سردی کے دن آپ اپنے
رکھارتے تھے (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۶)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا زہد و تقویٰ

حضرت ابو بکر صدیق کو ہمیشہ اس بات کا خیال رہتا کہ آپ کے پیٹ میں جو کچھ بھی جائے وہ بڑ
ضال ہو کوئی ایسا کھانا جس میں ذرا سا بھی آپ کو شبہ ہو تا آپ کبھی اسے ہاتھ نہ لگاتے خواہ
اگر کبھی غلطی سے یا بے خیالی میں اسے کھالیا لیا اور جو ٹہنی معنوم ہوتا آپ قے کر کے اپنے پیڑ
سے اسے جب تک نہ نکال دیتے آپ کو چیمین نہ آتا تھا آپ کے ہاں ایک غلام تھا جس سے آپ
نے یہ سٹے کر رکھا تھا کہ وہ دن کو محنت مزدوری کیا کرے گا اور اس مزدوری میں سے جو کچھ
گا اس سے وہ خود بھی کھالے گا اور آپ کو بھی کھلا دے گا ایک دن وہ حسب معمول کھانا لے کر آیا
آپ نے اس میں سے ایک لقمہ تناول فرمایا غلام نے عرض کیا کہ حضرت..... آپ بردات کو
سے پوچھتے ہیں کہ یہ کھانا تو کس طرح لایا ہے اور کہاں سے لایا ہے آج آپ نے نہیں پوچھا اور غم
پوچھتے اس میں سے کچھ تناول فرمایا؟ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ آج مجھ پر بھوک کا بہت غلبہ
اس لئے میں نے تجھ سے نہیں پوچھا۔ اچھا اب بتا کہاں سے لایا۔ غلام نے عرض کیا کہ ذرا
جاہلیت میں (یعنی قبل از اسلام) میرا بھائیوں سے ملنا جلنا رہتا تھا ان کا ایک آدمی ہمارا قریبی

اتنا پر رقیہ ٹوندہ وغیرہ کیا یعنی ان کے پسماری پر مشرکانہ منتر پڑھ لیا ان لوگوں نے اس پر مجھے پتہ
 رقم وغیرہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ بات آئی گئی ہو گئی آج جب میں ان کے پاس سے گذرا تو ان کے
 ہاں شادی تھی ان لوگوں نے وعدہ کے مطابق مجھے وہ نذرانہ دیا جس سے میں کھانا لے کر آیا۔
 آپ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ بھلے آدمی تو نے تو میری ہلاکت کا سامان تیار ہی کر لیا تھا۔ پھر آپ
 نے اپنے حلق میں انگلی ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے اٹکائی تو آئی مگر الٹی نہ ہوئی
 لوگوں نے جب یہ حال دیکھا تو آپ سے کہا کہ پانی پئے بغیر آپ کو قے نہیں آئے گی آپ نے
 پانی کا بڑا پیالہ منگوایا اور خوب پانی پیا پھر آپ نے قے کر لی اور جو کچھ آپ کے پیٹ میں تھا سب
 خارج کر دیا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے یہ ساری تکلیف آپ نے محض ایک لقمہ کی
 وجہ سے اٹھائی آپ نے ارشاد فرمایا

اگر یہ لقمہ نہ نکلتا اور اس کے نکالنے میں میری جان بھی نکل جاتی تو بھی میں اس کی
 پروا نہ کرتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ سنا ہے ہر وہ
 جسم جو حرام کھانے سے بنا ہے وہ دوزخ کا زیادہ حقدار ہے پس مجھے اس کا خوف ہوا کہ
 کیس اس لقمہ کی وجہ سے میرے جسم کا کوئی حصہ (یعنی گوشت) نہ بن جائے اسلئے
 اسے نکال دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۵)

آپ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا اور آپ کو پتہ نہ تھا کہ یہ دودھ صدقہ کا ہے جب آپ کو بتایا
 گیا تو آپ نے اسی وقت الٹی کر کے اسے باہر نکال دیا (موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۲۳)
 ایک مرتبہ حضرت ابو بکر حضور ﷺ اور دوسرے صحابہ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے درمیان میں
 ایک جگہ پڑا وہو لوگ مختلف جگہ ٹھہر گئے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت ابو سعید الخدری وغیرہ
 ایک اعرابی کے ہاں ٹھہرے ان کے ساتھ ایک اور اعرابی تھا میزبان کی اہلیہ حاملہ تھی اس اعرابی
 نے میزبان کی بیوی سے شرط کر لی کہ اگر وہ ان سب کو بکری کا گوشت کھلائے گی تو اس کے لڑکا

پیدا ہو گا عورت نے یہ شرط منظور کر لی جس پر اعرابی نے کچھ مسجع قسم کے جھٹکے پڑھ لئے ضرور
ابو بکر کو اس کی خبر نہ تھی کھانے کے بعد جب بات واضح ہوئی کہ یہ سارا قصہ ہوا ہے تو آپ
برداشت نہ ہو سکا فوراً قے کر دی اور سب کھانا باہر نکال پھینکا (مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۷)
حضرت ابو بکر صدیق نہ صرف یہ کہ قے کر دیتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ
اے اللہ اس کھانے کا اثر جو میری رگوں اور آنتوں میں سرایت کر گیا ہے اس پر
مؤاخذہ نہ فرمائیے (اقوال سلف ج ۱ ص ۷۰)

حضرت ابو بکر صدیق کے زہد و تقویٰ کا رنگ آپ کے چہرے میں بھی نظر آتا تھا اور وہ بھی ہر لمحہ
سے اجتناب کرتے تھے جس کو وہ تقویٰ کے خلاف جانتے تھے ایک مرتبہ حضرت اسماعیلؑ کا
تعلیلہ بنت عبدالعزیٰ جس نے اسلام قبول نہ کیا تھا اور حضرت ابو بکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں ان
کو خلاق دے دی تھی) اپنی بیٹی کے لئے کچھ چیزیں لے کر آئیں چونکہ وہ مسلمان نہ تھیں
لئے بیٹی نے ان کا ہدیہ لینے کو پسند نہ کیا اور لینے سے انکار کر دیا اور حضرت عائشہؓ نے ان
حضور ﷺ سے مسئلہ معلوم کر لیا تو آپ نے اس ہدیہ کو قبول کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی

فأبیت أن تقبل هديتها أو تدخلها إلى بيتها وارسفت إلى عائشة
سلى رسول الله ﷺ فقال لتدخلها ولتقبل هديتها قال وانزل إن
تبارك وتعالى لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين (طه) ۱۹۸
(کبریٰ ج ۸ ص ۱۹۸)

رافع بن الی رافع کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکرؓ کا رفیق رہا ہوں مجھے پتہ ہے کہ ان کے ہاں کیا
فدائی پڑا تھا جس کے سروں کو کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا جب سوار ہوتے تو میں اور وہ اسی کو زانو
کرتے تھے اور میں اور وہ دونوں اسی کو پہنتے رہتے تھے جب اترتے تھے (کتاب الزہد ص ۱۶۲)
یہ وہ کپڑا تھا جس سے قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ

کے بعد ہم ذوالحلال (پہرے میں لگے کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے رواہ ابن ابی شیبہ (ازالہ ج ۳ ص ۸۳)

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کا خوف خدا اور خشیت

حضرت ابو بکر صدیق کا خوف خدا اور خشیت الہی کس درجے کا تھا اسے دیکھئے امام مطرف بن عبد اللہ (۲۶۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق فرماتے تھے کہ

اگر آسمان سے کوئی ندا کرنے والا ندا کرے کہ جنت میں صرف ایک شخص داخل ہوگا تو میں یہی امید رکھوں گا کہ وہ واحد شخص میں ہی ہوں گا اور اگر آسمان کا ندا کرنے والا یہ ندا کرے کہ صرف ایک شخص جہنم میں داخل ہوگا تو مجھے یہی ڈر دامن گیر رہے گا کہ کہیں میں ہی تو وہ شخص نہ ہوں

امام مطرف فرماتے ہیں کہ

اللہ کی قسم یہی عظیم ترین خوف اور عظیم ترین رجاء ہے (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۴)
آپ نے ایک مرتبہ ایک پرندہ کو دیکھا جو درخت پر بیٹھا ہوا تھا آپ نے کہا ہے پرند تیرے
نرے ہیں تو پھل کھا لیتا ہے اور درخت پر بسیرا کر لیتا ہے کاش کہ میں کوئی پھل ہوتا جس کو کوئی
پرند کھا لیتا (کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۳۷)

ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

میں سڑک کے کنارے درخت کا کوئی پتہ یا سبزہ ہوتا کہ وہاں سے گزرنے والا کوئی جانور مجھے
کھا لیتا اور میں پیدا ہی نہ کیا گیا ہوتا (کتاب الزہد ص ۶۷۱ امام احمد) ان کا یہ کہنا عذاب الہی اور
یوم حساب کے ڈر کی وجہ سے تھا (کتاب اللمع فی التصوف ص ۱۹۷)

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

کاش کہ میں مؤمن بندہ کے بدن کا کوئی بال ہوتا (ایضاً ص ۱۶۲۔ صفحہ ۱۳۱ ص ۱۳۱)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق کا حضرت ابو بکر صدیق کے پاس جانا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ
حضرت ابو بکر صدیق اپنی زبان کو اپنے ہاتھ سے کھینچ رہے ہیں حضرت عمر نے یہ منظر دیکھ کر کہا
کہ بس کریں بس کریں اللہ آپ کو بخشے آپ نے فرمایا کہ ان هذا اور دنی الموارد (مؤملات ص ۶۹۹۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۶۸)

حضرت امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ

کسی بزرگ کو خواب میں حضرت ابو بکر صدیق کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے پوچھا
کہ آپ اکثر اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہی ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقام
میں پہنچایا تو بتائیے اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا لا اله الا
اللہ تو اس نے جنت میں داخل کر دیا (احیاء العلوم ازالہ ج ۳ ص ۸۲)

یعنی زبان اگر نیکی کے لئے کھلے تو یہ سعادت ہے اور برائی کے لئے کھلے تو پھر یہ شقاوت ہے
شقاوت ہے حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں

حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا گیا کہ آپ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ان هذا
أوردنی الموارد کہ اس نے مجھ کو مصیبت میں ڈالا ہے (مضار المصیہ ص ۸) اور یہ
وہ ابو بکر ہیں جنکی نسبت دنیا ہی میں یہ بشارت ہے ﴿ابو بکر فی الجنة﴾ (دیکھو) ان
کو صرف جنت ہی میں جانا مقصود نہ تھا بلکہ اپنے مالک کو راضی کرنا بھی مقصود تھا دیکھو اگر
کوئی آقا اپنے غلام کی دعوت کر دے تو وہ غلام اگر وفادار ہے تو اس کو کھانا کھانے سے
زیادہ اس کا اہتمام ہو گا کہ آقا خوش ہو اور اگر ذرا بھی اس کو احتمال اس کا ہے کہ آقا مجھ سے
ناراض ہے تو وہ سارا کھانا اسکے واسطے زہر ہو جائے گا (وعظ۔ الخضر ص ۱۰)

اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں اسی کو بھیجیں گے جس سے راضی ہوئے پھر کیا وجہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس قدر فکر تھی؟

جواب یہ ہے کہ..... بیشک آپ جانتے تھے لیکن بسبب خوف الہی کے ان کو یہ احتمال ہوتا تھا کہ خدا جانے اس وقت بھی وہ رضاء حاصل ہے یا نہیں ابو بکرؓ ایسا دل کہاں سے لاتے کہ اس وقت کی رضا پر کفایت کر کے بے فکر ہو جاتے ہمارا دل تو پتھر کا ہو گیا ہم کو تو فکر نہیں۔ اب اس حدیث پر جو شبہ تھا وہ رفع ہو گیا۔

دیکھو اگر کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اگر محبوب کی ذرا بھی ناک چڑھتی ہے تو محبت کی جان نکل جاتی ہے اور اس کی پوری سعی یہ ہوتی ہے کہ محبوب مجھ سے ایک منٹ کو بھی ناراض نہ ہو جائے جب محبوب مجازی کے محبین کی یہ کیفیت ہے تو محبوب حقیقی کے محبین کی توجو حالت ہو کم ہے لیکن ہم کو تو محبوب حقیقی کے بدون قرار آگیا ہے اسلئے کہ یہ امر ہماری سمجھ میں نہیں آتا (امثال عبرت ص ۱۲۴)

حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے پانی مانگا تو آپ کے لئے شہد اور پانی کا پیالہ لایا گیا جب آپ اسے اپنے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار اتار دئے کہ چکی بندھ گئی اور آپ کے پاس بیٹھنے والے بھی رو پڑے تھوڑی دیر بعد آپ تو خاموش ہو گئے مگر پاس بیٹھنے والے روتے رہے۔ پھر آپ وہ پیالہ منہ کے قریب لے گئے تو اس بار بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پاس بیٹھنے والوں نے محسوس کیا کہ اب ہم شاید آپ سے رونے کا سبب معلوم نہ کر پائیں گے اور آپ اسی حال میں انتقال کر جائیں گے تاہم کچھ دیر بعد آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کچھ

افانہ ہوا تو لوگوں نے آپ سے رونے کا سبب دریافت کیا آپ نے کہا میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو خود بخود ہٹانے لگے پھر ارشاد فرمایا دور ہو جا مجھ سے دور ہو جا حالانکہ آپ کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آرہی تھی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کسی چیز کو دور کر رہے ہیں حالانکہ اس وقت یہاں کوئی چیز نظر نہیں آرہی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

هذه الدنيا تمثلت لي بما فيها فقلت لها اليك عني اليك عني فتنحت
یہ دنیا اپنی مثالی صورت میں اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ میرے پاس آئی
تھی میں نے کہا دور ہو جا مجھ سے دور ہو جا مجھ سے وہ میری دستکار دینے کی وجہ
سے مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

مگر ساتھ ہی یہ کہہ گئی

اما والله لئن انفلت عني لا ينفلت مني من بعدك
آپ سن لیں کہ اگر آپ مجھ سے بچ گئے تو کیا ہے آپ کے بعد آنے والے میری
طرف التفات کئے بغیر نہ رہیں گے

حضرت ابو بکر نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو یہ بات سنا کر فرمایا کہ مجھے خوف ہو رہا ہے
کہ دنیا نے جو بات اللہ کے نبی سے کہی تھی کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اب وہ مجھے چھٹ
گئی ہے چنانچہ اسی فکر و خوف نے مجھے رلا دیا ہے فذلك الذي ابكاني (طبہ
الاولیاء ج ۱ ص ۶۴)

حضرت امام حافظ ابو نعیم (۴۳۰ھ) اس پر لکھتے ہیں

كان رضى الله عنه من احواله العزوف عن العاجلة والأزرف بن

الآجلة وقد قيل ان التصوف تطليق الدنيا بتاتا والاعراض عن
منالها ثباتا (ایضاً ص ۶۴)

حضرت ابو بکر دنیا کی رنگینوں سے بہت دور اور آخرت کی یاد میں مناسک رہنے والے
تھے اسی لئے کہا گیا ہے کہ تصوف در حقیقت دنیا سے کنارہ کشی اور اس سے باز
وساکن سے بے التفاتی کو کہتے ہیں۔

بہن طرح آپ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات کی روشنی میں دنیا اور دنیاوی
خواہشات سے چھایا ہوا تھا آپ کی کوشش تھی کہ دوسرے لوگوں کو بھی دنیا کے تلاء میں جانے
سے چائیں اور انہیں کسی ایسی چیز میں مبتلا نہ کریں جس سے ان کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے
تبارے میں آپ کو سب سے زیادہ فکر حضور کے صحابہ کرام بالخصوص اجنہ صحابہ کے بارے میں
رہتی تھی۔

بک مرثیہ کسی نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کہ آپ کو اہل بدر کی فضیلت معلوم ہی ہے تو
آپ ان حضرات کو کوئی منصب یا عہدہ کیوں نہیں دے دیتے آپ نے اس کے جواب میں فرمایا
انی أرى مكانهم ولكنى أكره ان ادنسهم بالدنيا (حدیث الاولیاء ج ۱ ص ۷۲)
مجھے اہل بدر کے مقام اور ان کے رتبہ کا اچھی طرح علم ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ
ان کو دنیا کی گندگی میں اور اس کی خرابیوں میں اتار دوں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ
میں کسی بدری صحابی کو عامل نہ بناؤں گا اور ان کو موقع دوں گا کہ اپنے بہترین اعمال
کے ساتھ خدا سے ملاقات کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اور صلحاء کے ذریعہ سے
امتوں کی مصیبت اور عذاب کو اس سے زیادہ دفع کرتا ہے جتنی ان سے بدو حاصل
ہو سکتی ہے..... (طبری ج ۲ ص ۱۳۹)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رقت قلبی

اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے خوف اور فکر آخرت میں مؤمن کی آنکھ سے آنسو کا قطرہ نکل پڑے اور اس کا دل کانپ جائے یہ مؤمن کے لئے بڑی نعمت ہے اور ایسی آنکھ کے لئے دوزخ سے چھڑک دیا گئی ہے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ بہت نرم دل تھے اور خوف خدا اور فکر آخرت سے ان کے آنسو نکل پڑتے تھے قرآن کریم کی تلاوت کے وقت تو آپ اکثر رو پڑتے تھے (صحیح بخاری ص ۵۵۲) اس سے کفار کی عورتیں اور بچے تک متاثر ہو جاتے تھے (ایضاح ص ۶۸) ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ حضرت جبریل آئے ہیں جو تمہیں اللہ کا سلام پہنچا رہے ہیں آپ نے یہ سنا تو رو دئے اور کہا کہ میں تو اپنے رب سے راضی ہوں خوش ہوں (کنز العمال)

حضور ﷺ نے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نماز کی ایامت کے لئے فرمایا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضور..... جب ابو بکر آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہوں گے تو وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ پائیں گے رو پڑیں گے اور لوگوں کو قرات کی آواز بھی سنائی نہ دے گی (صحیح بخاری) حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد جب آپ کا ذکر کرتے تو آپ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتے تھے ایک مرتبہ آپ حضرت عمر فاروقؓ کو لے کر حضرت ام ایمن کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ حضور ﷺ اکثر آپ کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ جب یہ دونوں وہاں پہنچے تو وہ ان کو دیکھ کر رونے لگیں انہوں نے ان کو تسلی دی تو ام ایمن نے کہا کہ میں اس لئے رو رہی ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو یہ بھی بے اختیار رو پڑے۔ (تاریخ ابن کثیر) جب سورہ زلزال نازل ہوئی اور حضرت ابو بکرؓ نے سنا تو رو پڑے حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو عرض کی مجھے اس سورت نے یاد دیا ہے تب کہنی هذه السورة (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۴۰) آپ ابھی پڑھ آئے ہیں

بیک مرتبہ آپ کے سامنے کھانے پینے کے لئے پلم اچھا بیٹھ کر بیٹھ کر سامنے بیٹھ کر
کے قریب ہی لے گئے تھے کہ آپ پر رقت طاری ہو گئی اور ان کو اس رقت سے بھرا ہوا
مہک گئی تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت خلق کا ایک منظر

یہاں حضرت ابو بکر صدیق کے دل میں خدا کے بندوں کی خدمت کا جذبہ بر وقت و مکان
آپ کس کو تکلیف میں نہ دیکھ سکتے تھے دکھی لوگوں اور مجبوروں و معذوروں کی خدمت میں آپ
وہبت خوشی ہوتی تھی گویا آپ ”خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ“ پر پورا یقین رکھتے ہوں
خدمت خلق کو ایمان کا ضروری جز سمجھتے تھے اور خود اس کا جیتا جاگتا ثبوت تھے۔ آپ مسکینوں
بکریاں روہ دیتے۔ معذور اور یتیم لوگوں کے ضروری کام کاج کر دیا کرتے تھے اور آپ یہاں
خوش محسوس فرماتے تھے۔

جب آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک پڑوس کی لڑکی (جسکی بیویوں کا وہ
آپ روہ دیتے تھے) نے کہا کہ اب تو حضرت ابو بکر خلیفہ ہو گئے ہیں۔ اب وہ ہماری خدمت
کیوں کریں گے؟ آپ نے جب یہ سنا تو لڑکی سے کہا کہ ابو بکر اب بھی تمہاری خدمت سے نہ
طرح کر دیا کرے گا۔ (صفوة الصفوة ج ۱ ص ۱۳۴۔ ریاض ج ۱ ص ۲۰۲)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ضعیفہ مجبور عورت کی خدمت کرنی چاہی اور میں اس
مینہ کے قریب اس کے مکان پر جاتا تھا لیکن جب بھی اس کے مکان پر پہنچتا تو معصوم ہوتا کہ
میرے پہنچنے کے قبل ہی کوئی دوسرا شخص اس کا کام کر کے چلا جاتا تھا۔ ایک روز آپ نے ہمیں
کر دیکھا کہ کون وہ شخص ہے جو مجھ سے پہلے ہی سارے کام کر جاتا ہے؟ جب آپ نے اس شخص کو

دیکھا تو وہ بزرگ ابو بکر صدیق تھے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ قسم ہے روز آپ ہی اس نکل کے کام میں آگے بڑھ جاتے ہیں (کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۲)

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر نے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت فرمایا کہ کوئی کام ایسا تو نہیں جو حضرت ﷺ کرتے ہوں اور میں نہ کرتا ہوں؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ حضور ہر آٹھویں دن مینہا بنا کر اس طرف (ایک جانب اشارہ کیا کہ وہاں اٹھایا کرتے تھے۔ آپ نے کہا کہ اچھا بیٹھی چیز تیار کر دو میں بھی جایا کروں گا۔ غرض اس طرف تشریف لے گئے تو ایک عار میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی ضعیف، آنکھوں سے معذور اور کورم شخص ہے جس نے آپ کے پاؤں کی بہت سکر فوراً منہ کھول دیا یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر کا مال اور بچہ یقین کو پہنچا اور انگلی سے تھوڑا سا حلوا نکال کر اس کے منہ پر رکھ دیا حلوا پاتے ہی وہ ایک مرتبہ زور سے پاؤں تک کانپ گیا اور کراخت آواز میں بولا: ”کیا محمدؐ وفات پا گئے؟“ آپ نے سکوت کے بعد فرمایا کہ ہاں! اس شفیق نبیؐ نے وفات پائی۔ اس کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ میرا نام ابو بکر ہے اور مسلمانوں نے مجھ کو اپنا امام اور رسول ﷺ کا خلیفہ بنایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے بیٹھی چیز لاتے تھے، اور میں نے اسی عمل کو اپنانے ہوئے یہ عمل کیا ہے۔ لیکن اب تحیر میں ہوں کہ کہیں میرا خیال غلط تو نہ تھا۔ اس نے کہا کہ تمہارا خیال درست ہے لیکن واقعیت نہ ہونے کی بناء پر کھلانے میں غلطی ہوئی اور وہ طریقہ تم نے نہیں برتا۔ اے محمدؐ کے جانشین! میں جب منہ کھولتا تھا تو تمہارا نبیؐ اس بیٹھی چیز کو اپنی زبان پر رکھ کر میرے منہ میں اتار دیتے تھے اور جسم سے جسم نہیں ملتا تھا۔ تم نے جو انگلی سے چٹایا اور انگلی لگ جانے کی وجہ سے جو اذیت ہوئی تو میں سمجھ گیا کہ محمدؐ کو اللہ نے دنیا سے اٹھالیا۔ میں مسلمانوں میں سے نہیں ہوں اور نہ مجھ کو محمدؐ کی نبوت پر کچھ ایسا یقین تھا۔ لیکن آج یہ دیکھ کر کہ ان کے جانشین اور اصحاب کس استقلال اور خلوص کے ساتھ اپنے رسولؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ٹہرتے

مہذبہ کی اشاعت میں للہیت کے ساتھ سرگرم ہیں تو ان سے ان کی نبوت پر پورا یقین آیا۔ اس کے ساتھ اچھے ہوں، وہ ضرور اچھا ہے۔ وہ ضرور پیغمبر تھا۔ یہ کہہ کر اس نے ابوالہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ (وعظ سعید بن مسعودؓ)

پڑھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کس طرح اپنے ساتھیوں کی خدمت بجالاتے تھے اسے دیکھتے حکیم الامام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ چند صحابہ کو لے کر سفر پر چلے حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے فرمایا کہ بھائی کسی کو امیر مقرر کر لو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ سے زیادہ افضل ہم میں کون ہے کہ جسے امیر بنائیں آپ افضل الصحابہ ہیں فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کوئی اور بن جائے عرض کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے آخر کار سب نے مل کر حضرت ابو بکرؓ کو ہی امیر بنادیا حضرت نے فرمایا کہ جب میں امیر بن گیا تو اطاعت کرو گے عرض کیا کہ لازمی طور پر کریں گے عہد و پیمان لیا کہ منحرف تو نہیں ہو گے عرض کیا کہ قطعاً نہیں جب منزل پر پہنچے تو سب کے بستر کھول کر بچھانے شروع کئے لوگوں نے کہا کہ حضرت ہم بچھائیں گے فرمایا کہ امیر کے کام میں دخل مت دو امیر کی اطاعت واجب ہے کسی کو بستر نہیں بچھانے دیا خود ہی سب کے بستر بچھائے۔ غرض کبھی جگہ صاف کر رہے ہیں کبھی کپڑے بچھا رہے ہیں جہاں کوئی آیا کہ حضرت یہ کام میں کروں گا فرماتے کہ میں امیر ہوں اور امیر واجب الاطاعت ہوتا ہے کھانا پکانے کا وقت آتا تو آپ جنگل سے لکڑیاں لارہے ہیں کبھی بازار سے سودا خریدنے جارہے ہیں لوگوں کے عرض کرنے پر فرماتے کہ امیر کے کام میں دخل مت دو لوگ عاجز آگئے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہو گئے کہ ہمارے امام مقتداء بڑے ہیں اور ساری خدمات انجام دے رہے ہیں ہمارے جوتے بھی سیدھے کر رہے ہیں بستر بھی بچھا رہے ہیں کھانا بھی پکا رہے ہیں اور کوئی بول بھی نہیں سکتا۔

(خطبات طیب ص ۲۰۶)

۱۴..... حضرت ابو بکر صدیق کی جرأت و شجاعت

کسی نازک موقع پر استقامت و استقلال کا پہاڑ بن کر کھڑا ہونا ہی سب سے بڑی بہادری ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک اور بعد میں پیدا ہونے والی حالت میں آپ کی استقامت نے اس بات کی پوری تصدیق کر دی کہ آپ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ جرأت مند اور بہادر تھے اور صحابہ کرام بالخصوص حضرت علی مرتضیٰ نے بھی اس حقیقت کا کھٹکے بندھا اعتراف کیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ غزوہ بدر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس زمانہ حضرت ابو بکرؓ تلوار اٹکالے حضور ﷺ کا سپرد دے رہے تھے جو کوئی آپ کی جانب بڑھتا حضرت ابو بکرؓ اس پر پل پڑتے اس پر حضرت علیؓ بے ساختہ کہہ پڑے ﴿أَشْجَعُ النَّاسِ أَبُو بَكْرٍ﴾ کہ ابو بکرؓ سب سے زیادہ بہادر شخص ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۷۷ امام السیوطی۔ ریاض ج ۱ ص ۱۲۸) حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی فرماتے ہیں

سیدنا صدیق اکبرؓ باوجود کامل صاحب تفویض ہونے کے سلطنت کا انتظام کرتے تھے اور ایسا انتظام کیا جسکی نظیر نہیں مل سکتی یہ حکمین کامل کا نتیجہ تھا اسی حکمین و ثبات فی المواطن و اوائے حقوق جمیع المقامات کی بناء پر حضرات صحابہ فرماتے ہیں

کان ابو بکر اشجع بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ بہادر تھے اور یہ منافق تفویض اسلئے نہیں کہ یہ سب منجانب اللہ مامور بہ یا ماذون فیہ ہیں تو اعتناء لایا مران کو اختیار کرنا عین تفویض ہے (التعریف بالتصرف ص ۲۶)

۱۵..... ایک شبہ کا ازالہ

سیدنا صدیق اکبرؓ کے اشجع ہونے کے متعلق ایک اشکال اور اسکا جواب تیسرا لفظ مذکور

ہے دیتا ہوں وہ اشکال یہ ہے کہ باوی النظر میں واقعات جنگ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ شجاعت میں زیادہ ہیں۔

(الجواب) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے اسکا جواب دیا ہے اور عمدہ جواب ہے اور وہ یہ ہے کہ شجاعت دو ہیں ایک شجاعت امراء کی اور دوسری شجاعت فقیان (جوانوں) کی اور اول مصعب (یعنی مشکل) ہے دوسری سے۔ کیونکہ پہلی کا تعلق صرف اپنی ذات سے ہے کہ جان سے ہاتھ دھولیا اور دوسری کا تعلق جمہور سے ہے کہ وہاں جان سے ہاتھ دھونے سے کام نہیں چلتا سو حضرت صدیق اکبر کی شجاعت شجاعت امراء کی تھی اور حضرت علیؑ کی شجاعت فقیان کی تھی۔ سپاہی کی شجاعت تو یہ ہے کہ میدان میں دشمن کے مقابل قوی القلب رہے اور امراء و سلاطین کی شجاعت یہ ہے کہ سخت خطرات و حوادث میں مستقل مزاج رہیں پریشان و از جا رفته نہ ہوں ہر حادثہ کی مناسب تدبیریں کریں اور واقعات شجاعت جو زیادہ ہیں وہ میدان حرب کے متعلق ہیں اور حضرت صدیق اکبر کے واقعات شجاعت میدان حرب کے متعلق زیادہ نہیں بلکہ انتظام و خطرات حوادث کے متعلق ہیں اور ان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ واقعی صدیق کے برابر قوی القلب صحابہ میں کوئی بھی نہ تھا۔

☆..... حضرت ابو بکر صدیق کی شجاعت کی ایک جھلک

صدیق اکبر کی شجاعت اور قوت قلب یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ مستقل مزاج رہے خود بھی سنبھلے اور تمام صحابہ کرام کو بھی سنبھالا۔ پھر اسکے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشتر ہوئی اور تمام اطراف سے

سُورِش برپا ہوئی مسلمان نرغہ میں آگئے قبائل عرب مرتد ہونے لگے مخالف ملحقہ ہوں
نے پیش قدمی کا ارادہ کیا اس وقت تمام صحابہ گھبرا گئے مگر حضرت صدیق اکبر کے کمر
کو تزلزل نہیں ہوا چنانچہ خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ حضرت اسامہؓ
شکر کو شام کی طرف روانہ کیا حالانکہ اس نرغہ کی حالت میں اظہار اس کی ضرورت تھی
کہ مدینہ میں لشکر رکھا جاتا کیونکہ ایسی حالت میں پائے تخت کو لشکر سے خالی کرنا ناہنجہ
سے خالی نہیں ہوتا مگر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ

جیش اسامہ کے بھیجنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود انتظام فرما چکے تھے آپ روانگی کا حکم
دے چکے تھے اور اسامہ کیلئے جھنڈا خود باندھ چکے تھے تو جس جھنڈے کو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے باندھا ہو میں اسکو نہیں کھول سکتا چاہے مدینے والے زندہ رہیں یا فوج
ہو جائیں یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا۔ چنانچہ یہ لشکر روانہ ہوا اور خدا تعالیٰ نے انکی
روانگی سے دشمنوں کے قلب پر رعب طاری کر دیا وہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں میں انکا
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات سے کچھ ضعف نہیں آیا بلکہ وہ بدستور اسی قوت
کے ساتھ دشمنوں کی سرکوبی کو موجود ہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے
اور وہی نظام قائم ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھا اس کے بعد
حضرت صدیق اکبر نے مرتدین کی سرکوبی کی طرف توجہ کی اور ایک لشکر اس کام کیلئے
روانہ کیا اس معاملے میں حضرت عمرؓ بھی گھبرا گئے تھے مگر حضرت صدیق نہیں گھبرائے
اور نہایت استقلال سے ایک سال میں تمام اہل عرب کو اسلام پر پختہ کر دیا جو ضعیف
الاسلام لوگ مرتد ہو گئے تھے ان کو تہ تیغ کیا یا انہوں نے توبہ کر کے اسلام کی طرف
رجوع کیا یہاں تک کہ جزیرہ عرب تمام فتنوں سے پاک ہو گیا اور دوسرے سال
حضرت صدیق اکبر نے مخالف سلطنتوں کی طرف نہایت اطمینان سے از خود پیش قدمی

کی کسی مخالف کو اپنی طرف پیش قدمی کرنے یا بدھنے کا موقع نہیں دیا۔ یہ جواب اس اشکال کا (وعظ - التعرف ص ۲۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ شریعت کے قوانین میں حقائق اور مصالح واقعہ مری ہوتے ہیں اور باقی جتنے قوانین ہیں وہ سب اغراض کے تابع ہیں شریعت کے قوانین اہل ہیں اور اگر انکا نفع جب معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر عمل کیا جائے چنانچہ حضورؐ نے عالم ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو عین اہم امور درپیش تھے ایک تو مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کے متعلق اختلاف رائے تھا دوسری مرتدین کے خلاف لشکر بھیجا جو مسئلہ کذاب سے جا ملے تھے تیسرے جیش اسامہ کی روانگی کا مسئلہ درپیش تھا جسکے جھنڈے کو خود حضورؐ سرور عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا مگر قبل روانگی حضورؐ مرض وفات میں علیل ہو گئے اور وہ لشکر بھی اس پریشانی میں روانہ نہ ہو سکا.....

مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے جواز میں صحابہؓ کو کلام تھا لیکن صرف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی یہ قطعی رائے تھی کہ انکے خلاف جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ وہ تادیل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے..... مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کی کاروائی بھی شروع کر دی مرتدین کے ساتھ مقابلہ میں بھی لشکر کشی کر دی اور جیش اسامہ کو بھی روانہ کر دیا اس سے تمام کفار پر رعب طاری ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس کوئی اندرونی کوئی بڑی زبردست قوت ہے کہ تین تین جگہ لڑائی چھیڑ رکھی ہے۔

دیکھئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شریعت مقدسہ پر بلا لحاظ دیگر مصالح کے عمل فرمایا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار مرعوب و مغلوب ہو گئے جسکا پہلے سے کسی کو علم بھی نہ تھا مسلمانوں کی دھاک تمام بلاد و امصار میں بیٹھ گئی غرض اکثر شریعت مقدسہ کے مصالح اس پر عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتے ہیں (افاضات ج ۹

ص ۱۵۲)

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حضرت عمر فاروقؓ پر فضیلت کا ایک سبب حضرت صدیق اکبرؓ کی قلبی قوت بھی ہے۔

حضرت عمرؓ پر جو فضیلت حضرت صدیق اکبرؓ کو ہے اس فضیلت کے اسباب میں سے ایک سبب قوت بھی ہے چنانچہ وہ قوت اس طرح ظاہر ہوئی کہ باوجود اسکے کہ حضرت عمرؓ فاروقؓ کی شان قوت دینیہ کی ظاہر ہے مگر جس وقت انہیں زکوٰۃ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور نصوص و وجوب زکوٰۃ میں تاویل کی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے جہاد کی تیاری کی..... یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ کی رائے بدل گئی یہاں پر حضرت صدیق اکبرؓ کی قوت قلبی کا اندازہ ہو سکتا ہے مصالح کی بھی پرواہ نہیں کی اور زکوٰۃ وصول کی سب ڈھیلے پڑ گئے اور اس ہمت سے تمام عرب پر حضرت صدیق اکبرؓ کا رعب اور ہمت چھائی (

افاضات ج ۱ ص ۱۶۶)

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قوت قلب اور شرح صدر کی دولت نیز آپ کی بے مثال استقامت و شجاعت اور ہمت و عزیمت کا تقاضا تھا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بعد اس امت کا باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں اور انتہائی نازک وقت میں اس امت کو سہارا دیں اور اپنے وزیر مہرک سے خلافت اسلامیہ کی ایک ایسی بنیاد ڈالیں کہ آپ کے بعد آنے والے خلفاء انہی بنیادوں

سلام کی عورت تعمیر کریں صحابہ کرام اس حقیقت سے غلامی طرح وقف تھے۔ ان کی زندگی کے اس نصابت ہی اور نازک موڑ پر جس آپنی شخصیت کی ضرورت ہے وہ وقت صدیق کی ذات گرامی ہے چنانچہ سب نے بالائے اتفاق آپ کے ہاتھ پر اپنے انمول رنہ۔

خلافت صدیقی خلافت فاروقی سے افضل ہے

میں میں کوئی شک نہیں کہ اصل چیز بنیاد کا مستحکم کرنا ہوتا ہے قانون سازی ہوتی ہے یہی وقت صواب مسئلہ ہوتا ہے جب یہ مسئلہ حل ہو جائے تو اگلے مراحل آسان ہو جاتے ہیں اور اس پر پھر یہ وقت نہیں کرنی پڑتی حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت کی ایک قلیل سی مدت (جو تقریباً دو ڈھائی سال ہوتی ہے) میں اس عظیم الشان اور مہتمم بالشان مہم کو نہایت کامیابی سے بنیاد کیا

یہ صحیح ہے کہ حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں اسلام کا جھنڈا دور دور تک لہرایا اور کئی اسلامی مملکت کے زیر ہوتے چلے گئے مگر اہل نظر بتاتے ہیں کہ اس کا سبب حضرت صدیق اکبرؓ کی رکھی وہ بنیاد تھی جس نے فتوحات کا باب کھولا اگر حضرت صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں یہ بنیاد مستحکم نہ ہو پاتی تو حضرت عمرؓ کے دور کا جو نقشہ تاریخ میں ملتا ہے وہ اس شان کا نہ ہوتا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کا پہلے ہونا درحقیقت خدا کی ایک بہت بڑی رحمت ہے اور انکی سب خلافتوں سے بہتر اور افضل ہے۔ نیز خود حضرت عمر فاروقی اس کا براہ اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کی وجہ سے بہت سے مشکل مسائل آسان ہو گئے تھے آپ فرماتے ہیں اس معاملہ میں میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے سے زیادہ پختہ ارادہ والا اور امر کا نافذ کرنے والا پایا اور لوگوں کو صدیق اکبرؓ نے کام کرنے کے ایسے بہترین طریقے

بتائے کہ بہت سے لوگوں کے دشوار کام جب میں ان کا خلیفہ ہوا مجھ پر آسان ہو گئے
(کنز العمال ج ۳ ص ۳۰۰ ماخوذ از حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص ۶۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ارشاد فرماتے ہیں

خلافت صدیقیہ خلافت عمریہ سے افضل ہے مگر ظاہر بن لوگ خلافت عمریہ کو بہت
فتوحات کے خلافت صدیقیہ سے افضل سمجھتے ہیں کیونکہ اسکے زمانہ میں جدید فتوحات
کچھ زیادہ نہ ہوئیں تھیں بلکہ انکی خلافت کا زیادہ زمانہ خود مسلمانوں کو سنبھالنے میں
صرف ہوا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض قبائل مرتد ہو گئے تھے کچھ لوگوں
نے زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کر دیا تھا تو حضرت صدیق اکبر کا زمانہ خلافت اس فتنہ روتوں
کے فرد کرنے اور مسلمانوں کی حالت سنبھالنے میں صرف ہوا مخالفین کے شک و
کمرے کی زیادہ نوبت نہ آئی اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں شاید کوئی دن بھی جدید
فتوحات سے خالی نہ رہا ورنہ یہی خبریں آتی تھیں کہ آج قلاں شریف ہو گیا اور کل فغان
شہر پر حملہ ہے یہاں تک کہ دس سال کے عرصہ میں حکومت اسلامیہ شرقا و غربا پہنچ
گئی اس لئے بعض لوگ خلافت عمریہ کو خلافت صدیقیہ سے افضل شمار کرتے ہیں

مگر عقلاء خوب جانتے ہیں کہ مکان کی خوبصورتی میں زیادہ کمال اس شخص کا ہے جس نے
کہ اول نقشہ تیار کیا تھا اور بنیادیں قائم کی تھیں کیونکہ اس کو بہت دماغ سوزی سے کام کرنا
پڑا ہے مکان کا خوبصورت نقشہ بنانا اور بنیاد کا مستحکم کرنا یہ بڑا کام ہے دیواریں قائم کرنے
والے کا اتنا بڑا کمال نہیں کیونکہ وہ تو اینٹ پر اینٹ رکھتا چلا گیا ہے اسکو کون سی دماغ
سوزی کرنی پڑی ظاہر بن لوگ دوسرے معمار کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ مکان کو اس
نے مکمل کیا مگر حقیقت شناس سمجھتا ہے کہ اس مکان کی خوبصورتی میں بڑا کمال نقشہ
بنانے والے اور بنیاد قائم کرنے والے کا ہے اسی طرح جو اسرار شناس ہیں وہ جانتے ہیں

☆..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شان کرامت

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے اس توکل علی اللہ اور تعلق بالرسالت کا اثر تھا کہ انہوں نے بارہا آپ کے ہاتھوں کرامات کا ظاہر فرمائیں حضرت حکیم الامت مکتوبہ فیہ فیہ سے لکھتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر نے مسلمانوں کی دعوت کی اور خود بھی شریک مدد میں جس میں ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا اور مشاہدہ میں بھی آ رہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے سے پہلے کھانا پہلے بھی زیادہ بڑھتا جاتا گویا اور پیدا ہو جاتا حضرت صدیق اکبر نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے اہلیہ نے جواباً عرض کیا اے آنکھوں اور کلیجہ کی ٹھنڈک اس وقت قریب کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے چنانچہ ان سب لوگوں نے خوب کھانا کھایا اور رات بھر کی خدمت میں بھی روانہ کیا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جان نوش فرمایا کرامات صحابہ ص ۱۴۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۰

اللہ تعالیٰ نے بارہا سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھوں کرامات کا ظہور فرمایا اور کائنات و اوقات آپ کے ہاتھوں صادر ہوئے اور یہ صرف آپ کی حیات تک ہی نہیں بلکہ آپ کے انتقال پر بھی آپ کیلئے ایک کرامت ظاہر کی گئی حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے دن مکہ معظمہ تھرایا جس پر آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے پوچھا کہ یہ زلزلہ کیوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادہ نے جام رحلت نوش فرمایا ہے جس پر جب ابو قحافہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی آپ لوگوں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ کا نیا اور تھرایا اور زلزلہ پذیر ہو کر آپ کی کرامت کا ظہور ہوا (ایضاً ص ۱۳)

الخلفاء ص ۶۲)

بیم الامت حضرت تھانوی تاریخ الخلفاء للامام السیوطی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-
 ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک واقعہ کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت ابو
 مدنی نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے کس وقت وفات
 فرمائی انہوں نے کہا کہ پیر کے دن اس پر آپ نے فرمایا کہ میں ایک رات کے بعد ہی نبی
 کا امیدوار ہوں چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے منگل کی رات میں داعی اجل کو لبیک کہا اور
 صبح ہونے سے پہلے آپ دفن کئے گئے
 حضرت تھانوی اس پر لکھتے ہیں

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کی یہ بڑی کرامت ہے کہ آپ نے جو حکم لگایا تھا اسی وقت
 وفات پائی اگرچہ ذہوق روح (روح کا نکلنا) رات کو ہوا لیکن وفات کے مقدمات یقینہً دن
 ہی میں واقع ہوئے جو موت کے حکم میں ہیں (ایضاً ص ۱۳)
 حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قرۃ العینین کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضور پر نور سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بیمار دیکھا اور پھر
 اس بیماری کی اطلاع کیلئے حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے صدیق اکبرؓ کی ملالت کو
 بیان ہی فرما رہے تھے کہ عین اسی وقت صدیق اکبرؓ نے ہادی کل کے در دولت پر حاضر
 ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی جس پر حضرت عائشہؓ کو کہا کہ بوجہ جان تو آ رہے ہیں اس پر
 حضور رحمۃ للعالمین اس بات سے کہ شافی مطلق نے اتنی جلد اچھا کر دیا تعجب فرمایا
 صدیق اکبرؓ نے کہا کہ حضور جو نبی میرے پاس سے نکلے جبریل امینؑ نے آکر مجھے ایک
 دوا سنگھائی اور میں شدرست ہو گیا اس واقعہ کو ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا
 ہے۔ (ایضاً ص ۱۵)

یہ تو آپ کی اپنی ذات کی بات تھی لیکن آپ کے ماتحت کام کرنے والے عامین بھی انہیں
اس رتبہ کے تھے کہ اللہ نے انہیں بھی کرامات سے نوازا تھا اور ان کو بھی اپنا مقرب بنا لیا تھا۔
نے مرتدین اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے جن جماعتوں کو بھیجا تھا ان میں سے ہر
جماعت کے امیر حضرت علاء بن حضرمیؓ تھے آپ اللہ تعالیٰ کے مستجاب الدعوات عبادت اللہ
سے ایک تھے اور بہت ہی عبادت گزار اور اونچے درجہ کے صحابہ کرام میں سے تھے آپ نے
ایک جگہ فوج کے ساتھ رکے اور لوگ ابھی زمین پر اترے بھی نہ تھے کہ اونٹ فوج کے سامنے
جس میں کھانا پانی اور دیگر ضرورت کی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں (کے ساتھ بھاگ پڑے اور
لوگ اکیلے رہ گئے چونکہ رات کا وقت تھا اسلئے ایک اونٹ کو بھی قانو نہ کر پائے فوج کے لئے
انتہائی پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سہارا دینے کی کوشش کر رہے تھے
حضرت علاء بن حضرمیؓ نے ان سب کو ایک جگہ جمع ہونے کے لئے کہا سب جمع ہو گئے تو آپ
نے فرمایا کہ اے لوگو کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم نے اللہ کے راستہ میں جہاد نہیں کیا؟ پھر
انصار اللہ نہیں ہو؟ انہوں نے کہا بیشک ہم ہیں آپ نے فرمایا کہ

ابشروا فواللہ لا یخذل اللہ من کان فی مثل حالکم

خوش ہو جاؤ اللہ کی قسم جس شخص کی حالت تمہارے جیسی ہو اللہ اسے کبھی بے سہارا نہیں کرے
اسے میں نماز فجر کا وقت ہوا نماز پڑھ کر آپ نے نہایت تضرع کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھ کر
سے دعا فرمائی اور لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوا
مگر یہ حضرات دعا میں لگے رہے حضرت علاء بن حضرمیؓ دعا فرما رہے تھے

انقد خلق اللہ الی جانبہم غدیرا عظیما من الماء القواح فنفی

ومشی الناس الیہ فشربوا واغتسلوا (البداۃ فی الفتن ص ۳۲۲)
 کہ اچانک دیکھا کہ ان کے ایک جانب غاص پانی کا ایک تالاب اور دوسرے جانب
 آپ اور آپ کی فوج نے اس تالاب سے خوب سیر ہو کر پیا اور غسل کیا
 اس پر کچھ دیر بھی نہ گزری نہ تھی کہ فوج کے وہ اونٹ خورات نے وقت نماز بنے
 وہاں سے لدے لدائے واپس آرہے ہیں اور ان میں سے ایک چیز بھی کم نہ ہوئی تھی چنانچہ
 انہوں نے بھی پیٹ بھر بھر کر پانی پیا۔ پھر آپ نے دشمن پر بھرپور اور کامیاب حملہ کیا ان
 سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔
 آپ یہاں سے کامیابی کے ساتھ آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ دشمن کے وہ لوگ جو
 بے تھے وہ کشتیوں میں سوار ہو کر دریا پار جا چکے ہیں چنانچہ آپ نے اپنی فوج سے کہا کہ
 کنارے پہنچیں تاکہ دشمن کا تعاقب کیا جائے دریا کے کنارے پہنچے پر معلوم ہوا کہ یہاں
 سے مسافت دور ہے اور کشتیوں پر وہاں تک پہنچنا مشکل تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حضور
 فرج دعا کی

یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم انا عبیدک وفی سبیلک نقاتل
 عدوک اللهم فاجعل لنا الیهم سبیلا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۸)
 اے علیم اے حلیم اے بلند بال ذات اے عظمت والے ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے
 راستے میں تیرے دشمن سے لڑنے کیلئے نکلے ہیں اے اللہ ان تک ہمیں پہنچے کارستہ
 نہ کم دیا کہ یہ ورد اور وظیفہ پڑھتے ہوئے اپنے اپنے گھوڑے دریا میں اتار دو چنانچہ فوج ساری
 بہت دریا میں اتر پڑی اس وقت سب کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے
 یا أرحم الراحمین یا حکیم یا کریم یا أحد یا صمد یا حی یا قیوم یا
 ذی الجلال والاکرام لا الہ الا أنت یا ربنا

یہ بڑھتے ہوئے سب دریا میں اتر پڑے اور آپ مع فوج کے اس دریا پر ایسے چلنا شروع کیے جیسے کوئی زمین پر آرام کے ساتھ چل رہا ہو اور پانی صرف ان کے جانوروں کے پاؤں اور کھوپڑی تک ہی پہنچتا تھا۔ چنانچہ آپ مع فوج کے سکون کے ساتھ دوسری جانب کے کنارے پہنچے۔ ان میں سے کسی کو بھی تکلیف نہیں ہوئی اگر یہ لوگ کشتیوں پر جاتے تو دوسری جانب پہنچنے کے لئے کم از کم انھیں ایک دن چاہئے تھا سو آپ وہاں پہنچے دشمن پر حملہ کیا ان سب کو زیر کیا اور ان سب ساز و سامان اپنے ساتھ لے کر واپس اسی دریا کے رستے آئے اور ان ساز و سامان میں سے کوئی ایک چیز بھی برباد اور گم نہ ہوئی اور یہ سب کچھ ایک دن میں ہوا۔

حضرت عطاء بن حضرمی نے اس کی پوری داستان حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں کم کر روانہ فرمائی چنانچہ حضرت صدیق اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا اور ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ایک شخص کو روانہ بھی فرمایا (امید ایہ ج ۶ ص ۳۳۳)

حضرت عطاء بن حضرمی کی اس کرامت کو دیکھنے والوں میں سیف بن عمرو تمیمی بھی تھے ان کا کہنا ہے کہ میں ان واقعات کا مشاہد ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں بطور کرامت دکھائے ہیں وما أجرى الله على يديه من الكرامات اس کرامت کو دیکھتے ہوئے ہجر کے راہب (پادری) نے اسلام قبول کر لیا جب اس سے پوچھا گیا کہ تیرے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا ہوتا ہے؟ تو اس نے کہا۔

خشيت أن لم أفعل أن يمسخني الله لما شاهدت من الايات

میں نے وہ نشانات و کرامات دیکھے ہیں جو ان کے ہاتھوں پر رونما ہوئے ہیں اگر اب

بھی میں ایمان نہ لاتا تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھے مسخ ہی نہ فرما دے

پھر اس راہب نے کہا میں نے سحری کے وقت ہوا میں یہ آواز سنی ہے کوئی کہہ رہا تھا

اللهم أنت الرحمن لا اله غيرك والبديع ليس قبلك شئى والدائم غير

الذی لا یموت وخالق ما یری وما لا یری وکل شیء عندہ
 شأن وعلمت اللہم کل شئی علما
 اس نے کہا کہ اس سے مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ فوج خدائی فوج ہے
 فعلمت ان القوم لم یعاونوا بالملائكة الا وهم علی امر اللہ
 اگر یہ لوگ اللہ کے حکموں پر عمل کرنے والے نہ ہوتے تو فرشتوں نے فریاد
 کی نصرت و اعانت کبھی نہ کی جاتی
 حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی فرماتے ہیں

حضرت علاء بن حضرمی حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں جب غزوہ یرقان
 بحرین پر گئے اور راستہ میں دریا پڑا تو ساتھیوں نے اس وجہ سے کہ کشتی تیار نہ تھی
 ٹھہرنے کو کہا فرمانے لگے خلیفہ (حضرت ابو بکر صدیق) کا حکم ہے جلدی پہنچنے کا اسے
 میں ٹھہر نہیں سکتا اور یہ کہہ کر دعا کی کہ

اے اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل
 کو دریا سے پار کیا اسی طرح آج ہم کو ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی برکت سے پار اتار دے..... اور یہ دعا کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا دریا پار ہو گیا اور
 سارا لشکر دریا پار ہو گیا (مہمات الدعا حصہ دوم ص ۸)

دیکھنے کے قابل بات یہ ہے کہ اس پر انہیں اطمینان کس قدر تھا خطرہ تک اس کے
 خلاف کا قلب پر نہیں گذرا۔ کیا ٹھکانہ ہے قوت ایمانیہ کا کون ان حضرات کی رائے
 کر سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہیبت چھا گئی تمام بحرین پر کہ یہ آدمی ہیں یا فرشتے۔

اناضات ج ۱ ص ۱۶۷
 حضرت امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی (۳۲۰ھ) اس واقعہ پر لکھتے ہیں

ان لیقینہم تنفلق الصخور وبیمینہم تنفتق البحور (حلیۃ الانبیاء ص ۳۸)

اولیاء اللہ کے یقین کی طاقت سے بڑی بڑی چٹانیں تک پھٹ جاتی ہیں اور ان کے ہاتھ کے اشارے سے سمندر راستہ دے دیتے ہیں۔

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ پھوڑے ہم نے بحرِ ظلمات میں دوڑاؤ گئے گھوڑے ہم نے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے عامل اور آپ کے خدام کس پائے کے ہیں لوگ تجھے اور اللہ کے ہاں ان کا کیا مقام تھا جب آپ کے خداموں کا عند اللہ یہ مقام تھا تو غور کیجئے آپ خود کس مقام بلند پر فائز ہو گئے۔

ساقی حیرا مستی سے کیا حال ہوا ہو گا جب تو نے سے خالم شیشے میں بھری ہو گی

مرتبے میں سب سے افضل تو ہے بعد الانبیاء

جناب حافظ نور محمد انور صاحب مرحوم (دہلی)

مرتبے میں سب سے افضل تو ہے بعد الانبیاء	صاحب صدق و سقاے جانشین مصطفیٰ
تھی خدا کی دین تجھ پر اے رفیق مصطفیٰ	دین حق کو سب سے پہلے کر لیا تو نے قبول
بحرِ علم و معرفت حنیجِ کرم کھانا	یار غار سید کونین ختم المرسلین ﷺ
زندگی بھر دین کی خدمت تو نے کی بے غنا	قابلِ مدد نخرتے سب کام تیرے بالیقین
تجھ پہ راضی ہے خدا بھی اور محبوب خدا	لذہائی اغوار ہے حق میں ترے فرمان حق
جب طلبِ اصحاب سے حضرت نے مال و زر کیا	کر دیا حق سارا اثاثہ تو نے بیشک وقف دیں
مونس و خوار تھا ہر ایک کا توبہ بڑا	بنا ہی اخلاص سے تو نے گزاری زندگی

روضہ اقدس میں انور اب بھی جا کے دیکھ لو

یار کے پہلو بہ پہلو یار ہے لینا ہوا

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کو
اکابرین امت کا خراج عقیدت و محبت
تابعین کرام آپ کی مدح میں

حضرت امام مسروق تابعی (۶۳ھ) کا بیان

ارشاد فرماتے ہیں

حب ابی بکر وعمر ومعرفة فضلهما من السنة (ازالہ ج ۲ ص ۵۳۶)
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت اور ان کی فضیلت کو پہنچانا سنت میں سے ہے
حضرت امام سعید بن المسیب (۹۴ھ) کا ارشاد گرامی

جلیل حضرت امام سعید بن المسیب (۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ

آپ رسول اللہ ﷺ کے وزیر تھے اور حضور ﷺ ان سے ہر امر میں مشورہ فرمایا
کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں اور آپ
کے ثانی تھے یوم بدر والے عریش میں اور آپ کے ثانی ہیں قبر میں اور رسول اللہ
ﷺ کسی کو ان پر مقدم نہیں کیا کرتے تھے (متدرک حاکم ج ۳ ص ۶۶۔

تاریخ الخلفاء ص ۶۱۔ ازالہ ج ۳ ص ۷۱)

تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم خثعمی (۹۶ھ) کا بیان

حضرت ابراہیم خثعمی فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت ابوبکر کو ان کی شفقت اور رحم دلی کی بناء پر اواد
سائق سے بھی نام فرماتے تھے (تاریخ ص ۶۰۔ ازالہ ج ۳ ص ۸۵) کان یسمی الاواه
لوہ القاری ۱۶۶۷ء

(۴) حضرت علامہ امام شعبی (۱۰۳ھ) کا بیان

علامہ زیلعیؒ نے حضرت امام شعبیؒ سے نقل کیا ہے کہ :
خدا نے آپؐ کو چار بے نظر خصوصیات سے نوازا ہے جو اور کسی میں نہیں۔ (۱)
صدیق ہیں، سو آپ کے کسی اور کو یہ لقب عطا نہیں ہوا۔ (۲) آپ نے غار میں آنحضرتؐ کو رہنے
دیا۔ (۳) آپ نے حضور انورؐ کے ساتھ ہجرت کی۔ (۴) حضورؐ نے جملہ مسلمانوں کو مقرب بنا دیا۔
آپ کو امام بنایا۔

(۵) حضرت قاسم بن محمد (۱۰۷ھ) کا بیان

ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس میں یہ بات کہی کہ خدا کی قسم حضور ﷺ کسی ایسی جگہ نہ رہے
جہاں حضرت علیؑ آپ کے ساتھ نہ ہوں یہ سن کر قاسم بن محمد نے کہا کہ بھائی قسم نہ کھانا کہہ
کہا کہ آپ کوئی ایسا موقع بتائیں جہاں حضرت علیؑ نہ ہوں آپ نے کہا کہ کیا آپ اس بات کا یقین
کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثانی اثنین اذہما فی الغار۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۶۱)
(یعنی بتائیے کہ غار ثور میں سوائے ابوبکر کے اور کون آپ کے ساتھ تھا

(۶) حضرت امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) کا ارشاد

حضرت امام محمد بن سیرین (۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ

ما أظن رجلا ينتقص ابابكر وعمر يحب النبي صلى الله عليه وسلم

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹)

میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت کی تنقیص کرتا ہو اور وہ حضور ﷺ سے
محبت بھی رکھے۔ (یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ حضور ﷺ سے محبت کرنے والا کبھی بھی غفلت
شیخین کی تنقیص کرے گا)

(۷) حضرت ربیع بن انس بصری کا بیان

فرماتے ہیں

میں آپ کو مثل آب رحمت کے بتلایا گیا ہے کہ باران رحمت جہاں سے چاہے وہاں سے
فرمایا کہ انبیاء سابقین کے اصحاب میں کوئی بھی آپ کے برابر نہ تھا۔
کتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما وقع وقع

(تاریخ ص ۶۰۔ ازالہ ج ۱ ص ۱۲۴)

حضرت ابو حصین عثمان بن عاصم (۱۲۸) کا ارشاد گرامی

فرماتے ہیں

میں انبیاء و مرسلین کے بعد آپ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں ہوا اور آپ فقہ روضہ کے
پروہاں کھڑے تھے جہاں انبیاء کھڑے ہوتے ہیں۔ (تاریخ ص ۶۰)

ایک مرتبہ ایک آدمی امام زین العابدین (۱۲۱ھ) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ
میرے ابو بکر اور حضرت عمر کو حضور ﷺ کا کس قدر تقرب حاصل تھا آپ نے فرمایا کہ جس
مذہب ہے (یعنی روضہ اقدس کو دیکھ لو سب سے زیادہ قریب ہیں)

ماکان منزلة ابی بکر وعمر من النبی ﷺ فقال منزلتهما الساعة

(سند احمد ج ۴ ص ۷۰ تمذیب ج ۳۰۶۷۔ ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۵۲۳)

حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ (۱۵۰ھ) فرماتے ہیں

افضل الناس بعد النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام ابو بکر الصدیق
(شرح النعمۃ الاکبر ص ۹۷)

انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں

کے عزت ملی صدیق کی مدحت طرازی کی بتادے شیوہ زین العابدین تیرا ہے یا میرا

خطبات صدیقی

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قومی سطح کے فکر انگیز خطبات

بسم الله الرحمن الرحيم

..... وصال نبوی ﷺ پر خطبہ مبارک

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو پہنچا تو آپؓ
اڑے دوڑے آئے اس وقت مسجد نبویؐ میں لوگ جمع ہو رہے تھے آپؓ نے کسی سے بات نہ
یدھے گھر کے اندر تشریف لے گئے جہاں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یمنی چادر
میں تھے آپؓ جسد مبارک کے قریب تشریف لے گئے چہرہ انور سے چادر ہٹائی اس پر چھکے اور
اور آپؓ کو مخاطب کر کے فرمایا

میرے مانباپ آپؓ پر قربان آپؓ زندگی میں بھی پاک و صاف رہے اور اب موت
کے بعد بھی پاک و صاف ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ
اللہ آپؓ کو ہرگز دو موتیں نہیں دے گا وہ موت جو اللہ نے آپؓ کیلئے مقدر کی تھی
تو آپؓ کو آئی گئی۔

پھر آپؓ مسجد میں تشریف لائے یہاں صحابہ کرام غم کے مارے نڈھال تھے حضرت عمرؓ نے
بھی شدت غم کی وجہ سے اپنے آپؓ میں نہ تھے حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا پھر آپؓ
بنا واز بند اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور اس کے بعد

جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ بیشک آپ پر موت واقع ہوئی
 جو شخص اللہ کی بندگی کرتا ہے تو بیشک اللہ زندہ ہے اور ان کیلئے موت نہیں
 آئے گی۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۵ ص ۲۲۴) (پھر آپ نے قرآن کریم کی یہ آیتیں پڑھیں جس کا ترجمہ یہ ہے)
 (ترجمہ) (اے محمد ﷺ) آپ کو بھی موت آئی ہے اور بے شبہ وہ بھی مرنے والا
 ہے (پ ۲۳ زمر) اور محمد (ﷺ) نہیں مگر ایک رسول جن سے پہلے بھی اور
 رسول گذر چکے ہیں پس اگر ان کو موت آجائے یا قتل کردئے جائیں کیا تم اپنی
 ایزدوں کے بل پیچھے کو لوٹ جاؤ گے اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اللہ کو کچھ نقصان
 نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر کرنے والے کو عنقریب جزا دے گا (پ ۴ آل عمران)
 پس کرو لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور حقیقت انکے سامنے موجود تھی آپ نے اس قدر
 ہڈ اور دل نشین انداز میں یہ خطبہ دیا کہ اب ہر شخص کی زبان پر یہ آیتیں تھیں۔

☆ بیعت خلافت کے موقع پر خطبہ

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب سب مسلمانوں نے حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت
 کی تو حضرت عمر فاروق نے سب سے پہلے ایک مختصر تقریر فرمائی پھر آپ نے حضرت ابو بکر
 صدیق کو تقریر کرنے کی گزارش کی چنانچہ کئی مرتبہ گزارش کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے
 اور اللہ کی حمد و ثناء اور آنحضرت ﷺ پر درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا
 اے لوگو خدا کی قسم نہ میں کبھی دن میں اور نہ کبھی رات میں امارت کا خواہاں تھا نہ اسکی
 طرف مجھے رغبت تھی اور نہ میں نے کبھی پنہاں یا آشکار اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا

کی البتہ مجھے خوف ہوا کہ کوئی فتنہ نہ برپا ہو جائے اسلئے اس بار گراں کو اٹھانے کیلئے تیار ہو گیا ورنہ امارت میں مجھے کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک ایسا بوجھ مجھ پر ڈالا گیا ہے جس کے برداشت کرنے کی طاقت میں اپنے اندر نہیں پاتا اور اللہ کی امداد کے بغیر اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا کاش آج میری بجائے کوئی ایسا شخص امیر ہو تا جو اس بوجھ کو اٹھانے کی مجھ سے زیادہ طاقت رکھتا مجھے تم نے اپنا امیر بنایا حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اگر سیدھے راستہ پر چلوں تو میری مدد کرنا اور اگر غلطی کروں تو میری اصلاح کرنا صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے تم میں سے جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ اسکا حق دلوادوں انشاء اللہ اور تم میں سے جو قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں انشاء اللہ۔ جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے وہ ذلیل کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں بے حیائی کا رواج ہو جاتا ہے اس پر عام طور پر عذاب الہی نازل ہوتا ہے..... جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت فرض نہیں ہے..... اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ اللہ تم پر رحم فرمائے (البدایہ ج ۵ ص ۲۴۸)

☆..... خدا سے ڈرتے رہنے کی تاکید و ہدایت

ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا
اے لوگو میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہنے کی۔ اور اس بات کی کہ
تمہیں اسکی شایان شان تعریف کرنی چاہیے اور اسکی طرف رغبت کے ساتھ

ہمارے دلوں میں اس کا ڈر بھی موجود ہے اور اس سے ڈرنے والے نہیں جانتے
 ہماری کردار سے کہ اللہ تعالیٰ حضرت زکریا اور ابراہیم علیہ السلام کی توفیق سے
 ﴿يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَسَّاءُ ۖ وَكَانَ اسْمُهُ يَسَّاءَ ۚ وَكَانَ امْرَأَتُكَ عَاقِبَةً ذَاتًا بِرًا ۚ وَكَانَ اسْمُهُ يَسَّاءَ ۚ وَكَانَ امْرَأَتُكَ عَاقِبَةً ذَاتًا بِرًا ۚ وَكَانَ اسْمُهُ يَسَّاءَ ۚ﴾

یہاں دین

(ترجمہ) وہ لوگ دوڑتے تھے ہمارے پیوں پر اور پکارتے تھے اللہ کو تو قی ہے اور اس سے
 اور تھے ہمارے آگے عاجز (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۹۲)

اے اللہ کے بندو تمہیں یہ بھی جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے عوض
 تمہاری جانیں گروی رکھی ہیں اور اس معاملہ کا تم سے پختہ عہد لیا ہے اور کتر اور
 فانی چیز کے عوض کثیر اور باقی سے عطا فرمایا ہے۔ یہ کتاب اللہ تمہارے درمیان ہے
 جس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں اور جس کی روشنی ماند نہیں پڑے گی۔ پس
 اللہ کے فرمان پر ایمان رکھو اور اسکی کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہو اس نے تمہیں اپنی
 ہدائی کیلئے پیدا کیا ہے اور تم پر محاسب فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے جو تمہارے افعال
 کو جانتے ہیں۔

اے خدا کے بندو تم یقین مانو کہ تمہاری صبح اور شام اس مقررہ وقت میں ہوتی رہے
 گی جس کی حد تمہیں معلوم نہیں ہے پس اگر تم سے یہ ہو سکے کہ اللہ کی اطاعت میں
 رہتے ہوئے تمہارا وقت پورا ہو جائے تو زندگی کی فرصت میں عمل میں پیش قدمی
 کرو اسلئے کہ بہت سی قومیں فرصت کے لمحات دوسروں کی نذر کر چکی ہیں تمہیں
 انکی مانند نہ ہونا چاہیے پس تمہاری رفتار تیز ہونی چاہیے بہت ہی تیز اسلئے کہ تمہارا
 پیچھا کرنے والا بڑا ہی تیز رفتار ہے۔ (العہد الفرید ج ۲ ص ۱۴۶ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۰)

جہاد میں اپنی نیتوں اور ارادوں کو پاک رکھنے کی تاکید

ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد اور فرائض مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد ایک فرض ہے جس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے جو ہمیں چاہیے۔ اپنی نیتوں کو پاک و صاف اور اپنے ارادوں کو نیک رکھو اور تاکہ تمہارے احسان زیادہ ہو جائیں۔ اے لوگو! تمہیں چاہیے کہ اپنے آپ کو اللہ کے فریضہ کی راہ میں اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت کے اتباع میں جہاد کریں آپ جس نیک کام کی طرف جارہے ہیں اس میں دو ہی باتیں ہیں فتح ہے یا پھر شہادت ہے اگر آپکو شہادت نصیب ہو گئی تو جو لوگ آپ سے پہلے جا چکے ہیں آپ ان سے جانیں گے اور جو شخص آپ میں سے مر جائے گا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر ہے (فتوح الشام ص ۲۸)

اے لوگو! ہر کام کے کچھ اصول و قواعد ہوتے ہیں جس آدمی نے ان کی پابندی کیس تو یہ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں انہی قاعدوں میں سے یہ بھی ہے کہ جو اللہ کے لئے کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مشیت اور کوشش کی طرف سے کئی ہو گیا قصد اور ارادہ کو ہر کام میں زیادہ دخل ہے سن لو اس آدمی میں دین نہیں آتا آدمی میں ایمان نہیں اس آدمی کے لئے اجر نہیں جس کی نیت صحیح نہیں اور نہ بے آدمی کے عمل کا اعتبار ہے۔ سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب اتنا ہے کہ مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ اس میں شرکت سے رہی جائے اور ثواب نجات پالینا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے ذریعہ انک رسوائیاں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی کرامت حاصل

ہوتی ہے (حیۃ الصحابہ ج ۱ ص ۷۰ حوالہ کنز)

جو آج زندہ ہے کل مر جائے گا عمل کرتے رہو

پھر آپ نے خطبہ دیا تو حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا
میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ بزرگ و بڑا تر کا ڈر ہر کام میں اور ہر حال میں تمہارے
پیش نظر رہے اور اپنی پسند اور ناپسندیدگی کے بارے میں حق کا التزام رہے سچائی
سے ہٹ کر خیر نہیں دروغ گو حق سے انحراف کرتا ہے اور حق سے انحراف کرنے
والا (انجام کار) ہلاک ہو جاتا ہے۔ خبردار اپنی بڑائی نہ کرنا خاکی مخلوق جو پھر خاک
میں مل جائے گی اسے بڑائی کب زیب دیتی ہے جو آج زندہ ہے اور کل مردہ۔ عمل
جاری رکھو اور اپنا شمار مرنے والوں میں کرتے رہو جو بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے
اسے اللہ کے حوالہ کر دو اپنے فائدے کیلئے اچھے اعمال پہلے سے کر رکھو کل یہی
زخیرہ تمہارے پاس ہو گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یوم تجد کل نفس ما علمت من خیر محضرا وما علمت من سوء، تو
لو ان بینہا و بینہ امداء بعیدا و یحذركم اللہ نفسہ واللہ رؤف
بالعباد (آل عمران ۳۰)

(ترجمہ) جس دن کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہو لپائے گا
اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی اور اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا
کہ اس شخص کے اور اس روز کے درمیان دور دراز کی مسافت حائل ہوتی اور اللہ
تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہیں

”..... آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا رہے

عمر بن دینار کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اس بات کی کہ فقر و تنگدستی کے زمانہ میں بھی اللہ کی تابعداری کرنا اور تم کو تاکید کرتا ہوں اس بات کی بھی کہ بھوکے رہتے ہوئے اللہ کے ساتھ رہنا اپنے فقر و فاقہ کی حالت کو اللہ کو نہ چھوڑ دینا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو کسی حال میں نہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ اپنی جن خوبیوں اور جن صفتوں کا مستحق ہے اس کی شان کے موافق اس کی خوبیوں اور اس کی صفتوں کو بیان کرتے رہنا اس سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہنا بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے

خوب سمجھ لو اور اس کا یقین رکھو کہ اگر اللہ کی عبادت و طاعت میں پورے پورے باخلاص رہو گے تو اس حال میں ایک تو تم اپنے رب کے اطاعت گزار اور وفا شعار بندے بنو گے..... دوسرے اپنے حق و ثواب کو ضائع ہونے سے بچاؤ گے

اے لوگو! اللہ نے تم پر جو فرائض مقرر کئے ہیں ان کو اپنی محنت کے زمانہ میں پورا کرو اور فرائض کے علاوہ اپنے مرنے سے پہلے نوافل کا بھی اہتمام کرو اپنے فقر و فاقہ میں اپنے پچھلے بزرگوں کے طریقہ پر رہو..... اے اللہ کے بندو! ان لوگوں میں غور کرو جو تم سے پہلے جا چکے ہیں کہ وہ کل کہاں تھے اور آج وہ کہاں ہیں وہ بادشاہ کہاں ہیں جنہوں نے بخر زمین میں ہل چلوادئے ان کو آباد کیا نئی بستیاں بنائیں؟ بات یہ ہے کہ وہ بھلا دئے گئے اور ان کے تذکرے بھی فراموش کر دئے گئے پس آج وہ ایسے گم نام ہو چکے ہیں کہ جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اور وہ ہیں ان کے اجڑے گھر اس وجہ سے کہ وہ لوگ ظلم کرنے والے تھے اور وہی لوگ اب قبروں کے

اندھروں میں پڑے ہوئے ہیں پھر اہل تحس منہم من احد او تسمع لہم
 رکن آپ ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہیں یا ان کی آہستہ آواز بھی سنتے ہیں۔۔۔
 کہاں گئے تمہارے وہ دوست ساتھی اور بھائی برادر ہاں وہ پہنچ گئے ہیں اپنے گئے
 ہوئے اعمال کے ٹھکانوں پر۔ وہ پہنچ گئے ہیں نیک بختی اور بد بختی کے مقام پر۔
 بیشک اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق میں سے کسی کے ساتھ کوئی قرابت رشتہ داری نہیں
 ہے جس کی وجہ سے وہ اس کو کوئی بھلائی دے یا اس کی وجہ سے کوئی برائی ہٹائے البتہ
 جو بھی اس کی بات مانے گا وہ اس کو بھلائی عطا کرے گا اور برائی کو اس سے دور رکھے
 گا اور سب سے بڑی خیر اور بھلائی یہ ہے کہ آدمی دوزخ سے دور رہے اور سب سے
 بڑی برائی اور بربادی یہ ہے کہ آدمی جنت سے دور رہ جائے۔ میں کہتا ہوں اپنی یہ بات
 پھر اللہ سے معافی مانگتا ہوں اپنے گناہوں کے واسطے اور تمہارے گناہوں کے
 واسطے (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۰)

☆..... اس میں کوئی خیر نہیں جو اللہ کے بجائے لوگوں سے ڈرتا ہو

حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک اور خطبہ میں فرمایا
 آدمی کے اس کلام میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے جو اللہ کے لئے نہ کہا جائے اور اس
 مال میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جو اللہ کے لئے خرچ نہ کیا جائے اور اس آدمی میں کوئی
 خیر نہیں جس کی جہالت اس کے حلم پر غالب آجائے اور اس میں بھی کوئی خیر نہیں
 جو اللہ کی خوشی کے لئے اس کے حکموں کو بجالانے میں لوگوں کی ملامت کی پروا اور
 ان کا خوف رکھتا ہو (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۱)

ہو..... دنیا کے عیش و عشرت سے آخرت کا سفر اچھا ہے

حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیق کے مرض الوفا میں نہایت
مزانج پر ہی کے لئے حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا

میں نے دنیا کو دیکھا ہے وہ بڑے زور و شور سے آئی لیکن اس کو قبول نہیں کیا گیا (عقرب ایک ایسا زمانہ آئے گا) تم لوگ دیواروں پر ریشم کے پڑے لٹکاؤ گے جنہی
پتروں کے پتے پڑ گئے اور کھردرے لون کے پتروں سے تم کو ایسی تکلیف معلوم
ہوگی جیسے تم کیکر کے کانٹوں پر پڑے ہو اور اللہ کی قسم تم سارا کوئی اپنا آدمی آدھے ہو
ناحق کسی کی گردن ماروے تو مقتول کے لئے یہ بہتر ہو گا اس سے کہ وہ دنیا کے
گڑھے میں آرام سے سوتا رہے

(یعنی دنیا کے چنگل میں پھنسنے سے بہتر ہے کہ اس کو اس کا اپنا ہی کوئی آدمی ماروے
تاکہ وہ دنیا کے عیش و عشرت سے چچا کر چلا جائے) (حلیہ ج ۱ ص ۶۹)

ہو..... اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کا انجام نہایت ہی ذلت ناک ہو گا

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا
قیامت کے دن ایک ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جس پر اللہ نے انعام کیا اور اس
کے رزق میں وسعت دی اور اس کو اچھی جسمانی صحت عطا کی اور پھر اس نے اپنے
رب کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیا اب یہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو گا اس سے کہا جائے
گا کہ اپنے اس دن کے لئے تو نے کیا عمل کیا اور اپنے نفس کے لئے یہاں تو نے

انہی کی تھی تو اس کو کوئی نیکی نہیں ملے گی جو اس نے کی ہو تو یہ رونا شروع کرے گا یہاں تک کہ روتے روتے اس کے آنسو ختم ہو جائیں گے پھر ان کو یہ بتائی جائے گی اور ذلیل کیا جائے گا کہ اس نے اللہ کی اطاعت کو کیسے ضائع کیا پھر وہ بددعے پہنچے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کے رخساروں پر اُپڑیں گی اور بددعے پھول جائیں گے کہ وہ کوس در کوس ہو جائیں گے پھر اسے بددعے اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے بددعے کی اور رسوا کیا جائے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اللہ کے ارشاد دوزخ میں بھیج دے اور اس مقام سے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اللہ کے ارشاد لَیْسَ مِنْ بَحْدَدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ..... (الایۃ کا) کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کہہ رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور سے نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا وہ یہ بڑی رسوائی ہے۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء ج ۲ ص ۱۱۰)

اللہ کا نور کبھی بجھایا نہ جاسکے گا

انسان اگر جی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو جان لو کہ تم صبح و شام میں داخل ہو رہے ہو ایک مدت معینہ کے اندر جس کا غم تم سے مخفی رکھا گیا ہے تو اگر تم میں استطاعت ہو کہ اس مدت کو گزار دو اس طرح کہ تم (فتنوں سے) بچتے رہو تو ایسا کرو اور تم میں اس کی استطاعت ہر گز نہ ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور بہت سی قومیں ہیں جنہوں نے (اپنے کردار کو) چھوڑ کر دوسروں کے اعمال اختیار کر لئے اور تباہ ہو گئیں تو اللہ نے تم کو رد کیا اس

سے کہ تم ان جیسے نہ بن جانا ارشاد فرمایا ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ﴾
 فانساہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون ﴿تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پرواہی کی تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جان سے
 ان کو بے پرواہ بنادیا یہی لوگ نافرمان ہیں وہ تمہارے بھائی کہاں گئے جن کو تم پہچانتے تھے ان کے اعمال کا دفتر بند ہو چکا ہے اور وہاں جو کچھ پہلے بھیج چکے تھے ان پر پہنچ گئے کہاں ہیں وہ دور گزشتہ کے نافرمان لوگ جنہوں نے شہروں کی جیادیں رکھیں اور چار دیواریوں سے ان کو بند کیا تھا اب وہ خود پتھروں کے نیچے پہنچ گئے ہیں یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کا نور کبھی بھی ٹھکانا نہ جاسکے گا تاریک دن میں اس سے روشنی حاصل کیا کرو اللہ کی کتاب اور اس کے بیان سے نصیحت حاصل کرو دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف فرمائی ہے ﴿انہم کانوا یسارعون فی الخیرات و یدعوننا رغبا ورہبا وکانوا لنا خاشعین﴾ (ترجمہ) وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے اللہ کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز (ازالہ الخفاء ج ۲ ص ۲۹۲)

☆..... ہمارے اعمال اللہ کے انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے

حضرت ابو بکر صدیق نے غزوہ روم کے لئے جب ارادہ فرمایا تو آپ نے بڑے صحابہ کرام کو
 دران کے سامنے ایک خطبہ دیا آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا
 اللہ بڑی عزت والا اور انتہائی بزرگ ہے اس کی نعمتیں حد شمار سے باہر ہیں ہمارے
 اعمال اس کے انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے تمام تعریف اسی کے لئے ہے اللہ پاک

لئے تمہارے کلمہ کو جمع کر دیا تمہارے آپس کے بھائی بھائی
 نے تمہارے لئے لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی اور شیطان کو تم سے دور کر دیا اب شیطان
 کو تم سے شُرک کی امید نہیں کہ تم علاوہ اللہ کے کسی اور کو معبود نہ مانو۔ آج جہاد
 عرب ایک ہی مانباپ کی اولاد ہیں میری رائے یہ ہے کہ مسلمان ملک شام میں
 کے جہاد کے لئے جائیں اللہ مسلمانوں کی ضرورت کرے گا اور اللہ اپنے علم و دانیاپ
 کر کے رہے گا اور اس جہاد میں مسلمانوں کو بڑا اجر نصیب ہوگا اس جہاد میں جہاد
 جائے گا وہ شہادت کی موت پائے گا اور اللہ کے نزدیک بھلے لوگوں کے لئے بڑی نی
 ہے اور جو زندہ رہے گا دین کا پاسبان ہو کر زندہ رہے گا اور اللہ اسے مجاہدین کا ثواب
 بھی دے گا۔ (حیۃ الصحابہ ج ۱ ص ۷۲۷ حوالہ ابن عساکر)

☆..... مؤمن میں خوف اور امید دونوں ہونی چاہئے

جب آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کیا تو ان کو بلا کر تقویٰ
 پر نگرانی کی وصیت کی اور اس میں فرمایا.....

اے عمر یقین جانو کہ اللہ کا جو حق رات میں ہے وہ اس کو دن میں قبول نہیں کرے گا
 اور جو حق دن سے متعلق ہے اللہ اس کو رات میں قبول نہیں کرے گا (یعنی ہر عمل
 اس کے وقت پر کرنا چاہئے) اور اللہ تعالیٰ نفل کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب
 تک تم فرض ادا نہ کرو۔

اے عمر..... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دراصل ترازو ان ہی لوگوں کی بھاری ہے جن کی
 ترازو قیامت کے دن حق کی پیروی کرنے کی وجہ سے بھاری ہو اور حق بھی یہی ہے

کہ کل قیامت کے دن جس ترازو میں حق کے سوا کچھ اور نہ ہو اس کو ہی بھڑکی ہو جائے۔
چاہئے کہ برعکس اجراع باطل کی وجہ سے جن لوگوں کی ترازو قیامت کے دن ہلکی ہو کی انہی ترازو ہلکی ہوگی اور جس ترازو میں باطل کے سوا اور کچھ نہ ہو اس کو باکالت ہو جائے۔

اے عمر... کیا تم نہیں دیکھتے کہ دنیا میں جتنی اور فراخی کی آیات ایک ساتھ بریں ہیں تاکہ مؤمن میں خوف بھی ہو اور امید بھی۔ مگر ہاں مومن کو اللہ سے ایسی نماندگی کی تمنا اتنی رغبت کرنی چاہئے جو اس کا حق ہو اور اسی طرح اس کو ایسا خوف نہیں کرنا چاہئے کہ پھر وہ خود ہی اپنے ہاتھوں اس میں واقع ہو جائے (یعنی آدمی خوفِ کُرسے تو اسے چاہئے کہ اس سے بچے بھی)

اے عمر کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اہل دوزخ کا ذکر انکے بدترین اعمال کے ساتھ کیا۔ جب تم ان کو یاد کرو گے تو کہو گے کہ میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں گا اور اللہ نے اہل جنت کا ذکر انکے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کیا تم انکے جویدے اعمال تھے اللہ نے ان سے درگزر فرمایا جب تم ان لوگوں کو یاد کرو گے تو کہو گے میرا عمل ان جیسا کہاں ہے؟

اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو ایسا غائب جو تم کو حاضر کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہو موت کے سوا اور کچھ نہ ہوگا (یعنی موت تم کو سب سے زیادہ محبوب ہوگی) دراصل حالیہ تم موت کو عاجز کرنے والے نہیں ہو (ابن اثیر ج ۲ ص ۲۹۴)

—————

صدقہ نے نبیائی ہے اسلام کی خوشبو گلزارِ وفا کے گل ترجمہ رہے ہیں
کہ اللہ چاہے قسمتِ صدیقِ مرم در پیش ہے ہجرت کا سفرِ جہوم رہے ہیں

مکتوبات صدیقی

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے چند اہم مکتوبات

فتنہ ارتداد کے وقت جنگ شروع کرنے سے پہلے بھیجی جانے والی ایک اہم مکتوبہ
 رسول اکرم ﷺ کے وصال پر جب اہل ارتداد کا فتنہ برپا ہوا اور اس پر بڑا شور مچا تو آپ نے
 جنگ شروع کرنے سے قبل ان کے نام ایک خط بھیجا اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیے آپ نے
 خط میں تحریر فرمایا

میں تم لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ کی طرف سے جو تمہارا حصہ
 منور ہوا ہے اور تمہارے نبی تمہارے پاس جو چیز لائے ہیں اس کو قبول کرو اور نبی
 کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو اور اللہ کے دین کی رسی کو مضبوط پکڑو کیونکہ جسے اللہ
 ہدایت نہیں دیتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور ہر وہ آدمی جسے اللہ تندرست نہیں رکھتا وہ
 بیمار ہو جاتا ہے اور جس کی مدد اللہ نہیں کرتا وہ رسوا ہو جاتا ہے۔ ہاں جس کو اللہ
 ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا
 ہے اور پھر دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا جو اس کو خدا سے قریب کر دے
 اور آقاؐ میں اسکی طرف سے کوئی فدیہ یا بدلہ نہیں لیا جاتا پس جو شخص ایمان
 لائے گا وہ اسکے کیلئے بہتر ہو گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا تو اس کو معلوم ہونا چاہئے
 کہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا (ماخوذ از۔ صدیق اکبر ص ۴۱۰)

(۱) اہل یمن کے نام حضرت ابو بکر صدیق کا پیغام
 السلام علیکم..... میں تم لوگوں سے اس اللہ پاک کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے

سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد۔ اللہ نے مؤمنین پر جہاد فرض کر دیا ہے اور ان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ آسانی میں ہوں یا تنگی میں گھر سے نکلیں اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد کریں جہاد ایک پختہ فریضہ ہے اور جہاد کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے ہم نے مسلمانوں کو ملک شام کی طرف رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے نکالا ہے مسلمانوں نے ہماری اس آواز پر لبیک کہا اور ان کی نیت اس بارے میں نہایت اچھی رہی اور ان کے ارادے نہایت پختہ رہے اسے اللہ کے ہمدوم بھی اس کام کی طرف جلدی کرو جس کی طرف مسلمانوں نے سبقت کی ہے اور جہاد کے لئے اپنی نیتیں خالص کرو تم لوگ دو نیکیوں میں سے ایک سے محروم نہ رہو گے یا تمہارے حصہ میں شہادت ہوگی یا فتح اور غنیمت۔ بیشک اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے بندوں کی باتوں سے راضی نہیں اور جہاد دشمنان خدا سے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ دین حق کا اتباع نہ کریں اور اللہ کی کتاب کے فیصلہ کا اقرار نہ کریں اللہ تمہارے لئے تمہارے دین کی حفاظت فرمائے اور تمہارے دلوں کو ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو پاک صاف بنائے (حیۃ الصحابہ ج ۱ ص ۶۷۷ ۷۸۰ بحوالہ کنز ج ۳ ص ۱۴۳)

☆.....☆ صحابہ عظام کو نصائح اور وصایا.....☆

☆.....☆ حضرت عمر فاروقؓ کے نام پر روانہ

یہ وہ پروردگار ہے جو ابو بکر محمد رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ اس وقت لکھ رہا ہے جبکہ دنیا کے ساتھ اس تعلق کی آخری گھڑی اور آخرت کے ساتھ اس کے تعلق کی پہلی گھڑی شروع ہو رہی ہے اور یہ ایسے عالم میں لکھوائی جا رہی ہے جبکہ کافر بھی مومن ہو جاتا ہے اور گنہ گار فاجر بھی ڈرنے لگتا ہے۔ میں نے عمر کو تم پر دنیا کا حاکم بنایا ہے اگر انہوں نے نیکی کی راہ اختیار کی اور عدل کیا تو یہ وہی بات ہوگی جو میں ان کے متعلق جانتا ہوں اور جو میری رائے ان کے بارہ میں ہے لیکن اگر انہوں نے ظلم کیا اور وہ بدل گئے تو مجھ کو غیب کا علم نہیں ہے (وان جار و بدل فلا اعلم لی بالغیب) میں نے تو خیر خواہی کا ارادہ کیا ہے بہر حال ہر انسان جیسا کرے گا ویسا پائے گا اور جو لوگ کہ ظالم ہیں ان کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسی پٹنی کھاتے ہیں

حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام لکھے گئے خط میں نصیحت

بہر تہ آپ نے حضرت خالد بن ولید کے نام مکتوب لکھا تو اس میں یہ بھی فرمایا تمہارے دل میں پندار نہ پیدا ہو جائے ورنہ گھائے میں رہو گے اور تائید الہی سے محروم ہو جاؤ گے اور اپنے کسی کارنامہ پر خبردار نہ اترانا سوائے کہ احسان جتنا صرف اللہ تعالیٰ کو شایان ہے اور وہی بدلہ دینے والا بھی ہے

حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو نصیحت

نہایت ابو بکر صدیقؓ نے جب حضرت یزید بن ابی سفیان کو شام کی امارت کے لئے روانہ کیا تو ان

اے یزید وہاں تمہارے عزیز واقارب ہیں ممکن ہے کہ تم ان کو امداد دینا چاہو
ترجیح دو یہ وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کا میں تم سے اندیشہ کرتا ہوں اس لئے کہ تم
قرابت داری کی وجہ سے ان پر کسی کو امیر بناوے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے اور
اس کی طرف سے کسی فدیہ اور کفارہ کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم
میں داخل کر دے گا۔

آپ نے ساتھ ہی انہیں حضور ﷺ کے اس ارشاد کی جانب بھی متوجہ کیا کہ
من اعطی احدا حمی اللہ فقد انتھک فی حمی اللہ شیئاً بغير حق
فعلیہ لعنة اللہ (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰)

جو شخص کسی کو اللہ کی چراگاہ عطا کرے (یعنی کوئی عہد دے) اور وہ بغیر کسی حق کے
اس چراگاہ میں ارتکابِ محرمات کرے (یعنی عہد میں خیانت کا مرتکب ہو) تو اس
پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

پھر آپ نے ان کے ساتھ بھیجے جانے والے لشکر کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا
تم اللہ سے تقویٰ کو لازم پکڑو کیونکہ وہ تمہارے باطن کو تمہارے ظاہر کی طرح دیکھتا
ہے اور اس میں شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر آدمی وہ ہے جو
سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کا سب سے زیادہ مقرب بندہ وہ ہے جو
اپنے عمل کے ذریعہ سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہے تم لوگ جاہلیت کی
باتوں سے بچنا کیونکہ اللہ ان باتوں کو اور ایسے لوگوں کو مبغوض رکھتا ہے اور جب
تم اپنے لشکر کے پاس پہنچو تو خوش اخلاقی سے پیش آنا اور بھلائی کے ساتھ اپنے

ماملہ کا آغاز کرنا اور ان سے اس کا وعدہ بھی کرنا اور حساب ان کو نصیحت کرنا تو ان کے لئے کام لینا کیونکہ کثرتِ کام میں آدمی بھول جاتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اس کی اصلاح کرو تو لوگ ٹھیک رہیں گے اور نمازوں کو اپنے وقت میں ملانے شروع کے ساتھ ادا کرنا جب دشمن کے قاصد تمہارے پاس آئیں تو ان کا جواب دینا اور ان کا قیام وہاں مختصر ہوتا کہ جب وہ واپس جائیں تو وہ تمہارے حالات سے باخبر نہ ہو جائیں اور ان کو اہل لشکر نہ دکھانا ورنہ وہ تمہارا حال دیکھ لیں گے ان لوگوں کے ساتھ اپنے لوگوں کو بات چیت سے منع کرنا تم خود ہی گفتگو کرنا اپنے بھید کسی پر نہ کھولنا ورنہ معاملہ جگڑ جائے گا بات سچ کہنا تاکہ مشورہ بھی صحیح ملے اپنی کوئی بات اپنے مشیر سے نہ چھپانا ورنہ تمہاری بات تمہارے سر پڑ جائے گی رات کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ بات چیت کرنا تاکہ آس پاس ہونے والی خبریں معلوم ہوں اور پوشیدہ باتوں کا پتہ چلے..... خیانت سے بچنا کیونکہ خیانت فقر کا باعث ہوتی ہیں اور مدد کو دور کر دیتی ہے (تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۷۷)

حضرت ابو بکر حضرت یزید بن سفیان کے قافلہ کو الوداع کہنے کے لئے کچھ دور تک ان کے ساتھ بغیر ہرے آپ پیدل چلے جا رہے تھے اور یزید بن ابی سفیان سواری پر تھے انہوں نے کہا کہ تمہارے پیدل چلتا ہوں آپ سوار ہو جائیے آپ نے فرمایا کہ نہیں تم جہاں ہو وہیں رہو اللہ نے راستے میں اٹھے قدم کی بات ہی اور ہے۔ پھر آپ نے فرمایا

اے یزید دھیان رکھنا کہ وہاں تمہارا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے گا جنہوں نے اپنی زندگی عبادت خانوں کے واسطے نذر کر دی ہے تم ان لوگوں کو کچھ نہ کہنا ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا اور تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو تمہارے پاس الوداع نعمت لے کر آئیں گے تم ان کھانوں میں سے جب کھاؤ تو ان کھانوں پر اللہ کا نام لو..... اور

تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے سر بیچ سے منڈے ہوں گے تم ان کو تلوار سے کٹا کر مٹاؤ۔ دیکھنا کسی لڑکے کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی عورت بچے مرلیض اور راہب پر ہاتھ اٹھانا نہ گھروں کو برباد کرنا نہ کسی درخت کو اکھاڑ دینا نہ کسی جانور کو نقصان پہنچانا نہ تو مثلہ کرنا نہ دھوکہ دینا اور اللہ غیب سے اسی کی مدد کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں بیشک اللہ قوی اور زبردست ہے جاؤ میں تمہیں اللہ کے حوالے کر رہا ہوں۔ (فتوح الشام ص ۲۰۔ موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۸۱۔ مؤطا امام مالک ص ۲۹۷)

☆..... حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہم کو ہدایت

حضرت ابو بکر نے جب حضرت عمرو بن العاص کو ملک شام کی جانب روانہ فرمایا تو آپ ان کو چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ چلے اور چلتے ہوئے ان سے فرمایا
اے عمرو بن عاص..... اپنی خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرنا اور اس سے شرمنا اللہ تم کو اور تمہارے عمل کو دیکھتا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے ان حضرات پر جو تم سے باعتبار اعمال صالحہ کے آگے ہیں اور ان سے جو اسلام اور اہل اسلام میں تم سے زیادہ غنی ہیں تم کو مقدم کیا ہے لہذا تم آخرت کے لئے اعمال کرنے والے بن جاؤ اور جو کچھ کہ تم کرو اس سے تمہارا مقصد رضا الہی ہو اور تم ان لوگوں کے لئے جو تمہارے ساتھ ہیں باپ جیسے ہو جاؤ لوگوں کے چھپے ہوئے بھیدوں کی ہرگز چھان بین نہ کرنا ان کے ظاہر پر اکتفا کرنا اور اپنے کام میں غفلت نہ برتنا اور جب دشمن سے جنگ کرنا سچائی کے ساتھ کرنا بزدلی نہ دکھانا خیانت نہ کرنا خیانت کرنے والے کو سزا

دینا اور جب اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرنا زیادہ لمبی چوڑی بات نہ کرنا اپنے آپ کو اصلاح کر لو تمہاری رعایا تمہارے لئے بھلی ہو جائے گی (کنز العمال ج ۲ ص ۱۲۷)

پہلے انہیں ایک خط بھی لکھا جس میں فرمایا کہ تم ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس سے سوائے سوائے اللہ سے ڈرتا ہے اور جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا وہاں سے اس کو رزق دیتا ہے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا اجر بڑھاتا ہے۔ بلاشبہ اللہ سے تقویٰ بندگان خدا کی آپس میں بہترین نصیحت ہے تم انہ کے ایسے راستے میں ہو جس میں افراط و تفریط اور مداخلت کی گنجائش نہیں ہے جس میں دین کا استحکام اور خلافت کی حفاظت کا راز مضمر ہے تم سستی اور کاہلی اختیار نہ کرنا (تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۸۸)

حضرت ابو بکر صدیق کی قیمتی ہدایات

حضرت ابو بکر صدیق نے مختلف اہم شخصیات کو جو خطوط روانہ فرمائے اور جو ہدایات دیں ان میں قیمتی کلمات بھی تھے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے گا

فلا تشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کرتے ہوں

جو لوگ دعوت حق قبول کریں کالے ہوں یا گورے ان کا اسلام تسلیم کرو جن کو اسلام کی دولت دو ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ

اپنے ساتھیوں میں اختلاف رائے کو راد نہ پاسنے دو کہ جس سے ان میں کفر و منکر ہو جائے بکلت میں کوئی قدم نہ اٹھاتا
- جو اللہ کے دین کی مدد کرے گا اللہ اس کی مدد کرے گا اور جو اللہ کی مدد سے ابرار ہو جائے گا اللہ اس سے بے نیاز ہو جائے گا

حضرت اسامہؓ کے لشکر کو قیمتی نصیحتیں

حضرت اسامہؓ کی قیادت میں آپ نے جو لشکر عرب اور شام کی جانب روانہ کیا تو آپ نے ان پر درج ذیل نصیحتیں فرمائی

اے لوگو ذرا ٹھہرو میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تم ان کو اچھی طرح یاد رکھنا دیکھو خیانت نہ کرنا... فریب نہ کرنا... سرکشی اور بغاوت نہ کرنا... دشمن کے ہاتھ پیر مت کاٹنا... چھوٹے بچہ کو... اور بوڑھے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا... کھجور کے درخت کو نہ اکھاڑنا اور نہ جھانا... پھل وار درخت کو نہ کاٹنا... بکری گائے اور اونٹ سوائے کھانے کے نہ ذبح کر دینا... (تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۶۳)

ترجمہ

امامت دے گئے خود مصطفیٰ صدیق اکبرؐ کو
کہ یہ اول خلیفہ ہوں گے نکھا ہے مقدر میں
مئے فتنے جہاد ایسا کیا صدیق اکبرؐ نے
ہوا اسلام قائم دورہ صدیق اکبرؐ میں
﴿از حکیم اختر رائے بریلی﴾

ملفوظات صدیقی

حضرت ابوبکر صدیق کے فرمودات و ارشادات

پہنچ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سبق آموز اور قیمتی فرمودات نقل کیے ہیں۔
ذاتِ زور خواست کریں گے کہ آپ کے ان فرمودات کو غور سے پڑھیں اور اس سے فائدہ
لے کر کوشش کریں۔

حضرت جنید بغدادی کہتے ہیں کہ توحید میں سب سے اونچا کلام حضرت ابو بکر صدیقؓ کا
ہے جو یہ ہے۔

سبحان من لم يجعل لخلقه سبيلا الا بالعجز عن معرفته
(ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۷۹)

یہ وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی نہیں بنائی مگر اپنی معرفت
سے عاجز ہونے کی۔

تاکہ معنی یہ ہے کہ یہ ارشاد معرفت ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عاجزی میں
عرفت ہے یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات و افعال کے واسطے سے پہچان
پہنچے ہوں گے اور آگے بڑھ کر ذاتِ محبت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا متنبہ معرفتِ یحییٰ
نقل ہوگا۔ یہاں مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرینِ خدا ہرے اور کیونست سب سے بڑے
خلاف قرار پائیں گے (ایضاً ص ۸۰)

ارشاد فرمایا کہ..... جو تم میں سے رو سکے اس کو چاہیے کہ وہ ضرور روئے اور جو نہ رو سکے تو
پہنچے کہ رو تائیں جائے (کتاب الزہد والرقاق ص ۲۱)

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اس شخص کے لئے عذر ہے جو انانیت میں مر گیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے طارق سے انانیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہے کہ ابو بکر کی مراد یہ ہے کہ نیا نیا مسلمان ہوا اور مر گیا یا شروع اسلام میں کسی فوت ہو گیا۔
(کتاب الزہد ص ۴۵)

زیر بن عوام کہتے ہیں حضرت ابو بکر نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا سے شریعت لے لے جاتا ہوں تو اپنے کپڑے سے نقاب ڈالے رکھتا ہوں اس لئے کہ اپنے رب سے مجھے شرم ہے۔
(کتاب الزہد ص ۵۲)

ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ہنسی نہیں ہے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سب جاہلیت کی باتیں ہیں اب اس طرح اجازت نہیں ہے اس نے کہا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں۔ کون سے مہاجرین میں سے فرمایا کہ قریش میں سے ہوں کہنے لگی کہ کون سے قریش سے فرمایا کہ بڑی لی آپ بہت پوچھنے والی ہیں میں ابو بکر ہوں اس نے پوچھا کہ بتاؤ ہم لوگ کب تک اس حالت پر رہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے کفر کے بعد ہمیں عطا فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ

جب تک تمہارے پیشوا درست رہیں گے تم اچھی حالت میں رہو گے اس نے کہا کہ پیشوا کون لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ کیا تمہاری قوم میں سردار اور بزرگ نہیں ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور لوگ پھر ان کی باتیں مانتے ہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں ایسے لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ پیشوا بھی انہی کی طرح لوگوں کے لئے ہوں گے (سنن دارمی ج ۱ ص ۸۱)

ارشاد فرمایا..... حضور ﷺ پر درود بھیجا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دینے والا ہے جی

جس کو مانتا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا زیادہ افضل ہے غلاموں کے آزاد کرنے کی
 جتنی شہادت کی محبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے انفسوں کے خون دل سے (یعنی جان
 عزیز اور پیاری چیز ہے) یا یہ فرمایا کہ جمادے بھی۔
 (ازالہ ج ۲ ص ۲۱۲)
 الانفس او قال من ضرب السیف فی سبیل اللہ

ارشاد فرمایا..... جس نے خالص محبت الہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے توبہ
 کرے گا اور تمام انسانوں سے متوحش کر دے گی (احیاء العلوم)
 رسول اللہ ﷺ محدث دہلوی اس پر فرماتے ہیں کہ
 لازم محبت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے (ازالہ ج ۳ ص ۸۰)
 ایک مرتبہ آپ نے ممبر پر روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ
 بے معنی اور عافیت کا سوال کرو اس لئے کہ تم مین سے کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے زیادہ بھلی
 چیز دی گئی (مسند احمد ج ۱ ص ۷)
 آپ فرماتے ہیں

عليكم بالصدق فانہ مع البر وهما فی الجنة وایاکم والكذب فانہ مع
 الفجور وهما فی النار (مسند احمد ج ۱ ص ۷)
 صدق اختیار کرو اس کا جوڑ نیکی سے ہے اور یہ دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور
 کذب سے بچتے رہو اس کا جوڑ فجور سے ہے اور یہ دونوں دوزخ لے جاتے ہیں۔
 آپ فرماتے ہیں اے لوگو جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے۔
 فان الكذب بجانب للايمان (مسند احمد ج ۱ ص ۱۰)
 عمرت الام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) اس پر لکھتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ صدیق اکبر نے سچ فرمایا ہے جھوٹ نفاق کی جڑ ہے اور منافق کی
عاجز مت ہے مومن مصیبت اور ناجائز شہوت رانی کا مرتکب تو ہو سکتا ہے لیکن ایمان
کی ذہنیت میں خیانت اور کذب بیانی راسخ نہیں ہو سکتی (تذکرۃ الخلفاء ج ۱ ص ۲۸)
۔۔۔ آپ فرماتے ہیں کہ

ایک مومن بھائی کی دوسرے مومن بھائی کے لئے خدا واسطے کی جائز دعا قبول
کی جاتی ہے (کتاب الزہد ص ۱۶۶ ازادب المفرد ص ۱۹۰)

۔۔۔۔۔ ارشاد فرمایا..... تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز حقیر نہ سمجھے کیونکہ
مسلمانوں میں جو دنیا میں کمزور ہے وہ اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے (احیاء العلوم)
۔۔۔۔۔ ارشاد فرمایا..... ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غناء کو یقین میں پایا اور شرف کو تہانہ
میں پایا (ایضاً۔ الزالرج ۳ ص ۱۲۹)

۔۔۔۔۔ عبداللہ بن لبیہ شاعر کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر کو ایک مصرع سنایا

ہذا الاکل شئ ما خلا الله باطل ۞ (اللہ کے سوا باقی چیزیں باطل ہیں)

تو آپ نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا ہے پھر میں نے دوسرا مصرع سنایا (وکل نعیم لامحالة
ذائل) آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی پاس جو نعمتیں ہیں وہ کبھی زائل
نہیں ہوں گی (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۷)

۔۔۔۔۔ آپ فرماتے ہیں کہ غناء کو نکاح میں تلاش کرو یعنی یہ نہ سمجھو کہ غریب ہیں اس نے
نکاح نہیں کرتے نکاح کرنے پر اللہ تعالیٰ غریب کو دور کر دیں گے ابتغوا الغنی فی اللکام
(موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۱ ص ۲۲)

(نوٹ) ان ینکونوا فقراء ینغنیہم اللہ عن فضلہ ارشاد ربانی بھی ہے

۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا

اللہ تجھ پر رحم فرمائے اللہ تجھے باہر کست نہائے فرض نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔
زکوٰۃ دل کی خوشی سے دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور حج بیت اللہ کرنا اور
حرام کبھی نہ جانا (ریاض ج ۱ ص ۲۵۳)

... حضرت ابو بکر صدیق قرآنی حکم استقاموا کی تفسیر لم یشرکوا باللہ شیئات
لرمانے ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرایا (کتاب الزہد ص ۵۲)

... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے جب نیا پیرا پہنا تو وہ مجھے چونکے بہت اچھا
لگا تو میں اس کی طرف دیکھنے لگی اتنے میں میرے والد حضرت ابو بکر نے مجھے کہا کہ کیا تو نہیں
جانتی کہ اللہ تجھے دیکھتا ہے ان اللہ لیس بنظر الیک؟ (کتاب الزہد ص ۶۵) پھر فرمایا کہ
جب کوئی شخص دنیا کی زیب و زینت کی وجہ سے عجب کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ اس
سے ناراض ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے دست بردار نہ ہو جائے چنانچہ حضرت عائشہ
مدینہ نے وہ کپڑا اتار دیا اور اسے راہ خدا میں صدقہ کر دیا اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ امید
ہے کہ یہ تیرے لئے کفارہ ہو جائے۔ عسی ذلک ان یکفر عنک (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۲۔
موسم ج ۱ ص ۸۲)

... حضرت یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر نے اپنے خطبہ میں فرمایا

این الوضاء الحسنۃ وجوہہم المعجبون بشانہم؟ این الملوک الذین بنوا
المدائن وحصنوها بالحیطان؟ این الذین کلنوا یعطون الغلبۃ فی مواطن
الحرب؟ قد تضعضع بہم الدھر فاصبحوا فی ظلمات القبور الوحاء الوحاء
النجاۃ النجاۃ (صفوۃ ج ۱ ص ۱۳۶)

کہاں گئے وہ خوبصورت جو اپنے حسن جمال اور شباب پر فخر کیا کرتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ جنوں
نے شہر بنائے اور ان کے چاروں طرف فصینیں بنا کر انہیں قلعہ بند کر دیا۔ کہاں گئے وہ بہادر جو

لڑائیاں جیتنے اور دشمن پر فتح پر فتح پاتے تھے۔ انقلاب زمانہ نے انہیں بااذا اور تہذیب
 وہ اندھیری قبروں میں جاکے۔ "اوگو۔ نیک کاموں کے لئے جلدی کرو اور اللہ سے
 اپنے کو چالو (صفوحہ صفوحہ ج ۱ ص ۱۳۶ حلیہ ج ۱ ص ۶۹)
 آپ فرماتے ہیں کہ

جب کوئی جانور خدا کی تسبیح سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ شکاری کے تالا آجاتا ہے جب کوئی
 کاپٹ تسبیح سے غفلت برتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے

ماصيد من صيد ولا عضد من شجرة الا بما ضيعت من التسميع (کتاب
 ص ۱۶۳۔ ابن ابی شیبہ۔ موسوعہ ص ۸۲ از المرح ۳ ص ۸۳)
 ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان کس بات پر ناز کرتا پھر جاتا ہے

پیشاب کرنے کی جگہ سے دو مرتبہ نکلا ہے (خلق من عجری المبول مرتین) (ابن ابی شیبہ
 موسوعہ ج ۱ ص ۵۷)
 آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے تو صبر کرنا چاہئے اور گریہ و شہ سے روکنا

فائدہ بھی نہیں ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۰)
 آپ نماز جنازہ پڑھتے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ

اللهم عبادك اسلمه الاهل والصلال والعشيرة والذنب عظیم وانت غفور رحیم

اے اللہ اس شخص کے اہل و عیال اور مال و دولت نے اسے تیرے حوالہ کر دیا ہے اس کے گناہ
 اگرچہ زیادہ ہیں لیکن تیری بخشش و مہربانیاں اس سے بہت زیادہ ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۹۹)
 آپ ارشاد فرماتے ہیں

بہت آدمی دنیا کی نعمت میں سے کسی نعمت پر عجب کرتا ہے تو جب تک اس سے علیحدگی اختیار
 نہیں کرتا اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس سے ناراض رہتے ہیں (اقوال سلف ج ۱ ص ۷۰)

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق کے درج ذیل ملفوظات والد گرامی حضرت الخاق ہر ایم یوسف صاحب رحمونی مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں نقل کئے ہیں انہیں بھی غور سے پڑھنے فقیر کے سامنے صدقہ عاجزی سے بالواب پیش کر۔ کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

۲۔ دولت آرزو سے حاصل نہیں ہوتی۔ جوانی خضاب سے واپس نہیں آتی۔ صحت دلوں پہ نغمہ نہیں ہے۔

۳۔ عبادت ایک پیشہ ہے۔ اس کی دکان خلوت ہے۔ اس کا راس المال تقویٰ ہے اور اس کا نفع بنت ہے۔

۴۔ جو بھی نیکی کرے بہتر ہے، لیکن امیر کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

۵۔ گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ لیکن گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

۶۔ مصیبت میں صبر کرنا مشکل ہے لیکن صبر کے ثواب کو ضائع ہونے سے بچانا سخت مشکل ہے۔

۷۔ زمانے کی گردش عجیب ہے۔ لیکن اس سے غفلت عجیب تر ہے۔

۸۔ جو امر کے سامنے آجائے عودہ نزدیک ہے۔ لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

۹۔ مرد شرم کریں تو اچھا ہے۔ لیکن عورتیں کریں تو بہت ہی اچھا۔

۱۰۔ بوڑھا توبہ کرے تو بہتر ہے اور اگر جوان کرے تو بہت ہی بہتر ہے۔

۱۱۔ امیر بخشش کرے تو خوب ہے۔ اور محتاج کرے تو خوب تر ہے۔

۱۲۔ جوان کا گناہ بھی برا ہے۔ لیکن بوڑھے کا سخت برا ہے۔

۱۳۔ جاہل دنیا میں مشغول ہو تو برائی ہے اور عالم ہو تو سخت ترین برائی۔

۱۴۔ امیر تکبر کریں تو برا ہے لیکن غریب کریں تو بہت برا ہے

۱۵۔ نماز کو سجدہ سو، روزے کو صدقہ، حج کو فدیہ اور ایمان کو جہاد مکمل کرتا ہے

- ۱۶۔ جسے رونانہ آتا ہو، وہ رونے والوں پر رحم کرے
- ۱۷۔ زبان کو شکایت سے بند کر، خوشی کی زندگی عطا ہوگی
- ۱۸۔ اس دن پر روجو تیری عمر سے گذر گیا اور میں کوئی نیکی نہ کی
- ۱۹۔ موت کی تمنا کوئی نہیں کر سکتا مگر وہ جسے اپنے عمل پر وثوق ہوگا
- ۲۰۔ مسؤل پر مسائل کا حق جواب ہے اور عمدہ جواب حسن خلقی ہے
- ۲۱۔ ہر عمل کے ثواب کا ایک اندازہ ہے مگر صبر کا ثواب بے اندازہ ہے
- ۲۲۔ شکر گزار مومن عافیت سے زیادہ قریب ہے
- ۲۳۔ خدا کا خوف بقدر علم ہوتا ہے اور بے خونی بقدر جہل
- ۲۴۔ کسی کی تکلیف اپنے اوپر لے لینا حقیقی سخاوت ہے
- ۲۵۔ تو دنیا کے سامانوں میں مگن ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے
- ۲۶۔ جس کا سرمایہ دنیا ہے ان کے دین کا نقصان زبانیں بیان نہیں کر سکتی۔
- ۲۷۔ علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ خلاف مال کے۔
- ۲۸۔ پیغمبروں کی میراث علم ہے اور فرعون و قارون وغیرہ کی کافروں کی میراث مال ہے
- ۲۹۔ صبح خیزی میں مرغ سحر کا تجھ سے سبقت لے جانا، تیرے لئے باعث شرم ہے۔
- ۳۰۔ وہ علماء خدا تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جائیں اور وہ امراء خدا تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں۔
- ۳۱۔ بندے کے دل میں جب کسی دینیوی زینت کے باعث تکبر پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ زینت اس سے چھن جائے
- ۳۲۔ وہ لوگ بہتر نہیں جو آخرت کے لئے دنیا کو ترک کرتے ہیں، بہتر وہ ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کو حاصل کرتے ہیں۔

- ۳۳۔ پرانے گناہوں کو نیکیوں سے مٹاؤ
- ۳۴۔ جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں شامک بجاتے ہیں۔
- ۳۵۔ مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے
- ۳۶۔ بعد سفر (آخرت) اور قلت توشہ سے ڈرتا رہے
- ۳۷۔ مومن کے خوف ورجا کو وزن کریں تو دونوں برابر ہونگے
- ۳۸۔ شریف علم پڑھ کر متواضع ہو جاتا ہے اور ذیل علم پڑھ کر متکبر ہو جاتا ہے
- ۳۹۔ بُروں کی صحبت سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے اور تنہائی سے نیکیوں کی محبت بدرجہا بہتر ہے
- ۴۰۔ طالب دین عمل میں ترقی کرتا ہے اور طالب دنیا علم میں۔
- ۴۱۔ جو نصیحت سے متاثر نہ ہو، وہ سمجھ لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔
- ۴۲۔ علم کی قوت حد سے بڑھے تو مکاری و بسیار دانی پیدا کرتی ہے اور ناقص ہو تو حماقت و ب وقوفی پیدا کرتی ہے۔
- ۴۳۔ آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے، دل کی تمام آفات اس راہ سے داخل ہوتی ہیں۔ آنکھ پر کٹھن دل رکھ، تمام آفات (شہوات و لذات وغیرہ) سے محفوظ رہے گا۔
- ۴۴۔ مانگنے سے پہلے عطا کر اگر مانگنے کے بعد دیا تو جتنا تو نے دیا اس سے دگنی سائل کی آبر و تو نہ دے
- ۴۵۔ انسان ضعیف ہے، تعجب ہے وہ خدائے قوی کی نافرمانی کیسے کرتا ہے۔
- ۴۶۔ بد مخت ہے وہ شخص جو خود مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے۔ یعنی کوئی بری بات جاری نہ جائے، مثلاً کھوٹہ سکھ بنانا، برا کھیل جاری کرنا، بری کتاب شائع کرنا، دین میں نئی بات پیدا کرنا وغیرہ
- ۴۷۔ خبردار کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیوں کہ چھوٹے درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مناجات اور دعائیں

حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ حضور مجھے کوئی ایسی دعا تہمیں فرمائیے کہ اسے نماز میں مانگ لیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح کو۔

اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاعف عني
مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم (مسند احمد ج ۱ ص ۱۹)
اے اللہ میں نے تو (گناہوں کا مرتکب ہو کر) اپنے نفس پر ظلم کیا اور گناہوں سے اپنے
سوا کوئی نہیں بھٹتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے میرے گناہ بخشدیں اور
مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ ہی بہت مغفرت بڑی رحمت کرنے والے ہیں
☆☆☆..... آپ صبح شام اور بستر پر جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشهادة لا اله الا انت رب
کل شئی وملیکه اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرک
وان اقترب علی نفسی شرا او ان اجره الی مسلم (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۲۵)
مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۵

اے اللہ آسمانوں وزمین کے پیدا کرنے والے ہر غائب و حاضر کا علم رکھنے والے آپ
کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے ہیں
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے
نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے

☆☆☆..... آپ اکثر یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے
اللهم هب لی ایمانا ویقینا ومعافاة ونية (ابن ابی الدنیا) ریاض ج ۱ ص ۱۹۳

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ آپ کی زبان پر اکثر کلمہ طیبہ رہا کرتا تھا (ریاض الصالحین ص ۱۹۳)

آپ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی تھیں

اللهم اجعل خیر عمری آخره وخیر علمی خواتمه وخیر ایامی یوم لفلان (ریاض الصالحین ص ۱۹۳)

اے اللہ میری آخری عمر میں خیر و برکتیں عطا فرما اور نیک اعمال پر میرا خاتمہ ہو اور محمدی ملاقات کے دن کو میرے لئے بہترین دن فرما۔

اللهم ارنی الحق حقا وارزقنی اتباعه وارنی الباطل باطلا وارزقنی اجتنابه ولا تجعل مشتبها علی فاتبع الهوی (احیاء العلوم از الحج ۳ ص ۸۲)

اے اللہ مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور مجھے اس کے اتباع کی توفیق عطا دیجئے اور حق کو کھلم کھلا نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں۔

اللهم انی اسألك الذی هو خیر لی فی عاقبه الخیر اللهم اجعل آخر ماتعطینی من الخیر رضوانک والدرجات العلی من جنات النعیم (کتاب النعمان از امام احمد بن حنبل ص ۱۶)

اے اللہ میں اس کام کا خواستگار ہوں جس کا انجام اچھا ہو اے اللہ تو مجھے اپنی رضامندی عنایت فرما کہ جو بہترین ہے نور جنات النعیم کے بلند درجہ اور جات سے سرفراز فرما

(نوٹ) حضرت ابو بکر کے عہد میں منع زکوٰۃ کا فتنے نے کس طرح جنم لیا اور آپ نے کس ایذا غیرت اور دینی حمیت سے اس فتنے کا قلع قمع فرمایا اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ آپ کس درجہ کے مؤمن اور اسلام کے سچے خادم اور سپاہی تھے۔

سوائے صدیق کون پاتا حضور انور کی جانشینی کہ وہ نہ ہوتے تو یوں جہاں میں بلند دین کا علم نہ ہو

خليفة رسول الله ﷺ

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ جرات و ہمت اور عزیمت و استقامت کا بے مثال پیکر

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو اس وقت حالات بہت سنگین صورت اختیار کر گئے تھے ایک گروہ جو ابھی تک اپنے نفاق کو چھپائے ہوئے تھا کل کر سامنے آگیا کچھ قبائل اسلامی احکام کی پابندی سے آزاد ہونے لگے کچھ لوگ میلہ کذاب اور غنی طلحہ اسدی جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ لگ گئے جبکہ بعض نے حکومت وقت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام بن عروہ اپنے والد کی زبانی اس دور کا نقشہ اس طرح بتاتے ہیں

وقد ارتدت العرب اما عامة واما خاصة في كل قبيلة ونجم النفاق واشرايت اليهودية والنصرانية والمسلمون كالغنم المطيرة في الليلة الشائبة لفقد نبهم وقتلهم وكثرة عدوهم (البدایہ ج ۶ ص ۳۰۴)

(ترجمہ) عرب کے قبائل میں ارتداد کی خطرناک ہوا چل پڑی کئی پورے اور بعض جزوی طور پر ہر جگہ نفاق اہل پڑا یہودیت اور نصرانیت نے بھی سراٹھایا اس وقت مسلمانوں کی حالت ایسی ہو گئی جیسے سردی کی رات میں بارش میں بھیگی ہوئی بھری کی ہوتی یہ اسلئے کہ ان کے نبی ان میں نہیں رہے اور اسلئے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور انکے دشمن ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں

امام زین الدین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس وقت کا حال اس طرح بیان کیا ہے
توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم فنزل بابي بكر مالم نزل بالجبال ليه
ضربا شراب النفاق بالمدينة وارتدت العرب فوالله ماختلفوا في نقطة
الاطار ابى لحطها وغنائها في الاسلام (ازالة الخفاء ج ۱ ص ۱۳۹)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت ابو بکر پر وہ مصیبت ٹوٹ پڑی کہ
اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی نفاق نے مدینہ میں سر اٹھایا اور کئی اہل عرب
مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد
اسکو مٹانے اور اسلام کو اس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے

آپ فرماتی ہیں

فنزل ابى مالم نزل بالجبال الراسيات لها ضربا شراب النفاق بالمدينة
وارتدت العرب فوالله ماختلفوا في واحدة الاطار ابى بحطها وغنائها
عن الاسلام (بلاذري فتوح البلدان ص ۱۰۲)

میرے باپ پر ایسے امور آ پڑے کہ اگر وہ مضبوط پہاڑ پر آ پڑتے تو انہیں بھی ٹکڑے
کر کے رکھ دیتے مدینہ میں تو نفاق زدوروں پر آگیا اور اکثر عرب مرتد ہو گئے قسم خدا
کی لوگوں نے اسلام کی جس بات سے بھی اختلاف کیا میرے والد اسلام کے دفاع
میں اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ کی وفات کے بعد ہی اہل اسلام کو ایسے حالات سے سابقہ پڑا اگر اللہ تعالیٰ بوجہ
عطا فرما کر ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم ہلاک ہو جاتے

لقد قمنا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما كدنا نهلك فيه لو

۱۶ ان الله من علينا بابي بكر (فتوح البلد ان ص ۱۰۱)

حضرت علامہ قاضی عیاض (۵۴۵ھ) اور شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) کی بیان کردہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ مخالفین اسلام تین قسم کے لوگ تھے

(۱) بت پرستی کی جانب لوٹنے والے

(۲) وہ لوگ جنہوں نے کسی مدعی نبوت کی پیروی اختیار کر لی

(۳) وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ تو رکھتے تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے مکر گئے اور انکا کہنا تھا کہ

زکوٰۃ دینا صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے اب چونکہ آپ نہ رہے اسلئے اب کسی کو زکوٰۃ دینا نہ رہا (فتح الباری بشرح صحیح البخاری ج ۲۶ ص ۱۰۷)

علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد عامۃ الناس تو اسی دین سے وابستہ رہے جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے البتہ کچھ لوگ انتشار کا شکار ہو گئے کچھ مدعیان نبوت کے جال میں آ گئے ایک فریق توقف کئے ہوئے تھا وہ ابھی اس بات کے انتظار میں تھا کہ ان بات میں جو فریق غالب ہو گا ہم اسکے ساتھ ہو جائیں گے ایک بڑا گروہ وہ تھا جو توحید و رسالت اور نماز کا قائل تھا مگر زکوٰۃ کی فرضیت یا اب اسکے بیعت المال میں دینے سے منکر تھا تاہم جمہور مسلمان اسلام پر قائم تھے (دیکھئے الملل والنحل ج ۱ ص ۶۶)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک فریق زکوٰۃ کا سرے سے منکر تھا جبکہ ایک فریق زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل ہونے کے باوجود بیعت المال میں زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا تھا اور انکا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرمایا تھا

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم الآية (پ ۱۱)

(التوبة ۱۰۳)

(ترجمہ) لے انکے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور باہرکت کر تو ان کو اسکی

وجہ ہے۔ اور دُعائے ان کو

مطلب یہ تھا کہ تطہیر و تزکیہ چونکہ آپ کے ساتھ خاص تھا آپ جب تک رہے ہم سب ان کی قیادت میں رہے۔ آپ نہیں رہے اس لئے یہ حکم منسوخ ہے اب کسی کو یہ حق نہیں کہ ہم سے ان کے لئے ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت نہیں رہی جبکہ بعض بیت المال میں زکوٰۃ بھجنے کو ایک طرح کا جبر سمجھتے تھے

مگر زکوٰۃ کے یہ گروہ تھے جنہوں نے مختلف جیلوں کے ذریعہ زکوٰۃ نہ دینے کا تہیہ کر رکھا تھا تاہم یہ بات اپنی جگہ حتمی اور قطعی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس گروہ میں شامل نہ تھا حضرت امام خطابی (۳۸۸ھ) لکھتے ہیں

لم يرتد احد من الصحابة وانما ارتد قوم من جفافة الاعراب ممن لا نصرۃ له في الدين وذلك لا يوجب قدحا في الصحابة المشهورين (ماخوذ از مقام صحابہ ص ۷۷)

(ترجمہ) صحابہ کرام میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہوا تھا ہاں بعض گنوار اعرابی جن کا دین کی نصرت میں کوئی دخل نہ تھا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں ارتداد کی لپیٹ میں آئے اس گروہ سے مشہور صحابہ کرام کی شان میں کوئی نقص و عیب نہیں آتا

☆..... سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا موقف

الغرض جب حالات نے یہ رخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے گفتگو کیلئے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں وفود بھیج دیے وفود مدینہ منورہ آتے رہے اور انہوں نے یہاں کے مختلف حضرات سے

نہاں میں گفتگو کی اور کہا کہ وہ اس معاملہ میں حضرت ابو بکر صدیق سے گزارش کر کے یہ بات
 علی کریں
 اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کے پیش نظر بعض صحابہ نے آپ سے گزارش
 کی کہ آپ اس صورت حال پر غور کریں کہ ان اعراب (گنوار) کو جو اس وقت زکوٰۃ نہیں دے
 رہے انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں فی الحال ان سے کوئی تعرض نہ کریں صحابہ کرام کا یہ خیال تھا
 کہ ان کے اعراض کی وجہ ان کا جدید الاسلام ہونا ہے جب یہ لوگ پوری طرح اسلامی تعلیمات و
 بھجھ لیں گے تو خود ہی ان کے دل میں ان شعائر کا احترام ہوگا اور وہ زکوٰۃ ادا کرنا شروع کر دیں گے
 یہاں حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ صالح بن کيسان کہتے ہیں
 جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو حضرت ابو بکر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثناء کی
 پُر فرمایا

الحمد لله الذي هدى فكفى واعطى فاغنى ان الله بعث محمدا ﷺ
 والعلم شريد والاسلام غريب طريد قدرت حبله وخلق ثوبه وضل
 اهله منه ومقت الله اهل الكتاب فلا يعطيهم خيرا لخير عندهم
 ولا يصرف عنهم شرا لشر عندهم وقد غيروا كتابهم والحقوا فيه
 مالا ليس منه والعرب الامنون يحسبون انهم في منعة من الله
 لا يعبدونه ولا يدعونه فاجهدهم عشيا واطلمهم دينا في ظلف
 الارض مع ما فيه من سحاب فختهم الله بحمده وجعلهم الامة
 الوسطى ونصرهم بمن اتبعهم ونصرهم على غيرهم حتى قبض الله
 نبيه ﷺ فركب منهم الشيطان مركبه الذي انزله عليه واخذ
 بأيديهم وبغى هلكتهم ومما محمد الا رسول الاية

ان حوالکم من الاعراب قد منعوا شاتھم وبعیرھم ولم یکنوا فی دینھم وان رجعوا الیہ ازھد منھم یومھم هذا ولم تکنونوا فی دینکم اقوی منکم یومکم هذا علی متقدم من برکۃ نبیکم. وقد وکلکم الر المولی الکافی الذی وجدہ ضالا فھداه وعائلا فأغناہ وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها..... (الایۃ)

واللہ لا أدع ان اقاتل علی امر اللہ حتی ینجز اللہ وعدہ ویوفی لنادی عہدہ ویقتل من قتل شہیدا من اهل الجنة ویبقى منها خلیفۃ وذریقہ فی ارضہ قضاء اللہ الحق وقولہ الذی لاخلف لہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم..... فاسقون (البدایہ ج ۶ ص ۳۱۶)

اللہ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ جس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور وہ کافی رہا اور اس نے عطا کیا اور غنی کر دیا بلاشبہ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جبکہ علم چھوڑا جا چکا تھا اور اسلام دھتکارا ہوا مسافر تھا اس کی رسی بوسیدہ ہو چکی تھی اور اس کا پردہ پرانا ہو چکا تھا اور اس کے اہل اس سے گم ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے ناراض تھا اور وہ ان کی بھلائی کے لئے ان سے کوئی بھلائی نہ کرتا تھا اور ان کے شر کی وجہ سے ان سے شر کو دور نہ کرتا تھا انہوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا اور اس میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی تھی اور عرب اپنے آپ کو اللہ کی حفاظت میں خیال کرتے تھے نہ اس کی عبادت کرتے تھے اور نہ اس کو پکارتے تھے پس اس نے کھانے کے بارے میں انہیں مشقت میں ڈال دیا اور دین میں انہیں ایک پتھر ملی زمین میں چھوڑ دیا جہاں کوئی بادل نہ بر سے سوا اللہ نے ان سب کو ختم کر دیا اور اب انہیں ایک متوسط امت ملایا اور ان کے اتباع سے ان کی مدد کی اور دوسروں کو

انہیں فتح دی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو وفات دی اور شیطان نے اٹھایا اور اس نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور ان کی ہلاکت چاہی۔ تمہارے پاس ہیں جو اعراب (دیہاتی لوگ) رہتے ہیں انہوں نے اپنے لونٹوں اور بحر یوں اور وہ لیا ہے اور وہ پہلے ہی اپنے دین میں نہ تھے بیشک وہ اس کی طرف آئے اس سے زیادہ بے پردائی سے جس میں وہ آج ہیں اور نہ تم اپنے دین میں آج سے زیادہ طاقت ور تھے اور یہ بات نبی کریم ﷺ کی پہلی برکت سے ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو کفایت کرنے والے مولیٰ کے سپرد کیا تھا جس نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور محتاج و کمزور غنی بنا دیا خدا کی قسم میں امر الہی پر جنگ کرنا نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور وہ ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور جو ہم میں اس جنگ میں مارا جائے گا وہ شہید ہو گا اور اس کا خلیفہ اور اس نبی کی آل اس زمین میں باقی رہیں گے اللہ کا فیصلہ برحق ہے اور اس کے قول کے خلاف ہر گز نہ ہو گا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶)

ص ۳۱۶

ہو جو لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس اس غرض سے آئے کہ آپ فی الحال ان سے کوئی نرض نہ کریں انہیں چھوڑے رکھیں پھر دیکھا جائے گا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ

والله لا اقاتلن من فرق بين الصلوة والزكاة

خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے لڑوں گا

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ بات سنی تو عرض کیا

يا خليفة رسول الله تالف الناس وارتق بهم

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ان لوگوں کے ساتھ تانیف قلب اور نرمی

کا معاملہ فرمائیے



ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے عرض کی کہ حضور
لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے قتال کرنے سے منع فرمایا ہے
حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ ان کا معاملہ اور ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نماز اور زکوٰۃ
فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوٰۃ کو فرض نہیں جانتے اور ان میں کچھ ایسے ہیں
جو اس حکم کی غلط تاویل کر کے قرآنی حکم سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ اسلام نے ان کو انکار
فرض کہا ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ درست نہیں میں ان کے ساتھ نرمی
خواہ کچھ ہو جائے

حضرت عمر فاروق نے پھر ایک مرتبہ آپ سے اس باب میں نظر ثانی کی درخواست کی تو آپ
جلال میں آگئے اور فرمایا کہ اے عمر تو زمانہ جاہلیت میں تو بڑا بے باک اور نڈر تھا (کیا بات ہے کہ)
اس وقت کمزوری دکھا رہے ہو

والله لو منعوني عقالا (وفي رواية عناقا) كانوا يؤذونه الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم لقاتلهم على منعه (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۷)

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک رسی یا ایک بھری کے بچے کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (وہ زکوٰۃ میں) دیا کرتے تھے تو میں اس پر قتال کروں گا
میں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ثم الدين وانقطع الوحى أينقص الدين واناحى والله لا جاهدنهم ولو منعوني
عقالا (تفہیم المسلم ص ۱۶۶)

دین مکمل ہو چکا وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیا دین میں کتبیونیت ہو اور میں زندہ بچھا
رہوں (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی روکی تو
میں ضرور ان سے جہاد کروں گا

مضى النبى وانقطع الوحى والله لا جاهدنهم ماستمبك السيف فى
 بدى وان منعونى عقالا (موسوعة آثار الصحابة ج ۱ ص ۵۹)
 ضرورتاً تشریف لے جا چکے وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا خدا کی قسم میں اس وقت تک
 راہبر ہوں گا جب تک کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک ری
 بھی دینے سے انکار کیا

(نوٹ) حضرت ابو بکر صدیق کے ارشاد پر غور فرمائیے ایںقص کے الفاظ ملتا رہے کہ
 دین میں کسی قسم کی کمی بیشی قابل برداشت نہیں ہے مدعیان نبوت باطلہ کی نبوت دین
 میں اضافہ تھی اور انکار زکوٰۃ شریعت میں کمی۔ دین حق نہ کمی کو برداشت کرتا ہے اور نہ
 زیادتی قابل برداشت ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے ایںقص الدین فرما کر اس اصولی
 بات پر متوجہ فرمایا کہ پورے دین کو قبول کرنا ضروریات دین میں سے ہے اور اسکے کسی
 حصے کا انکار یا اس پر اضافہ ارتداد ہے صرف بغاوت نہیں۔ بغاوت کا لفظ طاعت کے
 مقابلہ میں ہے اور یہ دونوں انتظامی امور میں سے ہیں حکومتوں کی موافقت اور مخالفت
 ہوتی رہتی ہے مگر دین میں مداخلت زیادتی کی جہت سے ہو یا کمی کی جہت سے یہ کسی
 مسلمان سے برداشت نہیں ہوتی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ آپ
 نے اسے ارتداد سمجھا ہے بغاوت نہیں اور ان لوگوں پر برہائے ارتداد لشکر کشی کی ہے
 آپ کے یہ الفاظ اس تفصیل پر نص صریح ہیں

(من افاضات استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ
 کے تاریخی جملہ ﴿أینقص الدین وانا حی﴾ سے ایک عمدہ نکتہ اٹھایا ہے آپ بھی اسے
 پڑھیں اور لطف اٹھائیں حضرت امام اہل سنتؒ لکھتے ہیں

راقم بطور کتا ہے کہ میں جب حضرت ابو بکر صدیق کے اس کلام کو دیکھتا ہوں تو مجھے ایک عجیب بات اس میں نظر آتی ہے غور سے دیکھو یہ لفظ کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے کیسا کلمہ ہے اور اس کلمہ کے کہنے کا حق کس کو ہو سکتا ہے کوئی شخص فوت ہو جائے اور اسکا صرف ایک اکلوتا بیٹا ہو وہ بیشک کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی میں اور میرے باپ کا مال لٹ جائے لیکن اگر کسی شخص کے متعدد اولاد ہوں تو ان میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی میں میرے باپ کا مال لٹ جائے اگر کوئی کہے گا تو یوں کہے گا کہ ہم لوگوں کی زندگی میں۔

یہ کلمہ حضرت صدیق کا بتا رہا ہے کہ رسول خدا ﷺ کے حقیقی وارث آپ کے اکلوتے اور روحانی فرزند ہی ایک تھے اسلئے انکی زبان سے یہ لفظ نکلا کہ میری زندگی میں دین پر آفت آئے اکلوتا بیٹا موجود ہو اور اسکی نظر کے سامنے اس کے باپ کی بڑی محنت و جانفشانی سے جو باغ تیار ہوا تھا وہ کاٹ ڈالا جائے یقیناً حضرت صدیق اکبر کا ادعاء اسلام پر ایسا ہی تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کے بعد کام بھی ایسے ہی کئے لوگوں نے انہیں کو خلیفہ رسول اللہ کہا ان کے بعد پھر کوئی خلیفہ اس نام سے نہیں پکارا گیا بلکہ خلفائے مابعد امیر المؤمنین کہے گئے..... حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق کے اس کارنامہ یعنی قتال مرتدین وغیرہ کو انجام کار تمام صحابہ نے بڑی عزت سے دیکھا تھا (تحدیث سنن ص ۱۵۵)

حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان اللہ معنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت میں بھی تھا تو خدا تعالیٰ میرے ساتھ بھی ہے اگر میں تنہا بھی جہاد کو نکل کھڑا ہوں گا تو خدا میرے ساتھ ہے انشاء اللہ میں تمام دنیا پر غالب

آؤں گا۔ کیا انتہا ہے اس قوت قلب کی (ذم النبیان ص ۳۳)
آپ نے فرمایا کہ

تم میں سے اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہو گا تو بھی میں اکیلا قتال کروں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿لَا تَحْزَنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ حضور سرور عالم ﷺ کے ہمراہ میں ہی تھا اس لئے معنا میں ضمیر میری طرف راجع ہے جب میرے ساتھ خدا ہے میں خود سب کام کراؤں گا حق کی معیت ہوتے ہوئے مجھ کو کسی کی معیت کی حاجت نہیں ہے (حسن العزیز ج ۲ ص ۲۵۳)

بلاشبک وشبہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کی اس استقامت اور تاریخ ساز فیصلہ نے دینِ قیم اور نبی کی عظمت کو قائم رکھا حضرت صدیق اکبر کے اس تاریخی فیصلے سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ہر لوگ کسی طرح بھی اہل قبلہ نہیں ہو سکتے یہ شریعت کے ایک حصے کا انکار کر رہے ہیں آپ نے ملایا کہ میں شریعت میں کیسے کسی تقسیم کو برادشت کر لوں ضروریات دین کا منکر کس طرح اہل قبلہ میں داخل ہو سکتا ہے نامور مؤرخ زید شلبی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں

رسول اللہ ﷺ کے انتقال پر جب صحابہ کرام غم کے مارے دیوانے ہو چکے تھے اور حضرت عمر جیسے شخص تلوار کھینچے یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے ہیں میں اس تلوار سے اسکی گردن اترا دوں گا یہ صدیق اکبر ہی کی شخصیت تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور جبکہ سارا عرب ارتداد کی بھڑکتی آگ میں جل رہا تھا آپ نے مرتدین کے مقابلے میں جو مدبرانہ کارروائی کی اور جس نے بے مثال لیاقت کے ساتھ ملک کو اس تباہ کن فتنے سے نجات دلائی اس نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ اس وقت صرف آپ ہی کی ذات والا صفات خلافت کے بارگراں کو اٹھانے اور سنبھالنے کے قابل تھی (خالد سیف اللہ ص ۱۳۸)



پس ارتداد اور مرتدین کے الفاظ ان بزرگوں کی تحقیق کا حاصل ہیں مشہور مصری مؤرخ ابو
تاجہ ابی کاتب الصدیق ابو بکر میں اس نازک موقع پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں
ان موقع پر ایک ایسے صہرا کی ضرورت تھی جو ترمذی و قدیر کے ساتھ قطعی ارادہ سے
فیصلہ کن عزیمت کا مالک ہو اور اسکے علاوہ اسلام پر پختہ ایمان اور اللہ کی نصرت پانچ
یقین بھی رکھتا ہو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ حضرت
ابو بکر صدیق کی شخصیت میں ایسا ہی حکمراں مہیا کر دیا (ماخوذ از سیرت خلیفۃ الرسول
ص ۱۷۴)

..... منکرین زکوٰۃ کی سزا

حضرت ابو بکر صدیق نے صحابہ کرام کے روبرو غیرت مندانہ اور تار بخنی فیصلہ کرنے سے بد
تواریب دوش کی اور منکرین زکوٰۃ سے جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوئے صحابہ کرام دیکھ رہے تھے
کہ حضرت صدیق اکبرؓ کس درجہ کے صاحب عزیمت بزرگ ہیں اور آپ کی دینی استقامت و
قدر مستحکم اور پختہ ہے آپ سے گزارش کی گئی کہ آپ تشریف رکھئے ہم ان سے جا کر نئے پیر
چنانچہ آپ نے ان کی درخواست کو قبول کیا اور جہاد کیلئے ایک جماعت ترتیب دی اور قتال کیے
شکر روانہ کر دیا آپ کے بچے ہوئے لشکر نے حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی کہ یہ لوگ کس
طرف سے راہ راست پر آجائیں چنانچہ ان میں سے بعض راہ راست پر آگئے اور بعض منکروں کی
طرف میں ہی رہے چنانچہ پھر ان کے خلاف اعلان جہاد ہو گیا علامہ طبری لکھتے ہیں

و قتل و حرق بالنیر اناسا ارتدوا عن الاسلام ومنعوا الزکوٰۃ فقاتلہم حتی
اقتروا بالماعون (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۸۲)

جو لوگ اسلام سے مرتد اور زکوٰۃ کے منکر ہو گئے تھے ان میں بہت سے مارے گئے اور
انکے گھروں کو آگ لگا دی گئی اور انکے ساتھ قتال ہوتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے ان
بات کا اقرار کیا کہ اب حقیر سے حقیر چیز بھی نہ روکیں گے
حضرت امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ (۳۰۷ھ) لکھتے ہیں

حضرت امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاصؒ (۳۰۷ھ) لکھتے ہیں
كانت الصحابة سبت زراعى مانعى الزكوة وقتلت مقاتلهم وسموهم اهل
الردة لانهم امتنعوا من التزام الزكوة وجوبها فكانوا مرتدين بذلك لان من
كفر بآية من القرآن فقد كفر به كله وعلى ذلك اجرى حكمهم ابو بكر

الصدیق مع سائر الصحابة حين قاتلوهم (احکام القرآن ج ۳ ص ۸۲)
(ترجمہ) صحابہ کرام نے مانعین زکوٰۃ کی اولاد کو قید کیا اور انکے مردوں کو (جو مقابلہ کیلئے
آئے تھے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے) قتل کیا اور انہیں اہل الردۃ
قرار دیا کیونکہ انہوں نے التزام زکوٰۃ اور تسلیم وجوب سے انکار کر دیا تھا اسی بناء پر انہیں
مرتد قرار دیا گیا جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت کا انکار کرے تو اس نے تمام قرآن کا
انکار کر دیا حضرت صدیق اکبر نے جس وقت مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی صحابہ کرام کے
اتفاق کے ساتھ ان پر ارتداد کا حکم جاری کیا

حضرت امام بخاری (۲۵۶ھ) نے بھی مانعین زکوٰۃ اور حضرت ابو بکر صدیق کے اس قتال کے
واقعہ پر درج ذیل باب باندھ کر بتا دیا کہ یہ لوگ ارتداد کی وادی میں جا کرے تھے

باب قتل من ابى قبول الفرائض ومانسبوا الى الردة (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳)
فرائض کی قبولیت کے منکر اور مرتد ہونے کی وجہ سے کسی کو قتل کرنا
حضرت امام بخاریؒ کی بات آپ کے سامنے آگئی آپ اسے ارتداد شمار کرتے ہیں محض بغاوت
نہیں اب امام بخاری کے شیخ حضرت قبیبصہؒ کا فیصلہ لگے ہاتھوں دیکھ لیجئے

هم المودون الذين ارتدوا على عهد ابى بكر فقاتلهم ابو بكر
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۰)

برہ..... اہل باطل سے لڑنا سب کی ذمہ داری ہے

حضرت صدیق اکبر کے اس طرز عمل سے واضح ہو گیا کہ اہل باطل سے مقابلہ کرنا ہر مسلمان حکومت کی ذمہ داری ہے اگر پوری قوم اسکے لئے تیار نہ ہو تو بھی اسلامی حکومت پر یہ فرض پڑتا ہے کہ وہ منکرین دین اور اہل باطل کے خلاف پوری طرح حرکت میں آئے۔ اسی طرح علمائے کرام اور اہل دین کو بھی چاہیے کہ وہ اسلامی احکامات کے خلاف برپا کی جانے والی شرارتوں کا محاسبہ کریں اس پر صدائے احتجاج بلند کریں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس وقت یہ نہ دیکھ کر آپ کے ساتھ کون ہے اور کون نہیں؟ اعلائے کلمۃ الحق اور ایک اسلامی حکم کی حفاظت جس قدر ممکن ہو سکتی تھی آپ نے اس سے کہیں زیادہ کر دکھائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

☆..... ضروریات دین کے کسی ایک جزء کا انکار کفر ہے

دین کے وہ احکام جو یقینی اور ناقابل انکار دنیوں سے ثابت ہیں جن کو اصطلاح میں قطعی اور متواتر کہا جاتا ہے ان میں تفریق و تاویل کرنا یا اسکے کسی ایک حکم کا انکار کرنا درحقیقت پورے دین کی عمارت کو گرا دینا ہے یاد رکھئے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک جزء کا انکار بھی کفر ہے حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی (۱۷۷ھ) لکھتے ہیں

من انکر شینا من شرائع الاسلام فقد ابطال قول لا اله الا الله (السیر الکبیر ج ۳ ص ۲۶۵)

رائع اسلام میں سے کسی ایک کا بھی جس نے انکار کیا تو اس نے اللہ اللہ سے باطل ہو گیا۔
 شخص نے ایمان کو چھوڑ کر کفر وار تداو اپنا لیا اب اسکے بعد وہ نماز بھی پڑھے یا نہ پڑھے
 عمل کرے اسکا کوئی اعتبار نہ ہوگا اسلئے کہ ایک رکن کا انکار سب کا انکار ہے اور یہ سب
 مریضین میں شمار کئے جائیں گے شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں
 السلف قد سموا مانعی الزکوة مرتدین مع کونهم یصومون ویصلون
 (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۹۱۔ عبقات ص ۲۸۳)

حضرات سلف نے زکوٰۃ روکنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے تھے
 اور نماز بھی پڑھتے تھے
 علمائے اسلام کے ہاں اسکی نظیر حضرت ابو بکر صدیق کا یہ تاریخی فیصلہ ہے جو آپ نے بالکل ابتداء
 میں فرمادیا اور پھر اس پر صحابہ کرام کا بھی اجماع ہوا۔

☆..... حضرات شیخین کریمینؓ کے اختلاف کی نوعیت

حضرت صدیق اکبرؓ کا حضرت فاروق اعظمؓ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ اس باب میں جو اختلاف
 ہوا وہ اصل مسئلہ میں اختلاف نہ تھا حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر اصحاب کا خیال تھا کہ زکوٰۃ نہ دینا
 ایک بوجرم ہے تاہم موجودہ حالات میں اتنا بڑا قدم اٹھانا مناسب نہیں ہے کیونکہ دوسری جانب
 کفار بھی مسلمانوں پر حملہ کیلئے تیار بیٹھے ہیں نیز مدعیان نبوت بھی کھل کر سامنے آچکے ہیں ایسے
 حالات میں اس مسئلہ پر اگر کچھ تاخیر ہو جائے تو بہتر ہے یہ ایک حکمت عملی اور مصلحت وقت کی
 بنیاد پر ایک رائے تھی اصل مسئلہ سے اختلاف نہ تھا
 مگر حضرت صدیق اکبرؓ کا ارشاد تھا کہ وقت کے اس نازک موڑ پر کسی بھی قسم کی ٹک پیدا کرنا

ایک قلم نامک را وہ ہے آپ کا اصرار تھا کہ یہ صریح طور پر دین سے انحراف ہے آج اگر یہ لوگ زکوٰۃ میں تاویل کر رہے ہیں تو کل نماز کے بارے میں بھی کسی تاویل کا سہارا لے کر اسے تکرار کر دیں گے اور اس طرح اسلام کے ایک ایک رکن پر حملہ ہو گا اور اسکا حلیہ مسیح گرد و یا بائبل مشابہہ لوگ یہ کہیں کہ نماز بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی اور وہ اپنے استدلال میں قرآن کی کسی آیت کا سہارا لیں اور کہیں کہ اسکے مخاطب صرف حضور ہیں ہم نہیں جب آپ ہی نہ رہے تو اب یہ بھی باقی نہیں اسی طرح دین کے باقی ارکان پر تاویل کی چھڑی باری جائے گی جسکا مشاہدہ ہم آج کل کر رہے ہیں

سو جس طرح نماز کا حکم پوری امت کیلئے ہے اسکو صرف حضور اکرم ﷺ کی ذات گرائے ساتھ خاص کرنے کی یہ تاویل انہیں کفر و ارتداد سے نہیں بچا سکتی اسی طرح خذین اموالہم..... الایۃ میں یہ تاویل ان کو کفر سے نہیں بچا سکے گی یہ انکار ارتداد کے تحت آئے گا جس بنا پر حضرت ابو بکر صدیق کا یہ ارشاد جلیل

والله لا قاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۳)

کہ نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار آخر کیا معنی رکھتا ہے شاہد ہے یعنی دونوں عبادتیں فرض ہیں جو طرح نماز کا انکار کفر ہے اور ایسا آدمی مرتد ہے اسی طرح زکوٰۃ کا انکار بھی کفر ہے اور اس کا کافر قاتل مرتد ہے

حضرت ابو بکر صدیق سے جب یہ بات کہی گئی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی کلمہ پڑھے تو اس کی جان و مال کو اس سے الا بحقہا (ہاں اگر وہ اس حق سے ہی دستبردار ہو جائے؟ پھر نہیں) حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ یہ اسی حق میں سے تو ہے کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اٹھا کیا ہے اس میں فرق پیدا کر دینا کیا اس حق کو توڑنا نہیں ہے؟ نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار اسی حق کو توڑنا ہے آپ نے فرمایا

وہاں سے بحقہا الا بحقہا انہم ماہم اللہ دارہم اللہ دارہم
 انہو الادب وال اللہ تبارک و تعالیٰ انہم ماہم اللہ دارہم اللہ دارہم
 یہ اس کے حق میں ہے۔ اور یہ اس کے حق میں ہے۔ اور یہ اس کے حق میں ہے۔
 اگر یہ لوگ ایسا ہی ہیں تو ان کے لئے اس کا دستور ہے۔ اور یہ اس کے حق میں ہے۔
 اقرار کیا تھا تو میں اس پر ان سے شک کر رہا تھا

حضرت ابو جبر صدیق کے اس طرز استدلال سے یہ بھی پتا ہے کہ آپ قیاس سے پہلے
 زکوٰۃ کو نماز پر قیاس کر کے معلوم نہ کیا اور سب صحابہ نے اعلیٰ تائید کی۔ اور
 قیاس کی کوئی گنجائش نہ ہوتی تو حضرت ابو جبر کبھی قیاس سے کام نہ لیتے اور نہ صحابہ بھی اس
 قیاس کو قبول کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا یہ انداز امت
 پر ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے قیاس شرعی سے کام لینے والے آپ ہی ہیں اور سب
 صحابہ کی تائید موجود ہے بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ
 اللہ (۱۱۷۱ھ) حضرت ابو جبر صدیق کے طرز استدلال کے متعلق فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں تو ان کی
 جانیں اور مال محفوظ ہو جائیں گے الا بحقہا مگر ہاں اس وقت نہیں کہ جب وہ کسی ایسی
 چیز کا ارتکاب کریں جس کی وجہ سے ان سے قتال کرنا ضروری ہو جائے اس حدیث و
 حضرت عمرؓ جو پہلے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال کرنے کے حق میں نہیں تھے اپنے
 استدلال میں پیش کرتے تھے اور حضرت ابو جبر صدیق کے استدلال کی تقریر یہ تھی کہ
 نماز کا الا بحقہا کے ماتحت شامل ہونا مسلم ہے اور چونکہ زکوٰۃ بھی نماز کی ہی طرح ایک
 اہم فرض اور دین کی بنیاد ہے اسلئے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں کا حکم بھی وہی ہو گا شاہ
 صاحب کے آخر الفاظ یہ ہیں۔ وزکوٰۃ مقیس است بروے القیاس جلی (ازالۃ الخفاء ج ۳ ص ۳۳)



۱۰۴۔ ماخوذ از صدیق اکبر ص ۳۸۷

ہم اس وقت قیاس شرعی پر بحث نہیں کر رہے ہیں ہم تو صرف یہ بتلا رہے ہیں کہ حضرات شیخین کے مابین اختلاف اس بات پر نہ تھا کہ اہل الردۃ (مرتدوں) سے جہاد کیا جائے یا نہ؟ بلکہ اختلاف ان کی نوعیت یہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق کے نزدیک وہ اہل الردۃ تھے اور دوسرے حضرات سے ہاں ابھی ان کا ارتداد ابھی اتنا واضح نہ تھا جب بحث و تحقیق کے بعد یہ بات کھلی تو حضرات نے فادری اور دوسرے سب صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق کی رائے سے کلی اتفاق کیا اور آپ نے جھنڈے تلے رہ کر ان مرتدوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں اپنے انجام تک پہنچا کر بھی دم لیا ان الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

فعمر وافق ابابکر علی قتال اهل الردۃ مانعی الزکوۃ و كذلك سائر الصحابة
(منہاج السنہ ج ۲ ص ۲۳۲ تفہیم المسلم ص ۱۶۸)

آخر کار حضرت عمر اور تمام صحابہ ان مرتدین سے قتال کرنے کے مسئلہ پر متفق ہو گئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی رائے اور فیصلہ کو قبول کر لیا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ

شریعت کے قوانین میں حقائق اور مصالح و افعیہ مرعی ہوتے ہیں اور باقی جتنے قوانین ہیں وہ سب اغراض کے تابع ہیں شریعت کے قوانین اہل ہیں اور اکثر ان کا نفع جب معلوم ہوتا ہے کہ جب ان پر عمل کیا جائے..... مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کے جواز میں صحابہ کو کام تھا لیکن صرف حضرت ابو بکر صدیق کی یہ قطعی رائے تھی کہ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے چنانچہ حضرت نے نہایت شد و مد کے ساتھ فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک رسی بھی زکوۃ میں نکالتا تھا اور اب دینے سے انکار کرتا ہے تو

تاریخ خلافت جماد کردوں گا چاہے کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے اور حضرت عمرؓ سے
 زیادہ کہ اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام تم جاہلیت میں ایسے مغلوب تھے
 یہ میں آکر ایسے بڑے ہو گئے یہ تقریر سن کر حضرت عمرؓ کو بھی اسکے متعلق شرح
 مدد ہو گیا۔ دیکھئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے شریعت مقدسہ پر بالائے مذکور معائنات
 عمل فرمایا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفار مرعوب و مغلوب ہو گئے جس کا پہلے سے کسی و علم
 پونہ تمام مسلمانوں کی دھاک تمام بلاد و امصار میں بیٹھ گئی غرض اکثر شریعت مقدسہ کے
 بدع اس پر عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتے ہیں (افاضات ج ۹ ص ۱۵۲)

..... حضرت ابو بکر صدیقؓ مقام محبوبیت میں

بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس ایمانی قوت اور دینی غیرت کے ساتھ مالعین زکوٰۃ سے
 یہ باتیں کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے پھر آپ اور آپ کے ساتھ جن مقدس بزرگوں نے اس
 دیکھ میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی محبوبیت کا پروردہ عطا فرمایا قرآن کریم میں ہے
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
 وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (پ ۲)
 المائدہ ۵۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاوے گا
 ایسی قوم کو کہ اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر
 زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے۔ یہ

افضل ہے اللہ کا۔ دے گا اس کو چاہے اور اللہ کٹھا کٹھن والے ہے خیر دار۔

حضرت امام ابن ہبیری کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کی شان میں اترتی ہے۔
عرب لوگ مرتد ہو گئے تھے تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے اسے خلاف جہاد کیا۔ ان کو اسلام کی طرف لوٹا دیا۔

یونس بن یحیر قنادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت عمار
کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے ہی مرتدین عرب سے قتال کیا تھا۔ (معجم
محدث ص ۹۰ تا ۹۱ نجر کی۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۷۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۱ھ) اس آیت پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں
یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد مرتدین کے خلاف قتال کی
مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک نمونہ تھا (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۲۱)
مفکر اسلام حضرت علامہ ذاکر خالد محمود صاحب مدظلہ لکھتے ہیں

یہ ان لوگوں کے ایمان و اخلاص کی خیر دہی گئی ہے جو حضرت ابو بکر صدیق کے حکم
منکرین ختم نبوت اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف نکلے یہ خدا کی طرف سے ان قربانیوں کا
قبولیت کا اعلان ہے جو حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں دی گئیں یہ خلافت راشدہ
کے صادق ہونے کی آسمانی شہادت ہے جسے کوئی خوش نصیب رد نہ کر سکے گا یہ قرآن
ارتما سے پہلے کی ایک پیشگوئی ہے (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۲۰۲)

☆..... حضرت صدیق اکبرؓ کو صحابہ کرام کا خراج تحسین

حضرت صدیق اکبرؓ نے مسئلہ کی نزاکت کو شروع دن سے بھانپ لیا تھا کی وجہ ہے کہ آپ

اپنے موقف پر پوری طرح ڈٹے رہے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا تا آنکہ دوسرے صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ کی اس جرات و ہمت اور استقلال و استقامت اور ایمانی فراست پر سب صحابہ کرام نے آپ کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا ہے حضرت عمر فاروق جیسی عبقری شخصیت بنیں پہلے مرحلے میں کچھ تامل تھا انہوں نے بھی اعتراف کیا کہ حضرت ابو بکر کا موقف بالکل حق تھا آپ کھل کر کہتے ہیں کہ

فوالله ما هو الا ان رايت ان قد شرح الله صدر ابى بكر للقتال فعرفت انه الحق (صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۳۰ ج ۱ ص ۱۸۸۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۷)

خدا کی قسم میں سمجھ گیا کہ ان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں ابو بکر کو پورا پورا شرح صدر حاصل تھا بالآخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ حق بات یہی ہے (جو ابو بکر صدیق کہتے ہیں) حضرت عمر فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

حضرت ابو بکر صدیق میری عمر کی تمام عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور ایک دن کی عبادت دے دیں (تو بھی مجھے منظور ہے) رات غار ثور کی..... اور دن فتنہ ارتداد والا (تفہیم المسلم ص ۱۶۸)

حضرت رجا عطار دی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے لوگوں کا ایک ہجوم دیکھا قریب جانے پر دیکھا کہ ایک آدمی ایک دوسرے آدمی کے سر کو بوسہ دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں آپ پر قربان اگر آپ نہ ہوتے تو ہم تباہ ہو گئے ہوتے۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ بتائیے یہ بوسہ دینے والا کون ہے اور کسے بوسہ دے رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ بوسہ دینے والے بزرگ حضرت عمر ہیں اور جس کے سر پر بوسہ دیا گیا وہ حضرت ابو بکر ہیں کہ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف سخت قدم اٹھایا یہاں تک کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر آپ کے پاس آئے (صفوۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۳۰)

علامہ جابر اللہ زہد مشہور کہتے ہیں کہ جس دن حضرت ابو بکر صدیقؓ کا انتقال ہوا حضرت علی مرتضیٰ تشریف لائے اور آپ کے جسد مبارک کے قریب کھڑے ہو کر اپنے جذبات و اثرات پیش فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا۔

وآخر حین ضعفوا کنت کالجبل لا تحرکہ العواصف ولا تزل
القواصف (الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۸۴ - رجماء بیستم ج ۱ ص ۳۳۳)

اور آخر دور میں بھی آپ (پیش قدم) رہے جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت تر ہوا نہیں ہلانا سکے اور توڑ ڈالنے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کر سکیں (یعنی وصال نبوی کے بعد آپ قندارہ کے موقع پر پوری طرح ثابت قدم رہے تھے)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں

کرمنا ذلک فی الابتداء ثم حمدناه علیہ فی الانتہاء (اخرجه البغوی
..... از الہ الکفاء ج ۱ ص ۱۳۹)

ہم شروع میں مانعین زکوٰۃ سے قتال پسند نہیں کرتے تھے (لیکن جب حقیقت حال کھلی تو ہم آخر کار اس معاملہ میں ابو بکر صدیق کے شکر گزار ہوئے
آپ نے یہ بھی فرمایا

لقد قمنا بعد رسول اللہ ﷺ مقاما کدنا نهلك فيه لولا ان الله من
علینا بابی بکر (تاریخ کامل روم ص ۱۳۰)

ہم حضور ﷺ کے بعد اس مقام پر آگئے کہ اگر اللہ ہم پر حضرت ابو بکر کے ذریعہ
احسان نہ فرماتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے۔
آپ نے فرمایا

لولا ما فعل ابوبكر لألحد الناس في الزكاة الى يوم القيامة (رايش
النصرة ج ۱ ص ۱۳۸)

اور ابو بکر اس وقت جرات سے کام نہ لیتے تو لوگ ہمیشہ کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے میں
پرست و لعل سے کام لیتے اور کج روی پر اتر آتے
حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں

فرأينا ذلك رشداً (مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۳)

جب ہم پر حقیقت کھلی تو ہم نے آپ کی رائے کو درست ہی پایا
ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

قام في الردة مقام الانبياء (تفہیم المسلم ج ۱ ص ۱۶۸۔ تحفہ اہل سنت ص ۹)

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کیلئے حضرت ابو بکر صدیق نے وہ کارنامہ انجام دیا جو اس ثابت قدمی سے
اللہ کے پیغمبر ہی دے سکتے رہے

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا

والذي لا اله الا هو لولا ابوبكر استخلف ما عبد الله (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضور ﷺ کے بعد ابو بکر خلیفہ نہ بنتے تو

اللہ کی عبادت ہی نہ ہوتی

یعنی منافقین و مرتدین اسلام کا حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیتے یہ آپ کی ذات تھی جس نے اسلام کے
گرد مضبوط حصار باندھا اور اس کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت امام بخاری کے شیخ حضرت ابو بکر عیاشؓ بھی یہی بات فرماتے ہیں

سمعت ابا حصين يقول ما ولد بعد النبيين الفضل من ابى بكر قام مقام نبي من
(ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۱۳۹)

الانبياء في قتال اهل الردة اخرجه البغوي

میں نے حضرت ابو حصین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کرام کے بعد کوئی شخص بھی
حضرت ابو بکر صدیق سے افضل پیدا نہیں ہوا مرتدین سے قتال میں آپ نے وہ کام کیا
ہے جو ایک نبی کرتا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں
ایں اشارہ است بہ تحصیل داعیہ الہیہ کہ در نفس نفیس اور رضی اللہ عنہ
مرتم شد و آنجا اہتمام بامر جہاد و در خاطر مسلمانان مرسوم گشت
(ایضاً ص ۱۳۹)

ابو حصین کا یہ قول اس ارادہ الہیہ کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبر کے نفس میں نقش
ہو گیا تھا اور انہیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادہ جہاد پیدا ہوا
حضرت عبدالرحمن بن اسلم اس واقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق کی فراست کو اس طرح خراج
تحسین پیش کرتے ہیں کہ

(صدیق اکبر) کیا ہی اچھے کامل فقیہ تھے (تفسیر مواہب الرحمن پ ۲ ص ۷۸)

حاصل یہ کہ فتنہ ارتداد میں گو کچھ وقت ضرور ہوا مگر حضرت ابو بکر صدیق کی
استقامت اور آپ کی عزیمت نے انہی دنوں یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے ختم فرما دیا حالات کی نزاکت اپنی
جگہ سہی مگر آپ اس معاملے میں کسی لچک کے لئے تیار نہ ہوئے اس مسئلہ پر کئی نئے اور نازک
موڑ بھی آئے مگر وہ آپ کے پائے استقلال کو ہلانہ سکے آپ نے ہر صورت کاوٹ کر مقابلہ کیا اگر
آپ اس راہ میں عزیمت نہ دکھاتے اور استقامت کا مظاہرہ نہ فرماتے تو معلوم نہیں حالات کیا
رخ اختیار کر جاتے یہ آپ ہی کی ذات تھی جس نے اسلام کی کشتی کی حفاظت فرمائی اور اسے
حفاظت ساحل مراد تک لے آئے امت مسلمہ آپ کے اس احسان کو کبھی نہیں بھول سکتی ۔
تروتج دین پاک میں سبقت وہ لے گیا یکجا تھے اس میں نور یقین جو ہر خرد

۴۶۵
 مکتب سے ارتداد کا فتنہ کیا فرو ہر کذب اسکے نور یقین سے ہے مستور
 انجزاه الله تعالى عنا وعن سائر المسلمين احسن الجزاء

ایک سوال اور اسکا جواب

ال..... حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک کہ وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں جب وہ لوگ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے چالیا مگر اسلام کے حق سے۔ اور ان (کی دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر ہے (صحیح بخاری) اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص بھی شہادتیں کا انکار کرے اسی طرح نماز اور زکوٰۃ کا منکر ہو اس سے لڑنا جائز ہے حضرت صدیق اکبر سے جب یہ کہا گیا کہ یہ لوگ کلمہ گو اور اہل قبلہ ہیں آپ ان سے نہ لڑیں تو آپ نے جواب میں اس حدیث سے استدلال کرنے کے بجائے یہ کیوں کہا کہ میں اس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتا ہے حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام لینے کی کیا ضرورت تھی

﴿الجواب﴾..... حضور کی یہ حدیث اس وقت سب صحابہ کو پہنچ چکی تھی یا نہیں؟ اس کا علم نہیں تاہم اگر آپ اس حدیث سے استدلال کرتے تو یہ ایک جزئی استدلال ہوتا آپ نے اس موقع پر بطور مجتہد کے ایک امر کلی سے تمسک کیا کہ مسلمان پر اللہ کیلئے حق بدن اور حق مال دونوں قائم ہیں یہ شریعت محمدی کی اساس ہے ہمیں حق جان اور حق مال دونوں باب میں اس شریعت کو سنبھالنا ہے حضرت صدیق اکبرؓ نے اس اصل کلی سے استدلال کرتے ہوئے اپنی

مجتہدانہ ذمہ داری پوری کی اور اس پر توجہ دلائی کہ نص کے ہوتے ہوئے بھی اس کے حق میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔ ہاں وہ قیاس منع ہے جو نص کے مقابلہ پر ہونہ کہ وہ جو اسکی تائید میں چلے۔ پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر نے مجتہدانہ استدلال فرمایا تو اس وقت کسی ایک صحابی نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ قیاس سے کیوں کام لیتے ہیں آپ حضور کی حدیث کیوں نہیں سنا دیتے تاکہ کسی کو یہ کہنے کی ضرورت باقی نہ رہے کہ آپ نے حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کام لیا ہے۔ اور نہ کسی صحابی نے اپنی جانب سے یہ حدیث آپ کی تائید میں بطور استدلال پیش کر دی ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اجتہاد کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور سب صحابہ آپ کی اس شان اجتہاد کے قائل تھے اور سب کو معلوم تھا آپ کس قدر علمی شان کے حامل ہیں محدثین نے آپ کے اس واقعہ سے بتایا ہے کہ آپ کس قدر علمی شان کے ہوئے تھے شارح مسلم حضرت امام نووی (۷۶۷ھ) لکھتے ہیں

ہمارے اصحاب نے حضرت ابو بکر صدیق کی علمی عظمت کا اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیحین میں ہے کہ میں خود اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا (صواعق محرقة ص ۷۷ بحوالہ تہذیب الاسماء)

حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) بھی لکھتے ہیں

صحیحین کی اس حدیث سے آپ کی علمی عظمت پر استدلال کیا گیا ہے (تاریخ الخلفاء ص ۵۱) یہ بات بھی ضرور پیش نظر رہنی چاہیے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا اپنے اجتہاد کی روشنی میں منکرین زکوٰۃ سے قتال کرنا بھی از روئے حدیث سنت ہی ہے آنحضرت ﷺ نے خلفاء راشدین کے قول و فعل کو بھی سنت فرمایا ہے اور صحابہ کرام نے بھی اسے اسی درجے میں سمجھا ہے اور اس کا احترام کیا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں ایک شرابی کو چالیس کوڑے مارے گئے حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں بھی اسی کے مطابق عمل ہوا

کا در آتا تو اس وقت شرابی کو اسی کوڑے کی سزا دی گئی۔ حضرت عمر فاروق کے اس فیصلہ کی حیثیت کیا ہے؟ اسے حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی سنیں آپ فرماتے ہیں

جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین وابوبکر اربعین وعمر ثمانین وکل سنة (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۲ مسند احمد ج ۱ ص ۸۲)

حضرت علی مرتضیٰ اس فیصلہ کو بھی سنت کا نام دے رہے ہیں۔ حضرت امام حاکم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان کا بھی ذکر کیا ہے

ثم اتمها عثمانین ثمانین وکل سنة (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۸۱)

پھر حضرت عثمان نے بھی اسی کوڑے کی سزا دی اور یہ سب سنت ہی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی ان تینوں بزرگوں کے اعمال کو سنت کہا ہے (دیکھئے مسند ابی عوانہ

ج ۲ ص ۳۳۵ باب سنة النبی علیہ السلام والخلفاء الراشدین)

محدث شہیر حضرت ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

خلفائے راشدین کی جانب سنت کی نسبت یا تو اسلئے ہوئی ہے کہ انہوں نے خود آپ

کی سنتوں پر عمل کیا ہے یا اسلئے کہ انہوں نے خود (قیاس واجتہاد) استنباط سے کام

لے کر اسے اپنایا ہے (بایں طور یہ سنت ٹھہری) (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص

(۲۴۲)

علامہ حافظ ابن رجب حنبلی نے جامع العلوم والحکم (ص ۱۹۱) میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث

دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں بھی اس جانب توجہ دلائی ہے کہ خلفائے راشدین اگر کسی عمل

کو اجتہاد کی راہ سے اپنائیں تو وہ بھی سنت ہی کے حکم میں ہے انکے ان کاموں پر بدعت کا لیبل

نہیں لگایا جاسکتا اب جو لوگ ان کے اجتہاد کی راہ سے کئے ہوئے افعال پر بدعت کا فتویٰ لگائیں وہ

راہ راست سے ہٹے ہوئے لوگ ہیں اہل سنت میں سے نہیں۔

حکیم الامت حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی مشہور حدیث (جس میں فعلیکم بماعرفتم من سنتی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین ارشاد فرمایا ہے) پر جو سرخی جمائی ہے وہ قابل دید ہے آپ لکھتے ہیں
اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدين (ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۳۴۴)
خلفائے راشدین کی سنتوں کا واجب الاتباع ہونا

پھر آپ نے اس سے اگلا باب یہ باندھا ہے

اما تصویب رأى الشيخين وان رأيهما حجة والاشارة الى خلافتهم
(ایضاً ص ۳۴۶)

حضرات شیخین کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ انکی رائے حجت ہے اور انکی خلافت کی جانب اشارہ

حضرت حکیم الامت قدس سرہ ایک اور بحث میں خلفائے راشدین کے قول کے حجت ہونے پر لکھتے ہیں

والما آنکہ قول خلیفہ حجت است چوں آں را امضا کنند و آں قول ممکن شود در مسلمین و آں بالاتر از قیاس است و ایں خصلت ثابت است دریں بزرگواراں پس ثابت است بطریق بسیار قال اللہ تعالیٰ..... (ایضاً ص ۴۳۰)

خلفاء کرام کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفاء کوئی حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اسکا ثبوت بھی ان بزرگوں کیلئے باسانید بہا ثابت ہے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ خلفاء راشدین کے اقوال کو حجت مانتے تھے اور ان بزرگوں نے

لہو پور کی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

انہی تفصیل سے مقصود یہ بتانا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مائین زکوٰۃ سے قتال کیلئے اگر اجتماع رائے سے کام لیا ہے تو بھی یہ کسی طرح لائق اعتراض نہیں ہو سکتا۔

۱۰ جواب دوم ﴿ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ حدیث سنی ہو اور آپ کو یاد بھی ہو مگر اس ہازک موڑ پر یہ حدیث آپ کو مستحضر نہ رہی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ بالخصوص حضرت صدیق اکبرؓ جس شدت غم میں تھے وہ اہل خبر سے مخفی نہیں حضرت عمر فاروقؓ جیسی شخصیت کو بھی آیت کریمہ ﴿ وما محمد الا رسول ﴾ مستحضر نہ رہی تھی اور آپ شدت غم میں یہ کہہ رہے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ آیت پڑھی تو سب کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت گویا بھی اتری ہے حیر الامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

والله لو كان الناس لم يعلموا ان الله عز وجل انزل هذه الآية حتى تلاها

ابوبکر (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۹)

جس طرح یہ آیت اس وقت سب کو مستحضر نہ رہی اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی یہ حدیث مستحضر نہ رہی ہو اور اس طرح ہونا کوئی قابل تعجب بات نہیں ہے شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) اور بدر الزا سلام حضرت علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) اس پر لکھتے ہیں

وفي القصة دليل على ان السنة قد تخفى على بعض اكابر الصحابة ويطلع

عليها احادهم (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۹ عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۸۳)

اس قصہ میں دلیل ہے اس بات پر کہ بسا اوقات صحابہ پر کوئی سنت چھپی رہ جاتی ہے اور اس پر ان میں سے کوئی دوسرا مطلع ہو جاتا ہے



حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اجتہاد سے کام لیا اور سب صحابہ نے اس کی تائید کی۔
 جواب: ”موم“ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے
 استدلال میں یہ حدیث پیش کی تھی راوی نے اس جگہ اختصار سے کام لیا ہے حضرت ابو بکرؓ
 نے اس کا ذکر کیا ہے نیز اہم نسائی نے بھی اپنی سنن میں اسے نقل کیا ہے (دیکھئے سنن نسائی ص ۱۶۰)
 اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے نہ صرف یہ کہ اجتہاد فرمایا بلکہ اپنے مومنین
 حدیث بھی آپ کے سامنے تھی

حاصل یہ کہ تاریخ اسلام کے اس اہم اور نازک لحات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس عزم
 و جرات اور استقامت و استقلال کا مظاہرہ فرمایا اور ہر باطل کے قدم اکھاڑے یہ آپؐ کا کمال ہے
 آپ کے عزم و ہمت نے صحابہ کرام کو سہارا دیا اور پھر وہ بھی آپ کے شانہ بہانہ چلے اور غرض
 دین کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

☆..... قادیانیوں کے گمراہ کن اعتراضات اور ان کے جوابات..... ☆

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تاریخ ساز فیصلہ اور علماء اسلام کی تحریرات سے یہ بات سامنے آتی
 ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال اسکے ارادہ کو پیغام پر کیا تھا بلکہ
 تو حیدور رسالت کے منکر نہ تھے اور نہ نماز روزہ کا وہ انکار کر رہے تھے اور نہ ہی وہ اسلام کو چھوڑ
 کافروں سے جا ملے تھے ہاں زکوٰۃ کا انکار کرتے تھے اور اسکی تاویل کر کے زکوٰۃ کی فرضیت کے
 ہو گئے تھے اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سے جنگ کا فیصلہ کیا اور صحابہ نے اجماعاً انکا
 کی اور بتایا کہ دین کے کسی ایک رکن کا انکار کفر ہے اور اگر وہ دعویٰ اسلام رکھتا ہو تو پھر اس پر
 ارادہ لگایا جائے گا۔

..... قادیانی استدلال۔

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ مرتد وہ ہے جو کافروں سے جا ملے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس پر ارتداد کا حکم نہیں لگ سکتا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یہ سچی نہیں کہتے کہ ہم مسلمانوں سے جدا ہیں اسلئے ان پر ارتداد کا حکم غلط ہے

﴿ الجواب ﴾

قادیانیوں کا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ ہم مسلمانوں سے جدا نہیں ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو مسلمانوں سے جدا کہا ہے وہ کھلے عام کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقیدہ اور ہیں ہمارے اور ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے اعمال اور ہیں ہمارے اور ہیں مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین نے اپنی جماعت پر واضح کر دیا تھا کہ ہمارا مسلمانوں سے اختلاف فروع کا نہیں اصول کا ہے ظاہر ہے کہ اصولی اختلاف کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اور قادیانی ایک ہیں۔ مرزا غلام احمد کے قریبی ساتھی اور اسکے پہلے جانشین حکیم نور الدین کلیمان ملاحظہ کیجئے۔

میں تو اپنے اور غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں.....
کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا (اخبار الحکم ج ۱۵ نمبر ۷۔ ۸ بابت ۱۹۱۱ء)
حکیم نور الدین کے اس بیان میں یہ واضح ہے کہ مسلمانوں کا قادیانیوں کے ساتھ اختلاف اصول میں ہے فروع میں نہیں ظاہر ہے کہ اب اختلاف معمولی نہ ہو گا لیجئے مرزا بشیر الدین کا بیان دیکھئے جس میں یہ اختلاف اور کھل کر بتا دیا گیا ہے اور اسے مرزا غلام احمد کلیمان بھی کہا گیا ہے
مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کہتا ہے۔

مسح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج

رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف اس قدر ہے
 جسے یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم قرآن و نماز و روزہ و
 زکوٰۃ وغیرہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے
 اختلاف ہے (الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۱۳۔ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اب آپ ہی بتائیں کیا مسلمان اور قادیانیوں کا اختلاف فروغ کا ہے یا اصول کا۔ اور ان دونوں
 کی روشنی میں کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان اور قادیانی ایک ہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی نے ضروریات دین کا کھلے عام انکار کیا اسکے پیروکار اسے خدا کو نبی
 رسول مانتے ہیں مرزا غلام احمد نے جن عقائد کی دعوت دی ہے اسے یہ لوگ دل سے سمجھتے
 ہیں ان میں اسکا نبی رسول ہونا بلکہ افضل الانبیاء ہونا بھی ہے مرزا غلام احمد نے حضرت محمد
 علیہ السلام اور دیگر انبیاء کی شان میں جو گستاخانہ زبان کھولی ہے اسے اسلام کسی صورت برداشت
 کرنے کیلئے تیار نہیں مگر اسکے پیروکار نہ صرف یہ کہ اس پر ایمان لاتے ہیں بلکہ اس گستاخانہ
 کو خدائی وحی بھی مانتے ہیں قرآن کریم کی لفظی و معنوی تحریف مرزا غلام احمد کو مسلمانوں سے
 جدا کرتی ہے اب آپ ہی بتائیں کہ قادیانیوں کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ ہم مسلمانوں سے
 جدا نہیں۔ اب اگر یہ لوگ پہلے اسی اسلام پر تھے جو سب مسلمانوں کا ہے اور پھر انہوں نے مرزا
 غلام احمد کی ان کفریات کو مانا ہے تو انکے مرتد ہونے میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ بیشک اگر
 اسلام پڑھیں اور نماز روزہ کریں لیکن اسلام کے ایک رکن کا انکار اور اس میں کھلی تحریف و تبادیل
 انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے اور دواوی ارتداد میں گرانے کیلئے کافی ہے
 مسلمہ کذاب اور اسکے پیروکار بھی توحید و رسالت کے منکر نہ تھے وہ صرف نبوت میں مسیہ

شریک مانتے تھے مگر حضور ﷺ نے انہیں اسلام سے باہر قرار دیا صحابہ کرام نے انہیں الٹی راہ
 میں سے سمجھا اور ان کے خلاف کاروائی کی۔ مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکار بھی یہ بات دیکھ

کے منکر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں سے جدا کہتے ہیں پھر وہ کیوں مرتد نہ سمجھے جائیں؟
نہیں کہ ایک فریق کو ان کے عقائد کی وجہ سے اہل الردۃ کہا جائے اور دوسرا فریق ثابت نہیں
ہو اس سے زیادہ ہی غلط عقائد و نظریات کا حامل ہو اور انہیں اہل اسلام میں مانا جائے۔

بلکہ اس نظر پر ہے کہ قادیانیوں نے ارتداد کے بارے میں یہاں جو بات کی ہے یہ صرف ان کا ایک
پیش نظر ہے مسئلہ نہیں..... اگر یہ بات بطور مسئلہ کے ہے تو اسکی اصل قرآن کریم سے یا سنت
حلیہ سازی ہے مسئلہ نہیں بلکہ حیلہ ہے۔ اگر یہ شریعت کا کوئی مسئلہ ہو تا تو اس پر یہ ضرور
متوازعہ سے یا فہماء صحابہ سے اس طرح سامنے لائی جائے کہ اسکی دلالت قطعی ہو اور پھر اس
ثبوت محدثین کے ہاں یقینی طور پر ثابت ہو اگر قادیانی علماء کے پاس ایک بھی ایسی کوئی دلیل
نہیں تو یقین کیجئے کہ یہ مسئلہ نہیں بلکہ حیلہ ہے۔ اگر یہ شریعت کا کوئی مسئلہ ہو تا تو اس پر یہ ضرور
کوئی دلیل پیش کرتے۔

اگر مرتد کیلئے کھلم کھلا ملت کا بد لیا ضروری ہو تو پھر اسلام میں کفر انکار اور کفر الحاد کی تقسیم نہ
ہوتی حالانکہ قرآن نے کفر الحاد کے مجرمین کو باقاعدہ ننگا کیا ہے اور انہیں جہنم کا مستحق گردانا ہے
پھر قادیانی علماء کو یہ بھی بتلانا پڑے گا کہ جو لوگ پہلے قادیانی گروہ میں داخل رہے اور پھر وہاں
سے وہ نکل آئے جیسے ڈاکٹر عبدالکحیم پیالوی یا علامہ سر محمد اقبال کے والد شیخ نور محمد صاحب
وغیرہم انکے متعلق یہ لوگ کیوں کہتے ہیں کہ یہ اسلام سے نکل گئے ہیں کیا قادیانیوں نے ان پر
حکم ارتداد نہیں جاری کیا؟ کیا انہوں نے تبدیل ملت کا اعلان کیا تھا اور وہ ہندوؤں یا یہود و نصاریٰ
کے پاس جا ملے تھے؟

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ قادیانیوں پر الزام ہے۔ نہیں۔ علامہ اقبال مرحوم کے والد نور محمد
صاحب نے جب قادیانیت سے توبہ کر لی تو اس وقت مرزا غلام احمد کا جوش غضب دیکھئے اس
نے لکھا کہ

شیخ نور محمد کو کہہ دیویں کہ وہ جماعت (قادیانی) سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ

ہیں (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۴۹)

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیلوی بھی قادیانیوں کے ہاں بڑے اہم رہن تھے جب ان کے بارے میں

قادیانیت سے توبہ کی تو مرزا غلام احمد نے کہا

ایک شخص (عبدالحکیم) ہے جو تین برس تک میرا رید رہا اور ہر طرح سے بدنامی کرتا رہا ہے اب مرتد ہو کر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اس نے میرا نام منسوب کر کے کاغذ جال رکھا ہے (ملفوظات مرزا غلام احمد ج ۱۰ ص ۵۹)

مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد بنائے نہ حضرت خلیفہ اول (نور الدین) کے متعلق مجھے یاد ہے کہ وہ عبدالحکیم مرتد بنائے نہ جب وہ احمدی تھا بہت محبت کیا کرتے تھے (تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین ج ۱ ص ۵۰) اب یہ بات قادیانی علماء کے سوچنے کی ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے صرف قادیانیت سے توبہ اور شیخ نور محمد بھی قادیانی گروہ سے الگ ہوئے تھے اب وہ کیسے اسلام سے الگ ہوئے اور مرزا کا فتویٰ کس نے لگایا اور کیوں کر لگایا؟

☆..... قادیانیوں کا دوسرا اعتراض

کسی کو اہل قبلہ کی تکفیر کا حق نہیں وہ مسلمان ہیں قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے ایک اجلاس بیان میں کہا کہ حضور کے ارشاد کے مطابق مسلمان وہ ہے جو ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے ہر طرف منہ کرے اور ہمارا پیچہ کھائے (جنگ لندن)

پھر قادیانیوں کی ایک پریس کانفرنس میں بھی یہی بات دہرائی گئی کہ حضور اکرم نے مسلمانوں کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے اور عال

مانے تو اس تعریف کو چھوڑ کر ہم اسمبلی کی تعریف کو کس طرح مان سکتے ہیں (بنک لندن ۲۱
یائی ۱۹۸۶ء)

﴿ الجواب ﴾

مرزا طاہر بتائیں کہ کیا واقعی وہ اس موقف کے حامی ہیں اگر ہیں تو انہیں بتانا پڑے گا کہ کیا
شیخ نور محمد کی نماز الگ تھی؟ کیا انکا قبلہ کہیں اور تھا؟ کیا ڈاکٹر اقبال کے والد حلال ذبیحہ نہیں
فہم تھے؟ اگر شیخ نور محمد اور ڈاکٹر عبدالحکیم مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے خانہ کعبہ کی رشتہ
زہ کے نماز ادا کرتے تھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے تھے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے انہیں
اسلام سے الگ کیوں قرار دیا کیوں ان پر حکم ارداد جاری کیا اور مرزا بشیر الدین نے ان کو کیوں
مرتد کہا؟

آئیے ہم اہل قبلہ کی اصطلاح پر بھی ایک نظر دوڑائیں اور معلوم کریں کہ اسکا معنی کیا ہے
علماء اسلام بارہا اسکی وضاحت کر چکے ہیں کہ اصطلاح میں اہل قبلہ کا مطلب اہل ایمان ہیں اور
اہل ایمان وہ ہیں جو تمام قطعیات اسلام اور ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں اور اس میں کسی
فہم کی تاویل و انکار نہ کرتے ہو حضرت علامہ ملا علی القاری لکھتے ہیں

اعلم ان المراد من اهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروریات الدین
(شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰)

اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں
علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں

اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروریات الدین ای الامور
التي علم ثبوتها في الشرع واشتهر فمن انكر شيئا لم يكن من اهل
القبلة ولو كان مجاهدا بالطاعات (الفصل ج ۴ ص ۵۷۴)



اور اسلامی خدمت کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے مشرق و مغرب کے قلابے ملا دیں اور پاپ و ایشیاء کو ہلا دیں..... یہی وہ نکتہ ہے جس پر آغاز عہد خلافت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا چنانچہ حضرت ابو بکر نے جو شخص سے جنگ کرنے کا اعلان کر دیا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتا ہے حضرت ابو بکر کا مقصد یہی تھا کہ جو شخص طورے دین کو ماننے کے لئے تیار نہیں وہ دین میں نہیں آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو بھی شرح صدر عطا فرمادیا اور یہ حقیقت ان کی سمجھ میں آگئی اور حضرت ابو بکر کی رائے سے متفق ہو گئے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے وہ اہل قبلہ کہلاتے ہیں متفق ہو گا یہ نہیں کہ جو شخص قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرے ذبحہ مسلم کھالے اور وہ قطعیات اسلام کا منکر ہو تو اسے بھی کافر نہ کہا جائے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ قطعیات اسلام کو ایک نہیں سمجھتے ہیں کہ جس طرح چاہے اسکے ساتھ کھیلا جائے آپ ہی بتائیں قادیانیوں کی مراد قبول کر دی جائے تو ایمان و کفر اور اسلام و الحاد میں کیا امتیاز رہ جائے گا؟

جن لوگوں نے اہل قبلہ کی تکفیر سے منع کیا ہے وہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی مومن گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر لے تو اسے اہل قبلہ میں سے خارج نہ قرار دیا جائے گا یعنی ارتکاب کبیرہ سے مومن کافر نہیں ہوتا ہاں ضروریات دین میں سے کسی ایک جزء کا انکار کفر ہے اس کفر کے ہوتے ہوئے اب اسکی نماز کا کوئی اعتبار نہ کیا جائے گا۔ ایمان کا مدار ضروریات دین کی تصدیق پر ہے صرف استقبال قبلہ ذبحہ مسلم اور اقامت صلوٰۃ پر نہیں۔ سنن ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ولا تکفرہ بذنب (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد) کہ اہل قبلہ کو کسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے گا اگر وہ کوئی ایسا قول و فعل اپنالے جو ضروریات دین سے ٹکراتا ہے تو اب اس پر حکم کفر لگایا جائے گا یہ حکم محض ارتکاب کبائر سے نہیں لگتا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ ابن تیمیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

وقد اتفق الصحابة والائمة بعدهم على قتال مانعي الزكوة وان كانوا يصلون الخمس ويصومون شهر رمضان وهولا، لم يكن لهم شبهة سائغة فلماذا كانوا مرتدين وهم يقاتلون على منعها وان اقرروا بالوجوب لما امر الله (فتاوى ابن تیمیہ ج ۴ ص ۲۸۵ ماخوذاً من افکار المحدثین ص ۱۱۴)

تمام صحابہ اور ان کے بعد کے ائمہ کرام منکرین زکوٰۃ سے جنگ کرنے پر متفق تھے اگرچہ وہ جگہ نماز بھی پڑھتے تھے رمضان کے روزے بھی رکھتے تھے مگر اس کے باوجود ان کا کوئی شبہ (یعنی تاویل) صحابہ کے نزدیک لائق قبول نہ تھا اسی لئے وہ مرتد تھے اور منع زکوٰۃ پر ان سے جنگ کی جاتی تھی اگرچہ وہ نفس زکوٰۃ کے وجوب کے اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا اس کے فرض ہونے کے قائل تھے۔

اگر کوئی شخص استقبال قبلہ کرتا ہے فتح مسلم کھاتا ہے نماز بھی مسلمانوں جیسی پڑھتا ہے اور اسکے کسی قول و عمل سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی رکن کا منکر ہے؟ اسے مسلمان سمجھا جائے گا اسکے ساتھ اہل اسلام والا معاملہ کیا جائے گا لیکن اگر ان اعمال کے ہوتے ہوئے اسکے کسی کفر کا پتہ چل جائے اور وہ خود بھی اس کو تسلیم کرے تو اب یہ کہنا کہ اسے مسلمان کہو کیونکہ وہ استقبال قبلہ کرتا ہے فتح مسلم کھاتا ہے اسلام پر قلم ہے نحن نحکم بالظواہر کا یہی مطلب ہے یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ساتھ ملتے ہیں۔۔۔ الا ان تدروا کفرا بواحا (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۴۵ صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۵) یعنی جب تک تم اس کا کفر صریح نہ دیکھو وہاں تک اس پر حکم کفر نہ لگاؤ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) اور علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں

رفیہ ان امر الناس محمولة علی الظاهر لمن اظهر شعائر الدین احسن
علیه احکام اہلہ مالہ یمظہر منه خلاف ذلك (فتح الباری ج ۲ ص ۵۵ نمبر ۱۲۵)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کے ظاہری حالات پر معاملہ کیا جائے گا؟
دین کے شعائر کو ادا کرے اسکے ساتھ اہل دین کا معاملہ کیا جائے گا؟
کوئی کام اسکے خلاف صادر نہ ہو
حضرت ملا علی قاری لکھتے ہیں

وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر مالم
يوجد شئ من أمارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته
شرح فقہ اکبر ص ۲۳۰

یعنی اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کفر اور
علامات کفر نہ پائی جاتی ہو اور نہ اس سے کوئی ایسی چیز صادر ہوئی ہو جو موجب کفر ہو
اس بیان کی روشنی میں جب ہم قادیانیوں کے عقائد و اعمال کا جائزہ لیتے ہیں اور مرزا قادیانی
قادیانی اور ان کے دوسرے زعماء کی کتابوں کا دیانت دارانہ مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں کفریہ
عقائد کھلے کھلے نظر آتے ہیں اور وہ اتنے صریح اور واضح ہوتے ہیں کہ اسے کسی بھولے سے غم
بھی نہیں کئے جاسکتے۔ خدا کی ذات انبیاء کرام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور
دوسرے ضروریات دین سے کھلے عام کھلوڑ کیا گیا ہے اور پھر وہ خود بھی اس کا اعتراف بھی کرتے
ہیں کہ اسلام اور قادیانیت کی راہیں جدا ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ صحیح اسلام پر ہیں تو
قادیانی عقائد پر نہیں اگر وہ قادیانی عقائد پر ہیں تو پھر مسلمان نہیں اب آپ علی بن ابی طالب کی انہیں
پھر کس طرح اسلامی صف میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ یہ مرزا طاہر کا دھوکہ ہے جو حدیث کے

ہم پر عوام کو دے رہا ہے
ہمارا موقف اب بھی یہی ہے کہ ظاہر اعمال پر حکم لگایا جائے گا جب تک اسکے خلاف کوئی
دلیل موجود نہ ہو اور ہمیں یہ کہنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ قادیانیوں کے عقائد و اعمال کا اسلام
سے کوئی لگا نہیں ہے اسلئے اب ظاہر اعمال کی رٹ لگانا سوائے دھوکے کے اور کچھ نہیں ہے اور اگر
صریح کو اسلام کا نام دینا اس سے بھی بڑا مذاق ہے اور اسلام اس مذاق کو برداشت نہیں کر سکتا۔

☆..... قادیانیوں کا تیسرا اعتراض

قادیانی سربراہ مرزا طاہر کہتے ہیں کہ ایک صحابی نے جنگ کے دوران ایک ایسے آدمی کو قتل
کر دیا جس نے عین قتل ہوتے وقت کلمہ پڑھ لیا تھا جب معاملہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا تو
حضور نے نہایت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ان صحابی سے کہا کہ کیا تم نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا پھر
بار بار اس فقرے کو دہراتے رہے (جنگ لندن)

☆..... ﴿الجواب﴾

ہم یہاں پھر سے یہ سوال دہرانا چاہتے ہیں کہ جب مرزا غلام احمد نے عذامہ اقبال مرحوم کے والد
شیخ نور محمد کو اسلام سے خارج قرار دیا تھا تو کیا اس نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ اسلام سے باہر
ہو گیا ہے اور جب ڈاکٹر عبدالحکیم کو مرتد کہا جا رہا تھا تو کیا مرزا غلام احمد اور مرزا بشیر الدین نے
اسکا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ مرتد ہو گیا ہے؟ جب وہ دونوں زبان سے کلمہ اسلام پڑھ رہے تھے
تو مرزا غلام احمد نے ان دونوں کو کیوں دائرہ اسلام سے خارج بتایا اور ان کو مرتد کہا؟

قادیانیوں میں اگر کوئی پڑھا لکھا شخص موجود ہے تو وہ مرزا طاہر سے ہماری اس گزارش کا
جواب حاصل کرے اور ہمیں بتائے کہ مرزا طاہر کا استدلال صحیح ہے یا اسکے باپ دانا کے فتویٰ

ست تھے؟

حدیث شریف میں جس واقعہ کا ذکر ملتا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ مقتول نے عین حالت میں کلمہ پڑھا اور صحابی کے ہاتھ میں اٹھی تلوار اسکا کام تمام کر گئی یہ صحیح ہے کہ صحابی کے ہاتھوں میں جی جان گئی لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں کہ صحابی نے اس کو مسلمان جان کر پھر اسکا کام تمام کیا۔ صحابی ہٹمان تھا کہ یہ شخص دل سے کلمہ اسلام نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ اسکا مقصد اس وقت اپنی جان بچانا ہے اور اس نے صرف تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھا ہے حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے

انما قالها خوفا من السلاح (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۸)

اس نے ہتھیار کے ڈر سے یہ کلمہ پڑھا

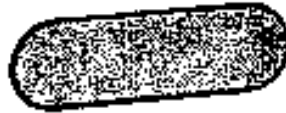
اس پر حضور نے فرمایا کہ کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھا تھا کہ وہ دل سے قبول اسلام کر رہا ہے یا اسکا اسلام لانا ایک وقتی حیلہ ہے۔ یہ صحابی کا اجتہاد ہے اور حالات نے انہیں اسی گمان پر مجبور کیا اور اس پر ان کی تلوار بھی اٹھی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرمائی اور بتایا کہ انسان کے ظاہر پر حکم لگایا جائے گا اور اسکے باطن کو اللہ کے حوالہ کر دیا جائے گا سوال یہ ہے کہ جب کسی شخص کے کفریہ عقائد ظاہر ہو جائیں اور ان کفریہ عقائد پر اس نے صرف یہ کہ اصرار ہو بلکہ وہ اسے ہی صحیح سمجھ کر دوسروں کو اسی کفر کی دعوت دیتا ہو تو کیا اس وقت یہ کہنا جائز ہو گا کہ چونکہ وہ کلمہ پڑھ رہا ہے مسلمانوں کا ذبح کھاتا ہے اسلئے اسے کچھ نہ کہو

مسلمان سمجھو اور ظاہر پر حکم لگاؤ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔

مرزا غلام احمد اگر ظاہری طور پر ضروریات دین کا اقرار کرتا اور اپنا کفر ظاہر نہ کرتا تو اسکے ساتھ ظاہر کے مطابق معاملہ کیا جاتا مگر کون نہیں جانتا کہ اس نے اپنے کفر کا ہر عام اظہار کیا اور زندگی بھر اسکا پرچار کرتا رہا تو اب کسی ہوش مند مسلمان کیلئے یہ کیسے جائز ہو گا کہ وہ مرزا غلام احمد کو ضروریات دین کا منکر نہ جانے اور اسے کافر نہ مانے۔ مرزا ظاہر نے جس حدیث سے

مرزا غلام احمد اور قادیانیوں کو چنانے کی کوشش کی ہے افسوس کہ وہ اس میں بری طرح ناکام ہوئے اور اسکے سب استدلال بے جان نکلے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
یاد رکھئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت جس طرح سے
اسلامیہ کی اساس ہے اسی طرح یہ ہر باطل کا ستیاناس بھی ہے آج بھی ہم اپنی عظمت و فہم و دانش
یا سکتے ہیں بشرطیکہ اسوہ صدیق سامنے رکھیں اور ہر مصلحت و غرض کو بائائے طاق رکھ کر ان کے
رضا پانے کیلئے آگے بڑھ جائیں تو انشاء اللہ ہم سر بلند رہیں گے اور آنے والی تسلیں ہمارے پیش
سے اپنے چراغ روشن کرتی رہے گی

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ
الطیبین واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین



صدق دے صدیق کے صدقے میں مولائے کریم
اپنے لطف خاص سے کر دے عطا قلب سلیم
فضل سے اپنے دکھا مجھ کو صراط مستقیم
رب ہب لی کنز فضل انت وھاب کریم

شیعہ دلوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے والی ایک کوشش اسلامی کوشش

شیعہ کے کئی حلقے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے پائے گئے ہیں شیخ تاج الدین انہیں کافر کہنے سے احتراز کیا گیا ہے ان کا زیادہ تر بغض اور غصہ سیدنا حضرت امیر معاویہ پر مرکوز ہے ہم نے انہیں بتلایا کہ اگر تم لوگ اپنے تجرید الایمان میں بیان کئے گئے عقیدہ اور موقف پر آجائے تو اس سے سنی شیعہ کے کئی اختلافات کمزور ہو سکتے ہیں اس پر بعض نے کہا کہ یہ صحیح لیکن حضرت ابو بکر کے بارے میں پھر بھی ہمارے دلوں میں کچھ تنگی اور بوجھ موجود ہے ہمیں ان کے بارے میں شرح صدر نہیں ہے اس کا ازالہ پہلے ہونا چاہیے ہم نے مناسب جانا کہ اس کتاب کا نام ازالۃ الضیق رکھ دیں تاکہ جن دوستوں کے دلوں میں حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں کوئی بوجھ ہے وہ اس بوجھ کو اس کے مطالعہ سے اپنے دلوں سے اتار دیں اور حضرت ابو بکر کے بارے میں تنگدلی (ضیق) کے بجائے عمل میں فراخ دلی لائیں جس کی تعلیم حضرت علی مرتضیٰ نے دی ہے اور اس طرح سنی شیعہ حلقے ایک دوسرے کے بہت قریب آسکیں گے۔

اے اللہ شیعہ دوستوں کے گلے میں پھنسی تنگدلی کی یہ ہڈی نکل جائے جو ان کے دلوں کا بوجھ بنی ہوئی ہے اے اللہ ہم تیرے حضور درخواست کرتے ہیں کہ تو ہی ان کے دلوں کا بوجھ اور ان کی ضیق دور فرما اور ان کے دلوں میں صحابہ کرام بالخصوص حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں اعتراف حقیقت اتار دے اور دلوں میں بوجھ لئے مارے مارے پھرنے والوں کو صف حقیقت میں بٹھا دے..... آمین

اور اگر ہماری اس مخلصانہ دعوت اور کوشش کے باوجود بھی یہ لوگ اپنے دلوں سے اس تنگی کو دور نہ کرنا چاہیں تو ہم انہیں قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرنے و دعوت دیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للأسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون (ترجمہ) جس شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے دل کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو (یعنی اس سے چڑھا نہیں جاتا) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پہ کاردالنا ہے۔

﴿ مؤلف ﴾

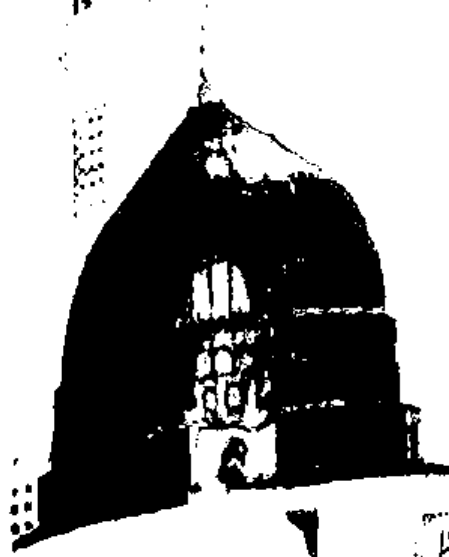
اے اللہ ہم میں سے کسی کو بوجھ میں نہ رکھ۔

یار غار مصطفیٰ ﷺ



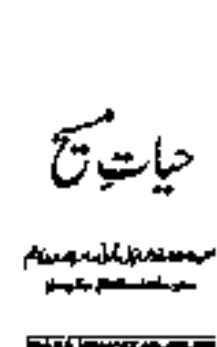
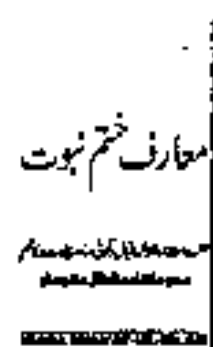
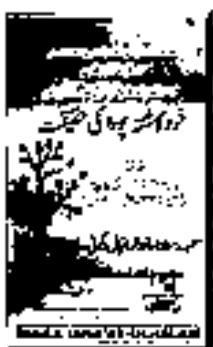
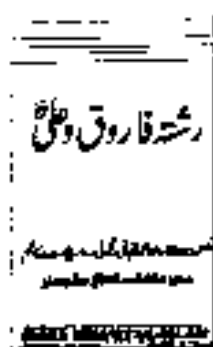
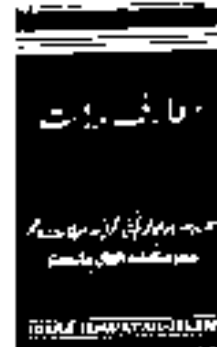
انہیں غار ہیں اور ثانی اثنین صفت ان کی
نہیں ثانی کوئی جن کا ہوا صدیق اکبرؑ ہیں
وہ ثانی ایسے لآ ثانی نہیں ان کا کوئی ثانی
وہی تو یار غار مصطفیٰؐ صدیق اکبرؑ ہیں
نہیں ہے اول و ثانی میں کوئی فاصلہ ممکن
خلیفہ اولیں بے فاصلہ صدیق اکبرؑ ہیں
یہاں پر اتحادی نسبت علیا ہے جلوہ گر
نبی کے ہو بہو جلوہ نما صدیق اکبرؑ ہیں

راز دار مجتبیٰ



ہیں وہ ابوجر معظم کے فیوض اللہ
شرق سے تا غرب از فیض رسول ذو الجلال
یار غار مصطفیٰ وہ راز دار مجتبیٰ
دہر میں نایاب ہے جس کی رفاقت کی مثال
سب سے پہلا وی امیر المؤمنین وہ پیشو
جس کے آغاز میں مضمحل تھا اک زیر ستار

OTHER PUBLICATIONS



IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM